اوم

[illegible] سنگرہ جلد اول

ویاکھیان گرنتھاولی

جس میں شری سوامی وشوانند سرسوتی جی کے

تصنیف کردہ ٹریکٹ وغیرہ شامل ہیں

جس کو

ویر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے جمع کیا

اور صرف سرورق [illegible] پریس لاہور میں چھپوایا

اوم

(ایشور کی ہستی)

ایشور وچار حصّہ اول

پیارے ناظرین! جب ہم اس سنسار میں پدارتھوں کو تحقیقات کے واسطے غور کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنسار میں بہت قسم کے پدارتھ ہیں۔ لیکن سب پدارتھوں میں جو کام ہوتا دیکھتے ہیں۔ وہ قریباً قریباً نیم میں بندھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ آج پیدا ہوا۔ کچھ دن تک بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا۔ پھر کچھ دن تک قایم رہا۔ آخرکار گھٹنا شروع ہوا۔ اور ایک دن فنا ہو گیا اسی طرح ایک درخت کو لیجئے۔ کہ پہلے وہ بیج سے بہت چھوٹا سا انکر ہو کر نکلا چند روز میں بہت بڑا ہو گیا۔ آخرکار سوکھ کر گر پڑا۔ اور جل کر راکھ ہو گیا۔ ان ساری باتوں سے ہمیں کیا۔ نیم ملا۔ کہ جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ حالتیں بدلتی اور ناش ہو جاتی ہے اور جو چیز حالت بدلتی ہے وہ پیدا شدہ اور ناش والی ہے۔ وہ پیدا شدہ اور حالت بدلنیوالی ہے

پیارے ناظرین! جب یہ اصول معلوم ہو گیا۔ کہ جو چیز حالت بدلتی ہے۔ وہ پیدا شدہ ہے۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا دنیا پیدا شدہ ہے یا نہیں۔ چونکہ دنیا حالت بدلتی رہتی ہے۔ اس واسطے ہم کہتے ہیں۔ کہ دنیا پیدا شدہ ہے۔ بہت سے آدمی یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم دنیا کو حالت بدلتی نہیں دیکھتے۔ بلکہ متفرق۔۔ چیزیں حالت بدلتی ہیں۔ اس واسطے دنیا پیدا شدہ نہیں۔ لیکن غور سے سوچنے والے سمجھتے ہیں۔ کہ جس کل کے اجزا حالت بدلا کرتے ہیں وہ کل بھی حالت بدلا کرتا ہے۔ چونکہ دنیا کل ملی ہوئی چیزوں کا نام ہے۔ اور ہر ایک چیز کو ہم حالت بدلتی دیکھتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دنیا متغیر بالذات ہے۔ اور متغیر ہونے سے ثابت ہو گیا۔ کہ دنیا پیدا شدہ اور ناش والی ہے"

آریہ گن جب یہ معلوم ہو گیا کہ دنیا پیدا شدہ ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

پیدائیش دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک سوبھاوک دوسری نیمتک کیا دنیا سوبھاوک پیدا ہوتی ہے۔ یا اس کا کوئی پیدا کرنے والا بھی قدیم ہے؟

پیارے ناظرین! جب ہم کبھی بازار چلے جاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ بازار میں پیسے گر پڑے ہیں۔ تو ہمیں خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی مسافر کے سوبھاوک گر پڑے ہونگے لیکن اگر ہم دیکھیں۔ کہ دس دس گن کر دس جگہ پر باقاعدہ رکھے ہوئے ہیں اُس وقت یہ یقین ہوتا ہے۔ کہ کسی سمجھدار آدمی نے یہ گن کر رکھے ہیں۔ دوسرے جب ہم کبھی پہاڑوں میں چلے جاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ چاروں طرف بے سلسلہ سبزی اگ رہی ہے۔ اور بہت سے درخت ادہر اُدہر جھکے ہوئے معلوم دیتے ہیں۔ تو اُس وقت ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ سوبھاوک سبزہ زار ہے۔ اور یہ درخت سوبھاوک لگے ہوئے ہیں۔ لیکن جس وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیاریاں بنا کر اور زمین ناپ کر کہیں پودینہ اور کسی کیاری میں تلسی اور کسی میں پھولوں کے درخت کہیں مہندی کے درختوں کی قطاریں لگ رہی ہیں۔ اور کاٹ چھانٹ کر بہت خوبصورتی سے سجائی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اُسی وقت ہمیں یقین ہو جاتا ہے۔ کہ کسی کاریگر مالی کا لگایا ہوا باغ ہے۔ وہاں سوبھاوک ہونے کا ہمیں خیال تک نہیں آتا۔

پیارے ناظرین! متذکرہ بالا حالات سے ایک نیم معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو چیز بے نیم اور بے قاعدہ ہے۔ وہ سوبھاوک اور جو چیز۔ باقاعدہ سلسلہ وار ہے۔ وہ نیمتک ہے۔ اور وہ کسی گیان والی طاقت نے بنائی ہے۔ اب یہ سوچنا ہے۔ کہ آیا دنیا میں باقاعدہ نیم کام کر رہا ہے۔ یا دنیا بے قاعدہ ہے۔ اگر کوئی نیم کام کر رہا ہے۔ تو دنیا کسی گیانی کے بنانے سے بنی ہے۔ اگر بے قاعدہ ہے تو ضرور سوبھاوک طور پر پیدا ہوئی ہے۔ اس حالت میں ہمارا یہ کہنا کہ دنیا سوبھاوک ہے۔ غلطی سے خالی نہ ہوگا۔

پیارے دوستو! آجکل بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا نیچر سے پیدا ہوئی ہے۔ اور بہت سے ناستک پرانے وقت میں بھی ایسا کہا کرتے تھے۔ اور جین وغیرہ دنیا کی پیدائش کے قائل ہی نہیں۔ یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے... کہ

سوبھاؤ گن ہوتا ہے۔ جو کسی دروبیہ میں رہا کرتا ہے۔ وہ نیچر یا قدرت بھی خاصہ
خاصہ گن ہے۔ جو کسی چیز میں رہتا ہے۔ اسواسطے یہ کہنا کہ دنیا سبھاؤ سے پیدا
شدہ ہے۔ اس سوال کو پیدا کرتا ہے۔ کہ کس کے سبھاؤ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسوقت
اس سوال کا جواب یہ ہوگا۔ کہ بگڑ کر جس میں شامل ہوتا ہے۔ اسکے سوبھاؤ سے پیدا
ہوتا ہے۔ پیارے سجنو! یہاں معلوم ہو گیا۔ کہ دنیا کی ہر ایک چیز کا کارن مادہ
ہے۔ کیونکہ دنیا کی ہر ایک چیز فنا ہونیکے بعد مادہ میں مل جاتی ہے۔ مثلاً جب
درخت کو جلاتے ہیں۔ تو کچھ حصہ بھاپ بن کر دھوئیں کے آکار میں اڑ جاتا ہے
کو یا زمین کا حصہ جو اس درخت میں ملا ہوا تھا وہ تو زمین پر رہ گیا۔ لیکن باقی حصے
آگ پانی اور ہوا کے حصے اڑ کر اپنے اصل میں جا ملے جس سے صاف معلوم ہوا۔
کہ جو لوگ سوبھاؤ سے دنیا کی پیدائش مانتے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے۔ کہ دنیا
مادہ کے سوبھاؤ سے پیدا ہوتی ہے۔

پیارے ناظرین۔ اس دنیا میں دو قسم کی سرشٹی ہمیں نظر آتی ہے ایک مدرک
دوسری غیر مدرک اور سوبھاؤ بادی مانتے ہیں۔ کہ دونوں قسم کی سرشٹی مادہ سے پیدا ہوتی
ہے۔ لیکن دنیا کے اندر ایک نیم کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ جو طاقت مفرد اجزا میں
موجود نہ ہو۔ وہ مرکب میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً دودھ میں میٹھا پن نہیں ہے
ہیں نہیں وہ میٹھا پن اسکے میلان سے پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر چینی ملائی جائے تو
دودھ میٹھا ہو جائیگا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو طاقت مفرد اجزا میں
نہ ہو۔ وہ مرکب میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ سونٹھ کالی مرچ اسی طرح کی دس گرم دوائیں
ملائیں۔ تو ان سے سردی کبھی پیدا نہ ہوگی۔ بلکہ ہمیشہ گرمی ہی ہوگی۔ اسی طرح پر اور
بہت سی مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ جو ثابت کر رہی ہیں۔ کہ مرکب مفرد کی طاقت کا
مجموعہ ہوتا ہے۔ جب ہم تحقیقات کیواسطے مادہ کے مفرد اجزا آگ پانی ہوا مٹی وغیرہ کو
دیکھتے ہیں۔ تو ان میں سے کسی کو بھی مدرک نہیں دیکھتے۔ تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ادراک
مادہ کا گن نہیں اور۔۔ مادی چیز و نیم پیدا ہو سکتا ہے۔ جو لوگ مانتے ہیں کہ ادراک
مادہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اور یہ مادہ کا گن ہے۔ تو اسوقت کوئی مادی چیز غیر مدرک نظر نہیں
آئیگی۔ کیونکہ گن دروبیہ سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس حالت میں نیند کا آنا اور موت کا

ہونا ناممکن ہو جائیگا۔ اور دوسرا اعتراض یہ ہوگا۔ کہ سرشٹی کا بننا مادہ کا گن ہے۔ تو اس وقت کوئی مادی چیز بغیر مدرک نظر نہیں آئیگی۔ کیونکہ گن دروبیہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اور اس حالت میں نیند آنا اور موت کا ہونا ناممکن ہو جائیگا۔ اور دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوگا۔ کہ سرشٹی کا بننا مادہ کے سوبھاؤ پر منحصر ہے تو بگڑنا کس کا دھرم ہے۔ اگر کہا جاوے۔ وہ بھی مادہ کا دھرم ہے۔ تو اس سے بڑھکر کوئی بھی غلطی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دو متضاد گن کسی چیز میں نہیں رہ سکتے۔ اور پیدا کرنا اور ناش کرنا مخالف گن ہیں۔ اسواسطے ان دونکا ایک ہی مادہ میں رہنا ناممکن ہے۔

پیارے احباب بعض ناستک یہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا کے پیدا کرنے اور ناش کرنے کی دونوں طاقتیں مادہ میں ہیں۔ کیونکہ مادہ مختلف قسم کا ہے مثلاً اگنی کا گن الگ کرنا ہے اور جل کا دھرم ملانا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیدا کرنا اور ناش کرنا دونوں گن مادہ میں رہ سکتے ہیں۔ اس حالت میں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ طاقت پیدا کرنے کی زیادہ ہے۔ یا ناش کرنے کی۔ یا دونوں برابر ہیں۔ اگر کہا جاوے۔ کہ پیدائش کی طاقت زیادہ ہے۔ تو اس حالت میں ناش ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ زبردست طاقت کمزور کو روک سکتی ہے۔ اگر ناش کی طاقت زیادہ مانیں گے۔ تو اس حالت میں پیدائش نہیں ہوگی۔ اگر دونوں کو برابر مان لیا جاوے۔ تو اس میں پیدائش نہیں ہوگی نہ ناش ہوگا۔ ان تینوں حالتوں میں سوبھاؤ سے جگت کا پیدا ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

پیارے ناظرین۔ متذکرہ بالا دلیلوں سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ جگت بھوتوں کے سوبھاؤ سے پیدا ہو نہیں سکتا۔ دوسرے جگت کے ہر ایک پدارتھ میں نیم موجود ہے۔ جو بغیر چیتن کے ہو نہیں سکتا۔ موسموں کا بدلنا ستاروں کی گردشیں انسان کا پہلے طفولیت میں آنا۔ پھر جوانی اسکے بعد بڑھاپے کا آنا۔ کارن کے بغیر کاریہ کا نہ ہونا۔ بارش کا بغیر بادل کے نہ ہونا۔ ماتا پتا کے سنجوگ کے بغیر سنتان کا پیدا نہ ہونا۔ آدمی سرشٹی میں ماتا کے بغیر پیدا ہونا۔ اسی طرح ہر ایک چیز میں ایک نیم کام کر رہا ہے۔ جسکی تشریح کی اس چھوٹی سی کتاب میں گنجائش نہیں ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کو کسی مکمل کاریگر نے بنایا ہے۔ جسکی کاریگری اس قسم کی مکمل ہے کہ اسمیں فرق آنا ناممکن ہے۔

پیارے ناظرین! ناستک لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ جس طرح پیلا اور نیلا رنگ ملکر ایک نیا سبز رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ یا گوبر ملا کر رکھنے سے بچھو پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مادہ سے یہ جیو بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن سوچنے والے آدمی سمجھتے ہیں۔ کہ دو رنگ کے ملنے سے نیا رنگ پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ایک کے دیکھنے میں دوسرا رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے دونوں اصلیت سے گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور نہ بچھو وغیرہ میں جیو پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ جیو باہر سے آتے ہیں۔ اگر کوئی کہے۔ کہ بوتل میں بند کرنے پر بھی گوبر اور دہی سے بچھو پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور بوتل کے اندر منہ بند کرنے پر جیو جا سکتا نہیں۔ یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کے اندر باریک باریک چھید ہوتے ہیں۔ اگر کہا جاوے۔ کہ ٹھوس چیزوں میں چھید نہیں تو کس طرح لوہے کے گولے میں آگ پرویش کر سکے۔ اور کسطرح بوتل کے اندر بیرونی گرمی داخل ہو سکے جب گرمی اور اگنی کے پرمانو بوتل کے اندر جا سکتے ہیں۔ تو اسحالت میں جیو کسطرح نہیں جا سکتا۔ اور یہ بھی ایشور کا نیم ہے۔ جس طرح میل اور پسینے سے جوئیں پیدا ہوتی ہیں۔ بیج۔ ویریہ جیسے منشیہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح گوبر اور دہی کے میل سے بچھو وغیرہ کے شریر پیدا ہو جاتے ہیں اور جو جین لوگ یہ مانتے ہیں۔ کہ سرشٹی اسی طرح پر چلی آئی۔ اس کا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں۔ یہ بھی اُن کی غلطی ہے۔ کیونکہ پرنامی چیز یعنی حالت بدلنے والی چیز قدیم نہیں ہو سکتی۔ انمیں درشٹانت کا ابھاو ہے۔ اور یہ بات بُدھی کے بالکل خلاف ہے۔ کہ جیو خود ہی کرم کرے اور خود ہی اس کی سزا بھوگے۔ مثلاً کوئی چور خود ہی چوری کر کے خود جیل خانہ اور ہتھکڑیاں تیار کر کے خود اُسی میں چلا جاوے۔

پیارے دوستو۔ بعضے آدمی یہ کہتے ہیں۔ کہ لکشن اور پرمان سے چیز کی ماہیت معلوم ہوتی ہے۔ اور جسکے ہونیمیں پرمان نہ ہو۔ اسکا وجود ماننا بڑی بھاری غلطی ہے۔ چونکہ ایشور کے ہونے میں کوئی پرمان نہیں۔ اسواسطے ایشور سدھ نہیں ہو سکتا۔ اسمیں اعتراض پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب بغیر پرمان کے کوئی چیز سدھ نہیں ہو سکتی اور جب پرمان کی تحقیقات کرتے ہو۔ تو اسحالت میں پرمان خود تو پرتیکش ہو جائیگا۔ اس حالتمیں پرمان سدھی کیواسطے دوسرے پرمان کی ضرورت ہوگی۔ اگر کہو۔ پرمان میں بھی پرمان ملیگا۔ تو اس پرمان کیواسطے اور پرمان کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح پر انوستھا دوش یعنی دور تسلسل میں آجاؤگے۔ اگر کہو۔ پرمان تو سوتہ سدھ ہے۔ اسکیواسطے پرمان کی ضرورت

نہیں۔ تو تمہارا سدھانت خود کھنڈن ہو گیا۔ جب پرمان ہی میں پرمان نہیں تو جگت اور سب پرمانوں کے بنانیوالے ایشور میں پرمان کے نہ ہونے سے اسکی سدھی کسطرح پر ہو سکتی ہے بھراتری گن بعض یہ کہتے ہوئے سُنے گئے۔ کہ جب کوئی چیز بغیر کارن کے پیدا نہیں ہوتی تو ایشور کا کارن کون ہے۔ لیکن کارن کاریہ کا ہوتا ہے۔ اور کاریہ پرنامی یعنی متغیر ہوتا ہے چونکہ ایشور متغیر بالذات نہیں۔ اسواسطے وہ کاریہ نہیں۔ اور جب کاریہ نہیں۔ تو اسکا کارن کسطرح پر ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ایشور کہاں ہے۔ لیکن انکا یہ سوال بھی انکی اگیتا کا ہی ثبوت ہے۔ ورنہ کہاں لفظ بھی ایک ولیشی یعنی محدود چیز کیواسطے ہوا کرتا ہے۔ چونکہ ایشور لامحدود اور ویاپک ہے۔ اس واسطے اسمیں اعتراض کی گنجایش نہیں۔

جیسے تیل تلوں میں ویاپک ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ تیل کہاں ہے۔ تو اسکا سوال بالکل غلط ہو گا کیونکہ سوائے پیلنے کے تیل نہیں نکل سکتا۔ اور دودھ میں گھی ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن بغیر متھنے کے معلوم نہیں ہو سکتا چینی میں ہر جگہ مٹھاس ہے لیکن بغیر کھانیکے معلوم نہیں کر سکتے جیسے سورج میں اگنی ہر جگہ موجود ہے۔ اسی طرح پرماتما سارے جگت میں ویاپک ہے ؛

پیارے ناظرین! آج تک جسقدر فلاسفر اور محققین بزرگ دنیا میں ہو چکے ہیں۔ یا موجود ہیں قریباً سبھی اسبات میں متفق الرائے ہیں۔ کہ مادہ میں حرکت نہیں۔ کیونکہ جب ہم ایک گیند کو دوسری طرف پھینکتے ہیں۔ تو جہتک ہماری طاقت سے چلتی ہے چلی جاتی ہے۔ اور جہاں ہماری طاقت ختم ہوئی وہ ٹھہر جاتی ہے اب سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر مادہ میں حرکت ہوتی۔ تو وہ گیند برابر چلی جاتی۔ کہیں بھی ٹھہرتی۔ چونکہ اسوقت کل مادی اشیا حرکت کرتی ہوئی معلوم ہو رہی ہے۔ اسواسطے معلوم ہوتا ہے کہ اس کل مادی دنیا کو حرکت دینے والی کوئی طاقت ہے جس کے بل سے یہ سارا سنسار اور پرتھوی چاند اور سورج اور ستارے سب کے سب متحرک ہیں +

بھراتری گن بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ جب ایشور ہر جگہ موجود ہے اور جیو کے اندر بھی موجود ہے شریر کے اندر بھی موجود ہے پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ نظر نہیں آتا۔ اسکا جواب ہے کہ اگر کسی آدمی کی آنکھیں اندھی ہوں۔ اور وہ رنگ دیکھنا چاہے۔ کیا اسے کوئی اپنا روپ دکھا سکتا ہے۔ یا رنگ کے روپ دیکھنے سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جگت میں روپ ہے ہی نہیں یا جسکی رسنا اندریہ خراب ہو۔ اور چینی میں مٹھاس کو انبھو کرنا چاہے۔ کسطرح معلوم کر سکتا ہے۔ جبتک کہ رسنا اندریہ ٹھیک نہ ہو جائے۔ اسیطرح بہرا آدمی اگر راگ سُننا چاہے کون سُنا سکتا ہے جبتک کہ کان درست نہ کئے جائیں کوئی آدمی بہرے اور

گونگے کو دیکھکر یہ کہ سکتا ہے۔ کہ جیسی منہ میں بات جگت میں اُنکی کوئی چیز نہیں اسی طرح ایشور کو جاننے کیواسطے جو شدھ بدھی اور من سمپورن نہ ہو تب تک کوئی منشیہ ایشور کو دیکھ نہیں سکتا۔ اسواسطے منشیوں کے نہ دیکھنے سے یہ مان لینا کہ کوئی ایشور ہے ہی نہیں بڑی بھاری غلطی میں پڑ جانا ہے کیونکہ اگرچہ آج تک کسی اُلّو نے سورج نہیں دیکھا۔ لیکن اس سے یہ نہیں کہ سکتے۔ کہ سورج نہیں ہے۔ اسیطرح موٹی بدھی والے آدمیوں کے ایشور کو نہ معلوم کرنے سے ایشور کی ہستی سے انکار ٹھیک نہیں

پیارے ناظرین اگرچہ بہت سی دلیلیں اور ثبوت شاستر کاروں نے ایشور سدھی میں دیے ہیں میں نے اس پمفلٹ کو مختصر کرنیکے واسطے سب کو چھوڑ کر ان تھوڑی سی دلیلوں میں کفایت کی ہے۔ اور بہت سا حصہ اسکا دوسرے حصہ ایشور ساکار ہے یا نراکار ہے اسمیں بیان کیا گیا ہے۔ اور تیسرے حصہ میں ایشور کی اپاسنا کیونکر کرنی چاہیئے۔ اسپر بحث کیگئی ہے یہ تینوں حصے پمفلٹ کی طور پر لکھے گئے ہیں۔ اگر ایشور نے موقعہ دیا۔ تو ایک بڑی کتاب میں مشرح ان مضمونوں پر بحث کرونگا۔ آپ پرکرتی یعنی مادہ کو دُکھ کا سادھن سمجھ کر جہاں تک ہو سکے۔ مادی چیزوں کو تیاگ مکتی کے کیول ایک ماتر سادھن ایشور اُپاسنا کو حاصل کر کے اُس کے موافق کرم کرتے ہوئے اُسکی اپاسنا سے آنند کو حاصل کریں۔ ویدوں میں صاف بتلایا گیا ہے کہ دکھوں سے چھوٹنے کا ایک راستہ ہے یعنی ایشور پرکرتی اور جیو کا سوروپ گیان حاصل کر کے پرکرتی سے اُداسین بھاؤ رکھ کر ایشور کی اپاسنا کرے۔ وید کا منتر یہ ہے۔

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तं आदित्यवर्णं तमसः परस्तात।
तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय
य० अ० ३१ मं १८ ॥

ارتھ۔ ہم اس جگت میں وہ ایک پرماتما کو جو سورج کیطرح پرکاش مان اور اندھکار سے شونیہ ہے۔ جانیں اسی کے جاننے سے اتی مرتیو نام مکتی کی پراپتی ہوتی ہے۔ اس کے سوائے مکتی کیواسطے کوئی مارگ نہیں کیونکہ جب تک ایشور کو سروانترجامی اور سرو ویاپک مان لے تب تک منشیہ پاپوں سے بچ نہیں سکتا۔ اور پاپ سے بچے بغیر مکتی ہو نہیں سکتی۔ اسواسطے ہر ایک شانتی اور سکھ کے خواہشمندوں کا فرض ہے کہ پرماتما کو مان کر اُس کی اپاسنا سے آنند حاصل کریں۔

اوم شانتی شانتی شانتی

یجروید

رگوید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق ہر پرکار کی پستکیں
وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب کریں

بار ہشتم

ایشور پوجا

مُصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام [illegible] چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۶۰۸۵۳۰۲۵ ۔ بکرمی سمت ۱۹۸۱ ۔ دیانند آبد ۱۰۱ ۔ مارچ ۱۹۲۴ء

سام وید

اتھروید

[illegible]

[illegible]

ایشور پوجا

اس بات کو تو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ بغیر مطلب کوئی بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی کسی کام کو شروع نہیں کرتا۔ اور عقلمند تو ہمیشہ تحقیقات کر کے کام کا آغاز کرتے ہیں۔ اب سوچ وچارنا یہ ہے کہ ایشور کی اوپاسنا کیوں کرنی چاہیے؟ خاص کر ان لوگوں پر جو کرموں کی فلاسفی کے قائل ہیں۔ جن کا اصول یہ ہے۔ کہ ایشور کرموں کا پھل دیتے ہیں اور کرم کے بغیر کچھ نہیں بنتا۔ لازمی ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ کو صاف کریں۔ کہ ایسی اس حالت میں ایشور کی اوپاسنا سے کچھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

پیارے ناظرین! اس سے پہلے کہ اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔ یہ بات لازمی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہم اس لفظ کے معنی جان جائیں۔ کہ ایشور اوپاسنا کسے کہتے ہیں؟ اور وہ کس طرح ہو سکتی ہے؟ لفظ ایشور کے معنی مالک کل یا ایسی طاقت کے ہیں۔ کہ جو ست چت اور آنند کے لفظ سے تعبیر کی جاتی ہے۔ اور اوپاسنا کے معنی نزدیک بیٹھنے کے ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایشور ہم سے دور ہیں۔ جس سے ہمیں ان کی اوپاسنا کرنی چاہیئے۔ دوری کا اطلاق تین حالتوں میں عائد ہوتا ہے۔ ایک فاصلہ مکانی۔ دوسرا زمانی۔ تیسرا علمی۔ مثلاً ہم سے سورج کا لوک کروڑوں کوس دور ہے۔ تو اس کو فاصلہ مکانی کہتے ہیں۔ یا پانڈوؤں کے پانچ ہزار برس بعد ہم لوگ پیدا ہوئے ہیں اسے فاصلہ زمانی کہتے ہیں۔ یا بہت دفعہ ہم اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ یا نزدیک کی چیزوں کو بوجہ جہالت کے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کو فاصلہ علمی کہتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ایشور میں اور ہم میں کس قسم کی دوری ہے؟ کیونکہ اوپاسنا لفظ ہی ثابت کرتا ہے کہ کسی نہ کسی قسم کی دوری ضرور ہے۔ جس کے دور کرنے کے واسطے اوپاسنا کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگ ایشور اور انسانوں میں فاصلہ مکانی مانتے ہیں۔ اور وہ اس دوری کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں نے ایشور کے واسطے کوئی خاص مکان مقرر کر لیا ہے۔ لیکن عقلمند آدمی ایشور کو محدود نہیں مان سکتا۔ کیونکہ محدود چیز کی طاقت بھی محدود ہوتی ہے۔ لامحدود کے ساتھ فاصلہ مکانی تو ممکن نہیں ہو سکتا۔ پس اگر فاصلہ زمانی مان لیں۔ تو بھی ممکن نہیں۔ کیونکہ زمانہ کا فرق انتیہ پدارتھوں میں ہوتا ہے۔ اور آتما اور پرماتما دونوں نتیہ پدارتھ ہیں۔ ان میں زمانہ کا فرق ہی نہیں۔ بلکہ نتیہ پدارتھ کا

کسی چیز کے ساتھ ہی فاصلہ زمانی نہیں ہوا کرتا۔ اب رہا فاصلہ علمی۔ سو یہ ہر شخص کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک انسان ایشور کے علم سے پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ دوری علمی ہے۔ تو اب ہمیں ایشور کے گیان کو حاصل کرنے اس لیئے اس کی اوپاسنا ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اب سوچنا چاہیے۔ کہ دنیا میں اوپاسنا کس کی اور کیوں کی جاتی ہے؟ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب کسی آدمی کو سردی تنگ کرتی ہے۔ تو وہ گرمی کے واسطے آگ اور کپڑے کی اوپاسنا کرتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ہمیں کسی چیز کی اپاسنا سے تکلیف پہنچتی ہے۔ تو اس کے دور کرنے کے واسطے اس کی مخالف طاقت کی اپاسنا کرتے ہیں۔ یا جس چیز کو ہم سکھدائک دھیان کرتے ہیں۔ وہ جہاں سے ملے۔ اس کی اپاسنا کی جاتی ہے۔ اب تو آپ صاف سمجھ گئے کہ اوپاسنا دکھ سے بچنے اور سکھ کے حاصل کرنے کے واسطے کی جاتی ہے۔

پیارے ناظرین! اب یہ سوچنا ہے۔ کہ ہم کو دکھ کس کس چیز سے ہوتا ہے۔ تاکہ ہم ان کی مخالف طاقت کی اوپاسنا کریں۔ جس سے دکھ دور ہو جاوے۔ جب ہم دنیا کی چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ تو باوجود بے شمار طاقتوں کے جو ہمارے سامنے پیش ہوتی ہیں۔ صرف دو طاقتیں ہیں۔ کہ جن سے ہمیں تعلق پڑتا ہے۔ ایک تو درک طاقت ہے۔ دوسری غیر درک جو چیزیں ہمیں بذریعہ حواس کے محسوس ہوتی ہیں۔ وہ تو سب کی سب غیر درک ہیں۔ ان طاقتوں کے مجموعہ کو پرکرتی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور جس قدر خواہشات ہمیں پیدا ہو کر باعث تکلیف ہوتی ہیں۔ وہ سب اسی مجموعہ کا طفیل ہے۔ ہر ایک دکھ کا سبب پرکرتی ہے۔ لیکن اگر غور سے سوچا جاوے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہم باوجود درک ہونے کے اس غیر درک مجموعہ کے غلام ہو جاتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہمارا علم کم درجے اور یہ مجموعہ مختلف قسم کی صورتوں میں نمودار ہوتا ہے۔ باوجود ہم نے اس کو ایک صورت میں ناپسند ہی کیا ہو۔ لیکن نئی شکل میں آنے کے بعد ہمیں پھر اس کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر ہم ہمیشہ اپنی علمی لیاقت کو مذہب کی حالت میں دیکھتے ہیں جس سے ہمیشہ تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی نے عمدہ پھل کھایا۔ جو پیٹ میں جا کر پاخانہ۔ پیشاب۔ خون۔ ہڈی۔ گوشت۔ چربی۔ منی۔ وغیرہ کی مختلف شکلوں میں تبدیل ہو گیا۔ ہمیں ان چیزوں سے پوری نفرت ہو گئی۔ لیکن جب یہی چیزیں پھر زمین کے نیچے سے دوسرے پھل کی صورت میں نمودار ہوئیں۔ تو ہم ان کو … جو

پہلی حالت میں نفرت کرتا تھا۔ پھر لپٹ گیا۔ اسی طرح کا روزمرہ بیوپار ہمارے سامنے ہر چیز میں نظر آتا ہے۔ چونکہ ہم پرکرتی کی اصلیت سے ماہر نہیں۔ اس واسطے اس کی مضر حالتوں پر مفتون ہو کر اپنی زندگی کو اس کے حاصل کرنے میں خرچ کرتے ہیں۔ جس سے نہ تو خواہش پوری ہوتی ہے۔ اور نہ ہی دکھ دور ہوتا ہے۔ ہر وقت ہم کو من۔ اندری۔ اور شریر کی غلامی کرنی پڑتی ہے۔

پیارے ناظرین! اب آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ ہماری تکلیفوں کا موجب پرکرتی کی اصلیت کو نہ جاننا ہے۔ اور دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں۔ کہ جس نے اپنے ہی تحقیقات سے پرکرتی کی کل حالتوں کا علم حاصل کر لیا ہو۔ پس پرکرتی کی اصلیت نہ جاننے اور اس کی مخالف طاقت کے نہ معلوم ہونے سے دنیا میں ہمیں تکلیف ہو رہی ہے۔ اس واسطے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ایسی چیز کو جو پرکرتی کی مخالف صفات والی ہو۔ جاننے کی کوشش کریں اور اس کی اپاسنا سے پرکرتی سے پیدا شدہ دکھوں کو دور کریں۔

پیارے ناظرین! جب پرکرتی کے حالات کو ہم دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرکرتی سرو ویاپک متغیر اور غیر مدرک ہے۔ پس پرکرتی کے حالات سے وہی واقف ہو سکتا ہے۔ جو سرو ویاپک اور مدرک ہو۔ چنانچہ کوئی روح تو سرو ویاپک ہو نہیں سکتی۔ اس واسطے سرو ویاپک مدرک ایک پرماتما ہے۔ اور اسی کو پرکرتی کا یتھارتھ گیان ہے۔ پس ہم کو پرکرتی کا یتھارتھ گیان اسی سے مل سکتا ہے۔ دوسرے جیو آتما تو دکھ سکھ دونوں سے خالی ہے۔ اور پرماتما آنند سروپ ہے۔ تو آپ دکھ کا آدھار سوائے پرکرتی کے اور کون ہو سکتا ہے؟ جیو آتما سنسار میں دکھ کو چھوڑنا اپنی زندگی کا مقصد خیال کرتا ہے۔ اور دکھ پرکرتی کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ اور پرکرتی کے ویاپک اور نتیہ ہونے سے جیو آتما کا پرکرتی سے ہر وقت تعلق ہوتا رہتا ہے۔ جس سے جیو آتما ہمیشہ تکلیف پاتا رہتا ہے۔ اب دکھ سروپ پرکرتی کی مخالف طاقت پرماتما کے سوائے جو آنند سروپ ہے۔ جیو کس کی اپاسنا سے دکھ سے چھوٹ سکتا ہے۔ اس واسطے جیو کو پرماتما کی اپاسنا کرنی لازمی ہے۔

پیارے ناظرین! ہمارے بہت سے دوست اکثر موقعوں پر یہ سوال کرتے ہیں۔

کہ ہم نے ایک مرتبہ پرماتما کو جان لیا۔ اب روزمرہ اُپاسنا کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ لیکن انکو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جس طرح موسم سردی میں کوئی آدمی اگنی اور کپڑے کے سبب سے سردی سے چھوٹ جائے۔ جب اُس کا بدن گرم ہو جائے۔ تو وہ اگنی اور کپڑے کو چھوڑ دے۔ تو ضرور تھوڑی دیر میں اُسے پھر سردی ستانے لگیگی۔ اور اُسے دوبارہ کپڑے اور اگنی کی ضرورت ہوگی۔ اِس طرح روزمرہ ایشور کی اپاسنا کی ضرورت ہے۔ کچھ تو اُپاسنا قدرت نے زبردستی مقرر کردی ہے۔ جس سے جیو دُنیا میں زندہ رہتا ہے۔ اگر یہ اُپاسنا نہ ہوتی۔ تو پاپی جیو آتما دکھ کے بوجھ سے عاجز آجاتا۔ لیکن پرماتما کی کرپا سے کچھ دیر ایسی ایشور کی بنا جانے اپاسنا کرنی پڑتی ہے۔ جس سے اُس کے تمام دکھ نشٹ ہو کر اُسے پھر کام کرنے کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس اپاسنا کو سُشپتی اوستھا کہتے ہیں۔ جبکہ جیو کے بیرونی گیان کے سادھن۔ من۔ اِندری۔ اور بدھی وغیرہ بیرونی تعلقات سے دُکھ پاتے پاتے تھک جاتے ہیں۔ اور وہ دُکھ اُٹھانے کے قابل نہیں رہتے۔ تو وہ سب تھک کر اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے کام چھوڑ دینے سے جیو آتما سے پرکرتی کا تعلق چھوٹ جاتا ہے۔ چونکہ جیو آتما کا یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی چیز کی اپاسنا بذریعہ گیان اور پریتی کے کرتا ہے۔ اسواسطے پرکرتی کی اُپاسنا کے سادھنوں کے نہ ہونے سے وہ اپنے اندر ویاپک پرماتما کی اُپاسنا شروع کرتا ہے۔ جس سے وہ تمام دُکھوں کو بھول کر آنند میں ایسا مگن ہوتا ہے۔ کہ اُسے کسی کی سُدھ نہیں رہتی۔ لیکن پرماتما کی اُپاسنا سے تسکین ہو کر جیو کے من اِندری وغیرہ اس تھکاوٹ سے آرام حاصل کر لیتے ہیں۔ تو وہ جیو کو پھر بیرونی پرکرتی کے پدارتھوں کی اُپاسنا میں لگا دیتے ہیں۔

پیارے ناظرین! ہمارے بہت سے دوست اعتراض کریں گے۔ کہ اِندریوں کو کیا غرض پڑی ہے۔ کہ آتما کو پرماتما سے ہٹا کر پرکرتی کی طرف لگائیں؟

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہمیں جو برہم آنند سُشپتی وغیرہ حالتوں سے حاصل ہوتا ہے وہ اِندریوں کو تو محسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ان کے وشے نہیں۔ اور وشے کا آنند اندریوں کو محسوس ہوتا ہے۔ جسطرح دنیا میں بہت سے دلال بیوپاری کو جھوٹی دوکان پر لے جاتے ہیں۔ کبھی سچی دوکان پر نہیں لے جاتے۔ کیونکہ سچی دوکان سے اُنہیں دلالی ملنے کی آشا نہیں ہوتی۔ اور جھوٹی دوکان سے دلالی ضرور ملتی ہے۔ اسی

واسطے وہ بیوپاری کے نقصان کو جانکر بھی اُسے جھوٹی دوکانوں پر پہنچاتے ہیں ایسے ہی آتما کی تکلیف کو معلوم کر سکے بھی من اور اندری جیو آتما کو پرکرتی کے وشیوں میں ہی لگانا چاہتے ہیں ہمارے بہت سے دوست جو مکتی کو تو گن بری مانتے ہیں ہماری مکتی کو ایشور اُپاسنا ماننے کے خلاف دلیل پیش کریں گے۔ اور ہماری بات کو من گھڑت بتلائیں گے۔ لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ ہماری رائے نہیں۔ بلکہ مہاتما کپل منی نے اپنے شاستر سانکھ میں بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ وہ مہاتما لکھتے ہیں:

समाधि सुषुप्ति मोक्षेषु ब्रह्म रूपता ॥

सां० अ० ५ सू० ११६ ॥ یعنی برہم سچدانند ہے۔

جیو ست چت ہے۔ اور جیو کو تین حالتوں میں برہم کے تعلق سے آنند کی پراپتی ہوتی ہے یعنی جیو سچدانند ہوتا ہے۔ اور وہ تین حالتیں یہ ہیں۔ ایک سمادھی۔ دوسری سشپتی تیسری مکتی۔ ہمارے بہت سے دوست اعتراض کریں گے۔ کہ جب ان تین حالتوں میں جیو میں آنند آجاتا ہے۔ تو جیو برہم میں بھید نہیں رہتا۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ آنند برہم کا سبھاوک گن ہے۔ اور جیو کو نیمت جو اُسے برہم کی اُپاسنا سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسے گرمی کے دنوں میں گرمی آجاتی ہے۔ لیکن گرم اور سپرش والی ہونے سے بھی ہوا آگ نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح پر برہم کی اُپاسنا سے جیو میں آنند آجاتا ہے لیکن جیو برہم نہیں ہو جاتا پیارے ناظرین! آپ پوچھیں گے۔ کہ ان تینوں حالتوں میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جب گیان رہت اور شریر سہت جیو کا برہم کے ساتھ سمبندھ ہوتا ہے۔ تو اسے سشپتی کہتے ہیں۔ اور جب گیان سہت اور شریر رہت جیو کا برہم کے ساتھ سمبندھ ہوتا ہے تو اُسے سمادھی کہتے ہیں۔ اور جب گیان سہت اور شریر رہت جیو کا برہم سے سمبندھ ہو اُسے مکتی کہتے ہیں۔ اب آپ سوچ سکتے ہیں۔ کہ جب سشپتی میں گیان کے نہ ہونے پر بھی برہم کی اُپاسنا تمام دکھوں کو دور کرتی ہے۔ کیا اس برہم کی اُپاسنا جیو کو دکھ سے چھوٹنے کے واسطے نہ کرنی چاہئے۔ بعض لوگ ہماری سمادھی اور سشپتی کے میلان پر اعتراض کریں گے۔ لیکن سوامی شنکر آچاریہ بھی لکھتے ہیں:

कोऽसौ स्वपिति कस्य प्रश्नोपनिषद

یعنی سوال تھا۔ کہ شکھ سے کون سوتا ہے۔ جواب دیا گیا کہ جو سشپتی میں چت ایک برہم تو قائم رکھتا ہے پیارے ناظرین! آپ روز اشنان کرکے شریر کی میل دور کرتے ہیں۔ جو تھوڑی دیر میں پھر

لگ جاتا ہے۔ یا روز کپڑا دھلواتے ہو۔ اور پھر میلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جیو آتما پرکرتی کے سمبندھ سے ہمیشہ اگیان اور پاپ کے میل کو حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ہر ایک بدھی مان پرش کا کام ہے۔ کہ اس پرکرتی سے پیدا ہوئے اگیان اور پاپ کے دور کرنے کے واسطے ہمیشہ شدھ گیان والے پرماتما کی اپاسنا کیا کرے۔ جس سے یہ میل نہ جمنے پاوے۔ کیونکہ اگر روز شریر صاف کیا جاوے۔ تو بڑی آسانی سے میل اتر جاتا ہے۔ لیکن میل زیادہ دیر ہو جانے سے بہت مشکل سے اترتا ہے۔ اسی طرح جب پاپ کی عادت پختہ نہیں ہو جاتی۔ تب تک تھوڑی دیر تک اپاسنا کرنے سے بھی جیو کے من کے خیالات برائی کی طرف کم چلتے ہیں۔ لیکن ان کی عادت خراب ہو گئی تو پھر بہت مشکل سے یہ پاپ کی عادت چھوٹتی ہے۔

پیارے ناظرین! چونکہ قدرتی قاعدہ ہے۔ کہ کپڑا خود بخود بلا محنت کے میلا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے صاف کرنے کے واسطے محنت کی ضرورت ہے۔ اور ہر چیز بلا محنت گر سکتی ہے۔ لیکن اوپر اٹھانے کے واسطے محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح جیو آتما بلا پرشارتھ پاپ کرموں کی طرف جا سکتا ہے۔ لیکن اس کو دھرم کی طرف لگانے کے واسطے محنت کی ضرورت ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ پرکرتی اور وشیوں کا سمبندھ تو جیو کو ہمیشہ خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ جس سے جیو کو سدا دکھ ہی حاصل ہوتا ہے اب اس دکھ سے چھوٹنے کے واسطے جیو کو پرشارتھ کر کے پرماتما کی اپاسنا کرنی چاہئے۔

پیارے ناظرین! یہ بھی آپ کو معلوم رہے۔ کہ من کبھی نہ کسی پدارتھ کے ساتھ تعلق ضرور رکھے گا۔ اگر پرماتما کی اپاسنا نہ کریں گے۔ تو پرکرتی کی اپاسنا سے ضرور دکھ ملیگا۔ چونکہ من پرکرتی کی ہر ایک چیز کی حد کو جلد پہنچ جاتا ہے۔ اس واسطے پرکرتی کی اپاسنا سے شانت نہیں ہوتا۔ اور ایک چیز کو چھوڑنے اور دوسری کو حاصل کرنے میں جو پرشارتھ ہوتا ہے۔ اس سے من کے خیالات تھک جاتے ہیں۔ لیکن پرماتما کی حد کو من کسی طرح پہنچ نہیں سکتا۔ اس واسطے پرماتما کی اپاسنا میں من کو چھوڑنا اور گرہن کرنا نہیں پڑتا۔ اس واسطے من اس گہرے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ ان سے ذرا بھی تھکاوٹ اور تکلیف معلوم نہیں ہوتی

پیارے ناظرین! اب آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ایشور کی اپاسنا کے بغیر منشیہ اپنی منزل مقصود کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی سنسار کے دکھوں سے چھوٹ سکتا ہے۔ اگرچہ بہت سے لوگ وشیوں میں ہی سکھ مانتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ

وشے میں بالکل سُکھ نہیں ہے۔ ہمارے بہت سے دوست اعتراض کریں گے۔ کہ اگر وشے میں سُکھ نہیں۔ تو لوگ کس طرح پر وشے میں سُکھ مانتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جس طرح پر کتے کے مُنہ میں ہڈی ہوتی ہے۔ اور اس کے مُنہ سے خون جاری ہوتا ہے۔ وہ اس کو سمجھتا ہے۔ کہ یہ خون ہڈی سے مل رہا ہے۔ اس طرح جب وشے میں کچھ وقت ایکاگر ہوتا ہے۔ تو منشیہ کو سُکھ معلوم ہوتا ہے۔ اصل میں سُکھ تو من کے ایکاگر ہونے سے ملا تھا۔ لیکن لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ وشے سے سُکھ ملا ہے۔

پیارے دوستو! سنسار میں پرکرتی اور پرماتما کے سوائے جیو کا تعلق کسی چیز سے نہیں ہوتا۔ اور پرکرتی سے دُکھ ملتا ہے۔ اور پرماتما سے سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ اس واسطے جیو آتما کو ہمیشہ پرماتما کی اُپاسنا یعنی اُس کا گیان حاصل کرنا چاہیئے۔ جب جیو آتما پرماتما کو جان جاوے گا تو اس کو پاپ کرموں سے خود بخود نفرت ہو جاوے گی۔ جب پاپ سے نفرت ہو گئی۔ تو تکلیف کبھی پیدا ہی نہ ہو گی۔ اس واسطے سنسار میں منشیہ کا بہت بھاری فرض پرماتما کو جاننا ہے۔ جس کے جاننے سے پھر دُکھ کا اندیشہ نہیں رہتا۔

پھر ناظرین آپ سوچ لیجئے۔ کہ منشیہ کو کہاں تک ایشور اُپاسنا کی ضرورت ہے۔ اور اس اُپاسنا سے کس قدر لابھ ہوتے ہیں؟ ہمارے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ جب ایشور اُپاسنا سے کئے ہوئے کرموں کا پھل بھوگنا پڑتا ہے۔ تو پھر اُپاسنا سے کیا فائدہ؟ لیکن اُنہیں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ایشور اُپاسنا سے باوجود پاپ کا پھل بھوگتے ہوئے بھی تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ تکلیف کو معلوم کرنے والا من پرماتما کی اُپاسنا میں لگا ہوا ہے۔ اس واسطے تکالیف کس کو معلوم ہو؟ اوم۔ شانتی! شانتی!! شانتی!!!

یجروید

سام وید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق
ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور
سے طلب کریں

الہام کی ضرورت

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۶ — مصنفہ — بکرمی سمت ۱۹۸۲

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

دیانند ابد ۱۰۱ — جسکو — عیسوی سنہ ۱۹۲۵ء

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

شری بلکشن سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں کشن گوپال کے اہتمام سے چھپا

بار ہفتم — قیمت ۶ پائی

الہام کی ضرورت

پیارے ناظرین! جب ہم سنسار میں انسان کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی ہر ایک اندری دوسرے دیوتا کی محتاج نظر آتی ہے۔ مثلاً انسان کی آنکھ بغیر سورج کی مدد کچھ بھی نہیں دیکھ سکتی۔ اگرچہ انسان نے چراغ وغیرہ روشنی کے بہت سے سامان تیار کئے ہیں۔ لیکن اُن سے انسان اِس قدر کام نہیں لے سکتا کہ جس قدر سورج سے۔ اور چراغ وغیرہ میں جو کچھ روشنی ہوتی ہے۔ وہ بھی سورج کی کرنوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اور سورج کی کرنوں کے حصہ کو چھوڑ کر باقی جسقدر تیل بتی۔ چراغ وغیرہ ہیں۔ وہ بالکل روشن نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنکھ بغیر سورج کے نکمی ہے۔ اگر دنیا میں سورج نہ ہوتا تو آنکھ کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ لیکن اگر آنکھ کو تو سورج کی روشنی سے فائدہ ملنا بھی ناممکن تھا۔ اگرچہ سورج کی گرمی سے بہت سے کام نکلتے ہیں۔ لیکن روشنی صرف آنکھوں کی مدد کا ہی کام دیسکتی ہے۔ اب دوسرے کان کی طرف دیکھیئے! وہ خلا یعنی آکاش کے بغیر بالکل نکما ہے۔ آپ نے اکثر موقعوں پر دیکھا ہوگا۔ کہ میدان میں دُور تک کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ آواز ہمیشہ خلا میں ہوا کیساتھ چلتی ہے۔ جہاں خلا نہ ہو۔ وہاں ہوا کے نہ چلنے سے آواز بھی نہیں چل سکتی۔ اب اگر سنسار میں آکاش نہ ہوتا۔ تو کانوں کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ اسی طرح پر قوت لامسہ یعنی توچا کو دیکھیئے! وہ بغیر ہوا کے بالکل نکمی ہوجاتی ہے۔ جب ہوا چلتی ہے تب اُس کے ساتھ سردی یا گرمی کے پرماݨوں موجود ہوتے ہیں۔ ورنہ سپرش اندری یعنی توچا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اسی طرح پر رسنا اندری یعنی جیبھا جل کی محتاج ہے اگر جل نہ ہوتا تو رسنا اندری کو رس کا گیان ہونا ناممکن ہو جاتا۔ اور ناسکا کا خوشبو اور بدبو کے واسطے پرتھوی یعنی مٹی کی محتاج ہے۔

پیارے ناظرین! بیان متذکرہ بالا سے معلوم ہوگیا۔ کہ انسان کا ہر ایک ظاہری حواس بغیر امداد کے کام نہیں کر سکتا۔ اب سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا باطنی حواس عقلی بھی بغیر امداد کے کام کر سکتی ہے یا کہ نہیں؟ جہانتک غور کیا جا سکتا ہے

وہاں تک غور کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ عقل بھی محتاج ہے کیونکہ جس طرح آنکھ کی نظر جگہ اور روشنی کے لحاظ سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی چراغ کی روشنی میں دیکھتا ہے۔ تو اُس کی نظر بہت ہی نزدیک کے پدارتھوں کو دیکھتی ہے۔ اور ان کی باریکیوں سے بھی پورا پورا آگاہ نہیں ہوتا۔ لیکن چاند کی روشنی میں چراغ کی روشنی سے زیادہ دُور تک معلوم کر سکتا ہے۔ اور سورج کی روشنی میں بہت سے دُور دُور کے پدارتھوں کا گیان حاصل کر سکتا ہے۔ ساتھ ہی جگہ کے نشیب و فراز اور چیز کی اونچائی نیچائی کے لحاظ سے نظر میں بہت بھاری فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی حالت بدھی یعنی عقل کی ہے۔ جس قسم کی روشنی یعنی ودیا حاصل ہوتی ہے۔ اس قسم کے سنسکار جم جاتے ہیں۔ کبھی تو بدھی باریک سے باریک پدارتھ کی تحقیقات میں لگ جاتی ہے۔ اور کبھی موٹی سے موٹی چیز کو بھی اندھم پرم پرا یا تقلید کی نظر سے مان لیتی ہے۔ ذرا بھی تحقیقات کا مادہ اس میں نہیں رہتا۔ جس طرح چراغ کی روشنی آنکھ کے واسطے کام میں مدد دیتی ہے۔ اور اُسے کچھ نہ کچھ کبھی کو نقصان بھی پہنچاتا ہے۔ اور چراغ کی روشنی میں بیٹھنے والے انسان کو ہمیشہ ہوا سے خوف لگا رہتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے چراغ کو تیز ہوا لگتی دیکھ کر اور چراغ کی لاٹ کو کانپتا ہوا معلوم کر کے اپنی روشنی کی کمزوری سے واقف ہو جاتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے گھر کی باہر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اُس حالت میں یا تو اُسے اندھیرا نظر آتا ہے۔ یا کسی اور کا بھی چراغ جلتا ہوا معلوم کرتا ہے۔ اندھیرے کی حالت میں تو وہ اپنے آپ کو سب سے افضل مان لیتا ہے۔ اور چراغ جلتا ہوا سمجھ کر یہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ جیسے میری تذبذب حالت ہے وہی تمام دُنیا کی۔ اِن دو تو حالتوں میں اسکو ستیہ کی جگیاسا نہیں پیدا ہوتی۔ جب ستیہ کی جگیاسا ہی نہیں۔ تو ستیہ کا گیان کسطرح سے ہو سکتا ہے؟ جب ستیہ کا گیان نہ ہوا۔ تو وہ استیہ پراپت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔

پیارے ناظرین! چراغ کی روشنی سے مسافر اپنا سفر طے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ذرا سی ہوا لگ جانے سے چراغ کو خوف رہتا ہے۔ تیل اور بتی کے کم ہو جانے سے چراغ بجھ سکتا ہے۔ بارش اور آندھی میں چراغ ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ ایسی حالت میں جس کے سفر کا مدار صرف چراغ کی روشنی پر ہو۔ وہ کس طرح منزل کی طرف بیخوف و خطر چل سکتا ہے؟ دوسرے چراغ کی روشنی

نہیں ہوسکتی۔ اور آگ سورج کی کرنوں سے پیدا ہوتی ہے۔ تو گویا چراغ کی روشنی کا ہونا بھی تو سورج کے بغیر ناممکن ہے۔ پس مسافر کے واسطے جس طرح سورج کی روشنی لازمی ہے۔ اسی طرح ستیہ کی مارگ چلنے کے واسطے گیان کے سورج کا ہونا لازمی ہے۔ جبکہ قانونِ قدرت نے ہر ایک حواس سے پہلے ہر ایک اندری کا معاون دیوتا پیدا کیا ہے۔ سب سے اُوتم اور باریک سے باریک پدارتھوں کے جاننے کے قابل اوزار یعنی بدھی کا کوئی معاون نہ بنا۔ یہ بات قابلِ تسلیم نہیں ہوتی۔ اور نہ یہ بات مانی جا سکتی ہے۔ کہ جس طرح آنکھ کے بعد سورج نہیں پیدا ہوتا۔ اسی طرح بدھی کے بعد بھی گیان کا سورج پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس واسطے لازمی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدرتِ کاملہ سے کوئی گیان کا سورج باریک سے باریک ارتھوں کے جتانے کے واسطے ضرور بنایا گیا ہوگا۔ ورنہ قادرِ قدرت کے کامل گیانی ہونے پر غلطی کا الزام عائد ہوتا ہے۔

پیارے ناظرین! جس طرح سورج دنیا کے شروع سے لے کر آج تک ایک ہی ہے۔ اس کو بدلنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اسی طرح گیان کے سورج کا بھی لاتبدل ہونا لازمی معلوم ہوتا ہے۔ اور جس طرح انسانی بناوٹ چراغ اور لیمپ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن سورج نہیں بدلتا۔ اسی طرح منشیوں کا گیان بدلتا رہتا ہے۔ لیکن ایشوری گیان ہمیشہ ایک سا رہتا ہے۔ گویا قدرت ہمیں یہ سکھاتی ہے۔ کہ جس طرح اس کے بنائے ہوئے ہر ایک اندری کے معاون اٹل ہیں۔ نہ کبھی آنکھ کے واسطے دوسرا سورج بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ کسی اور اندری کے معاون دیوتا کے بنانے کی ضرورت معلوم دیتی ہے۔ پھر کس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کہ بدھی کا معاون سورج یعنی ایشوری گیان یا الہام بدلتا رہتا ہے۔ تبدیلی ہمیشہ کمی کو پورا کرنے یا خراب اجزا کو نکال کر اچھے اجزا کے داخل کرنے کے واسطے ہوتی ہے۔ لیکن ایشور کے سروگیہ ہونے سے اُس کے گیان میں کمی مانی جا سکتی ہے۔ اور نہ اُس میں کچھ خرابی ہی تسلیم کی جا سکتی ہے۔ ورنہ اس کے عالم کل ہونے پر الزام عائد ہوتا ہے۔ چونکہ کمی اور غلطی کا ایشوری گیان میں ہونا ناممکن ہے۔ جیسا کہ سورج میں اندھیرے کا یعنی جانتے ہیں ایشوری گیان میں تبدیلی غیر ضروری ہے۔ ہاں یہاں سے پتہ لگ گیا۔ کہ یہاں تبدیلی ہوتی ہے۔ وہ ایشوری گیان نہیں ہوسکتا۔

پیارے ناظرین! جس طرح چراغ اور لیمپ میں اس حصّہ کو چھوڑ کر جو سُورج سے لیا گیا ہے۔ باقی سارے اجزا یعنی تیل چراغ اور بتی سب کے سب پرکاش سے خالی ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر انسانی گیان میں جس قدر کہ حصّہ ایشوری گیان کا ہوتا ہے وُہ روشن یعنی ستیہ ہوتا ہے۔ باقی جس قدر باتیں ہوتی ہیں۔ وہ بالکل گیان سے خالی ہوتی ہیں۔ جس طرح چراغ وغیرہ کا بنانا بغیر سورج کی روشنی کے ناممکن ہے۔ اسیطرح انسانی وِدیا کی پیدائش بھی بغیر ایشوری الہام کے ناممکن ہے۔ کیونکہ روشنی کے بغیر تو ہم میں مٹی لے کر چراغ بنانے کی ضرورت ہے۔ نہ سرسوں سے تیل ہی نکال کر اس میں ڈالنے کی طاقت ہو سکتی ہے۔ اور نہ روئی پیدا کر کے بتی بنائی جا سکتی ہے۔ نہ اگنی سے ہی روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ گویا جس طرح چراغ کا جلنا آنکھ اور سورج کے ہونے پر ممکن ہو سکتا ہے۔ اس طرح پر انسانی کتابوں کا ملنا بھی ایشوری الہام کے بعد ممکن ہے۔ چونکہ اندھا سُورج کی مدد پر بھی چراغ جلانے میں بلا آنکھ کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ نہ بدھی رہت منش ہی ایشوری گیان ہونے سے انسانی وِدیا کے پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ جس طرح سنسار میں ہر ایک منزل چلنے میں آنکھ اور سورج دو لازمی چیزیں ہیں اسیطرح ہر ایک روحانی منزل کے مسافر کے واسطے عقل اور ایشوری وِدیا یعنی الہام کی ضرورت ہے جو سُورج کے ہوتے ہوئے آنکھیں بند کر کے چلتا ہے۔ وُہ بھی ٹھوکر کھاتا ہے۔ اسی طرح اور جو آنکھ کھول کر اندھیرے میں چلتا ہے۔ وہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص ایشوری گیان یا الہام کو مان کر عقل کو دخل نہیں دیتا۔ وُہ بھی مقصود سے گر جاتا ہے۔ اور جو شخص عقل کے بھروسے پر ایشوری وِدیا کی سہایتا سے انکار کرتا ہے۔ وہ بھی منزلِ مقصود سے کوسوں دُور جا گرتا ہے۔

پیارے ناظرین! جس طرح پر سُورج کی روشنی اور چراغ کی روشنی جانچنے کا آلہ ہمارے پاس آنکھ ہے۔ اور آنکھ کے بغیر ہم سُورج اور چراغ کی روشنی میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح پر ایشوری گیان اور نفسانی علم کی تمیز کرنے کا آلہ ہمیں قدرت نے عقل دی ہے۔ جس طرح ہم چراغ کی روشنی ناممکن ہونے سے اور اُس کے اجزا چراغ۔ بتی اور تیل کے روشن نہ ہونے سے اور اُس کی پیدائش کو سُورج کے چھپ جانے کے بعد دیکھنے سے معلوم کرتے ہیں کہ یہ انسانی روشنی ہے۔ دوسرے چراغ کو ہمیشہ ہوا لگنے کے خوف رہنے سے بھی ہم اس کی کمزوری سے واقف ہو جاتے ہیں

ہیں۔ اسی طرح انسانی کتابوں میں انرت یعنی جھوٹ بیا گھات متضاد اور جرکتی یعنی تکرار سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کتابیں انسانی ہیں۔ دوسرے انسانی کتابوں کے بننے کا زمانہ بھی بتلا دیا ہے۔ کتابیں فلاں زمانہ اور ملک میں بنی ہیں۔ تیسرے جن کتابوں میں یہ بتلایا جاتا ہو۔ کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں یا دلیل سے کافر ہونیکا جواب دیا گیا ہو۔ وہ کتابیں صاف طور سے اپنے انسانی ہونے کی گواہی خود دیتی ہیں۔ کیونکہ جس طرح سورج اور چراغ میں ہم آنکھ سے تمیز کرتے ہیں۔ ایسے ہی انسانی علم اور ایشوری وِدیا میں تمیز کرنے والا آلہ صرف عقل ہے۔ اب سوچ سمجھیے! کہ آدمی یہ کہے۔ کہ ہمارا علم سورج ہے۔ لیکن وہ آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا ہے۔ جس طرح یہ شخص دھوکا دیتا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس تو کوئی اوزار نہیں۔ جس سے سورج کو ٹھیک طور پر معلوم کریں۔ اسی طرح وہ شخص ہے۔ کہ جو اپنی مذہبی کتاب کو ایشوری گیان بتلا کر یہ کہتا ہے۔ کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ وہ صاف طور پر اپنے مذہب کی کمزوری کا اقرار کرتا ہے۔ اور دوسروں کو دھوکا دیتا ہے۔

پیارے ناظرین! جو لوگ اپنی کتاب کو ایشوری بتلا کر اس کو دلیل سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ درحقیقت ہمیں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم سونا تو خرید یں۔ لیکن اس کو کسوٹی پر نہ رکھیں۔ جس طرح پر سونا بغیر پریکشا کے کیا معلوم ہے۔ کہ وہ درحقیقت خالص سونا ہے یا تانبا ملا ہوا ہے؟ اسی طرح بغیر دلیل کے یہ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ کتاب کل ایشوری گیان سے معمور ہے یا اس میں کچھ انسانی بناوٹ ہے؟

پیارے دوستو! مذہب میں عقل کو دخل نہ دینا درحقیقت آنکھ بند کر کے سفر طے کرنے کا معاملہ ہے۔ جس طرح آنکھ بند کر کے سفر طے کرنے میں قدم قدم پر ٹھوکریں لگنے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح عقل کے بنا مذہب میں چلنے کی حالت ہے۔

پیارے ناظرین! ہمارے بہت سے دوست یہ کہیں گے۔ کہ کیا تمہاری عقل مکمل ہے۔ جس سے تم خدا کے علم کو پرکھنا چاہتے ہو؟ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر تم عقل کو نامکمل سمجھ کر اس سے کام نہ لو۔ تو بتاؤ تمہارے پاس اور کونسی کسوٹی ہے؟ جس سے تم علم الٰہی اور علم انسانی کو الگ الگ جان سکو۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علم الٰہی کے امتحان کرنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں مہاتماؤں نے سنسار میں خون کے دریا بہا دیے ہیں۔ کیونکہ علم الٰہی کے واسطے جو کسوٹی تھی۔ اسکو چھوڑ دیا۔ اب ہر شخص اپنی مت کی کتاب کو علم الٰہی کہنے لگا۔ لیکن یہ نہ سمجھا۔ کہ جس طرح

دنیا میں ایک ہی سورج ایشوری روشنی ہے۔ باقی سب چراغ اور لیمپ وغیرہ انسانی بناوٹ ہیں۔ اسی طرح دُنیا میں ایک ہی کتاب ایشوری گیان ہے۔ باقی سب انسانی کتابیں ہیں۔ جس طرح سورج ہمیشہ دنیا کے آغاز میں پیدا ہوتا ہے۔ درمیان میں نہیں پیدا ہوتا۔ اسی طرح ایشوری کتاب بھی دُنیا کے آغاز میں نازل ہوتی ہے۔ درمیان میں نہیں نازل ہوتی۔ جس طرح سُورج میں کوئی حِصّہ اندھکار کا نہیں۔ بلکہ کل کا کل روشنی ہے۔ اسی طرح ایشوری گیان میں کوئی حِصّہ قِصّہ کہانی کا نہیں۔ بلکہ کل کا کل وِدّیا ہے

پیارے ناظرین! متذکرہ بالا تحریر سے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ الہام کی ضرورت دُنیا کو اس وقت ہے۔ جبکہ دُنیا میں تعلیم کا سِلسلہ ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ الہام کے بغیر سِلسلۂ تعلیم چل نہیں سکتا۔ اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ جس الہام کی ضرورت ہے اس کا کمل ہونا بھی ضروری ہے۔ اور جو چیز مکمل ہوتی ہے۔ اس کا اس ضرورت کے پورا ہونے تک لاتبدل ہونا بھی لازمی ہے۔ اور الہام جس عقل کی امداد کیواسطے بنایا گیا ہے۔ اُس کے موافق ہونا بھی ضروری ہے۔ اور الہام میں اپروکش باتوں کی وِدّیا کا ہونا اس تکمیل کا لکشن ہے۔ کیونکہ پرتیکش چیزیں اندریوں سے معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے واسطے الہام کی ضرورت نہیں۔ ہاں ان سوکشم وچاروں کے واسطے جو اندریوں سے محسوس نہیں ہوتے اس واسطے تھوڑا ذکر اُنکا بھی لازمی ہے۔

پیارے ناظرین! بیان متذکرہ بالا سے آپ کو الہام کی ضرورت اور اُس کی تعریف معلوم ہو گئی ہوگی یعنی عقل کی امداد کے واسطے الہام کی ضرورت ہے اور الہام ہمیشہ عقل کا معاون ہونا چاہیئے۔ اور جو عقل کے مخالف ہے۔ وہ الہام نہیں کہلا سکتا۔ اور الہام کا ہونا دُنیا کے شروع میں لازمی ہے۔ درمیان میں نہیں۔ ورنہ سِلسلۂ تعلیم چل نہیں سکتا۔ اور اس میں بہت سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل اگر الہام کا ہونا دنیا کے درمیان میں آوے۔ تو وہ اس سے پہلے لوگوں کے واسطے تو ہوگا نہیں۔ اس سے بے انصافی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ الہام کے ذریعہ سے انسان ایشور کے حکموں کو معلوم کرکے اس کے مطابق کام کرنے سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اب جن لوگوں کے ہو چکنے کے بعد دنیا میں الہام آیا۔ ان بیچاروں کی نجات کس طرح ہوئی ہوگی؟ اگر یہ کہیں کہ اُن کی نجات بغیر الہام کے ہو گئی۔ تو الہام کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر نہیں ہوئی۔ تو بے انصافی ہے۔ دُوسرے قدرتِ کاملہ کے قاعدہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ قدرت نے پہلے حواس کے معاون

پیدا کیئے۔ بعد میں حواس، جب بیرونی حواسوں کے واسطے قدرت کا یہ فائدہ معلوم دیتا ہے۔ تو ضرور اندرونی طاقت عقل کا معاون بھی اس سے پہلے ہو جانا چاہیئے۔

پیارے ناظرین! بعض دوست کہیں گے۔ کہ شائد قدرت کا یہ بھی قاعدہ ہو۔ کہ وہ اندرونی عقل کا معاون بعد میں پیدا کرے۔ کیونکہ دنیا میں یہ عام مثل ہے۔ کہ الاحتیاج ام الایجاد۔ لیکن اُن کا یہ فرمانا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس کیواسطے کوئی ثبوت نہیں۔ اور دوسری یہ مثل تو انسانی عقل کے واسطے ہے۔ کیونکہ انسانی عقل محدود ہے۔ اس کو ضرورت سے پہلے ضرورت کا علم نہیں ہوتا۔ اس واسطے ضرورت کے بعد وہ ایجاد کرتا ہے۔ لیکن عالم کل کے واسطے جس کو دنیا کی ضرورتوں کا پورا علم ہر وقت ہے۔ اس کا قاعدہ احتیاج سے پہلے ایجاد کرنے کا ہے۔

پیارے ناظرین! الہام میں قصہ کہانی کا ہونا بھی اس کو انسانی بناوٹ ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ واقعات کے بعد دنیا میں لکھے گئے۔ ان واقعات سے پہلے اُن کا ہونا معدوم۔ پس جس الہام میں قصہ کہانی پایا جاوے وہ الہام نہیں۔ بلکہ تواریخ ہو سکتی ہے۔ اور الہام میں ترمیم اور تنسیخ کبھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ ترمیم تنسیخ گیان میں کمی بیشی کبھی نہیں ہوتی۔ اور الہام میں خدا کی کل صفتوں کا ٹھیک بتلانا بھی لازمی ہے۔ جو الہام خدا کو محدود اور محتاج بالغیر مانتا ہے۔ وہ الہام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً جس میں ہر ایک کام کے واسطے علیحدہ فرشتہ اور پیغمبر کے معنی پیغام لانے والے کے ہیں، اور پیغام فاصلہ میں آیا کرتا ہے۔ اور خدا اور انسان کے درمیان فاصلہ بتلانا خدا کو محدود ٹھہرانا ہے۔ دوسرے ایجنٹ بھی محدود ہی کے ہوتے ہیں۔ پس الہام میں خدا کی صفات کا مکمل اور بے عیب ہونا لازمی ہے۔

اوم۔ شانتی! شانتی!! شانتی!!!

یجر وید

رگ وید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق

ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوائیں

ویدوں کی ضرورت



شری سوامی درشنانند سرسوتی جی کرت

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال کے چھپوایا

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف یک ہی گوروکل پوٹھوہار بھگتاں ضلع راولپنڈی میں ہے اسکا نیاں رکھیں

دھرتی کشما۔ دم۔ استے۔ شوچ۔ اندری نگرہ دہی۔ ودیا۔ ست۔ اکرودھ دھرم کے دس لکشن ہیں۔

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ بکرمی سمت ۱۹۸۱ دیانند ابد ۱۰۱ ماہ پرچ ۱۹۲۵ء

تیسری بار قیمت ۳ پائی

سام وید

ویدوں کی اوشکتا

منشیہ جب سنسار کے پدارتھوں کو سوکشم درشٹی سے وچار کر کے دیکھتا ہے۔ تب اُس کو نشچے ہو جاتا ہے۔ کہ سنسار میں جتنے روگ ہیں۔ اُن سب کی اوشدھی ہیں۔ اور جتنی اوشدھی ہیں۔ وہ کسی نہ کسی روگ کے لیئے اُپیوگی ہیں۔ جب تک منشیہ اس بات کو نہ جان لے کہ اِس سمیہ اِس روگ کے کارن اوشدھی کی اوشکتا ہے۔ تب تک اُس کی پرورتی اُس اوشدھی کے سمپادن کرنے میں نہیں ہوتی۔ اور جب تک منشیہ یہ نہ جان لے۔ کہ مجھے اَمُک روگ ہے۔ تب تک وہ اس کی نورتی کے اُپایوں کو نہیں وچارتا۔

وہ اوشدھی اُس کے پاس ہی پڑی ہو۔ تو بھی آوشکتا کے نہ جاننے سے وہ اُسکو گرہن نہیں کرتا۔ اس سے وچار شیل کا کام ہے۔ کہ پرتھم روگ ارتھات وستو کی آوشکتا پرتیت کر کے تب وستو کے گرہن تاد فنتر اُس سے روگ کی نورتی اچھے پرکار سے سمجھا کر وستو کے دینے کی چیشٹا کریں۔ نہیں تو وستو کے دان سے اَبھیشٹ پھل سدھی نہ ہوگی۔ اس کارن ہم پرتھم منشیوں کی آوشکتا کو پرگٹ کریں گے۔

منشیوں کا روگ

جب ہم سنسار میں دیکھتے ہیں۔ کہ ان سنسار کے جیوؤں کا پران سروپ ہے۔ اور پراچین ودوانوں نے بھی اس کو منشیوں کا پران مانا ہے۔ "अन्नं वै प्राणाः" شرتی واکیہ سے تو ہم نشچے ہی کرتے ہیں کہ ان منشیوں کا پران ہے۔ پرنتو جب کوئی منشیہ نیا ان کھا جاتا ہے۔ تو اکثر اپچی روگ ہو جاتا ہے جب اَن ہضم نہ کیا جاتا ہے۔ تو وشوچکا آدی روگوں سے پرانوں کا ناشک پرتیت ہونے لگتا ہے۔ اس سمیہ اَپرد کشت ہم جانت سے وکھ ورتی ہو جاتی ہے۔ جب ہم سنتے ہیں "आज्यं वै

आज्यं वै प्राणाः : आज्यं वै कायः" ارتھات گھرت ہی جیوؤں کو بلدائک ہے۔ گھرت ہی جیوؤں کی آیو ہے۔ گھرت ہی جیوؤں کا پران ہے۔ تو گھرت کا سیون آوشیک پرتیت ہونے لگتا ہے۔ پرنتو جب کوئی جوز پیڑت منشیہ گھرت کا سیون کرتا ہے۔ اُس سمیہ گھرت اُسے پران نہیں بناتا۔ کنتو وشم جور ارتھات (تپ دق) کر کے اُس کے بل کا ناشک۔ آیو کا ناشک۔ اور پرانوں کا ناشک ہو جاتا ہے اگر گھرت کھا کر پانی پی لو۔ تو (کاس روگ) ارتھات کھانسی اُتپن ہو جاتی۔ اب سمجھئے وش ارتھات سنکھیا جو منشیوں کو پران ناشک پرتیت ہوتا ہے۔ جس کو اَلپ سمجھ کر راجیہ نے بھی اس کا بیچنا بند کر دیا ہے۔ پرنتو جب وہی سنکھیا ویدک شاستر

کی رِیتی سے شُدھ کرکے کھایا جاتا ہے۔ تو بڑے بڑے پران ناشک روگوں کو ناش کرکے جیوؤں کو امرت کے تُلیہ گُن کاری پرتیت ہونے لگتا ہے۔ پاٹھک گن اُکت درشٹانت سے نتیجہ ہوجاتا ہے۔ کہ کوئی بھی پدارتھ اِس سنسار میں جیو کے لیئے اُپکارک نہیں اور نہ ہی ہانی کارک ہے کِنتو پدارتھ کو تتو گیان ارتھات یتھارتھ جانکر اُسکے گُن سوبھاو کریا کو جانکر اُس کا ورتاؤ کرنا لابھ کارک ہے۔ اور اُس سے وِرودھ متھیا گیان کے آشرے اُس کا گرہن ہانی کارک ہے۔

پریہ پاٹھکو! جب ہمیں کسی اندھکار میہ ستھان میں جانے کا اوسر ملتا ہے۔ تو بھئے دایک وستو کے نہ ہونے پر بھی چت کا بھئے دُور نہیں ہوتا۔ جب پرکاش میں سنگھ سرپادی بھیانک جیوؤں کو دیکھتے ہیں۔ تو اُنکی اوستھا کو جانکر ہمارا بھئے بہت ہی نیون ہوجاتا ہے۔ اِس سے یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ منشیہ کو اگیان ہی بھئے کارک ہے۔ اگیان کے ناش سے منشیہ کا بھئے بھی ناش ہوجاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک منشیہ بلشٹ پشوؤں کی منڈلی کو ایک سونٹا ہاتھ میں لیئے اپنے آدھین کرکے جدھر چاہتا ہے اُدھر لیجاتا ہے۔ پرنتو وہ دو منشیوں کو اِس سونٹے سے اپنے آدھین نہیں کرسکتا۔ یہ سب باتیں پرتیکش جتلا رہی ہیں۔ کہ گیان کا نہ ہونا بڑی ہانی کا کارن ہے۔ منشیوں کو اِسی نے پرتنتر کر رکھا ہے۔ یہی منشیوں کے دُکھوں کا آدھار ہے۔ پاٹھک گن! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جیو الپگیہ ہے۔ اور پرکرتی وبھُو ہے۔ تو پرکرتی کا تو جیو کو پورن گیان ہونا اسمبھو ہے۔ اِس سے جیو کبھی سُکھی نہیں ہوسکے گا۔ اور پراچین شاستروں نے بھی اِس بات کو پرتی پادن کیا ہے۔ کہ منشیہ متھیا گیان سے بدھ ہوتا ہے۔ جیسا مہاتما مہامُنی کپل جی نے اپنے سانکھیہ شاستر میں دکھلایا ہے۔

"बंधो विपर्ययात् ।"

ارتھ۔ विपर्यय ارتھات وِپریت گیان ہی "بندھ" کا ہیتو ارتھات کارن ہے۔ کیونکہ پرکرتی کے اووِیک سے جب جیو کو پراکرت پدارتھوں میں یتھارتھ گیان ہوجاتا ہے کہ یہ پدارتھ میری آتما کے انوکول ارتھات سُکھ دایک ہے۔ اور یہ پدارتھ پرتی کول ارتھات دُکھ دایک ہے۔ تو جن پدارتھوں کو آتما کے انوکول سمجھا ہے۔ اُن کے گرہن کرنے کی اِچھا اُتپن ہوتی ہے۔ اور اُس پدارتھ کے اُپادن کرنے ارتھات پراپت کرنے میں منشیہ یتن کرتا ہے۔ وہ یتن سے اُتپن ہُوا کرم دھرم ادھرم روپ پھل کو اُتپن کرتا ہے۔ اور اُس پھل کے بدھ ہوئے جیو اِسلیئے جنم مرن ارتھات شریر کے سنیوگ ویوگ کو پراپت ہوتا رہتا ہے۔ اور اِس روگ کی اوشدھی تتو گیان کے بنا دوسری نہیں۔ جس پرکار رجو میں سرپ کی بھرانتی سے جو بھئے اُتپن ہوتا ہے۔ اُس کی نورتی کا اُپائے بنا پرکاش میں رجو کو رجو جانے دوسرا نہیں۔ اور مہرشی پتنجلی نے بھی اپنے یوگ شاستر میں لکھا ہے۔

अनित्याशुचिदुःखानात्मसु नित्यशुचिसुखात्मख्यातिरविद्या ॥

اُودیا ارتھات جس سے پدارتھ کے تتو سروپ کو نہ جان کر بھرم سے انیہ میں انیہ نشچے کرنا
اِتیادی اور بھی سب مہاتماؤں کی سمّتی میں متھیہ گیان ہی منشیوں کا روگ ہے۔ جسکے
ناش سے منشیہ شانتی سکھ کو لابھ کر سکتا ہے۔ اور اِس روگ کی اوشدھی سوائے آتم ناتم دویچنا
کے دُوسری نہیں۔ کیونکہ جب تک جیو اپنے سروپ اور پرکرتی کے سروپ اور سوبھاؤ کو نہ جان
لے۔ اور اپنے ابھیشٹ آنند کے ادھیکرن ارتھات آشرے کو نہ سمجھ لے۔ تب تک جیو کے
دُکھ کی نِورتی ہونی اسمبھو ہے۔ پرییا پاٹھکو! ہمارے مہاتما یوگیشوروں نے بھی اِسکو اُپدیشٹ کیا ہے۔

" ज्ञानान्मुक्तिः।"

ارتھات مُکتی نام زِیودھ دُکھ نِورتی گیان ہی سے ہوتی ہے۔ اور مہامُنی گوتم جی نے
اپنے شاستر کے آرنبھ میں ہی سِدھانت کر دیا ہے:

" प्रमाणप्रमेयसंशयप्रयोजनदृष्टान्तसिद्धान्ताव-
यवतर्कनिर्णयवादजल्पवितण्डाहेत्वाभासच्छलजा-
तिनिग्रहस्थानानांतत्त्वज्ञानान्निःश्रेयसाधिगमः"
न्या० अ० १ पा० १ सू० १ ॥

ارتھ۔ پرمان جس سے وستو کا یتھارتھ گیان ہوتا ہے۔ پرمیہ جس کا گیان پرمان سے
ہے۔ سنشے جہاں سامانیہ گیان ہو، پرنتو پرمان کے ابھاو سے نشچت گیان نہ ہو۔ پرایوجن
جس ارتھ کی اِچھا کو دھارن کر کے کاریہ میں پرورتی ہوتی ہے۔ درشٹانت جس میں لوکک اور
پریکشکوں کی بُدھی سمان ہو۔ سدھانت جو پرتی گیا کے ساتھ واد کر کے انتم دو سمتا ٹھہرے
اِتیادی اور سب سولہ پدارتھوں کے تتو گیان سے نِشریس ارتھات مُکتی پراپت ہوتی ہے۔
کیونکہ جب پرمان آدی دوارا جیو کو یہ نشچے ہو جاتا ہے۔ کہ اَمک پدارتھ میرے آتما کے انوکول اَمک
پرتی کول ہے۔ تو ستیہ کاریوں میں پرورتی ہوتی ہے۔ جسکے ہو گئے کیلئے جنم کی آوشیکتا نہیں ہوتی
اِسی پرکار جب جیو اپنے پرکرتی تتھا ایشور کے گنوں کا ٹھیک ٹھیک نشچے کر لیتا ہے۔ تب وہ
ہتاہت کو ٹھیک سادھن کر لیتا ہے۔ جس پرکار آج کل جغرافیے اور نقشوں کے دوارا ہم کو ہر
ایک دیش سمندر جھیل آدی کا یتھارتھ گیان اُپکار درشٹی سے ہماری نیائے شالی سرکار نے بنا کر
گھر بیٹھے سکھلا دیا ہے۔ اور یہ بھی پرگٹ کر دیا کہ اَمک نگر میں یہ وستو اُتپن ہوتی۔ وہاں کے لوگوں کا یہ مت
ہے۔ اُنکی یہ ریتی ہے۔ جب منشیہ اِس پرکار جان لیتا ہے۔ کہ اَمک دیش واسیوں کا یہ دھرم ہے۔ ایسا
سوبھاو ہے۔ ایسا دھن ہے۔ ایسے کاریگر ہیں۔ اُنکا ایسا چال چلن ہے۔ اِتیادی باتوں کو جان کر اِس کو اپنے
ابھیشٹ کی سِدھی کا گیان جس سے سمتل سے پرتیت ہوتا ہے۔ وہ وہیں جاتا ہے۔ اَنیتھا وِیرتھ بھرمن کر کے
اپنی آیو کا ناش نہیں کرتا۔ اِسی پرکار اِس پرماتما کی دیالتا سے پرکرتی کا پُورا نقشہ جس کے جاننے سے پرکرتی

کے پورے سدھانت کو جان کر اپنی آتما کے انوکول ورتی کو مل نہ جانکر ہے اُپادیہ روپ برتی کو اس میں نہ پھنسا کر اپنے ابھیشٹ آنند کے لیئے یتن کرتا ہے۔ اور یہ پورن ویدکی گیان کے آشرے ابھیشٹ کا پراپت کر کے اَنیو دُکھ کو پراپت ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تو سامانیہ پُرش بھی نہیں چاہتا۔ کہ بنا پریوجن کے پکش پات کر کے اپنے نام کو کلنکت کرے۔ تو ایشور میں یہ سندیہہ ہی نہیں ہو سکتا۔ پیارے پاٹھکو! سنسار میں کرموں کے پھل کے بنا کوئی بھی سکھی دُکھی نہیں ہوتا۔ اور جب تک کرموں کا ودھی نشیدھ نشچے نہ ہو جاوے۔ تب تک اُن کرموں میں پرتی نہیں ہوتی۔ اس سے بھی گیات ہوتا ہے۔ کہ کرموں کی ودھی نشیدھ کا گیان ایشور نے جیووں کو دیا ہے۔

پیارے پرکھشک جنو! یہ تو آپ ٹھیک ریتی سے سمجھتے ہیں۔ کہ جو منشیہ جس وستو کو شل کو بناتا ہے۔ جب تک اُس کو بیوہار ورتنے کی ودھی لکھ سے ویاکھیا سے نہ بتا دے۔ تب تک اُس کا بیوہار ورتاؤ کسی کو بھی نہیں آتا۔ اور یہ بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے سامنے جو گھڑیاں امریکہ اور یورپ دیش سے آتی ہیں۔ جب تک اُن کو کُنجی لگانے کا سمیہ ودھی اور سوئیوں کے گھٹانے بڑھانے کے نیم تیز اور دھیما کرنے کا وچار ہم کو نردِشٹ ہووے۔ تب تک اُس گھڑی سے ہم بیوہار پریوجن سدھ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہم اس وستو کے بگڑنے سے دوشی ٹھہرائے جا سکتے ہیں۔ ہم جگت میں دیکھتے ہیں۔ کہ جہاں ہم بنا دیکھے تھوڑی دور بھی چلے۔ وہاں ٹھوکر کھائی۔ جو جتلاتی ہیں کہ ایشور نے جو تمہیں آنکھیں دینے سے دیکھ کر چلنے کی آگیا دی تھی۔ اُس کو بھنگ کرنے کا یہ پھل ہے۔

پیارے پاٹھکو! اسی پرکار جب ایشور کی دی ہوئی اندریوں کے نیموں کو توڑ کر پرتکش میں دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ اس سے یہ انومان سدھ ہے۔ کہ ورتمان دکھ بھی پوروں میں جو ایشور آگیا اُلنگھن کی ہے۔ اُن کا پھل ہے۔

مہاشہ گن! جب یہ نشچے ہو گیا۔ کہ دُکھ ایشور آگیا اُلنگھن کا پھل ہے۔ تو یہ بات چھپی نہیں رہتی۔ کہ ایشور نے ہمیں کیا آگیا دی ہے۔ اب ایشور آگیا کو ہم اُس کے دیئے نیموں تتھا ودھی نشیدھ رُوپی ویدوں سے پاتے ہیں۔

پیارے پاٹھکو! جب نشچے ہو چکا۔ تو ہم اُن پُستکوں کی جن کو سنسار میں ایشور آگیا مانتے ہیں پرکشا کرنے کے لیئے اُدیوگ کرتے ہیں۔

پیارے پاٹھکو! ویدوں کو چھوڑ کر باقی چار پستکیں توریت زبور۔ انجیل۔ قران کو ادھیکانش لوگ ایشور آگیا کے نام سے پُکارتے ہیں۔

پہلی پستک توریت تو موسےٰ کے سمیہ میں اُتری۔ وچار یہ اُتپن ہوگا۔ کہ موسےٰ سے پہلے لوگوں کو ودھی نشیدھ کا گیان کس پرکار سے ہوتا تھا۔ اور آدم سے لے کر موسےٰ تک ایشور آگیا

سنسار میں بھی دُہیں۔ اور مُوسیٰ سے پہلے سنسار میں کون بات نہ تھی جس کے لئے ایشور پُستک کی آوشیکتا تھی۔ جس کو توریت نے پورا کیا۔ اِس کا اُتر یتھارتھ دینا اتی کٹھن ہے۔

پیارے پاٹھکو ایدی ورجن توش نیائے سے یہ بھی مان لیں۔ کہ توریت کی آوشیکتا تھی۔ تو توریت میں کیا نیونتا تھی ؟ جس کو پورا کرنے کے لئے زبُور کی آوشیکتا ہوئی۔ اور توریت کے بنانے والے کی اس آوشیکتا کا گیان پُورو تھا۔ وہیں۔ یدی تھا تو پہلے کیوں نہ لکھا۔ اور آدم سے لے کر واؤد تک منشیوں کا جیون اُدھورے پن میں گیا۔ اور اُن کو ایشور کی یتھارتھ آگیاؤں کو نہ پالن سے ونچت رہ کر جو دُکھ اٹھانا پڑا۔ اس کا دوش کس پر آویگا ؟ توریت کے بنانے والے پر۔

پیارے پاٹھکو! سنسار میں دو پرکار کا گیان پراپت ہوتا ہے۔ ایک تو سامانیہ گیان۔ دوسرا وشیش گیان۔ سامانیہ گیان تو جیو کے سوبھاو سے ہی رہتا ہے۔ کیونکہ جیو الپگیہ ہے۔ ارتھات نیمت گیان سوبھاؤ سے سمست جیووں میں رہتا ہے۔ پرنتو وشیش گیان بنا کسی نمت سے نہیں ہو سکتا۔ کھانا، سونا، رونا اتیادک جو کاریہ پشو پکشی سرپادی سب یونیوں میں رہتا ہے۔ وہ سوبھاوک ہے۔ پرنتو ہر ایک یونی میں جو وشیش گیان ہے۔ وہ کسی نمت ارتھات دوسرے کے سکھانے سے پراپت ہوتا ہے۔

مترور گو! جب ہم سمست جیووں سے منشیوں کی تُلنا کرتے ہیں۔ اُس سمیہ سمست جیووں میں بھوگ شکتی کو پاتے ہیں جیسے گئو بھینس اشو آدک پشو تتھا ہنس آدک پکشی و سرپادک نرتک جیو انادک پدارتھوں کو بھوگتے ہیں۔ پرنتو اُن کو اناوک پدارتھوں کی بردھی تتھا اُتپتی کرنے کا گیان نہیں پرتیت ہوتا۔ اِس سے گیات ہوتا ہے۔ کہ جیو سوبھاو سے ورتمان اوستھا کا گیان رکھتا ہے۔ کِنتو جب ہم منشیوں میں کرت تتھا شکتی ارتھات کرموں کے کرنے کی سامرتھیہ کو وچار درشٹی سے وچارتے ہیں۔ تو یہ سامرتھیہ انیہ جیووں میں نہ پاکر ہمیں وشواس ہوتا ہے۔ کہ یہ شکتی کسی نمت سے اُتپن ہوئی ہے اور جب ہم اشکشت پرشوں کو دیکھتے ہیں۔ تو وے بھی کرت تتھا شکتی سے شونیہ ہی پرتیت ہوتے ہیں۔ اِس سے سپشٹ گیان ہوتا ہے۔ کہ کرنے کی سامرتھیہ پراپتی منشیوں کو شکشا سے ہوتی ہے۔ اب یہ وچار اُتپن ہوتا ہے۔ کہ منشیوں کو شکشا کس سے پراپت ہوئی ؟ بہت لوگ تو کہیں گے۔ کہ شکشا جیووں کے پرسپر میل سے اُتپن ہوتی ہے۔ کیونکہ بہتوں کی الپگیتا یا سامانیہ گیان مل کر بہو گیان وشیش گیان اُتپن ہو جاتا ہے۔ پرنتو تتو درشٹی کے وچار سے یہ متھیا پرتیت ہوتا ہے۔ جیسے دیا سلائی میں سامانیہ اگنی ہے۔ اور رگڑنے سے وشیشا گنی پرگٹ ہوتی ہے۔ تو رگڑنا نمت ہی وشیشا گنی کا اُتپادک پرتیت ہوتا ہے۔ اور ڈبی میں سو دیا سلائیوں کے یوگ سے وشیشا گنی کا اُتپن کرنے والا نمت کاری نہیں۔ جب ایک سلائی میں وشیشا گنی پرگٹ ہو جاتی ہے۔ تو وہ بہت سی وستوؤں کو

یہ شکتی دے سکتی ہے۔ اسی پرکار جب تک جیو کو شکشا پراپت نہ ہوگی۔ تب تک اُس میں یہ سامرتھ نہ ہوگی۔

پریہ پاٹھکو! کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ جیو آتما نتیہ پرتی اُنتی کرتا ہے۔ اس سے کال پاکر سروگیہ ہو جائے گا۔ پرنتو اُن کا یہ سدھانت ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جیو آتما گیان وشے کبھی بھی بنا نمت اُنتی نہیں کر سکتا۔ اس میں ہیتو یہ ہے۔ کہ کوئی وستو بھی اُنتی نہیں کرتی۔ کنتو اپنے اُپ یوگی اوئیووں کو پرکرتی سے گرہن کرتی ہے۔ اُس کو موڑھ پرش اُس کی اُنتی مانتا ہے۔ کنتو گنوں کے اُوچت سہکاری نمت کو پاکر ادھک ہو جاتی ہے۔ پرنتو دیش کال آدِک تتھا پرکرتی یہ سب گیان سے شونیہ ہے۔ ان سے سروگیتا کا ملنا اسمبھو ہے۔ بہت سے بھائی یہاں پر یہ شنکا کریں گے۔ کہ جیو جہاں جائیگا وہاں کے پدارتھوں کو دیکھ کر اپنی گیان شکتی کو بنا کسی نمت کے بڑھا سکتا ہے۔ پرنتو یہ شنکا بھی اسنگت ہی ہے۔ کیونکہ سوریہ کے نمت سے چکشو میں پرتیکش پدارتھوں کے دیکھنے کی شکتی ادھیکانش ہو جاتی ہے۔ اس سے روپ گیان تو ہو گیا۔ پرنتو وشیش گیان کا ابھاو ہی رہا۔ اور یہ شکتی سب جیووں میں سوتہ اُتپنت ہے اس کو ہم وشیش گیان نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ سنسار کے پشو پکشی روپ گیان کو پراپت ہیں۔ کنتو پرتیکش ہیں اتی رکت انومان آدی جنم گیان جس سے کاریہ کو دیکھ کر کارن کا بودھ اور لنگ کو دیکھ کر لنگی کا بودھ ہوتا تتھا نتیہ کے ویوہار سے انوبھو بنا شکشا کے پراپت نہیں ہوتا۔ اس لئے اوشیہ انومان ہوتا ہے۔ کہ یہ شکشا منشیہ کو کہیں سے پراپت ہوئی ہے۔

پریہ مترو! یہ تو آپ سویکار کرتے ہیں۔ کہ جب تک آپ کسی بھرتیہ وسنتان کو کسی کاریہ کے کرنے کی آگیا نہ دیں۔ اور کُکرموں کے کرنے کا نشیدھ یا ست اُپدیش نہ کریں۔ تب تک اُس کو کسی کرم کے کرنے نہ کرنے کیلئے دوشی نہیں بنا سکتے۔ اور نہ اُس کو ڈنڈ دے سکتے ہیں۔ یدی آپ اُس کو ڈنڈ دیں تو کوئی بھی آپکو نیائے شیل یا بھلا نہیں کہیگا۔ یدی آپ کسی نیائے شیل منشیہ کو کسی اپرادھی کو ڈنڈ دیتے دیکھیں گے تو آپکو یہ دو باتیں دھیان آئینگی۔ یا تو اُس اپرادھی نے نیاو دھیش کی آگیا کو اُلنگھن کیا ہے۔ یا وہ نیایا دھیش انیائی ہے۔ پہلی اوستھا میں تو اُسکی آگیا کا پرچار ہونا اوشیک ہے

مہاشیہ گن! اب آپ وچاریں کہ سنسار میں جو کروڑوں جیو نانا پرکار کے دُکھ پا رہے ہیں۔ اُن کو دیکھ کر سمجھدار منشیہ یا تو دُکھ کو پورو کرم کا پھل سمجھیگا و دُکھ داتا ایشور کو انیائی جانے گا۔ کنتو ایشور نیائے کاری ہے۔ اُس کو انیائی کہنا کیول مورکھوں کا پرلاپ ماتر ہے۔ ہاں یہ سب منشیوں کے پاپوں کا پھل ہے۔ پاپ ایشور آگیا کو اُلنگھن کرنے کا نام ہے۔ اس سے بھی سدھ ہوتا ہے۔ کہ ایشور نے اوشیہ کوئی آگیا دی ہے۔ جس کے انوسار چل کر منشیہ اُن دُکھوں سے چھوٹ سکتا ہے جس کے ورودھ چلنے ہی سے منشیہ ان دُکھوں سے گرست ہوا ہے۔

پیارے مہاشیو! جب اِس پرکار ایشور فرمت نیم یا آگیا یا ستیہ وِدیا یکت پُستک کی آوشیکتا پرنیت ہوتی ہے۔ اور ایشور کے نیائے آدی گُنوں سے بھی نکشیہ ہوتا ہے۔ کہ اوشیہ اُس نے پرکرتی کے نیموں کو سنسار میں پرچار کیا ہے۔

پیارے پاٹھکو! یدی ہم یہ مان لیں۔ کہ سنسار میں ایشور آگیا پرچلت ہے۔ تو ہمیں اُس کا وچار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایشور آگیا کے لکشن کیا ہیں یا ایشور نے جو ہمیں ویدوں کا گیان دیا ہے۔ وُہ کیسا ہے۔ پہلا لکشن ہم آوشکتا کے انوسار یہ کرتے ہیں کہ

"हिताहितसाधनताबोधकत्वं वेदत्वम्"

ارتھات جو ہت جیوآتما کے انوکول اور آہت جیوآتما کے پرتی کُول سادھنوں کا بودھک ارتھات بتلانے والا ہو۔ اُسے وید کہتے ہیں۔ تو یہ لکشن سب گرنتھوں میں اُتی ویاپت ہوتا ہے۔ ارتھات سب گرنتھ تھوڑی بہت ہت کی ودھی اور اہت کا نشیدھ سے رہتے ہیں۔ پھر لکشن اس پرکار کرتے ہیں کہ

"हिताहितसाधनताबोधकानि चापुरुषवाक्यानि इति वेदाः"

ارتھات جو ہتا ہت کا بودھک اپُرش واکیہ ارتھات کسی منشیہ کا کہا ہُوا واکیہ نہیں۔ اُسے وید کہتے ہیں۔ اب ناستکوں کے گرنتھوں اور قرآن انجیل توریت زبور ان پُستکوں میں اُتی ویاپتی ہوگی۔ کیونکہ جین لوگ اپنے تیرتھنکر وغیرہ کو ایشور مانتے ہیں۔ اور مسلمان لوگ قرآن کو ایشوریہ پُستک مانتے ہیں۔ عیسائی انجیل اور یہودی توریت اور زبور کو۔ اب ویدوں کا لکشن یہ ہوگا۔

"हिताहितसाधनताबोधकानि चापुरुषवाक्यानि ब्रह्मप्रतिपादकानि सृष्टिक्रमाविरुद्धानि इति वेदाः"

اس میں جو اوستھا ہتا ہت گیان کا بودھک پُرش واکیہ نہ ہو۔ برہم کا پرتی پادک ہو۔ اور سرشٹی کرم درودھ نہ ہو۔ اُسے وید کہیں گے۔ پرنتو وید شبد سے ہے۔ شبد کو پرمان نہیں مانا جاتا۔ جب تک اس میں دوش پائے جاویں۔ جیسا مہاتما گوتم جی نے شبد پرکشا میں لکھا ہے۔

"तदप्रामाण्यमनृतव्याघातपुनरुक्तिदोषेभ्यः"

ارتھ۔ شبد اپرامانیہ ہے۔ کیونکہ اُس میں اَمرت نام جھوٹا ہونا ویاگھات نام پرسپر درودھ شبد کبھی سِدھ واکیہ نہیں ہوتا۔ اِس کارن اُس کو پرمان نہیں مانا جاتا۔ کیونکہ ایشور سروگیہ ہے۔ وہ انرت بچن کبھی نہیں کہتا۔ اُس کا کتھن تتو گیان کے انوکول ہوتا ہے۔ اِس کارن ویدوں میں یہ دوش نہ ہونا چاہیے۔ اور سروگیہ اپنے پُوروکتھن کو بھول کر اُس کے وِرُودھ بھی نہیں کہتا۔ اِس کارن ویاگھات دوش بھی ویدوں میں نہیں ہو سکتا۔ اور پُنر اکتی بھی اگیانی کے کتھن میں ہُوا کرتی ہے۔ ویدوں کو ان دوشوں سے رہت گوتم آدی مہاتما رشیوں نے اپنے اپنے شاستروں میں سِدھ کر دیا ہے۔

اوم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

(چُنّی لال دت کاتب گجرو ڑوی)

اوم

ویدک دھرم

سب مذہبی

خوبیوں کا مخزن ہے

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء نمبر ۱۰۱

[illegible]

جس کو

وزیر چند شرما

مالک

ویدک پستکالیہ متصل بیرگیان منڈی لاہور

نے شائع کیا

بار ہشتم شری بالمکند سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور [illegible] چھپی تعداد ۱۰۰۰

ویدک دھرم سب مذہبی خوبیوں کا مخزن ہے

آج کل آریہ سماج کا مقابلہ قرانی۔ کرانی۔ پورانی جینی وغیرہ کل مذاہب سے چل رہا ہے۔ لیکن مذاہب باوجود اپنی تعداد کی زیادتی اور سامان کامیابی کی افراط اور پُرزور کوششوں کے اکیلے اکیلے اور بعض موقعوں پر ملکر کامیاب نہیں ہوئے۔ کیا آریہ سماج میں عالم زیادہ ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا آریہ سماج کے پاس دنیاوی اشیا کی امداد زیادہ ہے۔ ہرگز نہیں!

کیا آریوں کی عقل زیادہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آریوں کی مٹھی بھر تعداد تمام مذاہب کے وصیلے بھرا رہی ہے۔ سب کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر روشنی ہے۔ وہ دو قسم کی ہے۔ ایک تو پرماتما کی دی ہوئی۔ دوسری انسانوں کی۔ پرماتما کی بنائی ہوئی روشنی سورج ہے۔ اور انسانوں کی بنائی ہوئی روشنی چراغ۔ لالٹین۔ لمپ۔ بجلی۔ گیس کی روشنی وغیرہ ہیں۔ بہت سے لوگ کہیں گے۔ کہ تم نے چاند اور ستاروں کی روشنی کو کیوں پرماتما کی بنائی ہوئی روشنی میں شامل نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چاند وغیرہ بذات خود روشن نہیں۔ بلکہ سورج کی روشنی سے روشن ہوتے ہیں۔ اب سورج تو کسی انسانی روشنی سے امداد کا خواستگار نہیں۔ اور نہ ہی کسی سے بنا ہے لیکن جسقدر انسانی روشنی کے سامان ہیں۔ ان میں ظروف تو انسان کے بنائے ہوئے مثلاً چراغ۔ لالٹین۔ لیمپ۔ تیل اور بتی وغیرہ لیکن جو روشنی ہے۔ وہ انسان کی بنائی ہوئی نہیں۔ بلکہ وہ سورج کی کرنوں سے پھیلی ہوئی ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ آگ یا روشنی رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے آگ بلا اصل کوئی جوہر نہیں۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے۔ کیونکہ گرمی اور روشنی وغیرہ صفات ہیں۔ جن کا موصوف آگ ہے آگ کے بغیر روشنی اور گرمی کس موصوف کی صفات ہوں گی۔ جو لوگ آگ اور گرمی کو ایک سمجھتے ہیں۔ اور بھی سخت غلطی پر ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آگ

کبھی بغیر دوسری شئے کے ظاہر نہیں ہوتی۔ اسواسطے وہ جوہر نہیں عرض ہے لیکن یہ
خیال صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر پانی بغیر برتن کے قائم رہ سکے تو اسکے جوہر ہونے میں کوئی شک
نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رہنے کیواسطے کسی ظرف یا جگہ کا ہونا جوہر کیواسطے بھی لازمی ہے اگر زمین
کو سورج کی آکرشن شکتی نہ کھینچے ہوئے ہو۔ تو زمین کا قائم رہنا بھی مشکل ہے۔ تو کیا اس حالت میں
زمین جوہر نہ رہیگی عرض ہو جائیگی۔ ہرگز نہیں آگ موصوف ہے اور گرمی اور روشنی اس کی
صفات ہیں۔ دنیا میں جسقدر آگ ہے وہ سب سورج کی کرنوں سے پھیل ہے چونکہ یہ بحث بہت
لمبی ہے۔ اسواسطے اس مختصر سے ٹریکٹ میں اسکا مکمل طور پر آنا مشکل ہے۔ اسواسطے مختصر ہی
عرض کیا گیا ہے جیطرح مادی روشنی دو قسم کی ہے۔ ایسے ہی روحانی روشنی یعنی تعلیم بھی دو قسم
کی ہے۔ ایک ایشور کی دی ہوئی الہامی تعلیم۔ دوسری انسانوں کی بنائی ہوئی کتابیں۔ جن میں بہت
سی تو ایسی ہوتی ہیں۔ کہ اصول تو الہامی تعلیم سے حاصل کرتے ہیں۔ اور باقی فروعات ملک کی
حالت کیمطابق کلپنا کر کے سوسائٹی کے واسطے قانون بن جاتے ہیں۔ اور بہت سی
ایسی ہوتی ہیں۔ کہ صرف پرانے حالات کو ہی بیان کرتی ہیں۔ بہت سی ایسی ہوتی ہیں۔ کہ
الہامی تعلیم کو بیج بنا کر اس کے کسی اعلیٰ اصولوں کی تشریح میں فلاسفی کی شکل میں نظر آتی
ہیں۔ بہت سی ایسی کتابیں ہیں۔ کہ کچھ سچی باتیں الہامی کتاب میں سے لیکر باقی اپنی
اغراض کو پورا کرنے کے وسایل ملا کر ایک مذہبی کتاب کی شکل پکڑ لی ہیں۔ زیادہ تر مذہبی
کتابیں اسی طور پر بنی ہیں۔ جب ہم ہر ایک مذہب کو غور سے دیکھتے ہیں۔ تو اس کے عقاید
کچھ تو ایسے پاتے ہیں۔ جو الہامی کتاب یعنی وید سے لئے ہوئے ہیں۔ جینیوں کے اندر
اہنسا کہاں سے آئی۔ ویدک دھرم سے۔ اگر کسی کو شک ہو تو

انتہا سیناسے آدمی | یا | { یستو سروانی بھوتانی آتمن نیوانو پشیتی
یجروید ادھیاے ۴۰ کے منتر کو دیکھ کر | یا | سرو بھوتیشو چ آتمانم تتو نہ وی چکتسی

پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ جسطرح کوئی اپنا دکھ پانا پسند نہیں کرتا۔ ایسے ہی دوسرے کو
دکھ دینا بھی پسند نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن جینیوں کے اندر جو مخالف الوجود یعنی خلاف
باتیں ہیں۔ وہ ان کے اچاریوں کی ملائی ہوئی ہیں۔ مثلاً کبھی کا آغاز ہونا ... [illegible]
ہی اور بھی بہت سی ملائی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ جن کے سبب عالموں کی نظر میں
جینی مت کمزور ثابت ہوتا ہے۔ اہل اسلام میں توحید مسئلہ تقدیر وغیرہ بہت

سی باتیں ویدوں سے لی گئی ہیں۔ لیکن علما اسلام کو اس قدر بھی خبر نہیں۔ کہ کس قسم کی توحید ضروری ہے۔ آیا وحدت فی الذات یا وحدت فی الصفات یا وحدت فی العبادت۔ کیونکہ اگر خدا کو اپنی ذات میں واحد تسلیم کیا جائے۔ تو کل دنیا کی علت مادی بھی خدا ہی ہوگا۔ لیکن علت مادی کی صفات کا معلول میں ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ جو زیور سونے سے بنتے ہیں۔ اُن میں سونے کی صفات لازمی طور پر پائی جاتی ہیں۔ سوائے پانچ گنوں یعنی ان صفات کے جو حرکت سے پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی ایسی صفت نہیں۔ جو علت میں ہو معلول میں نہ ہو۔ لیکن خدا مدرک بالذات ہے۔ اس واسطے کل دنیا مدرک بالذات ہونی چاہیئے۔ خدا ہمیشہ مسرور ہے۔ اس واسطے کل دُنیا سُرور سے لبریز ہونی چاہئے۔ کسی کو بھی تکلیف نہ ہونی چاہیئے لیکن ہم دُنیا کی بے انتہا چیزوں کو جنکو مادی کہا جاتا ہے غیر مدرک پاتے ہیں۔ کروڑں مدرک انسان وحیوان دُکھ سے معمور پائے جاتے ہیں اس واسطے ہر عقلمند کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ خدا اُن کی علت مادی نہیں۔ بلکہ غیر مدرک اشیا کی علت فاعلی ہے۔ چونکہ مدرک ارواح دو ہی حالتوں میں آسکتی ہیں۔ یا تو ان کو معلول اور خدا کو علت مادی تسلیم کیا جائے۔ اس حالت میں روح کا دُکھی ہونا ناممکن ہوگا۔ دُوسری حالت میں رُوح کو قدیم تسلیم کیا جائے۔ اور دُکھ سُکھ اس کے عارضی صفات مانی جاویں۔ لیکن اس بات کو وحدت فی الصفات کا مسئلہ روکتا ہے۔ کیونکہ قدامت کی صفت خُدا کے ساتھ روح کو بھی لازم آتی ہے لیکن وحدت فی الصفات کے یہ معنے کرنا سراسر جہالت ہے۔ بلکہ وحدت فی الصفات کے یہ معنی کرنا کہ جس قدر صفات خُدا میں ہیں۔ اسی قدر صفات دوسری شے میں نہیں۔ بہت سے لوگ سوال کریں گے۔ کہ کیا سبب ہے۔ کہ وحدت فی الصفات کے ایسے معنے کرنا جہالت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی وحدت فی الصفات والا خدا ممتنع الوجود ہے کیونکہ اس وقت خدا ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ روح ہے۔ اس سے بھی کسی کو انکار نہیں۔ مادہ اور مادی جسم ہیں۔ ان میں بھی کسی کو انکار نہیں۔

جب ہستی کی صفت خدا اور انسان میں مل گئی۔ بس وحدت فی الصفات کہاں
رہی۔ ہمارے اہل اسلام دوست اس موقعہ پر یہ کہتے ہیں کہ خدا کی ہستی تو
خالق ہستی ہے۔ اور روح مادہ کی ہستی مخلوق ہستیاں ہیں۔ اس واسطے
دونوں ہستیوں میں فرق ہے۔ پس جب دونوں ہستیاں علیحدہ علیحدہ
قسم کی ہیں۔ تو وہ دونوں ایک ہیں ہی نہیں۔ اس واسطے ان کا
ملنا کیا معنے رکھتا ہے۔ لیکن یہ تمیز تو قدامت میں بھی ہے خدا کی قدامت
درجہ مالکیت کا رکھتی ہے۔ اور روح اور مادہ کی قدامت درجہ ملک کا۔
ملک اور مالک ایک ساتھ ہوتے ہوئے بھی تو شریک ہوتے ہیں۔ نہ
ایک جنس رہے۔ اصل توحید وحدت فی العبادت ہے۔ جو مذہب کی
جان ہے۔ مگر وید نے تو ایک ایشور کی عبادت ہی فرض ٹھہرایا ہے
لیکن اسلام میں پیغمبر کو شریک کیا گیا ہے۔ اور ایک ایشور کی عبادت
کرنے والے کو شیطان بتلایا گیا ہے۔ شیطان کون تھا۔ فرشتوں کا
استاد۔ ایک ہزار برس تک خدا کی عبادت کرنے والا۔ کس جرم میں
راندہ درگاہ ہوا۔ آدم کو سجدہ نہ کرنے میں۔ پس جو پیغمبر کو نہ مانے وہ کافر
اور جو آدم کو سجدہ نہ کرے وہ شیطان۔ لیکن اسلام میں جس قدر ٹوٹی
پھوٹی خدا پرستی کی تعلیم ہے۔ وہ تو ویدوں سے لی ہوئی ہے۔ اور جو
شہوت پرستی کی تعلیم ہے۔ وہ حضرت محمدؐ صاحب کی من گھڑت ہے۔
دیکھو قرآن شریف میں سیپارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک
علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی
الناس واللہ احق ان تخشٰہ فلما قضٰی زید منھا وطرا
زوجنٰکھا لکی لا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائھم
اذا قضوا منھن وطرا وکان امر اللہ مفعولا ۝

ترجمہ:- اور جس وقت کہ کہتا تھا تو اس واسطے اس شخص کے کہ
نعمت کی ہے اللہ نے اوپر اس کے اور نعمت کی ہے تو نے اوپر اس کے

مقام لکھا اوپر اپنے بی بی اپنی کو اور ڈر خدا سے اور چھپاتا تھا بیچ جی اپنے کے جو کچھ اللہ ظاہر کرنے والا ہے۔ اس کا اور ڈرتا تھا تو لوگوں سے اور اللہ بہت لائق ہے۔ اس کا تو ڈرے تو اس سے پس جب ادا کر لی زید نے اس سے حاجت بیاہ دیا ہم نے تجھ سے اس کو کہ نہ ہووے اوپر ایمان والوں کے تنگی بیچ بی بیوں لے پالکوں اپنے کے جب ادا کر لیں ان سے حاجت اور ہے حکم خدا کا کیا گیا۔

کہئے جناب اس سے بڑھ کر شہوت پرستی کی اور کیا تعلیم ہوگی۔ کہ لے پالکوں یعنی متبنے بیٹوں کی عورتوں میں ایمان والوں کی تنگی نہ رہی۔ لیکن افسوس ایمان والوں کی تنگی دور نہ ہوگی۔ کیونکہ نہ تو محمد صاحب سے پہلے کسی نے متبنے بیٹے کی عورت سے شادی کی تھی۔ اور نہ ہی حضرت کے بعد کوئی اس قسم کی شادی ہوئی ہے۔ اگر ہوئی ہے۔ تو علمائے اسلام کو اس کا ثبوت دینا چاہئے۔ کیا کوئی آدمی تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ جو ایک شخص کی غرض کے واسطے تحریر ہو۔ وہ قانون کی حد میں آسکے۔ کیوں جناب متبنے بیٹوں کی عورتوں سے شادی نہ کرنے سے کون سا نقصان تھا۔ جس کو پورا کرنے کے واسطے خدا کو ایسی ضرورت پڑی۔ متبنے بیٹا تو ہزاروں میں سے ایک کے ہوتا ہے۔ اگر خدا بیٹوں کی عورتوں سے شادی جائز کر دیتا۔ تو البتہ کچھ تنگی دور ہو جاتی۔ اگر بہنوں بیٹیوں سے جائز کر دیتا۔ تو بھی کچھ ایمان والوں کو فائدہ ہوتا۔ یہاں تو صرف اپنی غرض سے بلا نکاح غیر شرعی کام کرنا تھا۔ اس کے واسطے آیت گھڑ دی۔ کیوں گھڑی! تاکہ لوگوں سے ڈر نہ رہے۔ پہلے آیت سے رسول ڈرتے تھے۔ آیت بنا دینے کے بعد ڈر اتر گیا۔ کیونکہ شادی پر خدا کی مہر لگ گئی۔

ہمیں علمائے اسلام کی عقل پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ کیوں ایسے شخص کو جو لوگوں سے ڈرتا ہے۔ اور خدا سے نہ ڈرتا ہو۔ کیونکہ اگر خدا سے ڈرتا تو خدا کو اس کے کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ کہ ڈر خدا سے کہ اللہ بہت لائق ہے۔ کہ ڈرے تو۔ گو اس قسم کی تمام باتوں سے قرآن بھرا ہوا ہے

کہاں تک کہیں۔ عیسائیوں کی کشما تو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ ویدک دھرمیوں میں دھرم کا دوسرا اَنگ شانتی ہی کشما تسلیم کیا گیا ہے۔ اور تثلیث بھی ویدک دھرم سے لی گئی ہے۔ صرف پرکرتی کو روح القدس قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ ورنہ باپ خدا اور بیٹا جیو تو بنا ہوا ہے۔ بدھ مذہب کے اندر جو نیک کرموں کی تعلیم ہے۔ وہ یجروید ادھیائے ۴۰ کے دوسرے منتر سے صاف ظاہر ہے۔ سکھوں کی ایشور بھگتی اور باقی مذاہب جو ہندوستان کے اندر موجود ہیں۔ وہ تو اقراری ہیں کہ وید ان کا مخزن ہیں۔ یہودی مذہب کی تعلیم بھی ویدوں سے لی گئی ہے۔ موسےٰ کو آگ میں خدا کا نظر آنا تو صاف لفظوں میں ویدک یگیہ والوں کی اس بات کی نقل ہے۔ کہ جب یگیہ کرتے تھے۔ تو اگنی میں سے وشنو ظاہر ہوتے تھے۔ ایسے ہی سو قربانیاں بام مارگیوں کی نقل ہیں۔ جنہوں نے ویدک یگیہ کے اُلٹے معنے کر کے یگیوں میں ہنسا کا پرچار کیا۔ غرضیکہ اس وقت دنیا کے مذاہب میں کوئی ایسی خوبی نہیں۔ جس کا مخزن وید نہ ہو۔

جس قدر کسی مذہب کے اصول ویدوں کے مطابق ہیں۔ وہ ایسے مضبوط ہیں۔ کہ ان کا کھنڈن ناممکن ہے۔ لیکن جو اصول من گھڑت ہیں۔ جس وقت ان کی بحث آتی ہے۔ اس وقت تمام مذاہب گھبرا جاتے ہیں۔ مسلمان توحید پر بحث کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ لیکن قرآن کو الہامی ثابت کرنے کے واسطے ایسا گھبراتے ہیں کہ دہلی میں باوجود ۵۹ علماء اسلام کی موجودگی کے ۵ دن میں الہام کی تعریف نہ کر سکے۔ اور نہ ہی نگینہ میں اسلام نے قرآن کو الہامی ثابت کیا۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب یہی کہتے رہے کہ جب قرآن کو الہامی ثابت کرنے کے واسطے کھڑا ہوں گا۔ تب قرآن کے متعلق اعتراضوں کا جواب دوں گا۔ کبھی کہا آپ مدعی ہیں۔ آپ ہی تعریف کریں۔ کیا اسلام قرآن کے الہامی ہونے کا مدعی نہیں۔ دوسروں پر اعتراض کرنا آسان ہے۔ لیکن قرآن کو الہامی ثابت کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ کہ جتنا سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ اسی واسطے علماء اسلام بدایوں نے باوجود اقرار کرنے

بھی قرآن کو الہامی ثابت کرنے سے گریز کیا۔ بلکہ الہام کی تعریف بھی یہی کی۔ کہ بذریعہ وحی کے نازل ہونے والا۔ لیکن یہ بات خود محتاج ثبوت ہے۔ علمائے اسلام کو اول تو وحی کی تعریف کرنی ہوگی۔ پھر اس کی ہستی کے واسطے ثبوت دینے ہوں گے۔ جب تک وحی کی ہستی ہی پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے۔ تب تک اسلام کا دعوے گرا ہوا ہے۔

پیارے احباب! وہ زمانہ قریب ہے کہ جب تمام دنیا کے مذاہب تبدیلیں کرتے ہوئے اپنے آپ کو ویدوں کی تعلیم کے بالکل نزدیک لے آویں گے۔ اور اس بات کا اقرار کرنے لگیں گے۔ کہ ویدک دھرم ہی کل مذہبی خوبیوں کا مخزن ہے۔

اوم شم

مصنف ہٰذا کی چند دیگر پستکیں

نیائے درشن مصنفہ مہامنی گوتم جی معہ اردو ترجمہ ویاکھیا نقلی سوال و جواب	عـهر	وشیشک درشن مصنفہ مہامنی کناد جی	۸عـهر
آریہ سدھانت بھاشا	۱۲/	سانکھیہ درشن مصنفہ مہامنی کپل جی	۴عـهر
نیائے آریہ بھاشا	عجر	ویدانت درشن جلد اول	۱۲عـهر
سانکھیہ آریہ بھاشا	عه	وشیشک آریہ بھاشا	۸عـهر
ایشور سدھی وچار اردو	۴	ویدوں کی عظمت اردو	۲/
نئی و پرانی تعلیم کا مقابلہ	۱/	ملہمان وید و قران کی سوانحمری و تعلیم	۴/
کتھا پچیسی اردو	۴/	مکتی سے جیو لوٹتا ہے اردو	۱/
گورو شکشا	۳/	اودیا کے چار انگ اردو	۲/
نوین و پراچین ویدانت	۴/	مباحثہ آگرہ معہ قران کی چھان بین	۴/
ست برتی مہانند	۱/	وچیتر برہمچاری اردو	۰/
		کشما چندر اودے	۶/

ملنے کا پتہ:- وزیر چند شرما مالک وید ک پستکالیہ متصل ہرگیان مندر لاہور

اوم

ویدک دھرم کے متعلق ہر پرکار کی پستکیں. چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور آریہ گھروں. مندروں کی شوبھا کے لیئے سندر موٹے حروف میں وید منتر و اپدیش رنگین چھپے ہوئے وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوا سکتے ہیں۔

کیا ویدوں کے پڑھنے کا ادھیکار شودروں کو



آریہ سمبت ۱۹۶۰۸۵۳۰۲۵

بکرمی سمبت ۱۹۸۱ دیانندابد ۱۰۱

جنوری ۱۹۲۵ء

جس کو سوامی ورشانند سرسوتی نے نرمان کیا۔

اور پنڈت وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ نے شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں پنڈت کشن گوپال کے اہتمام میں چھپوا کر شائع کیا

کیا ویدوں کے پڑھنے کا ادھیکار سب کو نہیں؟

यथे मां वाचं कल्याणी मा वदानि जनेभ्यः।

ब्रह्म राजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय।

(ارتھ) اِس وید منتر میں پرماتما جیوؤں کو اِس بات کا اُوپدیش دیتے ہیں. کہ جس پرکار میں سمپورن منشوں کے واسطے کلیان کے دینے والی ارتھات مُکتی سکھ کی دینے والی. رگ وید آدی چاروں ویدوں کی شکشا کا اُپدیش کرتا ہوں. وَیسے تم بھی کیا کرو. اِس وید منتر سے صاف لفظوں میں ظاہر ہے۔ کہ منشوں کو وید پڑھاؤ. برہمن. کھشتری. ویش. شودر. اور اِستری وغیرہ سب پرکار کے آدمیوں کے واسطے (استوہ) منتر تو سب آدمیوں کو وَیسا ہی اُدھیکار بتلاتا ہے. جیسا کہ ہر ایک آدمی پرماتما کے دیئے ہوئے سورج کے دیکھنے کا ادھیکار رکھتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی یہاں کہتے ہیں. کہ صرف برہمنوں کو ہی ویدوں کے پڑھنے کا ادھیکار ہے. شودروں کو نہیں. کیونکہ شودر کے واسطے (یگیو پویت) جنجو کی آگیا نہیں ہے. اور بنا یگیو پویت کے منتر کے پڑھنے کا ادھیکار نہیں. جیسا کہ سوامی دیانند نے بھی اگریہہ سوتروں کے پرمان سے لکھا ہے:ر

अष्टमे वर्षे ब्राह्मणमुपनयेत ॥१ गर्भाष्टमे वा ॥२॥

एकादशे क्षत्रियम ॥३॥ द्वादशे वैश्यम ॥४॥ आषोडशाद

ब्राह्मणस्य नातीतः कालः आद्वाविंशात क्षत्रियस्य आचतुर्वि-

शाद्वैश्यस्य अत ऊर्ध्वं पतित सावित्रिका भवन्ति—

(ارتھا) جس دِن جنم ہُوا۔ بلکہ جس دِن گربھ رہا ہو۔ اُس سے آٹھویں برش میں برہمن کے اور جنم و گربھ سے گیارھویں برش میں اکھشتری کے اور جنم اتھوا گربھ کے بارھویں برش میں ویش کے پتر کا یگیوپویت کریں ۔ اور برہمن کے سولہ۔ اکھشتری کے بائیس۔ اور ویش کے پتر کو چوبیس برش تک یگیوپویت چاہیئے۔

اگر اوپر کہے ہوئے کال کے اندر یگیوپویت نہ لیوے۔ تو اُن کو گائتری اور ویدوں کے پڑھنے کا ادھیکاری نہیں سمجھنا چاہیئے۔

(اُتر) یہاں تو صاف ظاہر ہے۔ کہ جو برہمن بننے کا ادھیکاری لڑکا ہو۔ اُس کا سنسکار آٹھویں برش میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس حالت میں اُس کو اٹھارہ سال پڑھنے کے واسطے مِل جاویں گے۔ اٹھارہ برش کی شکشا کے بنا برہمن ہونا مشکل ہے۔ اگر کوئی اَدھک سے اَدھک عقلمند بھی ہو تو وہ سولہ برش کی عُمر سے پڑھنا شروع کر کے ہر ایک برش میں دو ودیش کی تعلیم پا کر (ارتھات) دو دو امتحان پاس کر کے نو برش میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے کم وقت میں برہمن ہونا کٹھن ہے۔ اور اکھشتری لڑکے کو گیارہ برش سے پچیس برش تک چودہ برش تعلیم حاصل کرنی چاہیئے اس کے بنا اکھشتری بننا کٹھن ہے۔ لیکن بہت بلوان لڑکا جنم سے ہی جس کے اچھے سنسکار ہوں۔ تین برش تک تعلیم پا کر بھی اکھشتری بن سکتا ہے۔ کیونکہ اکھشتری کے کام میں وِدیا کے علاوہ طاقت کی بھی ضرورت ہے۔ اور ویش پد کے ادھیکاری کو بارہ برش سے پچیس برش تک تیرہ برش تعلیم پانی چاہیئے۔ کیونکہ ویش کا کام (پردھنش) کی نِسبت (پرتیکھش) سے اَدھک آسمریہ ہے۔ عقلمند آدمی ایک برش میں ویش کی تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے (برہمچریہ اوستھا) ختم ہو جاتی ہے۔ نِدان جو ودیارتھی اس اوستھا تک وِدیا پڑھنی شروع نہ کرے۔ وُہ شودر رہ جاتا ہے۔

(سوال) سوامی جی نے تو برہمن۔ اکھشتری اور ویش کا بالک لِکھا ہے تم برہمن۔ اکھشتری اور ویش پد کا ادھیکاری کہاں سے نکال لیتے ہو؟

(جواب) سُوتر کے پدوں کا ارتھ تو یہ ہے۔ کہ آٹھویں برش کا اُپ ینن

ہووے. لیکن اُپ نین ارتھات یگیوپویت سنسکار سے پہلے کسی کی (دوج) سنگیا ہی نہیں ہوتی. کیونکہ جس کے دو جنم ہوں. اُس کو دوج کہتے ہیں. پہلا جنم تو ماتا پتا کے ہاں اور دوسرا گورو پتا اور ودیا ماتا کے کارن سے ہوتا ہے. لیکن جو ودیا روپی ماتا کے گربھ میں نہیں گیا. وہ (دِوج) کس پرکار کہلا سکتا ہے؟ جو (دوج) ہی نہیں بنا. تو وہ براہمن کس پرکار ہو سکتا ہے؟ سوامی جی کو یہ ارتھ کرنا پڑا. کہ برہمن کا بالک. لیکن جو درش اُس دشا میں رہتا ہے. وُہ اس دشا میں بھی رہتا ہے. ندان برہمن کے بالک سے برہمن پد کا ادھیکاری بالک ہے. سوامی جی کے مطلب کو ظاہر کرتا ہے. اور سوامی جی نے جو منو کا پرمان دیا ہے. وہ اس کو صاف ظاہر کر دیتا ہے.

ब्रह्म बर्चसकामस्य कार्यं बिप्रस्य पञ्चमे।

राज्ञो बलार्थिनः षष्ठे वैश्यस्य हार्थिनोऽष्टमे।

(سوامی جی کا ارتھ) یہ منو سمرتی کا بچن ہے. کہ جس کو شسٹ ودیا بل اور ویہار کرنے کی خواہش ہو. اور بالک بھی پڑھنے میں سمرتھ ہو. تو برہمن کے بالک کا جنم دگربھ سے پانچویں. اکھشتری کا چھٹے. اور ویش کا آٹھویں برش میں یگیوپویت سنسکار کریں. یہ بات تب ہی ہو سکتی ہے. جبکہ اُن کے ماتا پتا کا برہمچریہ پورن ہونے پر بیاہ ہوا ہو. اُنہی کے لڑکے اس پرکار کی خواہش ظاہر کر کے جلدی ودیا کو پراپت کرنے والے ہو سکتے ہیں. لیکن ہمارے بہت سے مترہ سوال کریں گے. کہ شلوک کے لفظوں سے بھی برہمن. اکھشتری اور ویش کا ہی اُپ نین ظاہر ہوتا ہے. شودر کی سنتان کے واسطے کوئی سمہ مقرر نہیں ہے. لیکن یاد رہے. کہ برہمن. اکھشتری اور ویش کے ادھیکاری کو اُپ نین سنسکار کی ضرورت ہوتی ہے بشودر ہونے کے واسطے اُپ نین کی ضرورت نہیں ہے. (ارتھات) جو آدمی پچیس برش تک برہمچریہ نا قائم رکھ کر. اور ویدک تعلیم نہ پا کر اُپ نین سے خالی رہتے ہیں. وُہی شودر ہیں. اور اُپ نین سے پہلے سب ہی شودر ہوتے ہیں. کیونکہ (دوج)

بنانیوالا (وید آرنبھ) اسنسکار ہے. جو اُپ نین کے پیچھے ہوتا ہے. یہ تو سب کو ہی معلوم ہے. کہ ورن. گن. کرم اور سبھاؤ سے ہوتا ہے. نہ کہ جنم سے. جیسا کہ گیتا میں لکھا ہے. کہ تینوں ورنوں کی پیدائش گن کرم سے ہوتی ہے. اگر پیدائش سے ورن ہووے (انیک سوتر دانی) جہاں براہمن وغیرہ کرموں کے نت کرم لکھے ہیں. ان کو اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی. کہ ان کے لکھشن لکھتے. جو ہر ایک ورن کے الگ الگ دکھلائے ہیں. جیسے براہمنوں کے یہ لکھشن لکھے ہیں

शौचमास्तिक्यमभ्यासो वेदेषु गुरुपूजनम् ।
प्रियातिथित्वमिज्याच ब्रह्मकार्यस्य लक्षणम् ।

(ارتھ) شوچ ارتھات شدھ رہنا (آستک) ایشور کا پورن وشواسی ہو. ویدوں کا ابھیاس ہر روز کرنا. گورو کا پوجن کرنا. سربدا سب سے پریتی سے بولنا. ابھیاگت کی عزت کرنا. اگنی ہوتر کرنا. جس کا یہ سبھاؤ ہو. (ارتھات) وہ کسی دکھاوے و بناوٹ کے بنا ان کا ابھیاسی ہو. تو وہ برہمن ہے. آگے پھر لکھے ہیں کہ:-

शान्तः सन्तासुशीलाश्च सर्वभूतहिते रता ।
क्रोधं कर्तुं न जानान्ति एतद् ब्राह्मणलक्षणम् ॥

(ارتھ) شانتی ہونے سے جس کی خواہشیں دمن ہو گئی ہیں. اسی واسطے اس کو کسی سے راگ دویش نہیں رہا. اور جس کا چال چلن وید انوسار ہے. جس نے اپنے جسم کو اخلاق سے شدھ کیا ہے. اور سمپورن پرانیوں سے پریم کرنا. کسی سمے بھی سوارتھ جس کے من میں نہ آوے. کرودھ کرنا جانتا ہی نہ ہو. یہ برہمن کے نشان ہیں. آگے چل کر اور بھی کہتے ہیں:-

सन्ध्योपासन शीलाश्च सौम्याश्चितोद्भवः ।
समः स्वेषु परेषु च एतद् ब्राह्मणलक्षणम् ॥५॥

(ارتھ) جو سندھیا ارتھات پرماتما کی اُپاسنا اور دھیان کے کرنے والا اور جس کا دل نرم ہونے کے کارن دوسرے کا دکھ برداشت نہ کر سکے. پختہ نیم ارتھات جو کچھ کام کرنا چاہیں. اس کے کرنے میں چاہے جتنے کلیش کیوں نہ ہوں. لیکن

کرنے سے نہ رُکنا۔ اور جو اپنے اور پرائے ساتھ ایک سا پریم کرتا ہے۔ اُسے برہمن کہتے ہیں۔ اس ہی پرکاش سے اور بھی لکشن بتلائے ہیں۔ جن کے لئے اس چھوٹی پستک میں اوکاش نہیں ہے۔ اگر شاستر کار پیدائش سے ورن مانتے۔ تو لکھ دیتے۔ کہ جو جو براہمن کے رج ویرج سے پیدا ہو۔ وہ براہمن ہے۔

سوال۔ جبکہ منو نے لکھا ہے۔ کہ جو برہم تیج کی خواہش رکھنے والا ہو۔ اُس کا پانچویں برش میں اُپ نین کیا جاوے۔ تو شودر کا اپ نین کس پرکار ہو سکتا ہے؟

جواب۔ چونکہ پانچویں برش کی عمر میں کوئی برہمن ہو نہیں سکتا۔ اِس لئے یہ لفظ دارتھک ہے۔ کہ برہمن کا پانچویں برش میں اُپ نین کیا جاوے۔ کیونکہ اُپ نین سے پہلے دِوج سنگیا ہی نہیں۔ اور برہمن سب سے اوتم (دوج) کو کہتے ہیں۔ اور دوسرے اس میں یہ (انیونا سریہ) دوش بھی ہے۔ کہ (دوج) ہو۔ تو اُس کا اُپ نین سنسکار اور وید آرنبھ سنسکار ہو۔ اور ٹھیک نہیں سنسکار ہو تو (دِوج) یعنی (دندان) ایسا وچار دوشت ہونے سے۔

سوال۔ جبکہ سوامی جی نے براہمن کے بالک کا اُپ نین پانچویں برش میں لکھا ہے۔ پھر آپ اس کے برخلاف کس پرکار کہتے ہیں؟

جواب۔ برہمن کے بالک کا یہ مطلب کس پرکار نکال لیا۔ کہ برہمن کے ویرج سے پیدا ہوا بالک۔ کِنتو اُس کا ارتھ وہی وید انکول ہے۔ کہ برہمن پد کا ادھیکاری بالک ورن وید منتر کے خلاف ہونے سے سارے سُوتر (اپرمان) ہو جاویں گے۔

سوال۔ جس پرکار پورب آشرم اربھات وِدیارتھی پنے ہیں جو پتا کا پیشہ ہے۔ وہی پیشہ وِدیارتھی کا بھی مانا جاتا ہے۔ جس پرکار ایک زمیندار کا بالک سکول میں پڑھنے کے واسطے جاتا ہے۔ جب اُس کا پیشہ پوچھتے ہیں۔ تو زمینداری ہی جتلاتا ہے۔ اگر پہلے آشرم کے ورن کو مان کر سنسکار کرا دیا جاوے۔ تو کیا دوش ہوگا؟

جواب۔ اس حالت میں پہلے تو یہی دوش ہوگا۔ کہ گورو کے ہاں دس برہمچاری جن کے ماتا پتا سرگباش ہو گئے ہیں۔ اور اناتھ ہو کر پہنچے۔ اُن کے جاننے والا وہاں کوئی نہیں ہے۔ اور وہ دسوں بالک (دوجوں) کے ہیں۔ اب جو گورو اُن

سے پوچھتا ہے۔ تو وہ بتلا نہیں سکتے۔ اب اگر نہ بتلانے کے کارن اُن کا سنسکار نہ کیا جاوے۔ تو (دوجوں) کی اولاد کو پتت کرنے کا دوش گورو پر لگے گا۔ اگر سنسکار کیا جائے۔ تو کس پرکار۔ کیونکہ وہ جانتے نہیں۔ کہ کون کس ورن کا لڑکا ہے۔ اگر کیا جائے۔ تو اُن کی بدھی کا انومان کرکے ہی (اندان) سوامی جی کے برہمن کے بالک کا مطلب یہی جاننا چاہیئے۔ کہ براہمن پد کا ادھیکاری بالک۔

سوال۔ جبکہ سوامی جی نے صاف لکھا ہے۔ کہ جو شودر کل اور گن یکت ہو۔ اُس کو منتر سنگھتا چھوڑ کر بنا اُپ نین کیئے پڑھائے۔ ایسا کئی ایک آچاریہ مانتے ہیں۔ تو اس سے شودر کو وید پڑھنے کے ادھیکار کا نہ ہونا تو سدھ ہی ہے۔

جواب۔ یہاں شودر کا بالک تو نہیں لکھا۔ جس سے آپ کا مطلب سدھ ہو۔ کنتو دکھایا یہ ہے۔ کہ جس کا چوبیس برش تک تو سنسکار ہوا نہیں۔ جس سے وہ (دوجوں) میں مل سکے۔ اور وہ پڑھنا چاہتا ہے۔ تو عمر کے گذر جانے سے وہ اُپ نین کا ادھیکاری نہیں رہا۔ اور بنا اُپ نین کے منتر نہیں پڑھ سکتا۔ (اندان) شاستر پڑھائے۔

سوال۔ جس پرکار سورج کا ادھیکار سب کو ہے۔ ویسے ہی وید کا ادھیکار بنایا تھا۔ لیکن اب چوبیس برش تک جس کا سنسکار نہ ہو۔ اُس کو ادھیکار نہیں دیا۔ اِس لیئے وید کا ادھیکار سب کو نہیں۔

جواب۔ کیا سورج کا ادھیکار سب کو ہے؟ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اندھے کو سورج کا ادھیکار ہے۔ اندھا بھی سورج سے دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ آنکھیں بند کر کے چلنے والوں کو سورج دکھا سکتا ہے۔ نہیں اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دیش کال اور ذاتی بھید کیئے بنا جس کی بدھی وید کے پڑھنے یوگیہ ہے۔ جس کے سنسکار (یتھا یوگیہ) جیسے مناسب ہے۔ کیئے گئے ہوں۔ جسکو ویدوں کے پڑھنے کی خواہش ہو۔ اُن سب کو ویدوں کے پڑھنے کا ادھیکار ہے۔ (استوہ) اندھا سورج کے پرکاش میں دیکھ نہیں سکتا۔ لیکن یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ سورج کا ادھیکار اُس کو نہیں۔ (اندان) جو منش اپنی اولاد کو وید پڑھانا چاہے۔ تو اُس کا دھرم ہے۔ کہ وہ اُن کے نیم انوسار سنسکار کرائے۔ تاکہ وہ ویدوں کے پڑھنے یوگیہ ہو۔ جس کے سنسکار نہیں وہ سنسکار شونیہ شودر ہے۔ ارتھات وہ آنکھ بند کر کے سورج کے سامنے

جاتا ہے۔ ایسے منش کو سورج کسی پرکار بھی نہیں دکھا سکتا۔ اس میں سورج کا دوش نہیں۔ دوش اُس آنکھ بند کر کے چلنے والے کا ہے۔ ایسے ہی وید کا ادھیکار تو سب کو ہے۔ لیکن جن کے ماتا پتا سنسکار نہ کرائیں۔ اُس میں دوش اُنکے ماتا پتا کا ہے۔ نہ کہ وید کا۔

سوال۔ کیا یہ انیائے نہیں۔ کہ سنسکار تو ماتا پتا نے نہیں کرایا۔ اور ویدوں کی تعلیم سے پتر کو روکا جائے۔ کیونکہ اس حالت میں دوسرے کے کرم کا پھل دوسرے کو ملتا ہے۔ جس سے نیائے دور ہو جاتا ہے۔

جواب۔ یہ بات صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر کسی کے ماتا پتا اُس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ تو وہ سورج کے پرکاش سے رُک جاتا ہے۔ سورج سے تو وُہی دیکھیگا۔ جسکی آنکھیں ٹھیک ہوں۔ چاہے اُس نے آنکھوں کو خود پھوڑ دیا ہو۔ ماتا پتا نے دونو حالتوں میں دیکھنے سے رُک جاتا ہے (مدان) ویدوں کی شکشا سمہ لڑکپن سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اگر اُس سمے سنسکار کرا کر ویدوں کی تعلیم شروع کر دیجائے۔ تو اُس منش کو ویدوں کا ادھیکار ہے۔ اگر ماتا پتا اُس منش کو ویدوں کا ادھیکار نہ دیں۔ اگر ماتا پتا اُس کال کو اپنی مورکھتا کے کارن کھو بیٹھیں۔ اور بالک کا سنسکار نہ کرا کر اُس کے تعلیم کے کال کو مفت کھو دیں۔ تو یہ دوش اُن ماتا پتا کا ہے (استوہ) اس سے یہ مطلب نکالنا ٹھیک نہیں۔ کہ ویدوں کے پڑھنے کا ادھیکار سب کو نہیں۔ کنتو وید کے پڑھنے کا ادھیکار سب کو ہے۔ لیکن نیم یہ ہے کہ اگر کال سنسکار ہوئے ہوں۔ اِس لئے ویدوں نے تو شودر آدی سبکو ادھیکار دیا ہے۔ لیکن تعلیم کے سمہ کو ٹالنے والے والدین اگر اُنکو گیہ بنا دیں۔ یہ اُنکا دوش ہے۔ رشیونکے کسی نیم میں دوش نہیں۔

سوال۔ اگر لڑکپن میں سنسکار نہ ہو تو بڑی عمر میں سنسکار کرا کر پڑھ لیتے ہیں کیا دوش ہے؟

جواب۔ جس پرکار بنا موسم کے کھیتی بونے پر کھیتی ٹھیک پیدا نہیں ہوتی۔ اُسی طرح تعلیم کا سمہ کھو دینے سے بڑی عمر میں اس یوگیہ نہیں رہتا کہ ویدوں کی گوڑھ باتوں کو سمجھ سکے (مدان) تعلیم کے سمہ میں ہی ٹھیک پرکار سے پڑھ سکتا ہے۔ نیم کے ٹوٹ جانے سے منشوں نے ڈر کر تعلیم کو پراپت نہیں کیا۔ (مدان) جبکہ وید منتر نے سب کو وید پڑھنے کا ادھیکار دیا ہے۔ اور وید سب سمرتی پورن شاستر سے ادھک مانا ہے۔ اور وید کے خلاف ہونے سے کوئی پستک بھی پرمان نہیں رہتی۔ اب یہ سدھ ہوا کہ وید پڑھنے کا ادھیکار سب کو ہے۔ جو مورکھتا سے سمہ کھو بیٹھے۔ تو اس کا اپنا دوش ہے۔ او م شم۔ (آپکا شبھ چنتک سوامی درشنانند سرسوتی)

اوم

رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا

ویاکھیان

شریمان سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام رگھونندن شرما پرنٹر چھپوایا

آٹھویں بار — قیمت فی جلد ۲ پائی

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ - بکرمی سمت ۱۹۸۱ - دیانند ابد ۱۰۰ - جنوری ۱۹۲۵ء

اوم

رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا

ਅਗਨਿੰ ਮੀਦੇ ਪੁਰੋਹਿਤੰ ਯਗ੍ਯਸ੍ਯ ਦੇਵ
ਮ੍ਰਿਤ੍ਵਜਮ ਹੋਤਾਰੰ ਰਤਨ ਧਾਤਮਮ੍ ॥

پیارے ناظرین! یہ وہ منتر ہے۔ کہ جس کے سبب سے بہت سے انگلیہ یورپینوں نے آریوں کو مادہ پرست ثابت کیا ہے۔ اور بتلایا ہے۔ کہ آریوں کے بزرگ اگنی وایو وغیرہ بھوتوں کو ایشور مانا کرتے تھے۔ یعنی مرادیں مانگا کرتے تھے۔ چونکہ آجکل بھارت ورش میں ویدوں کے جاننے والے اور اُن کا ٹھیک ارتھ کر کے اُن کی بزرگی کو ظاہر کرنیوالے بہت تھوڑے رہ گئے اور دوسرے ویدوں کے پرانے ویاکھیان یعنی شاکھائیں جو قریباً ۱۱۳۱ تھیں۔ لوپ ہو گئیں اس وقت قریباً آٹھ نو کا پتہ ملتا ہے۔ باقی کا نام تک بہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ دوسری طرف پدکرم۔ جٹا۔ مالا۔ گھن وغیرہ کی ریتی سے بھی ارتھ کرنے کی ریتی لُپت ہو گئی۔ اور ویدانگوں کا پڑھنا بھی قریباً گم ہو گیا۔ صرف تھوڑے سے آدمی ویاکرن کو پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں علاوہ اس کے یونیورسٹی کے خراب سلسلہ نے ویدوں کی بزرگی کو بہت بڑا صدمہ پہنچایا۔ بی۔ اے تک تعلیم میں ویدانگوں کا نام نہیں۔ صرف کاویہ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آگے چل کر وید کا سائن بھاشیہ پڑھایا جاتا ہے۔ جو قریباً اس زمانہ کا بنا ہوا ہے۔ جس میں وید ودیا کا پرچار بہت کم ہو گیا تھا۔ پھر اس کے بھاشیہ کو ٹھیک پڑھانے والے نہیں۔ جو پڑھانیوالے ہیں۔ وہ قریباً غیر مذہب اور ویدانگوں کے اصلی اصولوں سے ناواقف ہیں۔ وہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس ڈھنگ سے تعلیم دیتے ہیں۔ جس سے اُن کے دلوں میں بجائے ویدوں کا مہتو۔ قائم ہونے کے ویدوں کی تحقیر قائم ہو جاتی ہے۔ اور وہ ویدوں کو انجیل وغیرہ کی طرح وِرتھ کہانیوں کا مجموعہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ خواندہ لوگ تو یوں ویدوں سے الگ ہو گئے۔ ناخواندہ تو نہ پڑھے نہ اُن کو عظمت معلوم ہوئی۔ گویا موجودہ زمانہ میں ویدوں کی تحقیر ہونے کا بڑا بھاری سبب یہ دو باتیں ظاہر النظر آ رہی ہیں۔ اس واسطے اب ہم کوشش کریں گے۔ کہ کم سے کم پچاس منتروں کا ٹھیک ٹھیک ویاکھیان کر کے پبلک کو آگاہ کر دیں۔ کہ ویدوں میں لچر کہانیاں نہیں ہیں۔ بلکہ کل ودیائیں موجود ہیں۔ اور نہ اُن میں مادہ پرستی کا ذکر ہے۔ بلکہ مادہ کی ماہیت بتلائی گئی ہے۔ اور جن لوگوں نے یعنی

میکس مولر وغیرہ نے ان باتوں کو اس طرح بتلایا ہے۔ کہ جس سے ویدوں کی تحقیر ہوتی ہے۔ یہ اُن کے یا تو اگیان کا دوش ہے۔ یا عیسائی دھرم کا پیرو ہونے پکش پات کے کارن ہے۔ ورنہ کوئی سمجھہ دار آدمی جن کو وید انگوں کی ماہیت معلوم ہو۔ اور ساتھ ہی پکش پات بھی نہ رکھتا ہو۔ تو کبھی ویدوں کے بارے میں ایسی رائے نہیں دے سکتا۔ جیسے کہ موجودہ زمانہ میں بعض انگیہ یورپ کے باشندے دے رہے ہیں۔ اگرچہ یورپ والوں نے جو ویدوں کے بننے وغیرہ کی مفروضہ تاریخ قائم کی ہے۔ اس کی غلطیاں بتلانی بھی ضروری ہیں۔ لیکن وہ کسی دوسری جگہ بتلائی جاویں گی۔

پیارے ناظرین! ویدوں کے دو قسم کے ارتھ ہوتے ہیں۔ ایک ادھیاتمک اور دوسرے بھوتک۔ اب ہم اس منتر کے دو نو قسم کے ارتھ بتلائیں گے۔ یہ یاد رہے۔ کہ رگوید پدارتھوں کے سروپ یعنی لکشن کو ورنن کرتا ہے۔ اور ستار کے معنی بھی ستوتی یعنی تعریف کے ہیں۔ لیکن بعض نے تعریف سے یہ مراد لے لی ہے۔ کہ کسی کی جھوٹی بڑائی بتلائی جاوے۔ لیکن یہاں تعریف سے وہی مراد ہے۔ جو اقلیدس وغیرہ علمی کتابوں میں خط وغیرہ کی تعریف سے مراد ہوتی ہے۔ یعنی اس کی تعریف کی جاوے جو اس کو دوسری چیزوں سے الگ کردے۔ جس کو سنسکرت میں لکشن کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ اور انگریزی میں ڈیفی نیشن کہا جاتا ہے۔ اور فارسی میں تعریف کہتے ہیں۔

بھراتری گن! اس منتر میں جو رگوید کا سب سے پہلا منتر ہے۔ ایشور جیووں کو اگنی کی تعریف بتلاتے ہیں۔ جو کہ سب سے عمدہ اور منشوں کے واسطے ضروری چیز ہے۔ اور بغیر اس کے دوسرے بھوتوں کی شدھی اور اس کے گنوں کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے اگنی کی تعریف سب سے پہلے بتلانی لازمی سمجھی گئی۔ دوسرے آدھیاتمک ارتھ میں اگنی ایشور کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اس واسطے بھی اس کو پہلے بتلانا ضروری معلوم ہوا۔

آریہ گن اس منتر میں سات پد ہیں۔ اگنیم[1]۔ ایڑھے[2]۔ پروہتم[3]۔ یجیسیہ[4]۔ دیوم[5]۔ رتوجم[6]۔ ہوتارم[7]۔ رتن دھاتمم۔

پہلے دو پدوں میں تو یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ ہم اگنی کی تعریف کرتے ہیں۔ یعنی اگنیم اگنی کی۔ ایڑھے تعریف کرتا ہوں۔ اس کے آگے اگنی کی تعریف ہے۔ پہلا پد یہ

ہے۔ پرم اتم یعنی اگنی دوسروں کی ہنتکارک ہے۔ اب آپ دیکھ لیجئے۔ کہ اگر اگنی کا بیج سورج موجود نہ ہو۔ تو منشیہ کس طرح پر کام کر سکتے ہیں۔ کس طرح تعلیم پا سکتے ہیں۔ گویا منش کی سب سے اول اندریہ یعنی آنکھ بغیر اگنی کے بالکل نکمی ہو جاتی ہے۔ گویا بغیر اگنی کی مدد کے منشیہ آنکھ ہوتے ہوئے بھی اندھا ہے۔ دوسری طرف اگر جھٹرا اگنی اپنا کام بند کر دے۔ تو منشیہ کے اندر پانچ شکتی یعنی طاقت ہاضمہ بالکل بگڑ جاوے۔ اور ساتھ ہی خون کی گردش بھی بند ہو جاوے۔ جس سے شریر کا بڑھنا بالکل بند ہو جاوے گا۔ گویا اگنی کے بغیر منشیہ زندگی کی حالت میں بھی مردہ سمجھا جاوے گا۔ اور وہ کسی کام کے قابل ہی نہیں رہیگا۔ تیسرے برکشوں کو دیکھ لیجئے۔ اس میں بھی سورج کی کرنوں سے آتی ہوئی اگنی نیچے سے جو پانی کھینچنے کا کام کرتی ہے۔ اگر بند ہو جاوے۔ تو درختوں کا بڑھنا بالکل رک جائے گا۔ گویا درختوں کے واسطے بڑھنے کا سامان بالکل اگنی ہی ہے۔ چوتھے اگر ہوا گندی ہو جائے۔ تو اس کے صاف کرنے کا علاج ہے یہ کہ اگنی جلاؤ۔ فوراً صاف ہو جاویگی۔ آپ لوگوں نے اکثر سنا ہوگا۔ کہ جس مکان میں چراغ نہیں جلایا جاتا ہے۔ اور وہ بند رہتا ہے۔ تو اس میں بھوت وغیرہ آجاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس مکان میں بند رہنے سے سورج کی کرنیں نہ جانے سے اور چراغ وغیرہ نہ جلنے سے اگنی کا کام چھوٹ جاتا ہے۔ وہاں کی ہوا بالکل گندی اور انسان کے واسطے مضر ہو جاتی ہے۔ اور اس مکان میں جب تک ہون نہ کیا جاوے۔ تب تک وہ مکان رہنے کے قابل نہیں۔ اسی واسطے آریوں کے ہر ایک کام میں ہون کا ہونا لازمی بتایا گیا ہے۔ تاکہ ہوا خراب ہو کر منشیوں کو نقصان نہ پہنچاوے۔

پانچویں اگر پانی خراب ہو۔ تو اس کا علاج بھی اگنی پر پکانا ہے۔ اس کی بدبو وغیرہ بھی سب رفع ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی مٹی کی چیز بھی گندی ہو جاوے۔ تو وہ بھی اگنی میں جلانے سے شدھ ہو سکتی ہے۔ گویا جاندار ہوا وغیرہ ہر ایک شئے کا شدھ ہونا اگنی کے اختیار میں ہے۔ اسواسطے کہا گیا۔ کہ اگنی پروہت ہے۔

پیارے ناظرین اسمنتر میں جو پروہت اور یجمان شبد کا پرچار ہوا۔ وہ بھی یہیں سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ جو یجمان کا ہت کرے۔ وہ پروہت کہلاتا ہے۔ چونکہ پرانے زمانہ میں ودوان برہمن کشتری وغیرہ تین ورنوں کی بیھاربھ گیان اور دھرم اوپدیش کے ذریعہ سے اونتی کیا کرتے تھے۔ اس واسطے ان کو بھی پروہت کہنے لگے۔ وہ ہمیشہ یجمان کے

اگیان کو گیان سے اور ان کے بُرے کرموں کے سنسکاروں کو اپنے اچھے کرموں کے نمونے سے دُور رکھا کرتے تھے۔ اس طرح پر سنسار میں اگنی بھوتوں کے رُوپ کو پرکاش سے اور اُن کی درگندھ کو اپنی گرمی اور دیویک شکتی وہ ناش کرنے سے وہ پروہت کہلاتی ہے۔ (یجسیہ دیوم) دھاتو کا ارتھ دیو پوجا سنگتی کرن اور دان ہے۔ یہاں سنگتی کرن اور دیو پوُجا سے مطلب ہے۔ اگنی سمیلن کرنے کے واسطے دیوتا ہے۔ آپ کہیں گے۔ کہ اگنی تو پدارتھوں کا ویوگ کرتی ہے۔ پھر یہ سمیلن کا دیوتا کیسے ہے؟ لیکن معلوم رہے۔ کہ جسقدر موٹے پدارتھ ملائے جائیں گے۔ اُسی قدر جلد ہی الگ ہو جائیں گے۔ پدارتھوں کا سب سے عمدہ میلان وہ کہلا سکتا ہے۔ جو پرمانو کر کے ملایا جاوے۔

اب آپ وچار کیجئے۔ کہ پرمانو کرنا سوائے اگنی کے کس کی شکتی میں ہے۔ مثلاً آپ چاہتے ہیں۔ کہ اوتم گھی پیدا کریں۔ تو اس کا بیج آپ کس طرح بو سکتے ہیں؟ گھی کہاں سے آتا ہے؟ پشوؤں کے دودھ سے۔ دودھ کہاں سے آتا ہے؟ خوراک سے بعض لوگ اس پر اعتراض کریں گے۔ لیکن پریکٹس دیکھتے ہیں۔ کہ جس گائے کو زیادہ کھل کھلائی جاوے۔ اُس کا دُودھ زیادہ ہو جاوے گا۔ اور جس کو بنولے زیادہ کھلائے جائینگے اُس کے دودھ میں گھی زیادہ ہوگا۔ جب معلوم ہو گیا۔ کہ دُودھ یا گھی بنسپتی سے پیدا ہوتا ہے۔ پشو صرف کل ہیں۔ جو بنسپتی سے گھی نکالتے ہیں۔ اور بنسپتی میں کہاں سے آتا ہے؟ بارش سے۔ اور بارش بادل سے ہوتی ہے۔ جب تک بادل میں گھی موجود نہ ہو۔ تو اس کی پیدائش کا سلسلہ چل نہیں سکتا۔ اب ستھول گھی تو بادل میں جا ہی نہیں سکتا۔ جب وہ سُوکشم پرمانو ہو کر جائے گا۔ یہ اگنی کا کام ہے۔ کہ وہ بادل میں گھی ملا دے۔ اسی واسطے کہا جاتا ہے۔ اگرچہ سنسار کے اَور پدارتھ بھی اسی طرح اگنی کے سبب اپنی ضرورت کو حاصل کرتے ہیں۔ لیکن وہ سورج کی کرنوں سے کام لیتے ہیں۔ جس کو عام آدمی نہیں سمجھ سکتے۔ اس واسطے قدرت نے یہ درشٹانت رکھ دیا۔ (رتو جم) یعنی موسموں کے پیدا کرنے والی بھی اگنی ہے۔ آپ جو گرمی سردی برسات خزاں بہار وغیرہ موسموں کو معلوم کرتے ہیں۔ اُن کے پیدا کرنے والی بھی اگنی ہے۔ یعنی یہ سارے موسم اگنی کے پنج سُورج کی گردش سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً جب سُورج ہمارے سر پر ہوتا ہے۔ تو اُس کی کرنیں سیدھی پڑتی ہیں۔ اس وقت پانی کے پرمانو سُورج کی آکرشن شکتی سے زیادہ اُڑتے ہیں۔ اس واسطے منشیہ کو زیادہ پانی کی خواہش معلوم ہوتی ہے

یہی گرمی ہے۔ اور سنسار میں بھی پانی کے زیادہ کھینچے جانے سے خشکی چھا جاتی ہے۔ اور زمین کے نیچے تک سورج کی کرنیں پانی نکالنے کے واسطے جاتی ہیں۔ اس وقت وہ درخت جن کی جڑیں گہری ہیں۔ اُن کو پانی ملتا رہتا ہے۔ وہ سرسبز رہتے ہیں۔ اور جن کی جڑ بہت کم گہری ہے۔ وہ سوکھنے لگتے ہیں۔ یا تو برابر پانی دیا جاوے یا سوکھ جاتے ہیں۔ بس اسی کا نام موسم گرمی ہے۔ جب پانی کی ضرورت زیادہ ہو۔

اَب سورج دکشن کی طرف جانے لگا۔ یعنی دکشاین ہوگیا۔ اب کرنیں ترچھی پڑنے لگیں۔ اُن کی آکرشن شکتی بھی کمزور ہو چلی۔ اب وہ پانی جو سیدھی کرنوں سے اُوپر چلا گیا تھا۔ پرتھوی کی آکرشن شکتی سے نیچے گرنے لگا۔ پہلے تو سورج کی طرف جا رہا تھا۔ اب زمین کی طرف آنے لگا۔ اب یہ برسات ہو گئی۔ اگرچہ سورج اور پرتھوی ہمیشہ ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچا کرتے ہیں۔ لیکن قدرتِ کاملہ نے ایسا چکر قائم کر دیا ہے۔ کہ جو سورج گرمی کے دنوں میں زمین سے بہت کم آکرشن شکتی رکھتا تھا۔ اب اپنی کرنوں کے ٹیڑھے ہو جانے سے پرتھوی سے کم طاقتور ہو گیا۔ اور اس نے جو جل پرتھوی سے چھین لیا تھا۔ اب وہ واپس دینا پڑا۔ اس کے بعد سورج اور بھی دکشاین ہوا۔ اب کرنیں اَدھک ترچھی ہو گئیں۔ اب پانی بہت کم اُڑنے لگا۔ اور بڑے درختوں کی جڑوں تک کرنوں کی شکتی کمزور پہنچنے لگی یہ شرت رتو کہلایا۔ چندروز بعد سورج اور بھی دکشاین ہوگیا۔ اور کرنیں بالکل کمزور ہو گئیں۔ پانی جم کر برف بننے لگ گیا۔ بڑے درختوں کے پتے خشک ہو کر گرنے شروع ہوئے۔ کیونکہ نیچے سے تو بہ سبب کرنوں کی کمزوری کے پانی آنا بند ہو گیا۔ اور اُدھر سے کچھ نہ کچھ کم ہوتا رہا۔ غرض پانی کی آمد نہ رہی۔ اور خرچ برابر ہونے سے درخت خشک ہو کر موسم خزاں ہو گئی۔ اور اسی کا نام ہمنت رتو یعنی برف کا موسم ہو گیا۔ اس کے بعد سورج پھر اُوترائن آنا شروع ہوا۔ کرنوں میں طاقت بڑھنی شروع ہوئی۔ درختوں کی جڑوں کے نیچے سے پانی آنے لگا۔ اور درخت کی ننھی ننھی کونپلیں اور پتے نکلنے شروع ہوئے۔ ہر وقت برکشوں پر نئے سرے سے جوانی آنے لگی۔ چند روز میں کل درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ اور یہ موسم بہار یعنی بسنت رتو آگئی۔ اس کے بعد سورج اور بھی اوترائن آگیا۔ موسم میں گرمی معلوم ہونے لگی۔ بڑے درختوں میں اور بھی بڑھتی شروع ہوئی۔ چھوٹے پودے جڑ کے تھوڑے گہرا ہونے سے خشک ہونے لگے۔ پس گرم رتو آگئی۔

پیارے ناظرین! اس بیان میں آپ کو صاف معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ موسموں کی پیدائش یا تبادلہ صرف اگنی کی وجہ سے ہے۔ (ہوتا رم اگنی ہوتا ہے۔ ہوتا کہتے ہیں ہون کرنے والے کو۔ چونکہ یہ سنسار ایک بڑا بھاری ہون کنڈ ہے۔ اور اس میں جسقدر پدارتھ ہیں۔ یہ سب ہون کی سامگری ہے۔ اور اگنی ان کا ہون کر کے پدارتھوں کے پرمانو الگ کر کے اڑاتی رہتی ہے۔ جس طرح ہوتا جل آدک شدھی کے واسطے پدارتھوں کے پرمانو کر کے آکاش میں پھیلاتا ہے۔ اسی طرح اگنی سنسار کی بنسپتی کا ہون کرتی ہے۔

پیارے ناظرین! آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ابھی ایک پھول خوشبودار تروتازہ موجود تھا۔ تھوڑی دیر گئے بعد اس کا رنگ بدل گیا۔ خوشبو کم ہوگئی۔ خشک ہو جانے سے وزن بھی کم ہوگیا۔ عوام لوگ کہتے ہیں۔ کہ پھول کس طرح سوکھ گیا۔ خوشبو کس طرح نشٹ ہوگئی۔ لیکن سمجھدار آدمی سمجھتے ہیں۔ کہ اگنی نے پھول میں سے۔ خوشبو کے پرمانو اور جل کے پرمانو جن سے اسے تروتازگی تھی۔ الگ کر دئے۔ اور وہ خوشبو آکاش میں پھیل گئی۔ اور اس سے پانی وغیرہ کو شدھی حاصل ہوگئی۔ جب آپ خوشبودار چیز کو دیکھتے ہیں سونگھتے ہیں۔ تو اس جگہ اگنی اس کے پرمانوؤں کو الگ کرتی ہے۔ اور وایو اس کو آپ کے ناک تک پہنچاتی ہے۔ تب آپ کو خوشبو کا گیان ہوتا ہے۔ یہاں پر صاف معلوم ہوگیا۔ کہ پدارتھوں کی حالت میں تغیر پیدا کرنیوالی یعنی ان کو پرمانو بنا کر اڑانیوالی اگنی ہے۔

(رتن دھانم) رتنوں کے دھارن کرنے والی یعنی رتنوں کے پیدا ہونیکا سبب بھی اگنی ہے

پیارے ناظرین! یہ جو آپ چاندی۔ سونا۔ ہیرا۔ لعل۔ نیلم۔ پکھراج وغیرہ بہت قسم کے چمکدار رتن دیکھتے ہیں۔ یہ سب بھی اگنی کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں۔ انکے اندر جسقدر چمک ہے۔ وہ سب اگنی کے سبب سے ہے۔ کیونکہ اگنی کے بغیر کوئی عنصر چمکدار نہیں رہتا۔ جہاں پر آپ چمک دیکھیں۔ اسے اگنی کے سبب سے سمجھیں۔ دیگر جب برف پر اگنی کی کرنیں پڑتی رہتی ہیں۔ اور وہ مدت مقررہ تک کرنوں سے ڈھلتی نہیں۔ تو وہ بلور بن جاتی ہے۔ اور اسی طرح پر عقیق۔ نیلم۔ پکھراج۔ ہیرے۔ لعل وغیرہ ہو جاتے ہیں۔

پیارے ناظرین! اب آپ سمجھ لیجئے۔ کہ اس وید منتر میں پانچ ودیاؤں کا بیج رکھا گیا تھا۔ لیکن کم علموں نے تو اس کو سمجھا نہیں۔ اور کہنے لگے۔ کہ وید چرواہوں کے گیت ہیں۔ کیا کوئی آدمی ہے۔ جو پانچ لفظوں میں پانچ ودیاؤں کا اپدیش کرے۔ پہلی ودیا یہ ہے۔ کہ سنسار کے پدارتھوں کی شدھی کسطرح ہو سکتی ہے۔ اور سنسار کے پدارتھ بڑھتے کسطرح ہیں۔ اور سنسار کے چیتن جیووں کا ہست کارک کون ہے۔ کس کے ذریعہ سے آنکھیں کام کر

سکتی ہیں۔ کس کے سبب سے خون حرکت کرتا ہے۔ کس کے سبب بھوک اور پیاس لگتی ہے۔ اور کس کے بگڑنے سے شریر کی ساری طاقتیں ردی ہو جاتی ہیں۔ ان ساری باتوں کا جواب تھا۔ کہ اگنی کے سبب سے یہ سارے کام دنیا میں سرزد ہوتے ہیں۔

دوسری ودیا ٹھیک میلان کرنے کا کونسا سبب ہے۔ یا یگیہ کا کون دیوتا ہے۔ جس کے سبب سے سارے دیوتا خوش ہو جاتے ہیں۔ یعنی کون ایک سب دیوتاؤں کو منشیہ کے واسطے سکھ کاری بنا سکتا ہے۔ اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ایک دیوتا اگنی ہے۔ اگنی سب پدارتھوں کو تمہارے واسطے سکھ کارک بنا سکتی ہے۔ ایک تو بذریعہ روشنی کے ان کا گن جتلا کر۔ دوسرے بذریعہ گرمی کے ان کو شدھ کر کے۔

تیسری ودیا یہ تمام موسم کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ اور کس طرح تبدیل ہوتے ہیں۔ کس طرح وہ ملک جو آگ کی طرح جل گیا تھا۔ بالکل اس قدر ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ کہ جہاں روئی دار کپڑا اوڑھنے بغیر آرام نہیں ملتا۔ یا جہاں پر بالکل خشک تھا۔ وہاں پر پانی ہو جاتا ہے۔ یا ایک وقت کل درخت پتوں سے بالکل خالی ہو گئے۔ وہ پھر تر و تازہ ہو کر نئے جوبن میں آ جاتے ہیں۔ ان موسموں کا پیدا ہونا کس شکتی سے ہوتا ہے؟ جواب ملا اگنی سے۔ گویا اگنی کی کمی زیادتی سے یہ سارے تبدلات زمانہ میں واقعہ ہوتے ہیں۔ اگر اگنی نہ ہوتی۔ تو موسموں کا تغیر اور پدارتھوں کا سیوگ ٹھیک کبھی بھی نہ ہو سکتا۔

(چوتھی ودیا) سنسار میں کون ایسی چیز ہے۔ جو ہر ایک پدارتھ کی حالت کو بدل دیتی ہے۔ جس سے سنسار کے پدارتھ پرمانو روپ ہو کر اڑتے اور ہوا میں اپنا اثر پھیلاتے رہتے ہیں۔ جواب ملا اگنی ہے۔

(پانچویں ودیا) یعنی دھاتو اور رتن جو چمک دار پدارتھ ہیں۔ یہ کس طاقت سے پیدا ہوتے ہیں۔ سونا کیوں اس قدر چمکدار ہے۔ اور ہیرے اور لعل کس طرح پر پیدا ہوتے ہیں۔ جواب ملا اگنی کی شکتی سے ॥

اوم

شانتی! شانتی!! شانتی!!!

چمن لال کاتب کنجروی

رگوید　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　یجروید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق بہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک

ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب فرماویں

کرم وویستھا

مصنفہ

شری سوامی درشنانند سرسوتی

جس کو

وزیر چند شرما پروپرائیٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل سر گنگا رام ہسپتال (?) / متصل ہسپتال میندر

نے

شری بالمکند سٹیم پریس ہسپتال لاہور میں کشن گوپال کے اہتمام چھپکر شائع ہوئی)

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۶ بکرمی سمت ۱۹۸۲ دیانندابدی ۱۰۱ ستمبر ۱۹۲۵ء

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گوروکل چوہا بھگتاں ضلع راولپنڈی میں ہے۔ اسکا دھیان کریں

دھرتی ۔ کشما ۔ دم ۔ استے ۔ شوچ ۔ اندری نگرہ ۔ دھی ۔ ودیا ۔ ستت

اکرودھ دھرم کے دس لکشن ہیں

اتھروید　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　سام وید

بار ششم

اوم

کرم ویوستھا

कुर्वन्नेवेह कर्म्माणि जिजीविषेच्छतꣳ समाः।
एवन्त्वयि नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे।
यजु॰ अ॰ ४०। मं॰ २।

پیارے ناظرین! آریہ گن اس وید منتر میں ایشور جیوؤں کو اپدیش کرتے ہیں۔ کہ ہے جیو تو سو برس تک کرم کرتا ہوا جینے کی اچھا کر۔ یہ ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس سے خلاف نہیں۔ اور اچھا کرم منشیہ کے بندھن کا ہیتو نہیں ہوتا۔

پیارے ناظرین! سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب جیو سوبھاو سے کرم کرنیکا عادی ہے۔ کیونکہ جیو کا سوبھاوک گیان اور پریتن ہے۔ تو پھر اس کو کرم کا اپدیش کیونکر کیا۔ دوسرے منتر میں تو کرم پد ہے تم اچھے کرم کہاں سے لاتے ہو۔ کیونکہ منتر میں تو کوئی شبد اچھے کا مرادف نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اوپر کے منتر میں کہا گیا ہے۔ کہ جو جیو ایشور کو چھوڑتا ہے۔ وہ جنم مرن کے بھوگوں کو بھوگتا ہے۔ اس واسطے ہے جیو تو کسی کے دھن لینے کی خواہش مت کر۔ اس منتر میں ایشور کے حکم خلاف کرموں کو جنم مرن کا سبب بتایا گیا ہے۔ اب جس کرم کے کرنیکا اپدیش کیا جاتا ہے۔ وہ ضرور ایشور آگیا کے انوکول ہی ہونا چاہیئے۔ اور جو کرم ایشور آگیا کے انوکول ہے۔ اسی کو دھرم کہتے ہیں۔ وہی نیکی کا ہے۔ اور جو ایشور کے حکم کے خلاف ہے۔ وہی پاپ یعنی گناہ ہے۔ اس سے ہانی ہوتی ہے جس طرح سنسار میں راجہ کے قانون کے خلاف چلنا جرم ہے۔ جو قانون کے خلاف چلتا ہے۔ وہ سزا پاتا ہے۔ اور جن کاموں کو قانون اچھا بتلاتا ہے۔ انکے موافق چلنے سے انعام ملتا ہے۔ دوسرے جیو کرم کرنیکا عادی تو ہے لیکن اسکی عادت سے برے اور اچھے دونوں کرم ہوتے ہیں۔ یہاں اپدیش اس لیئے کیا گیا ہے۔ کہ وہ برے کرموں کو چھوڑ کر اچھے کرموں کو کرتا رہے۔ ہمارے بعض ویدانتی بھائی یہ کہیں گے کہ جب کرم بندھن اور مکتی کا سبب نہیں تو کرم کرنے سے کیا فائدہ۔ اس واسطے وید میں یہ اپدیش ٹھیک نہیں پیارے ناظرین! انکا یہ اعتراض ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جیو کا سبھاؤ گیان اور پریتن یعنی کرم کرنا ہے۔ جب جیو گیان کو ٹھیک رکھکر اسکے مطابق کرم کرتا ہے۔ تو اسے سکھ ہوتا ہے۔ اور جہاں کرم کو پہلے کر کے پیچھے گیان رکھتا ہے۔ تو اسے دکھ ہوتا ہے جسطرح سنسار میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب منشیہ راستہ دیکھکر چلتا ہے۔ تو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا۔ اور جو دیکھکر نہیں چلتا۔ تو اکثر ٹھوکر کھاتا ہے اور بہت سے دوسرے جانوروں کو بھی پاؤں کے نیچے دبا کر نقصان پہنچاتا ہے۔ اکثر ایسے جانور بھی ہوتے ہیں۔ جو دبانیوالے کے پاؤں کو کاٹ کھاتے ہیں اس

مثال سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ گیان کیمطابق کرم تو کسی کو نقصان نہیں دیتا ہے۔ اسواسطے بندھ اور مکتی کیواسطے گیان اور اگیان کو مکھیہ سادھن مانا گیا ہے۔ اور کرم کرن سادھن ہے۔ یہانپر بعض دوست اعتراض کرینگے۔ کہ کیا کرم کا کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ کہ ہم اچھے کرم کریں۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ کرم کرنے میں جیو آزاد ہے لیکن پھل بھوگنے میں مجبور ہے۔ وہ پھر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ہم کرنے میں آزاد نہیں۔ مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ ایک لاکھ روپیہ قحط زدہ غریبوں کو بانٹ دیں۔

لیکن ہمارے پاس روپیہ نہیں۔ اسواسطے ہم دان نہیں کر سکتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ جیو کا کرم صرف نیت ہے۔ باقی تو مادہ کا کرم ہے۔ جب آپ نے نیت کی۔ تو آپ کر چکے۔ مثلاً جو شخص چوری کرنیکا دلمیں خیال کرتا ہے۔ وہ اسباب کو مہیا نہ ہونیکی وجہ سے یا موقع نہ ملنے کی وجہ سے چوری نہیں کر سکتا تو در حقیقت وہ چوری کر چکا۔ اور مہاتما کرشن بھی لکھتے ہیں۔ ادھیائے تیسرا شلوک ۶

कर्मेन्द्रियाणि संयम्य य आस्ते मनसा स्मरन् ।
इन्द्रियार्थान् विमूढात्मा मिथ्याचारः स उच्यते ॥

یعنی جو شخص بیرونی کرم کے سادھنوں یعنی اندریوں کو روک لیتا ہے۔ اور دلمیں اُن برے کاموں کا یا اندریونکے وشیوں کا خیال کرتا ہے۔ وہ موڑھ آتما اور متھیاچاری ہے۔ کیونکہ اندریہ بیرونی دنیا کے واسطے سادھن ہے۔ اور اصلی کرم تو جس وقت من میں خیال نیک یا بد پیدا ہوا۔ ہو چکا۔ ہمارے ناظرین مہاتما رامچندر نے بھی ہنومان کو یہ اپدیش کیا ہے۔ کہ بدی کے خیال کو بدھی سے ہٹا کر نیکی کی طرف لگانا منشیہ کا فرض ہے۔ جیسا کہ کٹھ اپنشد میں لکھا ہے۔

शुभाशुभाभ्यां मार्गाभ्यां वासनेयं प्रसर्पति ।
अशुभाद्दि वर्जयित्वा योजनीया शुभे पथि ॥

یعنی اچھے اور برے راستوں سے خواہش کی ندی چلتی ہے۔ اور تمہارا کام صرف بیرونی خواہش کو روک کر اچھے مارگ میں چلانا ہے۔ اور ہم سنسار میں بھی ایسا ہی دیکھتے ہیں کہ عدالت دیکھتی ہے کہ اسنے قتل کا جرم ارادتاً کیا۔ یہ بات کہ کسی اور خیال سے بندوق چلا رہا تھا۔ وہ جرم اتفاقیہ ہو گیا۔ اگر وہ معلوم کرلے کہ اسنے ارادتاً جرم کیا تو وہ اس جرم کی سزا پائیگا۔ اگر غلطی سے ہوا۔ تو اسکو بے احتیاطی کی سزا ملتی ہے۔ اور اسکی سزا نہیں ملتی۔ بعض لوگ یہانپر یہ اعتراض کرینگے۔ کہ ہم کسطرح جانیں کہ ایشور نے ہمیں کیا آگیا دی ہے۔ اور اسکا ثبوت کیا ہے۔ کہ گیان مقدم کرم موخر ہے اسکا جواب یہ ہے۔ کہ جسطرح سنسار میں ایشور نے تمہاری ہر ایک اندریہ کیواسطے ایک ایک معاون پیدا کیا ہے جیسے آنکھ کے واسطے سورج اور کان کیواسطے خلا۔ کمال کے واسطے ہوا۔ جیبھ یعنی رسنا کے واسطے

عہ ورنہ اس سے کرنا کو بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور گیان کے مطابق کرم کرنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

تو جس طرح تمہاری بدھی کی امداد کے واسطے ویدروپی گیان کا سورج بنایا ہے اور دوسرے کرم اور گیان کے مقدم اور موخر ہونے کا جواب شریر میں گیان اندریوں کو اوپر رکھ کر اور کرم اندریوں کو نیچے رکھ کر صاف طور سے بتلا دیا ہے مثلاً دیکھ لیجئے۔ کہ شریر میں پانچ کرم اندریہ ہیں۔ اور پانچ گیان اندریہ۔ یا ہاتھ۔ پاؤں پیشاب کرنے کی اندری اور پاخانے جانے کی اندریہ اور زبان پانچ کرم اندریاں ہیں۔ اور آنکھ کان۔ ناک رسنا اور کھال یہ پانچ گیان اندری ہیں۔ اب یہ دیکھ لیجئے۔ کہ گیان اندری اوپر بنائی گئی ہے کرم اندری سے گیان اندری کو اوپر بتانا ہی گیان کو مقدم بتلا رہا ہے۔ اور کرم اندری کا نیچے بنانا ہی اس کو موخر ثابت کر رہا ہے۔ اس واسطے جیو کو گیان کے انوسار کرم کرنے کی اس میں خبر ہو گئی ہے پیارے ناظرین! یہ تو آپ اچھی طرح سے جانتے ہونگے۔ کہ بنا مطلب کوئی بیوقوف بھی کسی کام کو نہیں کرتا۔ تو اب معلوم کرنا چاہئے کہ ہم کرم کیوں کرتے ہیں۔ ہر شخص جو کچھ سنسار میں کرم کرتا ہے۔ اپنی اُنتی کے واسطے کرتا ہے۔ اس واسطے جن کرموں سے ہماری اُنتی ہو انہیں کرموں کے کرنے کی ہم کو آگیا دی گئی ہے۔ یہاں پھر آپ اعتراض کرینگے۔ کہ کن کرموں سے ہماری اُنتی ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ سنسار میں پانچ قسم کے کرم ہوتے ہیں۔ یعنی سنسار میں حرکت پانچ قسم کی ہے۔ جیسا کہ مہاتما کناد جی لکھتے ہیں

उत्क्षेपणमवक्षेपणमाकुञ्चनं प्रसारणं गमनमिति [illegible]

वैशेषिक ।१।१।७॥

یعنی اوپر کی طرف چلنا نیچے کی طرف گرنا سکڑنا پھیلنا۔ اور برابر چلنا یہ پانچ کرم یعنی حرکتیں ہیں پانچوں بھوتوں میں رہتے ہیں پرکرتی تین گن والی ہے یعنی ستوگن، رجوگن اور تموگن ستوگن کہتے ہیں پرکاش والی طاقت کو اور رجوگن کہتے ہیں جو نہ پرکاش کرے اور نہ ڈھانپے اور تموگن کہتے ہیں۔ ڈھانپنے والی طاقت کو ان پانچ بھوتوں میں سے پرکاش کرنیوالی کونسی طاقت ہے جو پرکاش کرے اور نہ ڈھانپے۔ وہ کونسے پدارتھ ہیں جو نہ پرکاش کریں اور نہ ڈھانپیں جل وایو آکاش اور ڈھانپنے والی کونسی طاقت ہے پرتھوی یعنی زمین یہ تو پرتکش ہے۔ کہ اگنی کی روشنی سے ساری چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ بغیر روشنی کے کسی چیز کا گیان نہیں ہوتا۔ اور جل اگر صاف ہو۔ تو کبھی کسی چیز کو ڈھانپتا نہیں پہاڑوں میں اکثر صاف پانی ملتا۔ وہاں دیکھا گیا ہے۔ کہ بہت نیچے کے پتھر بھی صاف معلوم دیتے ہیں اور ہوا میں بھی ڈھانپنے اور پرکاش کرنے کی شکتی نظر آتی ہے اکاش تو صاف طور پر معلوم ہے۔ اگر ڈھانپنے اور پرکاش کرنے سے بالکل علیحدہ ہے پرتھوی یعنی زمین تو ہر ایک چیز کو ڈھانپتی ہے۔ زمین کی پتلی سے پتلی تہہ بھی ہماری نظر کا خاتمہ کر دیتی ہے اسکے دوسری طرف کی کوئی چیز نظر نہیں آتی جب یہ معلوم ہو گیا۔ اگنی کا دھرم پرکاش کرنا ہے۔ اور جل وایو اور آکاش دونوں گنوں سے علیحدہ ہیں۔ اور پرتھوی ڈھانپتی ہے۔ تو صاف معلوم ہو گیا کہ اگنی ستوگن ہے

اور جل وایو آکاش رجوگن ہیں۔ اور پرتھوی تموگن ہے۔
پیارے ناظرین۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگنی ہمیشہ اوپر کیطرف چلتی ہے کبھی نیچے کیطرف نہیں جاتی۔ اور جو چیز اسکے
ساتھ لیجاتی ہے۔ اُس کو بھی ہلکا کر کے اوپر کیطرف لیجاتی ہے۔ اس سے کیا معلوم ہوا۔ کہ اس سنسار میں ستوگن ہر ایک
چیز کی اُنتی کا سبب ہے۔ اور ہر ایک چیز کو اوپر کیطرف لیجاتا ہے جسطرح بھوتک پدارتھو میں اگنی ستوگن یعنی
پرکاش کرنیوالی ہے۔ اسیطرح ادھیاتمک پدارتھوں میں گیان پرکاش کرنیوالا ہے۔ اور اُنتی کیطرف لیجانیوالا ہے
یعنی جو گیانی اور ودوان ہوگا۔ وہ خود نیچے کی طرف نہ گریگا۔ اور نہ دوسروں کو گرائیگا۔ دوسرے وایو برابر چلتا ہے
آکاش پھیلا تا ہے۔ اور جل نیچے کیطرف چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ رجوگن کے تین کرم ہیں۔ برابر
رکھنا۔ پھیلانا اور نیچے کیطرف لیجانا جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ رجوگن سے اُنتی تو ہو نہیں سکتی۔ رہی یہ بات کہ
کہ وایو اسی حالت پر برقرار رہے یعنی رجوگن سے ایسے کرم کرے۔ کہ جس سے پھر منش ہی جنم حاصل ہو
اس سے نہ ترقی حاصل کرے۔ نہ تنزل۔ یا یہ ہو کہ سنسار میں اپنا نام مشہور کرکے اور شہرت پسندی
میں اپنی ساری زندگی خرچ کر دے۔ اس سے شکتی معدوم ہے۔ یا سنسار میں بندھ جاؤ یا عیش پرست
بنکر نیچے کی طرف جاؤ۔ گویا رجوگن میں ۲ حصے برابر رکھنے کے ہیں۔ اور ایک حصہ گرانے والا ہے۔ یہ کبھی
اوپر کیطرف تو لیجا نہیں سکتا لیکن گرا سکتا ہے۔ اب سوچ لیجئے کہ رجوگن کے کرموں سے ہانی کی آشا
تو ہے لیکن ترقی کی آشا نہیں۔ اور پرتھوی کا دھرم ہمیشہ آدرن کرنا اور سکیڑنا ہے۔ اسیطرح تموگنی
پُرش ہمیشہ سب کا بھلا کرنیکے بجائے خود غرض ہوتا چلا جاتا ہے اور دوسروں کو نقصان پہنچا کر بھی اپنا
فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اس کے خیالات اسقدر رنگ ہو جاتے ہیں۔ کہ آپنے قریبی رشتہ داروں
سے بھی اپنی غرض کا تعلق رکھتا ہے۔ اور اپنی بزرگی اسی بات میں سمجھتا ہے۔ کہ خواہ ساری
دُنیا فنا ہو جاوے لیکن مجھے اپنی غرض سے غرض رکھنی چاہیئے۔ آپ کسی مصیبت میں پھنس
کر اُس سے صلاح لینے جائیں۔ وہ جھٹ اپنی فیس مانگیگا۔ خواہ کسی مصیبت میں ہوں دیگر
اس سے قرض مانگیں تو وہ سود کے بغیر بات نہیں کرے گا۔ اس قسم کے تموگن کے کرموں سے اُنتی تو کبھی ہو
ہی نہیں سکتی۔ بلکہ ادھوگتی ہمیشہ ہوتی ہے تو اس منتر میں اسبات کا اپدیش کیا گیا ہے۔
(۱) منش ستوگن کے کرم کرتا ہوا زندگی کو پورا کرے۔ کیونکہ جب تک شریر ہے تب تک جیو کسی نہ کسی قسم کا فعل تو ضرور
ہی کرتا رہیگا۔ اگر تم ستوگنی کرم کرنیمیں شردھا نہ کروگے۔ تو تموگنی ضرور ہونگے جس سے اُنتی علیحدہ
ہو کر اُنتی کا پھل بھوگنا پڑیگا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں کرم کرونگا ہی نہیں تو تموگنی کرم کسطرح پر ہونگے لیکن
یہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ ہم سنسار میں دیکھتے ہیں کہ پرکاش کیواسطے پرشارتھ کرنا پڑتا ہے
اور اندھکار کے پھیلانیکیواسطے محنت اور سامان کی ضرورت نہیں ہے وہ خود بخود پرکاش کے سامنے الگ

ہوتے ہی آجاتا ہے۔ اور ہمیں کسی مکان پر چڑھنے کیواسطے محنت کرنی پڑتی ہے لیکن گرنے کیواسطے ذرا پیر پھسل جانا ہی کافی ہے۔ اور کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ اسیطرح انسانکو دھرم کے کاموں کے کرنیمیں محنت پڑتی ہے۔ ادھرم تو خودبخود ہی ہو جاتا ہے جہاں فرائض انسانی کا دھیان بھولا۔ جھٹ ادھرم گلے پڑا۔ پیارے آریہ گن بہت سے دوست یہ کہینگے۔ کہ ہم نے اگنی کا اوپر جلنا اور وایو کا برابر چلنا اور جل کا نیچے چلنا یہ کرم کہاں سے مان لئے۔ ان کا ذکر تو شاستروں میں نہیں ہے۔ میں اپنے ان دوستوں سے کہتا ہوں۔ کہ اول تو یہ باتیں پرتکش ہیں۔ پرتکش کیواسطے کسی پرمان کی ضرورت نہیں۔ دوسرے شاستر پرتکش ارتھ کو بتلاتا ہے کہیں کہیں مثال کے طور پر پرتکش باتونکو کہتا ہے لیکن اگنی آدی پدارتھونکے کرمونکا ذکر تو ویشیشک شاستر میں اچھی طرح موجود ہے پنجم ادھیائے آہنک دوسرا سوتر ۱۳

अग्ने रूर्ध्व ज्वलनं वायोस्तिर्यक् पवन मित्यादि । वैशे० ५।२।१३

یعنی اگنی کا اوپر جلنا۔ اور وایو یعنی ہوا کا برابر چلنا وغیرہ اور یہ بھی معلوم رہے۔ کہ سنسار میں بھی ہر ایک پارتھو پدارتھ کی ان دونوں بھوتونکے ذریعہ سے ہوتی ہے کیونکہ جبتک ایک طاقت پرتھوی کی آکرشن شکتی کو مخالف اوپر کو نہ اٹھالے۔ تبتک کوئی پارتھو چیز زمین سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ اور جبتک زمین سے علیحدہ شدہ زمین کو دوسری طرف سے دھکا نہ لگے تب تک وہ کسی طرف چل نہیں سکتی۔ منش کے شریر میں جو پران وایو ہی وہ نہیں دو بھوتونکی ہی تو حالت کا نام ہے آپنے اکثر دیکھا ہوگا۔ جبکوئی مرجاتا ہے۔ اسکا وجود ٹھنڈا پڑجاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر میں اسکا خون بھی جم جاتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسکے اندر گرمی کی طاقت جو خون کو رقیق کرکے حرکت دے رہی تھی۔ وہ نکل گئی۔ اور جب خون کو گرمی نہ پہونچی۔ تب وہ جم گیا۔ دوسرے آپنے دیکھا ہوگا کہ جب آتشبازی کا برج چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تو اُسکے اندر آگ جلاتے ہیں اور جب آگ کے پرمانو اس کے اندر بھر جاتے ہیں۔ تو وہ اسکو اوپر کیطرف لیجانے لگتی ہیں۔ اگر اسوقت ہوا کم چلتی ہو۔ تو برج سیدھا اوپر کیطرف جائیگا لیکن ہوا کی تیز چلنے کی حالتمیں وہ ہوا کی طرف اور اوپر کیطرف کونے میں جائیگا دوسرے اگر اسوقت ہوا کی طاقت زیادہ ہوگی تب وہ اوپر کو کم چلیگا۔ اور جس طرف کو چلی ہوا ہے۔ اسطرف وہ جائیگا۔ اگر اگنی کی طاقت زیادہ ہوگی۔ اور ہوا کی کم۔ تو وہ اوپر کی طرف زیادہ چلیگا۔ اور ہوا کا رخ دور جاویگا۔ اور جہانپر آگ کی طاقت مصالحے کے ختم ہونے سے ختم ہو جاویگی۔ تب وہ نیچے کیطرف پرتھوی کی آکرشن شکتی سے کھینچا ہوا کے رخ کرے گا۔ پیارے ناظرین۔ ان دونوں بھوتوں سے چونکہ ہر ایک چیز کا اوپر اور ہوا کے رخ جانا لازمی تھا۔ اُنکو زمین پر ترچھا چلا سکنے واسطے ایک طاقت سے کام لینا پڑا۔ چونکہ پانی کی طاقت میں ہمیشہ نیچے کو چلا جانا خاصہ ہو رہا ہے۔ اسواسطے ایک طاقت یعنی پانی کی آگ پانی کی طاقتیں ایک دوسرے کے مخالف اوپر نیچے لیجانیکا کام کرتی ہیں۔ اس سے وہ چیز ہو

کے رُخ پر برابر چلتی ہے۔ اور کیانی جیو آتما جب اگنی کو تیز کرتا ہے۔ تب وایو اوپر کیطرف چلتا ہے۔ اور
جل کے سبب نیچے آجاتا ہے۔ اسیطرح وہ اس تیزی سے ان طاقتوں کو گھٹاتا بڑھاتا ہے کہ جسکے سمجھنے میں
عقل حیران ہو جاتی ہے۔ ہمارے بہت سے دوست اعتراض کرینگے کہ جب آگ اور پانی متضاد کام کرتے ہیں تو ان
دونوں کے کام کی ضرورت کیا تھی۔ صرف … اگنی پیدا ہو جاتی تو یہ چیزیں بیفائدہ کیوں رکھیں گئیں۔
لیکن انکو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اگنی نہ ہوتی۔ تو زمین سے چیز کو علیحدہ کرنیوالی کوئی طاقت نہیں ہوتی۔ تو ہوا جل
نہیں سکتی۔ کیونکہ ہوا زمین کے مخالف کام نہیں کر سکتی۔ ہمارے بعض دوستوں کو یہ اعتراض ہوگا۔ کہ جب زمین
اپنی طرف کھینچتی ہے اور اگنی اوپر کیطرف تو انکی طاقت سے چیزیں زمین پر چلتی ہیں ہمیں پانی کی امداد کی کیا ضرورت
ہے جو اسکو شامل کیا گیا۔ لیکن یاد رہے۔ کہ جب اگنی کی طاقت زمین کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے تب ہی تو وہ چیز کو زمین
سے الگ کر سکتی ہے۔ اگر اگنی کی طاقت زمین سے کم ہو۔ تو زمین چیز کو اپنے سے الگ ہونے ہی نہ دیگی جب یہ معلوم ہو گیا
کہ اگنی کی زمین سے زیادہ طاقت چیز کو زمین سے الگ کر سکتی ہے۔ تو وہ کم طاقت والی زمین کسطرح اس چیز کو اپنی طرف لا سکتی
ہے۔ اس حالت میں تو وہ چیز سیدھی اوپر کو چلیگی اسلیئے قدرت کاملہ نے پرتھوی کی مدد کیواسطے جلکو شامل کیا ہے
جس سے جل چیزوں کو نیچے کیطرف کھینچتا ہے۔ اور اگنی اوپر کیطرف اس کشمکش کیحالت میں ہوا چیز کو اپنے رُخ کیطرف لیجاتی ہے
ان تینوں کی حرکت سے ہیوانی … تاکہ پرماتمانے پانچ شریروں کا بنایا ہے جسمیں جیو آتما کو گارڈ اور بدھی کو ڈرائیور قرار دیا ہے
اور بدھی حسب ضرورت ان تینوں کی طاقتوں کو گھٹاتی بڑھاتی ہے۔ اس سے جیسا چاہے … چلتا ہے جب … ٹھہرا ہو جاتا ہے
پیارے ناظرین … سے صاف معلوم ہو چکا ہے۔ کہ جس میں گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ وہ چست تیز رفتار پیدا ہوتا ہے اور
جس شریر میں بلغم زیادہ ہوتا ہے وہ کاہل اور ڈھیلا ہوتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگنی کی طاقت … کا مقابلہ ہو سکتا ہے
اور جل والے اسکی مخالف ہونیسے اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ گویا … سب … سامان اگنی ہے۔
پیارے ناظرین! اس شریر کی رچنا سے تجربہ کر کے اگر عقلمند … چاہے تو … کی انجن بنا سکتا ہے حقیقت
میں جس قدر جاندار ہیں انکے شریر بنائے گئے ہیں یہ سب مختلف قسم کے انجن ہیں۔ اور انکے اندر جو جیو آتما ہے وہ گارڈ ہے۔ اور بدھی
ڈرائیور ہے ان انجنوں میں … طاقت اگنی کی طاقت ہے انکو تیز رفتار اور … لیجانیوالی ہے۔ اور باقی ساری
طاقتیں اسکو اپنی سے روکنے والی ہیں۔ پیارے دوستو! … سمجھا … آپنے … تین طاقت اگنی کا کام … لیا
اب ادھیاتمک … میں دیکھیے۔ اگنی شبد کا ادھیاتمک ارتھ پرماتما ہے۔ … جیو آتما
کی اگیان کے ور دھ چلکر … ہمیشہ … جس طرح بھوتک انجن میں تین طاقتیں کام آتی ہیں
اسی طرح ادھیاتمک سنسار میں بھی تین طاقتیں ہیں۔ اسی طرح … جل … اسی طرح … ہیں
جیو اور برہم … جسطرح وایو کے درمیان چلنے والا اور سردی گرمی سے علیحدہ … اسی طرح … جیو …
… اور … جسطرح … اگنی … ہو جاتا ہے اور اسکو
… کر اوپر کیطرف … جاتا

تکلیف بالکل نہیں رہتی۔ اور آتمہ بگیت پرماتما کی پرکاش میں آپ کو پرکاشت دیکھتا ہے جیسے دیا اور اگنی سنبوگ سے روشن اور تیز رفتار ہو جاتی ہے اسیطرح جیو آتما پرماتما کی اوپاسنا کیا ہے اور بدھی مان ہو جاتا ہے پہلے جس بات کو وہ بالکل نہیں سمجھ سکتا تھا اب بہت جلدی سمجھ لیتا ہے یوگی جو دن رات پرماتما کی اوپاسنا کرتے ہیں جس چیز کو جاننا چاہتے ہیں جان لیتے ہیں لیکن مادہ پرست جو دن رات مادہ کی اپاسنا کرتے ہوئے بھی مادہ کی اصلیت کو نہیں سمجھتے اور نہ انکو آتما اور شریر کا بھید معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ ہی وہ ودیا اور اودیا کی اصلیت کو سمجھتے ہیں وہ صرف اندھکار میں زندگی بسر کرتے ہیں جب دیا جل کے ساتھ ملکر چلتا ہے تب ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے۔ اسکی رفتار بہت دھیمی ہو جاتی ہے۔ وہ اوپر کیطرف نہیں چلسکتا۔ اور بھاری ہو جاتا ہے۔ اسیطرح پرکرتی کا اوپاسک جیو آتما اپنے آپ کو ہر وقت دکھی معلوم کرتا ہے اور اسکی گیان شکتی بہت ہی کم ہو جاتی ہے وہ چھوٹے مسئلوں کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اور اسکی انتی بالکل رک جاتی ہے۔ اور وہ شریر کے بندھنوں میں ایسا بندھ جاتا ہے۔ کہ اسے اپنی زندگی بھاری معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ اپنے آپکو آزاد کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اسکے گلے میں خواہشوں کی پھانسی پڑی ہوئی ہے۔ اور ہاتھوں میں خراب عادتوں کی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنی ہوئی ہیں۔ وہ کسی طرح آزاد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ پھر تکلیف جنم زندگی اور موت تینوں دکھ ایک معلوم ہوتے ہیں کیونکہ جنم لیتا ہے تو گربھ میں دکھ اٹھاتا ہے اور زندگی میں کم جو رونا ہوا آتا ہے۔ اور زندگی میں اگر جیتا اور خواہش کی آگ سے جلتا رہتا ہے اور نفسانی خواہش اسکو ہر وقت تنگ کرتی رہتی ہے خواہ دنیا کی چیزیں کسقدر حاصل ہو جاویں۔ اُسے شانتی نہیں ہوتی ہے۔ وہ جسقدر وشے کو بھوگتا ہے۔ اسیقدر خواہش کی اگنی تند ہوتی ہے اور جب وہ مرنے لگتا ہے۔ اول تو اسکے سارے پاپ ایک ایک کرکے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں انکے پھلوں کا خیال کرکے اُسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے جو اسباب اُسنے پاپ سے جمع کیا تھا اُسکے چھوڑنیکا بھی بھاری تکلیف دیتا ہے۔ تیسرے گھر والے اور دوستوں کا موہ بھی اسکی جان پر بھاری عذاب ڈال دیتا ہے پیارے دوستو اگر آپنے دنیا پرست کی موت کا نظارہ دیکھنا ہو۔ تو محمود غزنوی کی موت کا حال تواریخ میں پڑھو۔ کہ وہ دنیا پرست کس تکلیف میں مبتلا ہے۔ اور وہ مال و دولت جو اُسنے لاکھوں پرشوں کو بے گناہ تکلیف دیکر جمع کیا ہے اُسے کیسی تکلیف دے رہا ہے

پیارے ناظرین اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ وید منتر کیا اُپدیش دیتا ہے وید منتر صرف سکھلاتا ہے کہ سو برس تک اپنی زندگی بھر اچھے کرم کرتے رہو۔ کبھی خراب کرموں کی مت کرو اور ایشور کے حکم کے موافق دنیا میں زندگی گذارو۔ اگر تم کرم کرنا چھوڑ دوگے تو برے کرم میں پھنسکر اپنی زندگی کو مادہ پرستی کی گہری چاہ میں ڈالوگے۔ اور اوس میں تمہارا آتما تنگ ہوگا اگر تم اچھے کرم کرتے ہوئے مادہ پرستی سے نکلکر پرماتما کیطرف لگا دوگے تبھی تمہارا ہی آتما اتینت سکھ کا بھوگ کریگا اور جنم مرن کے دکھوں سے بچا ہوگا۔ اور جو کرم وید میں ایشور کی آگیا ہے جنکا کرنا وید نے بتلایا ہے یعنی ستوگنی کرم کرنا جو ہے کرم ہیں۔ وہ جنکا وید نے نشیدھ کیا ہے یعنی تموگنی اور رجوگنی کرم۔ بس تم ایشور کی آگیا کے موافق زندگی بسر کرکے مکتی سکھ حاصل کرو۔

اوم شانتی شانتی شانتی

یجروید | رگوید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق
ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب کریں

پیغام

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال پرنٹر

کے چھپوایا

اتھروید | قیمت ۳ پائی | بار چہارم | سام وید

اوم

ریفارمر

پیارے دوستو! ہمارے پرانے رشی منی جسے آچاریہ کہتے تھے۔ مغربی ملکوں میں جسے پیغمبر کہتے رہے۔ اور یورپ کے لوگ جسے ریفارمر کہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی اغراض کو پبلک کے مقاصد پر قربان کرکے اپنے جان و مال کو دوسرے کے جان و مال کی حفاظت میں خرچ کرتے ہوئے اپنی زندگی کے مرحلہ کو نیک نیتی سے طے کرتے ہیں۔ جن کی تعریف میں مہاتما بھرتری نے ایک شلوک کہا ہے:-

एके सत्पुरुषाः परार्थघटकाः स्वार्थं परित्यज्य ये॥

یعنی نوعِ انسان میں ایک سچے پُرش ہیں۔ جو دوسرے کی بھلائی تن من اور دھن سے بلا غرض کرتے ہیں۔ وہ اپنی غرض کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کا آتما اپنی پربل شکتی سے سنسار کے بڑے بڑے بکھیڑوں کو ہٹا کر اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ مہاتما بھرتری جی نے لکھا ہے:-

प्रारभ्यते न खलु विघ्नभयेन नीचैः, प्रारभ्य विघ्नविहता

विरमन्ति मध्याः। विघ्नैः पुनः पुनरपि प्रतिहन्यमानाः

प्रारब्धमुत्तमजना न परित्यजन्ति॥

ارتھ۔ نیچ پُرش تو مصیبتوں کے خوف سے کسی کام کو شروع ہی نہیں کرتے اور اوسط درجہ کے آدمی کام کو شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جس وقت کوئی الجھن آن پڑتا ہے۔ تو فوراً اس کام کو چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اور اُتم پُرش یعنی ریفارمر وہ ہیں۔ کہ جو باوجود دقتوں کے پیش آنے کے بھی اپنے شروع کئے ہوئے اچھے

کام کو نہیں چھوڑتے۔

پیارے ناظرین! یہ ریفارمر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو دُنیا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ چل کر دُنیا کو اُس کی خرابی کی راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ دُوسرے وہ ہیں جو دنیا کے بہاؤ کو اپنی زبردست شکتی اور آتم زور سے وُہیں روک دینے پر تیار ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے آدمیوں سے زمین کے لوگ بالکل خلاف نہیں ہوتے۔ اور اُن کو تکلیفوں کا بھی سامنا نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری قسم کے ریفارمروں کا مقابلہ دُنیا اپنی مالی۔ علمی۔ ملکی۔ بدنی۔ غرض ہر ایک طاقت سے کرتی ہے۔ اور جہاں تک اہلِ دُنیا سے بن سکتا ہے۔ وہ اس قسم کے مہاتماؤں کو تکلیف دینے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں۔ کوئی اپنی زبان سے انکو ناستک۔ گمراہ اور ملعون کہتا ہے۔ کوئی اپنے مال سے اُس کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتا ہے۔ کوئی اپنے علم کو اس جھوٹے راستہ کو سچا کر دکھانے کے واسطے خرچ کرتا ہے۔ اور دن رات اس قسم کی دلیلیں سوچتا ہے۔ جس سے اُس مہاتما کے سچے اُدیوگ سے اہل دُنیا فائدہ نہ اُٹھا سکیں۔ کوئی اپنے زور کے گھمنڈ میں سونٹا۔ تلوار اور بندوق لیکر اُنکو مارنے دوڑتا ہے۔ کوئی اپنی ملکی طاقت سے اُسے قانون کے شکنجہ میں کچلنا چاہتا ہے۔

پیارے ناظرین! اسی طرح پر تمام دنیا اُس ایک کے مقابلہ پر اپنی کوشش کے انبار کو صرف کر دیتی ہے۔ لیکن کیا ممکن ہے کہ کُل اہلِ دنیا کی مخالفت سے اُس مہاتما کے دِل میں ذرا بھی خیال پیدا ہو۔ اہلِ دنیا کے بُرے سلوک سے اُس سچے خیر خواہ کے دل پر ذرا بھی ملال نظر آئے۔ نہیں نہیں جسقدر زور شور سے مخالفت نظر آتی ہے اُسی قدر وہ اپنی طاقت کے مضبوط اثر کو محسوس کرکے اپنی کامیابی پر خوش ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ جبتک آفتاب عالمتاب کی روشنی کو لوگ اسقدر تیز نہیں پاتے تب تک اُس کے اثر سے بچنے کا خیال تک نہیں کرتے۔ جس وقت دھوپ کی زبردستی سے انکی حالت بگڑنے لگتی ہے تب ہی اُسکے روک تھام کی تدبیریں سوچتے ہیں۔ کہیں خس کی ٹٹی لگاتے ہیں۔ کہیں مکان بنواتے ہیں۔ غرضیکہ یہی حالت موجودہ توہمات دنیا کی ہو رہی ہے۔ کہ اب وہ میرے اُپدیش صداقت آب کی تیز روشنی کو محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ وہ جانتا ہے۔ کہ اگرچہ میری مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن میری صداقت کا لوہا مان گئے ہیں۔ ایسے ایسے خیالات سے اُسکی ہمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ وہ اپنا کام

اور بھی زور سے کرنا شروع کرتا ہے۔ دنیا اُس کے نقصان کے درپے اور وہ اُن کو فائدہ پہنچانے میں کوشاں۔ غرضیکہ کچھ عرصہ تک یہ کشمکش کا بازار بڑی دھوم دھام سے گرم رہتا ہے۔ اگر مقابلہ کرنے والا بادشاہ ہے۔ تو دنیا اس کے استقلال کے سامنے ہار کر بیٹھ جاتی ہے۔ اور اس کے رعب سے اطاعت قبول کرتی ہے۔ اگر وہ گویا غلام ہے۔ اندرونی استقلال کے نہ ہونے سے وہ گھبرا کر دنیا کا غلام ہو جاتا ہے۔

پیارے ناظرین! اگر آپ دنیا کی تاریخ کو آگے رکھ کر دیکھیں تو آپ پہلے قسم کے ریفارمروں کا نام تو بالکل نہ پائیں گے۔ لیکن دوسری قسم کے ریفارمر آپ کو مثل آفتاب درخشاں تواریخ کے آسمان پر چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور اگر آپ عام لوگوں سے بات چیت کریں۔ تو ان زبردست مہاتماؤں کے غلام بے انتہا مل جائیں گے۔ ذرا سوچئے تو سہی جس وقت مہاتما بدھ نے دنیا کے سدھارنے کے واسطے کمر باندھی تھی۔ اُس وقت تمام دنیا میں بام مارگ کا زور تھا۔ ہندوستان میں بام مارگی لوگ یگیوں کے نام سے پشو ہنسا کرتے تھے۔ اور دوسرے ملکوں میں بھی سوختنی قربانی جاری تھیں۔ مہاتما بدھ نے ان سب کے خلاف کمر باندھی اور چاہا کہ اس خرابی کے دریا کو اپنی پربل طاقت سے روک دے۔ لیکن مہاتما راجہ تھے۔ اِسی واسطے دنیا کی بڑی بھاری زنجیر اُن کے گلے میں تھی۔ جس وقت وہ دنیا کو گرانا چاہتے تھے۔ دنیا زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا دیتی تھی۔ مہاتما بدھ نا کامیاب رہتے تھے۔ آخر اُنہوں نے سوچا کہ جب تک یہ زنجیر گلے سے نہ نکال دونگا۔ بیشک اسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اُنہوں نے جھٹ راج کو چھوڑ دیا۔ اور دنیا کے مقابلہ پر کمر باندھی۔ آخر کامیاب ہو گئے باوجودیکہ عرصہ چوبیس سو سال سے بدھ دیو نے راجیہ میں حاضر نہیں۔ لیکن تو بھی ایک تہائی دنیا اُن کی غلام ہے۔ اگر مہاتما بدھ دیو راج کی زنجیر کو اپنے گلے میں رکھ کر ساری عمر بھی کوشش کرتے تو بھی اس قدر حکومت حاصل نہ ہوتی۔ اور وہ اس قسم کی تو کبھی نہ ہوتی۔ کہ انکی غیر حاضری میں قائم رہ سکتی۔ لیکن بدھ کے مذہب کا انکی پچیس سو برس کی غیر حاضری پر بھی دنیا میں نظر آنا اور دنیا کے کل موجودہ بادشاہوں سے زبردست ہونا صرف راجیہ کی زنجیر کو گلے سے اُتار دینے کا پھل ہے۔

پیارے ناظرین! جس وقت مہاتما بدھ کے جانشینوں نے اصلیت سے گر کر ناستک پن پھیلا دیا۔ اور سوامی شنکر اچارج کے دل میں اس بیماری کے دور کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو انہوں نے کل دنیا کی مخالفت پر کمر باندھی۔ شنکر کے زمانہ میں کل راجہ بودھ تھے سیٹھ ساہوکار بودھ تھے۔ غرض ساری دنیا مہاتما شنکر اچارج کے خلاف تھی۔ لیکن یہ اپنی اندریوں کے غلام بادشاہ کو حقیر سمجھ کر اور اُس کے سامانوں کو ذرا نہ خیال کر کے بدھ مذہب کے دبانے کے واسطے تیار ہو گئے۔ بڑے بڑے مباحثے ہوئے۔ لوگوں نے اُن کی مخالفت پر کمر باندھی۔ لیکن انہیں کیا پرواہ تھی۔ آخر کار کامیاب

ہونے۔ تمام بدھ مذہب کو ہندوستان سے نکال دیا۔ اگر شنکر اچارج ۳۲ برس کی عمر ہی میں نہ مر جاتے تو شاید دنیا بھر میں بدھ مذہب کا نام نہ رہتا۔ اور نہ کوئی اور مذہب جو بدھ مذہب کے پیدا ہو گئے پیدا ہوتے۔ بلکہ کل دنیا میں ایک ویدک دھرم ہی پرکاش کرتا۔ اور سارے آدمی اس آفتاب صداقت کے ظہور سے جہالت اور توہمات کے اندھیرے سے بچکر اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا سامان کرتے اور یہ خرابیاں یعنی مقدمہ بازی۔ جھوٹ۔ فریب۔ دغابازی۔ بدمعاشی جو آج دنیا میں نظر آتی ہے بالکل نظر نہ آتی۔

پیارے ناظرین! جسوقت مہاتما مسیح نے اپنے ملک کے یہودیوں کی رسومات کو نوع انسانی کیواسطے مضر پاکر ان کے دور کرنے کی کوشش کی تو بھی تمام روم کے لوگ اس کے مخالف ہوگئے۔ مہاتما مسیح جس نے بدھ مذہب کے پیروؤں سے تعلیم پائی تھی جس نے بدھ مذہب کی تواریخ اور حالات کو بھی سن رکھا تھا۔ اس نے انکی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس نے کام کو دھوم دھام سے جاری رکھا۔ چند سال کے اپدیش سے ہزاروں آدمی اس کے خیال کے ہوگئے۔ اس وقت یہودی بادشاہ تھے۔ یہودی امیر تھے۔ یہودی پہلوان تھے۔ لیکن مسیح ریفارمر تھا۔ وہ دنیا کے غلام تھے۔ یہ دنیا کا مخالف تھا۔ اگرچہ مسیح اسی مقابلہ میں اپنے ایک شاگرد کی بے ایمانی اور وشواس گھات سے مارا گیا۔ لیکن اس کی موت نے بھی یہودیوں کے قبائل اور رسم و رواج کو تباہ کردیا۔ آج آدھی دنیا اس کے پیروؤں کے قبضہ میں ہے۔ اگر مسیح ساری عمر دنیا کا غلام رہکر کوشش کرتا۔ تو کبھی بھی اس عزت کو حاصل نہ کرتا۔ اور نہ ہی اتنے بڑے گروہ انسانی کے دل پر باوجودیکہ انیس سو برس سے غیر حاضر ہے اپنا اثر قائم رکھ سکتا۔

پیارے ناظرین! حضرت محمد صاحب نے عربستان کے وحشی ملکوں میں بت پرستی کے زور شور اور توہمات کے دریا کو بہتا ہوا دیکھ کر اس کے روکنے کی کوشش کی۔ محمد صاحب کے مخالف اس وقت تمام دنیا کے لوگ تھے۔ اس کے اپنے خاندان کے لوگ یعنی قریش بھی اس کو نقصان دینے پر تیار تھے۔ عربستان کے تمام فرقے اس کے مخالف ہوگئے تھے۔ شروع میں اس زبردست آدمی نے دنیا کی مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ جس سے دنیا کے بہت بڑے حصہ کو قابو میں کر لیا۔ لیکن یہ بے علم اور پورا مستقل مزاج نہ تھا۔ اس واسطے آخیر میں جاکر دنیا کی غلامی میں آگیا۔ شہوت پرستی اور غصہ نے اس کو اپنے اصولوں سے گرادیا۔ اور یہ بجائے مذہبی طاقت کے جس کا منشا دنیا میں امن اور شانتی پھیلانا ہے۔ پولٹیکل خیالات جن کا اثر دنیا کے امن وچین پر مضر ثابت ہوچکا ہے۔ پھیلانے لگا۔ اور اس نے جہاد کی ایسی خونخوار تعلیم وحوشِ عرب وافغانستان کو دی۔ کہ جس نے اہلِ دنیا کو بجائے نفع کے بہت نقصان پہنچایا۔ پیارے ناظرین! کیا وجہ تھی کہ بدھ شنکر اچارج اور مسیح اپنے اصولوں سے نہیں گرے۔ لیکن حضرت محمد صاحب گر گئے۔ اس کی بڑی بھاری وجہ یہ سوچی گئی ہے۔ کہ بدھ نے راجیہ کی زنجیر کو گلے سے اتار دیا۔ اور

استری وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا۔ شنکراچارج کو تو یہ بیماری چھو تک نہیں گئی تھی۔ اور مسیح اس مرض سے بالکل بچا رہا۔ اس واسطے یہ تینوں مہاتما کامیاب ہوئے۔ اور محمد صاحب نے خدیجہ وغیرہ سے شادی کر کے دُنیا کی زنجیر اپنی گردن میں ڈال لی تھی۔ جس وقت وہ دنیا کی مخالفت میں کچھ کرنا چاہتے تھے۔ اُسی وقت دُنیا ایک ایسا جھٹکا دیتی تھی۔ کہ اُن کو کل اپنی سُدھ بھول جاتی تھی۔ دوسرے محمد صاحب کے مزاج میں غصہ کا زور بہ سبب پیدائش مُلک عرب اور کم علمی کے اس قدر تھا۔ کہ وہ جس وقت اپنی تحقیر کو جو اُن کو قریش سے اُٹھانی پڑی تھی یاد کرتے تھے۔ تو فوراً بدلے کا خیال زور پکڑ جاتا تھا۔ اور اپنے خدا کا بھروسہ اور اصل خیال سے دُور جا پڑتے تھے۔

پیارے ناظرین! موجودہ زمانہ میں سوامی دیانند سرسوتی نے جب دیکھا۔ کہ تمام منشیہ جیون کے مقصد اعلیٰ سے ناواقف ہو کر تکلیف اُٹھا رہے ہیں۔ اور دنیا کے مذہبی اُپدیشک اپنی دنیاوی اغراض کے واسطے بہکا کر لوگوں کو آپس میں لڑا رہے ہیں۔ اور اصلیت سے سب ناواقف ہو کر صرف تعصب اور ہٹ دھرمی سے ایک دوسرے کو بُرا کہنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور ہر شخص اپنے زعم میں اپنے غلط خیال کو ٹھیک سمجھ رہا ہے۔ اور دوسروں کے صحیح خیال کو غلط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک طرف لالچ سے انسانوں کو اپنے مذہب سے گرایا جاتا ہے۔ دوسری طرف خوف اور تلوار سے جہالت کا زور پھیلایا جاتا ہے۔ تیسری طرف غلط تعلیم کے ذریعہ لوگوں کی رائے کو شک میں ڈال کر ناستک بنایا جاتا ہے۔ چوتھی طرف قانون کی پیچ دار تقریروں سے مقدمہ بازی اور جھوٹ کا زور بڑھایا جاتا ہے۔ غرض ہر طرف دُنیا کی غلامی کا زور بڑھ رہا ہے۔ اور بھائی بھائی کی تباہی پر آمادہ ہے۔ اتفاق کا نام و نشان نہیں۔ دھرم کرم تو کہنے کے واسطے بہت ہیں۔ لیکن کرنے کے واسطے کسی کو شان و گمان نہیں۔ ایسی حالت میں اُس مہاتما نے سُدھار پر کمر کسی۔ مخالفت شروع ہوئی۔ ایک طرف ساری دُنیا کے بیس کروڑ مسلمان امیر، نواب زبردست پہلوان۔ دوسری طرف تمام عیسائی جن کی بادشاہی مغرب سے مشرق تک پھیل رہی۔ تیسری طرف تمام ہندو چوبیس کروڑ کی تعداد میں۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے۔ سیٹھ۔ ساہوکار۔ پنڈت۔ سنیاسی۔ جوگی۔ گسائیں مقابلہ پر تھے۔ سب کے مخالف وہ ایشور کا بندہ تھا۔ کسی سے صُلح نہ تھی۔ سب مخالفت پر آمادہ تھے۔ بڑے بڑے شاستر ارتھ ہوئے۔ مخالفین نے خوب علمی زور لگایا۔ جب علمی زور سے کام نہ چلا۔ تو اینٹ پتھر برسائے۔ کیا ہُوا؟ کیا مہاتما گھبرایا؟ بالکل نہیں۔ جس قدر مخالفت بڑھتی گئی۔ اُن کو اپنی کامیابی کی اُمید بڑھتی ہی نظر آتی۔ پہلے زبانی اُپدیش اور شاستر ارتھ کئے۔ پھر پاٹھ شالائیں کھولیں پھر سماجیں بنانا اور ویدبھاشیہ

اور اپنے سدھانتوں کے پھیلانے کے واسطے پستک بنانے شروع کیئے. نتیجہ کیا ہوا؟ دنیا کے مقابلہ میں سوامی دیانند اکیلا سنیاسی جس کے پاس ایک لنگوٹی سے زیادہ سامان نہ تھا. کامیاب ہوا.

پیارے ناظرین! بہت سے لوگ کہتے ہیں. کہ سوامی دیانند نے پچاس ہزار یا لاکھ آدمی اپنے خیال کے بنا لیئے. تو کیا ہو گیا. جبکہ صرف ہندوستان میں ہی تیس کروڑ آدمی ہیں. ایسی حالت میں فی تین ہزار میں سے ایک آدمی لے لینا کوئی بڑی بات نہیں لیکن یاد رہے. کہ فتحیاب کو فتح میں ایک موتی بھی مل جاوے. تو بہت ہے. یہ تو ایک لاکھ آدمی ہیں. کیونکہ ساری دنیا کے مقابلہ پر ایک آدمی کا قائم رہنا ہی ناممکن ہے. تو اس سے چھین لینا کچھ کم بہادری نہیں ہے. اور یہ تو خیال کریں. مثلاً ایک آدمی کے پاس پچاس گاؤں ہیں. دوسرے کے پاس ایک بھی نہیں. اگر دوسرا آدمی پہلے سے لڑ کر ایک گاؤں چھین لے. تو آپ کیسے بہادر کہیں گے. لڑائی بھی ایسی کہ جس میں چھل اور فریب کا نام نہ ہو. غافل پاکر کام کر ڈالنا تو اور بات ہے. لیکن میدان میں ڈنکے کی چوٹ سے دنیا کا مقابلہ کرنا. اور اس کو فتح کرکے اس کا حصہ چھین لینا بہت ہی مشکل کام ہے.

پیارے ناظرین! ہندو پنڈتوں اور سوامی دیانند کا مقابلہ تو اس قدر قابل تعریف نہیں. کیونکہ ہندوؤں کا تو بغیر مقابلہ کئے ہی بسبب وید و تیا براہمن اور سنیاسی ہونے کے وہ گورو تھا ہی لیکن مزا تو یہ ہے. کہ اس کی زبردست طاقت نے ایک بھاری اثر دکھلایا. وہ عیسائی پادری جو ہمارے ہندو لوگوں کو مذہبی مباحثوں اور پنڈتوں کو دھرم ترنے کرنے کے واسطے چیلنج کرتے تھے. اور ہمارے ہندو بھائی ان سے بحث کرتے ہوئے گھبراتے تھے. آج اس رشی کی ایک ہی حرکت سے معاملہ دگرگوں ہو گیا. یعنی اب ہندو اور آریہ تو عیسائیوں کو مذہبی مباحثوں کے واسطے چیلنج دیتے ہیں. اور وہ بحث سے ایسا گھبراتے ہیں. کہ جہاں موقع پڑ گیا. فوراً یہ کہہ کر کہ ہمارا وقت پورا ہو گیا. یا نہیں شیطان بہکا گیا. چل دیتے ہیں. دوسرے ہمارے مسلمان مولوی صاحبان جو ہندوؤں کو بت پرست اور اپنے آپ کو خدا پرست ثابت کرتے تھے. اور ہمیشہ ہندو پنڈت ان سے مباحثہ کرنے میں گھبرایا کرتے تھے. آج وہ مولوی صاحبان معقولیت سے بحث کرنیکو تیار نہیں. جب کبھی بحث ہوئی. تو مولوی صاحبان غصہ میں بھر کر لڑنے لگ جاتے ہیں.

پیارے ناظرین! اگر آپ ذرا غور سے سوچیں. کہ عرصہ تیس برس پیشتر ہندوؤں کو مسلمان اپنے مذہب میں کھینچے جاتے تھے. یہی حال عیسائیوں کا تھا. یہاں تک کہ کئی کروڑ آدمی تو مسلمان ہو گئے. لیکن سوامی دیانند کی ایک ہی حرکت نے معاملہ یہاں

بھی اُٹھا دیا۔ کہ اب برسوں کے بگڑے ہندو مسلمان اور عیسائی مذہبوں کو چھوڑ کر اپنے ستیہ سناتن دہرم کی طرف چلے آ رہے ہیں۔

آپ حیران ہوں گے۔ کہ یہ اُلٹی گنگا کس طرح بہنے لگی؟ یا تو ہندو مسلمان اور عیسائی ہوتے تھے۔ یا آج مسلمان اور عیسائی دوبارہ ہندو بنتے جاتے ہیں۔ لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگرچہ پانی اپنے سوبھاؤ سے نیچے کی طرف بہتا ہے۔ لیکن سورج کی آکرشن شکتی اُس کو آسمان کی طرف پھر لے جاتی ہے۔ اسی طرح پر اگرچہ ہندو اپنی ودّیا کو بھول جانے سے اسلام اور عیسائی مذہبوں کے گڑھے کی طرف جا رہے تھے۔ لیکن سوامی دیانند نے جو چوالیس برس کے برہمچریہ سے آدتیہ کی پدوی حاصل کر چکا تھا۔ جو ودّیا کا سورج تھا۔ اُس نے اپنی آکرشن شکتی سے ان کو ان گڑھوں سے نکال کر پھر رشیوں کے بیچے مارگ پر جو آکاش سے بھی اونچا ہے۔ لے جانے کی کوشش کی۔

پیارے ناظرین! جس طرح سورج کی کرنیں زمین سے پانی کو کھینچتی ہوئیں معلوم نہیں دیتیں سوائے گرمی کے دنوں کے۔ اسی طرح سوامی دیانند کا اُپدیش ظاہرا طور پر آپ کو کام کرتا ہوا معلوم دیتا ہے۔ لیکن اگر آپ غور سے دیکھیں گے۔ تو آپ کو پتہ لگے گا۔ کہ سوامی دیانند نے ویدک (ایشوری) دہرم کو چھوڑ کر کل انسانی دہرموں کو جن میں عقل کو بالکل دخل نہیں۔ جڑ سے اُکھیڑ دیا ہے۔ اگرچہ لوگ چاروں طرف مختلف قسم کی تاویلوں کے پیوند لگا کر اپنے مت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ممکن نہیں۔ کہ کوئی چراغ آفتاب کے سامنے کامیاب ہو سکے یا کوئی آدمی جس کی آنکھ صحیح سلامت ہو۔ آفتاب کی موجودگی میں چراغ کو جلا کر بے فائدہ تیل کا پھونکنا قبول کرے۔

اس واسطے اے میرے بھائیو! اگر تم کو کامیابی حاصل کرنے کا شوق ہے۔ تو دُنیا کی زنجیر کو گلے سے نکال دو۔ اور سچے دل سے کوشش کرنا شروع کرو۔ دیکھو کتنی جلدی ہی کامیابی ہوتی ہے۔

(اوم ستیم)

ویدک دھرم کے متعلق اپدیشک سرکار کی پستکیں ڈریپ چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگا سکتے ہیں

یجر وید	اوم	رگ وید

سوامی دیانند کا اُپدیش

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

ڈریپ چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہر گیان مندر

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۶ دیانند ابد ۱۰۱ بکرمی سمت ۱۹۸۲ اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء

نے

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کرشن گوپال جی کے چھپایا

سام وید	نویں بار ۱۰۰۰	اتھروید

اوم

سوامی دیانند اور اُس کا اُدیش

پیارے ناظرین! آپ لوگوں نے سوامی دیانند سرسوتی کا نام تو ضرور ہی سُنا ہوگا - اُنکے بنائے ہُوئے وید بھاشیہ اور پُستکوں کو بھی شاید کبھی دیکھنے کا موقع مِلا ہو - اگر آپ آریہ سماج کے ممبر ہیں - تب تو آپکو اُنکے حالات سے بہت کچھ واقفیت ہوگی لیکن اتنی باتوں پر بھی کیا آپنے سوامی دیانند کی زندگانی کا مقصد اصلی یا اُنکے اپدیش کا اُدیش ٹھیک طور پر سمجھ لیا ہے - میرا جہانتک تجربہ ہے اور جہانتک سولہ سال سے سماجک زندگی بسر کرکے مینے نتیجہ نکالا ہے - مجھے بہت کم آدمی نظر آتے ہیں جو سوامی جی کے منشا کو ٹھیک سمجھے ہوں - بہت سے لوگ تو سوامی جی کو ہندوستا کا حامی سمجھتے ہیں بعض اُنکو ملکی خیر خواہ کہتے ہیں لیکن میرے خیالمیں ایک مہاتما سنیاسی کی نسبت یہ الفاظ کہنے اُسکو اپنے دھرم سے گرا دینا ہے - کیونکہ سنیاسی کا دھرم سنسار بھر کا اُپکار کرنا اور اپنے اور پرائے کو ایک نظر سے دیکھنا ہے - اگر سوامی دیانند مُلکی خیر خواہ تھا تو دوسرے ملکوں کا بدخواہ ہوگا جو بالکل غلط ہے جو ہندو ریفارمر تھا تو ہندو جاتی سے محبت اور دوسروں سے نفرت رکھتا ہوگا - یہ باتیں لوگوں نے اپنی کم فہمی سے مانی ہیں - درحقیقت سوامی دیانند ایک سچا سنیاسی تھا اور سنسار بھر کو سُکھ پہنچانا اپنا فرض سمجھتا تھا -

پیارے دوستو! یہ تو آپکو معلوم ہے کہ ابتدا میں ساری دنیا میں ویدک دھرم کا پرچار تھا لیکن رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلاب سے یہ ویدک دھرم مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اسکا ثبوت یہ ہے - کہ ویدک دھرم کا بڑا اصول یعنی یگیہ اگنی ہوتر کو ہم کل ملکوں میں اور مذہبوں کی بنیادی کتابوں میں پاتے ہیں اور پانچہزار سال سے پہلے کا کوئی مذہب دُنیا میں معلوم نہیں ہوتا مثلاً اِسلام ۱۳۰۰ سال سے عیسائی ۱۹۰۰ سال سے یہودی ۳۵۰۰ سال سے پارسی ۴۵۰۰ سال سے اور پارسیوں سے پہلے کوئی مذہب سوائے ویدک دھرم معلوم نہیں ہوتا - جس سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ یہ سارے مذہب ویدک دھرم کے زوال کے بعد پیدا ہوئے ہیں اُنکے علاوہ ہم جسوقت چرک میں اس شلوک کو

دیکھتے ہیں۔

...कां पलवाञ्चीना शलो का यवनाश का माघगोषम
मरमहोदी शास्त्र वैश्य ...चिता ॥

یعنی مہاتما اترے رشی نے بلخ۔ ایران۔ چین۔ عرب یونان اور اسکے مشرقی حصوں میں
دورہ کیا اور وہاں پر اُنہوں نے انگور۔ اُرد اور گیہوں کے کھانیوالے اور شاستر کے
مطابق اگنی ہوتر کرنیوالے آدمی دیکھے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن دیشوں
میں ویدک دھرم اس زمانہ میں موجود تھا۔ اور جب مہابھارت میں لائق ودوانوں کے ناش
ہوجانے سے ہندوستان میں ویدک دھرم کمزور ہوگیا تب یہاں ویدک تعلیم کا پرچار نہ رہا
اور اس پرچار کے نہ رہنے سے اور دھن وغیرہ کی زیادتی سے لوگوں میں دُراچار
پھیلنے لگا۔ اور راجا لوگ بدچلن ہوگئے اور براہمن جو اُس وقت جگت گورو کہلاتے تھے
بسبب ویدک تعلیم کی کمی اور آرام طلبی کے اپنے منصبی فرائض سے پہلے گر چکے تھے
وہ بھی راجوں کے غلام ہوگئے اور اُنکی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ اُس زمانہ میں جب لوگوں
نے راجوں سے کہا۔ کہ آپ یہ کیا ادھرم کرتے ہیں اور تمام ملک میں اُنکی نندا ہونے لگی
تب راجوں نے اپنے پروہت براہمنوں سے ملکر اس نندا سے بچنے کی کوشش کی اور سنسار
میں ایک ایسا مت چلایا جسمیں کُل بدچلنی دھرم ہوگئی۔ اس مت کا نام بام مارگ ہے اور
بام کے معنے اُلٹے کے ہیں۔ اور ادھرم کی باتوں کو دھرم بتلانا یعنی ایشور کے ستھان
پر پرکرتی کو ماننا یا وشے سکھ کو دھرم بتلانا ضرور بام مارگ کو اُلٹا مارگ بتلا رہے ہیں
پیارے ناظرین! اس بام مارگ کی جڑ تیتری شاکھا ہے کیونکہ اُسکی نسبت جو روایت
مہیدھر بھاشیہ میں لکھی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسوقت سے بام مارگ چلا
یعنی ایکدفعہ بیاس جی کے چیلے وشیم پاین اپنے چیلے یاگولک سے کسی بات پر ناراض
ہوگئے اور انہوں نے یاگولک سے کہا کہ میری پڑھی ہوئی ودیا کو چھوڑ دو۔ پس یاگولک
نے جھٹ پٹ ودیا کو قے کر دیا۔ تب وشیم پاین نے اپنے اور چیلوں سے کہا کہ اسکو
کھا لو۔ تب اُنہوں نے تیتر کا روپ دھارن کرکے اسکو کھا لیا پس یہ تیتری شاکھا
بن گئی۔ یہ ذکر مہیدھر نے اپنے یجروید بھاشیہ میں لکھا ہے۔ اس لیکھ سے
تیتری شاکھا کی پیدائش معلوم ہوگئی اور یاگولک رشی کا وقت بھی پتہ لگ گیا۔

پیارے ناظرین! یہ روایت بام مارگ کے آغاز کے وقت کی ہے ورنہ بام مارگیوں میں تو بڑا سِدھ وہی کہلاتا ہے جو قے کو کھائے اور اس روایت میں تیسیر بنانا اسبات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ اُسوقت بام مارگ زور میں نہیں آیا تھا۔ اور نہ اسوقت کے سِدھ پیدا ہوئے تھے۔ جسقدر سوتر آجکل نظر آتے ہیں۔ جنمیں پشو یگیہ اور مانس وغیرہ کا ذکر ہے۔ ان میں کثرت سے گوبھوت تنتری شاکھا اور تیتری آرنیک اور تیتر۔ براہمن کے ہیں جو بام مارگ کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور انہیں پستکوں میں پشو ہنسا بتلائی ہے۔ ورنہ پہلے زمانہ میں اور ویدوں میں تو یگیہ میں ہنسا کرنا مہا پاپ ہے جیسا کہ رگ وید کے منتر میں لکھا ہے۔

अग्नेयं यज्ञम ध्वरं विश्वतः परिभूरसि सह देवेषु गच्छति ॥

یعنی ہے گیان سروپ اگنی نام پرماتمن تیرا جو ہنسا رہت یگیہ سارے سنسار میں پھیلا ہوا رہا ہے وہی یگیہ اجگہ سے دیوتوں کو جاتا ہے۔ بہت سے لوگونکو شک ہوگا۔ لیکن وید میں کم سے کم سو جگہ پر یگیہ کو ہنسا رہت بتلایا ہے۔ اور اسکے واسطے بہت سی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً جس وقت بشوامتر نے یگیہ کیا تھا۔ اُسوقت راکشس لوگ اُس کے یگیہ میں مانس وشٹا وغیرہ ڈالکر اسکو بگاڑ دیتے تھے۔ اگر یگیہ میں ہنسا جائز ہوتی۔ تو بشوامتر باوجود کشتری ہونے کے کبھی راجہ رام چندر کو امداد کے واسطے نہ بلاتا۔ کیونکہ یگیہ میں کرودھ کرنا پاپ ہے۔ اور ہنسا بغیر کرودھ کے ہو نہیں سکتا۔ اسمیں اور بھی ثبوت ہے۔ پیارے ناظرین۔ اس کا بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ پارسیوں کو جب اگنی ہوتر کا اُپدیش ہوا تھا یعنی جسوقت بیاس اور زردشت کا مباحثہ ہوا۔ اور بیاس جی نے اگنی ہوتر کا اپدیش کیا۔ اُسوقت تو صرف خوشبودار اور بل دینے والے مرض کو دُور کرنیوالی چیزوں کا ہون ہوتا تھا جیسا پارسیوں کے رواج سے پایا جاتا ہے۔ لیکن بام مارگ کے پھیل جانے کے بعد جو ہندوستان سے غیر ملکوں میں اُپدیشک گئے وہاں سو ختنی قربانی میں یعنی یگیہ کی جگہ پشو بدھ کا رواج ہوگیا۔ جسوقت اسی طرح چاروں طرف ویدوں کے نام سے بہت سے بام مارگی پستک اور سوتر بنائے گئے۔ تو تمام سنسار میں ویدوں کی نندا ہونے لگی۔ جیسا کہ چارواک نے کہا ہے:

त्रयो वेदस्य कर्तारो: भांडधूर्त निशाचरा: ॥

یعنی تینوں ویدوں کے بنانے والے بھانڈ دھورت اور راکشس ہیں۔ جب اس طرح پر ویدوں کی نندا ہوتی تھی۔ تو ایک راجا کی لڑکی جس کو ویدک دھرم میں بہت پریتی تھی۔ شوک سے یہ کہہ رہی تھی

किंकरोमि क्व गच्छामि को वेदानुद्धरिष्यति

یعنی کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ اور کون ویدوں کا اُدھار کریگا۔ اسکی اس بات کو سن کر کمارل بھٹاچاریہ کو اس بات کا خیال پیدا ہوا۔ اور انہوں نے جواب دیا۔

मा विषीद वरारोहे भट्टाचार्योऽस्मि भूतले

یعنی اے نیک عورت فکر مت کر بھٹاچاریہ ویدوں کے اُدھار کیواسطے موجود ہے۔ اور بھٹاچاریہ یعنی کمارل بھٹاچاریہ نے میمانسا پارتک بنا کر یگیوں کا نیم ٹھیک کرنیکی کوشش کی۔ لیکن وہ پورے طور پر کامیاب نہ ہوئے۔ جب اسی طرح پر بام مارگ کے زور نے دیش میں دُراچار پھیلا رکھا تھا۔ اُسی وقت کپل وستو کے راجہ ساکیہ سنگھ گوتم کو اس کے دور کرنیکے واسطے بہت بھاری خیال پیدا ہوا۔ اُنہوں نے راج کو چھوڑ کر تپ کرنا شروع کیا۔ جب اچھی طرح سے گیان ہو گیا۔ تو انہوں نے ہنسک یگیوں کا کھنڈن شروع کیا۔ اور اُس وقت جو بام مارگی براہمن سب ذاتوں کو غلام بنا کر ادھرم ہی چلا رہے تھے۔ اُن کے ورن آشرم کا بھی کھنڈن شروع کیا۔ بدھ کی تعلیم بہت کچھ اصلی ویدک دھرم کے موافق تھی لیکن اُس وقت جو بام مارگ کے ہاتھوں سے ویدک دھرم ہو رہا تھا اس سے بالکل خلاف تھی۔ اس وقت کے بام مارگی لوگوں نے تنتری شاکھا کے پران پیش کرنے شروع کئے۔ مہاتما بدھ دیو جو کہ سنسکرت کے پورے عالم تو تھے نہیں۔ اسواسطے خود تو وہ وید ارتھ وچار نہ سکتے تھے۔ دوسرے اُس زمانہ میں ویدوں کی متعلق پستکیں بھی کم دستیاب ہوتی تھیں۔ جس سے وہ پوری تحقیقات حاصل کرتے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ویدوں کے جھگڑے کو ساتھ لیکر بام مارگ کو دور نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی سنسار کا اُپکار کر سکتے ہیں۔ تب اُس کا علاج انہیں یہی نظر آیا۔ کہ ویدوں کو ماننا ترک کر دیں۔ اور جہاں تک ہو سکے ان ہنسا کرنے والے یگیوں کو بند کرنے کے واسطے اُن کے پرچارک اور اُن کی جڑ ویدوں کے کمزور کرنے کی کوشش کریں۔ پس انہوں نے شودروں سے کام شروع کیا۔ اور تھوڑے دنوں میں سارے ہندوستان میں ہل چل مچ گئی۔ جب مخالفین نے دیکھا۔ کہ گوتم ویدوں کو نہیں مانتا۔ تو انہوں نے اُس سے کہا کہ وید ایشور کے بنائے ہوئے ہیں۔ بدھ دیو نے کہا۔ کہ ہیں! ایسے ایشور کو بھی

نہیں مانتا۔ جس نے اس قسم کی پستکیں بنائی ہوں۔ جس میں ہنسا کرنے کا اپدیش ہو۔
غرض اسی طرح مہاتما بدھ وید دھرم کے ایک حصہ کو اپنے خیال میں زہر آلودہ سمجھ کر اس سے الگ ہو گئے۔ اور باقی باتوں کا پرچار کرنے لگے۔ جب اسی طرح پرگیان کا مکھیہ حصہ یعنی جیو پرکرتی ایشور ان میں سے ایشور کٹ گیا۔ اور پہلے دھرم یعنی پرکرتی۔ اور جیو کا پرچار ہوتا رہا
پیارے ناظرین! اس کمی کو پورا کرنے کیواسطے سوامی شنکر آچارج جی مہاراج برہم کی سدھی کے واسطے کمربستہ ہوئے۔ اور سارے ملک میں دورہ کر کے بدھ مذہب کا کھنڈن کیا۔ اور جہانتک ہو سکا۔ اپنا سارا وقت برہم سدھی میں خرچ کیا۔ چونکہ اس وقت تک لوگوں میں پرکرتی اور جیو کے ہونے کے سنسکار تو موجود تھے۔ صرف برہم کی کمی تھی۔ اور برہم کو پرکرتی اور جیو کو چھوڑ کر دوسرے کسی مقام میں دکھلانا بہت دشوار تھا۔ اسی واسطے انہوں نے ہر ایک چیز میں برہم دکھلانا شروع کیا۔ اور کھٹ پدارتھ انادی بتلا کر ہم کو سانت بتلایا۔
ابھی مہاتما شنکر آچاریہ جی کو اپنا پورا سدھانت دکھلانیکا موقع ملا ہی نہیں تھا کہ دنیش کے زہر کھاگیہ سے وہ بھارت کا بھانو اس اسار سنسار سے چلتا ہوا۔ لیکن جس قدر کام اس مہاتما نے کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر اس رشی کو دس برس تک اور جینے کا موقع ملتا۔ تو یہ بھارت کا اُدّھار کر دیتے۔ اور ویدک دھرم کو جو بھارت کے بعد نقصان پہنچا تھا۔ اس کا معاوضہ ہو جاتا۔ لیکن تو بھی ۲۲ برس کی اوستھا سے ۳۲ برس کی اوستھا تک دس برس میں اس برہم پرچارک نے سنسار میں عام طور پر اور بھارت ورش میں خاص طور پر برہم کو پھیلا دیا۔
پیارے ناظرین۔ مہاتما شنکر آچاریہ کے بعد اُن کے چیلے اگرچہ بڑے بڑے پنڈت ہوئے جنہوں نے ادویت باد کے ثابت کرنے کے واسطے ہزاروں نئی دلیلیں پیدا کیں۔ اور سینکڑوں پستک لکھ ڈالے۔ لیکن یہ ویدک دھرم کو اس اصلیت سے بہت دور لیگئے یعنی انہوں نے پرکرتی اور جیو کی ہستی سے بالکل انکار کر دیا۔ اور کھٹ انادی مانکر پانچکو انت والا بتلانیکے مسئلہ کو تو بالکل نہ سمجھا۔ مہاتما شنکر آچاریہ کا تو یہ سدھانت تھا۔ کہ جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ انتیہ ہے۔ اور جو اُتپتی سے رہت ہو۔ وہ نتیہ ہے۔ اسواسطے یہ چھ پدارتھ انادی یعنی اُتپتی شدھ رہت ہیں۔ اسواسطے نتیہ ہیں۔ لیکن برہم تو سروویاپک ہے۔ یعنی اس میں کا انت نہیں۔ اور باقی پانچ پدارتھ یعنی جیو ایشو۔ مایا۔ اودیا اور ان کا سمبندھ یہ پانچوں اُمجار دیا ہیں۔

یہاں پر جیو کے معنے بدھ جیو کے ہیں - اور ایشور مکت جیو کو کہتے ہیں - اور ودیا جیو کا گن ہے - مایا پرکرتی کا نام ہے -

ہمارے بعض دوست یہ کہینگے - کہ تم نے یہ بات من گھڑت کہہ دی ہے لیکن جہاں جیو کا لکشن کیا ہے - وہاں اودیا کر کے ٹیکت چیتن کو جیو کہا گیا ہے - اودیا کے معنے دو ہو سکتے ہیں - ایک تو گیان کا نہ ہونا، دوسرے الٹے گیان کا ہونا - اگر اودیا کے معنے گیان کے ابھاو ہیں - تو بالکل غلط ہوگی - کیونکہ چیتن کہتے ہیں - گیان سروپ کو جسمیں گیان کا ابھاو ہوگا - وہ چیتن ہی نہیں کہلا سکتا - اسواسطے اودیا کے معنے الٹے گیان کیلئے جاتے ہیں - یہی الٹا گیان بندھن یعنی دکھوں کی پیدائش کا سبب ہے - اور اسی کے ناش سے مکتی ہوتی ہے - جب متھیا گیان کا ناش ہو گیا اب اس میں الپگتا جو جیو کا سبھاوک گن ہے - موجود ہے - لیکن متھیا گیان بالکل الگ ہو گیا - اب یہ بندھن سے خالی ہے - اسی کو شدھ ستیا پردھان یعنی ایشور کہتے ہیں -

پیارے ناظرین! چونکہ آدی اور انت دو طرح سے ہوتے ہیں - ایک دیش یوگ سے دوسرے کال یوگ جو چیز کال یوگ سے آدی والی ہے - وہ کال یوگ سے انت والی ہوگی - کیونکہ ایک کنارہ کا دریا کہیں ہوتا ہی نہیں - جسکا آدھے اسکا انت لازمی ہے - اور جو چیز دیش یوگ سے انادی ہے وہ دیش یوگ سے اننت بھی ہوگی - لیکن یہ نہیں ہو سکتا - کہ جو چیز کال یوگ سے انادی ہے - وہ دیش یوگ سے بھی اننت ہو - کیونکہ پرمانو کال یوگ سے انادی ہے - لیکن دیش یوگ سانت ہے - یہاں مہاتما شنکر آچاریہ کا یہی مطلب تھا کہ کال یوگ سے تو چھ چیزیں انادی اور انت ہیں - لیکن دیش یوگ سے پانچ چیزیں آدی اور انت والی صرف ایک برہم ہی اننت ہے -

پیارے ناظرین! مہاتما شنکر آچاریہ کے مطلب کو نہ سمجھ کر لوگوں نے ایسے جھگڑے پیدا کئے کہ مہاتما شنکر آچاریہ کا جو منشا ویدک دھرم کی اس کمی کو پورا کرنیکا تھا - جسکو بدھ نے اپنے سنسکرت کو نہ جاننے اور پنڈتوں کے بام مارگی ہونیکے باعث غلط سمجھ کر کاٹ دیا تھا - لیکن ڈربھاگیہ وش شنکر آچاریہ کے چیلوں نے بلا سمجھے یا کسی اپنے مطلب سے ویدک دھرم کے اس حصہ کو جسکو بدھ نے قائم رکھا تھا - بالکل اڑا دیا - صرف وہ حصہ جسکو شنکر آچاریہ بدھ مذہب میں ملا کر اس کی کمی کو پورا کرنا چاہتے تھے - اسی کو رکھ یعنی جیو پرکرتی جسکو

بدھ مذہب والے مانتے تھے شنکر آچاریہ ادیّت باد کو ملا کر اس کو ویدک دھرم بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اُن کے چیلوں نے پرکرتی اور جیو کو اڑا کر کیول برہم یعنی ویدک دھرم کا پرچار شروع کیا۔ اب ویدک دھرم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک بدھ مذہب دوسرا ادویت باد پہلا حصہ بدھ مذہب نے لیا۔ ایک حصہ شنکر آچاریہ کے چیلوں یعنی ادویت بادیوں نے لیا۔ لیکن یہ حصہ چونکہ زیادہ منور دل پسند مطلب تھا۔ اسواسطے اس کو غلبہ ہوتا چلا گیا۔ اور ادویت باد دنیا کے ہر ایک حصہ میں پھیل گیا۔ باقی آئندہ۔ (اوم شانتی)

اگر آپ تھوڑے دام خرچ کر کے منشیہ جیون اور سکھ لابھ اٹھانا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل کتابیں اردو ٹریکٹ منگوا کر جن کی قیمتیں نام کے آگے لکھی ہیں پڑھیں۔ اور پڑھ کر عمل کریں۔ دھنوان اصحاب خرید کر مفت تقسیم کریں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
الہام کی ضرورت	پائی	ورن ویوستھا	پائی	کھنڈن شاستروں کا	پائی	ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں	[illegible]
ویدکس پر نازل ہوئے	″	کیا سنسکرت ماتری بھاشا ہے	″	ہم ہون کیوں کریں	″	خدا سے ڈرو	″
ویدک دھرم سب سے افضل ہے	″	عیسائی مت کھنڈن	″	دھرم کے دس لکشن	″	جیو آتما کی ہستی کا ثبوت	″
رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا	″	مہاتما عیسائی مذاہب سے سوالات	″	پرکشوں میں جو اد سوامی دیانند	″	روح جوہر ہے یا مرض	″
ویدوں کی ضرورت	″	مسیحی مذہب کے عقائد پر عقلی نظر	″	دھرم پرچار	″	آتم شکشا نمبر ۱	″
کیا ویدوں کے پڑھنے کا سب کو ادھیکار ہے	″	عیسائی مذہب میں نجات ناممکن ہے	″	آریہ اپدیش رتن مالا	″	نمبر ۲	″
وید کا فلسفہ	″	بھوگ باد	″	مہاتما دھیر یا پتری [illegible]	″	آتمک بل	″
آریہ سماج کیا ہے	″	پاتر	″	دو ٹوک سے بچو	″	نیوگ اور اسکے دشمن	″
نسخہ تباہی ہند	″	دھرم شکشا	″	رامائن سے	″	مورتی پرکاش	″
پتت ادھار	″	پاپ دمن	″	[illegible]	″	بابا نانک اور وید	″
گوشت مت کھاؤ نمبر ۱	″	دیو سماج سے پرشن	″	ایشور ہستی کا ثبوت	″	دیانند اور نانک	″
نمبر ۲	″	معرفت قرآن	″	ایشور ساکار ہے یا نراکار	″	خالصہ دھرم اور وید	″
گئو ہتیا کون کرتا ہے	″	مسئلہ تناسخ	″	ایشور پوجا	″	نوجوانو اٹھو وغیرہ وغیرہ	″

ملنے کا پتہ: وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل [illegible] ہند

[illegible] ضرور منگوا لیں۔

اوم

بابا نانک صاحب

اور

وید

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جس کو

وزیر چند شرما

مالک

ویدک پستکالیہ متصل ہری گیان مندر لاہور

نے شائع کیا

برہمانڈ سمت ۱۹۶۰۸۵۳۰۲۳

پوہ بکرمی ۱۹۸۰ جنوری ۱۹۲۴ء

مطبوعہ امرت الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام لالہ واسدیو جی پرنٹر چھپی

بار پنجم

تعداد ۱۰۰۰

اوم

بابا نانک صاحب اور وید

"وید وکھیان کرت سادھو جن بھاگ ہین سمجھت نہیں کھل"

ناظرین! اس گورو واکیہ کو دیکھ کر کون بیوقوف اور عقل کا اندھا ہوگا جس کو اسبات میں شک ہو۔ کہ بابا نانک صاحب وید کو ماننے والے نہیں تھے اور کونسا گورو نانک صاحب کا بھگت ہوگا جسکو ویدوں سے دشمنی ہوگی کیونکہ بابا نانک صاحب ایسے آدمی کو جو وید کے دیاکھیان کو نہ سمجھے۔ بھاگ ہین۔ بتلاتے ہیں۔ بات بھی سچ ہے کہ جو شخص ویدوں جیسی اعلیٰ تعلیم جس کی ہر ایک بات دلیل اور مثال رکھتی ہے منحرف ہو یا سچائی سے محروم رہے اس کی نسبت تو یہ شعر صادق آتا ہے ؎

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل ❊ کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

اور جو لوگ وید کے دیاکھیان کو نہیں سمجھتے۔ اُن کو بابا نانک صاحب کھل یعنی نیچ بتلاتے ہیں۔ جو لوگ بابا نانک صاحب کو وید کے نہ ماننے والے سمجھتے ہیں اُنہیں اس بانی کو ذرا آنکھوں سے تعصّب کی عینک اُتار کر پڑھنا چاہئے حقیقت یہہ ہے کہ بابا نانک صاحب ویدوں کے حامی اور ایشور بھگت تھے۔ جیساکہ اُن کے ویدی نام سے ظاہر ہے۔ اُن کی رائے اگر ویدوں کے خلاف ہو تو کون اُن کو عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ اس حالت میں اُن کے کلام میں اجتماعِ ضدّین کا نقص عارض ہوتا ہے بہت سے لوگ کہینگے۔ کہ جب کہ گرنتھ صاحب میں یہ لکھا ہے۔ کہ "وید کتب افترا بھائی۔ دل کا فکر نہ جائی"۔ لیکن اُن کو یہ خیال رکھنا چاہئے۔ کہ یہ کلام بابا نانک صاحب کا نہیں۔ بلکہ کبیر جولاہے کا ہے۔ جس کو نہ تو جنم سے ہی وید وکت سنسکار ملے۔ نہ ہی اُس نے ویدوں کو پڑھا تھا۔ براہمنوں سے اُسے خاص نفرت تھی۔ اگر کبیر صاحب ویدوں کو پڑھتے۔ تو اُن کو معلوم ہوتا۔ کہ وید سے دل کا فکر دُور ہو سکتا ہے۔ کبیر کی بانی کو گورو نانک صاحب کی رائے کے ساتھ ملانا ٹھیک نہیں ہے۔ کبیر کے خیالات اور تھے اور بابا نانک صاحب کے اور۔ اب جسوقت کوئی شخص گرنتھ صاحب کو پڑھتا ہے تو اُسے کوئی اصول معلوم نہیں ہوتا کہیں تو

ویدا در پرانوں کی نندا ملتی ہے کہیں تعریف پائی جاتی ہو جیسا کہ اُوپر کی دو بانیوں سے ظاہر ہے۔ باوا نانک صاحب کی بانی میں تو ویدوں کی عزّت پائی جاتی ہے اور کبیر صاحب کی بانی میں توہین ہے۔ اگر نادان شخص جو گرنتھ صاحب کو صرف سِکھ گورُوں کا گرنتھ مانتا ہوُا اس کو پڑھیگا۔ تو اسکو اسکے مصنّف بے اصُولے معلوم ہونگے لیکن حقیقت اسکے خلاف ہے۔ نامے بھگت کی بانی گائیتری کی نندا پڑھ کر ایک ہندو کو جوش آجائیگا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ "پاندھے دیکھی تیری گائیتری لودہوں کا کھیت کھاتی تھی ٹھنگا لیکر ٹنگڑیا توڑی لانگت لانگت جاتی تھی۔" اب اس بانی کو اندھا ہی سچا خیال کر سکتا ہے۔ کیونکہ گائیتری کوئی گائے بھینس تو ہے ہی نہیں جو کسی کا کھیت کھا سکیگی۔ گائیتری تو وید کا منتر ہے۔ گائیتری کا کھیت کھانا ناممکن ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے۔ کہ گائیتری نے کھیت کھایا تھا تب تک گرنتھ صاحب سچا ہونا بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ جس پُستک میں ایسی اسمبھو یعنی ناممکن باتیں بھری ہوں۔ اس کو سچا ثابت کرنا ناممکن ہے اگر گرنتھ صاحب میں سے ایسی کلام کو نکالدیا جائے۔ تو گورُو صاحبان کا کلام دیکھکر سِکھ صاحبان اُن کو گورُو مان سکتے ہیں۔ کیونکہ گورو نہ سہی۔ گوروؤں کا کلام سہی۔ لیکن موجودہ حالت میں تو گرنتھ صاحب کو گوروؤں کا خاص کلام بھی نہیں کہہ سکتے۔ اس ناممکن اور ضدّین سے پُر کلام کو الٰہی کتاب ثابت کرنا سِکھوں کے لئے ناممکن امر ہے نہ یہ گرنتھ صاحب باوا نانک صاحب کے زمانہ میں موجود تھا نہ ہی وہ اُسکو مانتے۔ بلکہ وہ ویدوں کے نہ ماننے والوں کو بھاگ ہین اور کھل ظاہر کرنے سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ وید کو ماننے والے تھے۔ وہ اُن کی اُپاسنا کو قائم کر کے ثابت کرتے ہیں کہ وہ ویدوں کو ماننے والے تھے۔ وہ اپنے نام کے آگے ویدی قائم کرنے سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ وہ ویدوں کو ماننے والے تھے۔ کیا موجودہ تت خالصہ صاحبان جو ویدکے مطلب کو نہ سمجھ کر اُس کے ناش کے درپے ہو کر گورو صاحب کے قول کے مطابق کس خطاب کے لائق کہے جا سکتے ہیں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ نام تو رکھا خالصہ یعنی خالص کو ماننے والے اور گرنتھ صاحب کو الہامی بتلائیں جو کہ کھچڑی ہے۔ کیونکہ اس میں خالص گورُوؤں کا ہی کلام نہیں بلکہ کبیر۔ نامادیو اس وغیرہ کے کلام ہیں۔ جن کو سچا ثابت کرنا ناممکن ہے۔ ہم تت خالصہ صاحبان کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اگر اُن کو گرنتھ صاحب کی سچائی کا دعوےٰ ہے۔ تو گائیتری کا کھیت کھانا اور اُس کی ٹانگ توڑا جانا اور اُس کا لنگڑاتے جانا پرمان اور دلیل سے ثابت کریں۔ اگر خالصہ صاحبان اس کو

ثابت نہ کر سکیں تو اُن کو اسی گرنتھ کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ جس کو بقول بابا نانک صاحب سادھو لوگ وکھیان کرتے ہیں۔ جس وکھیان کو نہ سمجھنے والوں کو گورو نانک صاحب بھاگ ہین اور کھل کہتے ہیں۔ کیا کوئی اور بھی کتاب ہے کہ جس کے نہ ماننے والے کو بابا نانک صاحب نے کھل اور بھاگ ہین کہا ہو۔ جس طرح محمد صاحب قرآن کے ماننے والے تھے۔ وُہ قرآن کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ عیسائی بائیبل کے ماننے والے ہیں۔ وُہ بائیبل کے نہ ماننے والوں کو منکر کہتے ہیں یہودی توریت کے نہ ماننے والوں کو پاک نہیں کہتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص جس کتاب کو مانتا ہے اُسکے نہ ماننے والوں کو بُرا کہتا ہے جس کو نہیں مانتا۔ اُسکے نہ ماننے والوں کو بُرا نہیں کہتا جسطرح منو وید کے ماننے والا ہے۔ وُہ وید کے نہ ماننے والے یا نندا کرنے والوں کو اپانگت یعنی پنگتی میں نہ بیٹھنے لائق اور ناستک کہتا ہے ایسے ہی بابا نانک صاحب وید کے ماننے والے تھے وُہ وید کے ویاکھیان کو نہ سمجھنے والوں کو بھاگ ہین اور کھل کہتے ہیں۔ گورو کی ایسی صاف بانی کی موجودگی میں سکھوں کا وید سے منحرف ہونا کیا اس بات کو ثابت نہیں کرتا۔ کہ اُنھوں نے دُنیا کے بدلے دین کو بیچ دیا ہے۔ وُہ گورو صاحب کی کچھ بھی عزت نہیں کرتے۔ وُہ گورو کے سکھوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے ہی گورو صاحبان کو ایشور کا اوتار بتلاتے ہیں۔ باوجودیکہ گورو نانک صاحب ایشور کے اوتاروں کو نہیں مانتے۔ اور وُہ کسی پیدا ہونے اور مرنے والے کے سمرن کا کھنڈن کرتے ہیں جیسا کہ کہا ہے۔ "ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے۔ دُوجا کاہے سمریئے جو جمّے تے مرجائے"۔ بابا نانک صاحب کس زور سے اوتاروں کا کھنڈن کرتے ہیں لیکن سکھ صاحبان ان کی منشا کے خلاف دس گوروؤں کو ایشور کا اوتار مان کر ان کی ساری محنت کو ضائع کرتے ہیں جسطرح ہندو لوگ دس اوتاروں کو پوجتے ہیں۔ ایسے ہی سکھ صاحبان دس گوروؤں کو پوجتے ہیں۔ جو اونکار کا جپ کرنا وید اور گورو نانک صاحب نے بتلایا تھا۔ اس کو دونوں نے ترک کر دیا۔ کیا گورو کے حکم کے خلاف عمل کرنے والے بھی گورو کے بھگت کہلا سکتے ہیں گورو لوگ تو ویدوں کو سچیار کہیں جیسا کہ اس بانی میں کہا ہے "چارے وید ہوئے سچیار" کیا کوئی دوسری پستک بھی ہے کہ جس کو گوروؤں نے سچیار کہا ہو۔ اگر تت خالصہ لوگ کوئی دوسری کتاب دکھلا دیں جس کو گوروؤں نے تسلیم کیا ہو یعنی سچیار کہا ہو۔ تو خیال ہو سکتا ہے۔ کہ گورو لوگ

کسی دوسری کتاب کے ماننے والے بھی ہونگے۔ گورو لوگ گیانی ہونے کے سبب اس بات کو جانتے تھے۔ کہ جس طرح آنکھ بغیر سورج کے نکمّی ہے اسی طرح عقل بغیر الہامی کتاب کے نکمّی ہے گورو صاحب جہاں سنتوں کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ وہاں ویدوں کو اسی عزت سے دیکھتے ہیں۔ دیکھو گرنتھ صاحب میں کہتے ہیں "پتت اودھارن ہار پاربرہم سنت وید کہندا" یعنی گرے ہوئے کو اٹھانے والا پاربرہم ہے۔ یہ سنت اور وید کہتا ہے۔ گورو صاحبان وید کو الہامی کتاب مانتے تھے۔ جیساکہ اس بانی سے ظاہر ہے۔" برہما۔ وشنو مہیش دیو اوپایا برہم دستے وید بوچار اپنا" یعنی اس پرماتما نے برہما۔ وشنو۔ مہیش دیوتا پیدا کیئے۔ اور برہما کو وید دے کر پوجا میں قائم کیا جب پرماتما نے برہما کو وید دیئے تو پھر وید کے ایشور گیان ہونے میں کیا شک ہے اسی واسطے گورو صاحب اس بانی میں فرماتے ہیں "وید پوران سمرتی سُنیئے دیہو بدھ کرو وچار۔ پتت اُدھارن بھے ہرن سُکھ ساگر نرنکار۔" یعنی وید پوران اور سمرتی کو سن کر سب طرح سے وچار کرو تو پرماتما سکھ ساگر اور پتت اودھارن ہی معلوم ہوں گے۔ وہی خوف کو دور کرنے والے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔" سمرتی شاستر وید وچارئی۔ ہری کی بھگت کرو من لائی" یعنی سمرتی شاستر اور وید کو وچار کر ہری کی بھگتی کرو من لگا کر۔ اور بھی فرماتے ہیں۔" وید پوران سمرتی میں دیکھو ششی اور سوریہ نکشتر میں ایکو" یعنی وید پوران اور سمرتی دیکھو تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ چاند سورج اور ستاروں میں ایک ہی پرمیشور ہے پھر فرماتے ہیں" وید پوران جاسو گن گاوت تاکو نام ہیئے میں دھرو" یعنی جس کا وید اور پوران گُن گاتے ہیں۔ اس کا نام من میں قائم کرو۔ اب جہاں بابا نانک صاحب صاف لفظوں میں وید کو ایشور کا بنایا ہوا بتلاتے ہیں۔ وہ دیکھ لیجیئے۔" رام کلی محلہ اوکھنی اونکار برہما اوتپتی۔ اونکار کیا جن چیت اونکار سہل یگ بھیئے۔ اونکار وید نرمیئے" بابا نانک صاحب فرماتے ہیں اونکار سے برہما کی پیدائش ہو۔ اونکار ہی ہے جس نے چیت پیدا کیا ہے اونکار سے ہی یگ پیدا ہوئے ہیں۔ اونکار ہی سے وید پیدا ہوئے ہیں بابا نانک صاحب جب صاف لفظوں میں وید کو ایشور کا بنایا ہوا مانتے ہیں۔ تو کیا جو سکھ وید کے خلاف کام کر رہے ہیں وہ اونکار اور بابا نانک صاحب کے خلاف کام نہیں کرتے۔ اب وید اور گرنتھ کا مقابلہ ہر ایک سکھ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ

اونکار کا بنایا ہُوا ہے۔ اور گرنتھ صاحب اونکار کے بھگتوں کا بنایا ہُوا ہے گویا وید تو اس کا بنایا ہُوا ہے جس کو ہم تمثیل کے طور پر برہمانڈ کا شہنشاہ کہہ سکتے ہیں اور گرنتھ صاحب اُسکے بھگتوں یعنی سیوا کرنے والے ملازموں کی بانی ہے جس طرح بادشاہی قانون کے مقابلہ میں ملازموں کے فیصلہ قانون کے خلاف ہونے سے منسوخ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بھگتوں کی بانی کسیطرح اونکار کے قانون کے مقابلہ میں پیش نہیں ہو سکتی کیا جو شخص بادشاہی قانون کے خلاف اس کے ملازموں کے فیصلہ کو پیش کرے۔ وُہ عقلمند کہلا سکتا ہے۔ کیا وہ لوگ جو اونکار کے قانون کو جنکو ان کا گورُو بھی اونکار کا بنایا ہُوا تسلیم کرتا ہے چھوڑ کر اپنے گورُو کے خلاف ان کی بانی کو ترجیح دیتے ہیں وہ اونکار کے خلاف ہونے سے اونکار سے باغی نہیں کہلائینگے۔ کیا کسی اونکار کے باغی کو ان کے بھگت اپنا بھگت تسلیم کرینگے۔ ہرگز نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ مہاتما نانک جی کی ایسی پوزیشن ہوتے ہُوئے کسطرح تت خالصہ لوگ ویدوں کی نندا کر کے اپنے کو نرک گامی بنا رہے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ اس وقت بہت سے نام دھاری آریوں نے سکھوں کو چڑا دیا ہے جس سے وہ جوش میں آ کر ویدوں کے خلاف ہو رہے ہیں۔ انکی مثال ویسی ہی ہے جیسے کوئی بھائی سگے بھائی سے لڑ کر ماں باپ کو گالی دینے لگے کیا وہ اُس کے ماں باپ نہیں کیا وہ گالی اس کو نہیں لگتی۔ سکھ لیڈروں کو جوش کو تیاگ کر سنجیدگی سے وچارنا چاہئے۔ بہت سے سکھ لوگ کہیں گے کہ ستیارتھ پرکاش میں بابا نانک صاحب کی نندا لکھی ہے۔ اس واسطے ہم ویدوں کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ پیارے سکھ بھائیو! ذرا غور سے سوچو۔ ستیارتھ پرکاش کے لفظوں کو وچارو۔ سوامی جی لکھتے ہیں۔ نانک جی کا آشے تو اچھا تھا۔ پرنتو ودیا کچھ بھی نہیں تھی۔ اس کا ودشٹانت انکا بنایا سنسکرت ستوتر ہے جس شبد پر سکھوں کو زیادہ رنج ہے وہ یہ ہے جب کچھ ابھیمان تھا۔ تو مان پرتشٹھا کے لئے کچھ دمبھ بھی کیا ہوگا۔ لیکن کیا گرنتھ صاحب میں اس سے زیادہ دوسرے مہاتماؤں کی نندا نہیں ہے۔ سوامی دیانند نے تو جو کچھ لکھا ہے۔ دلیل سے لکھا ہے۔ لیکن گرنتھ صاحب میں بے دلیل برہما وغیرہ ہندو بزرگوں کی نندا کی ہے۔ دیکھو آسا محلہ ٣ اشٹ پدیاں گھر چار بے وید۔ برہمے کو دیئے پڑھ پڑھ کرے وچارے تا کا حکم نہ دیوے با پوڑا نرک سرگ اُتارے

یہاں برہما کے واسطے جو باوڑا لفظ دیا ہے۔ وہ بہت ہی ہتک آمیز ہے۔ برہما وید پڑھنا و دکھانے انتر تامس آپ نہ پہچانے"۔ یہاں برہما کے اندر کالا ہونا ظاہر کیا ہے دمبھ تو رجوگن سے ہوتا ہے۔ لیکن گرنتھ صاحب برہما کو تموگنی بتلاتا ہے۔ جو بہت زیادہ ہتک سے معمور ہے۔ ایسے ہی گائیتری۔ مہادیو غرضیکہ ہر ایک ہندو دیوتا کی نندا موجود ہے۔ کیا ہندو اس پر گالیاں دیتے ہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ وہ نانک صاحب کو اپنا بزرگ جانتے ہیں۔ بزرگوں کی اپنی لڑائی کو دیکھتے ہوئے بھی کس کا پکش لے۔ اس کے واسطے دونوں پوجنے لائق ہیں۔ اگر بابا نانک صاحب مہاتما ہیں۔ تو برہما ان سے کم نہیں۔ وہ بھی ایشور کے بھگت اور گرنتھ صاحب میں برہما کی نندا دیکھتے ہوئے گائیتری اور مہادیو وغیرہ کل ہندو بزرگوں کی نندا دیکھتے ہوئے سہن شیل ہندو خاموش ہیں تو سکھ صاحبان کو ستیارتھ پرکاش کے اس شبد پر کہ مان پرتشٹھا کے لئے کچھ دمبھ بھی کیا ہوگا۔ جامہ سے باہر نہ ہونا چاہئے۔ ہندو عقلمند ہونے سے گمبھیر ہیں۔ کیونکہ تھوڑا پانی ایک کنکر گرنے سے برتن سے باہر ہو جاتا ہے۔ لیکن گہرے سمندر میں چاہے کتنا بڑا پتھر گرا دو اُسے خبر بھی نہیں ہوتی۔ سکھوں کا جوش میں آکر جو اونکار کے بنائے وید کا دشمن بنجاتا ہے۔ بابا نانک صاحب کے مت کے مطابق بھاگ ہین اور کھل بنجاتا ہے۔ سوامی دیانند سرسوتی بھی ایک ایسا زبردست مہاتما ہے۔ جس کی تعریف اعلیٰ درجہ کے سنت کے نام سے کیجا سکتی ہے۔ اگر برہما وغیرہ کی نندا کرتے ہوئے گرنتھ صاحب کی بانیوں کے مصنف ایشور کے بھگت کہلا سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ سچائی اور دلیل اور اصلیت سے دوسروں کی غلطی دکھانے والا سوامی دیانند ایشور کا بھگت نہ کہلاسکے۔ بھگتوں کے اختلاف میں ایشور کے بنائے وید کی نندا کرنا سکھوں کے لئے نرک میں لے جانیوالا ہے۔ ہم تو ہر ایک بزرگ کی عزت کرنا جیسا وہ ہے فرض خیال کرتے ہیں۔ نہ ہم خوش اعتقاد ہیں کہ غلط باتوں کو صحیح تسلیم کر لیں یا ایشور کے بھگتوں کی بانی کو ایشور کی بانی پر ترجیح دیں۔ نہ ہم پکش پاتی ہیں کہ اپنی کتاب میں جو دوسروں کی نندا ہے۔ اس کو تو اچھا خیال کریں۔ اور دوسرے کی بات سے جوش میں آجائیں ✤ (باقی دوسرے نمبر میں)

اوم۔ شانتی۔ شانتی۔ شانتی ✤

فہرست سوامی درشنانند جی کرت پستکیں

نیائے درشن مصنفہ مہامنی گوتم جی معہ اردو ترجمہ و یاکھیا۔ ع۱ر	ویشیشک درشن مصنفہ مہامنی کنادجی بمعہ اردو ترجمہ ۸عہ	نیائے آریہ بھاشہ ۔ ۸عہ
ایشور سدھی پراپتی اردو ۴ر	نئی و پرانی تعلیم کا مقابلہ ار	سانکھیہ آریہ بھاشہ ۔ ۱۲ر
گورو شکشا ۔ ۳ر	نوین و پراچین ویدانت ۴ر	اوڈیا کے چار انگ اردو ۲ر
ست برتی مہانند ۸ر	دھرم ویر ۔ ۸ر	وچتر برہمچاری اردو ۔ ۱۰ر
سانکھیہ درشن مصنفہ مہامنی کپل جی بمعہ اردو ترجمہ ۸عہ	ویدانت درشن جلد اول ۱۲عہ	" " بھاشہ ۔ ۱۰ر
ملہمان وید و قرآن کی سوانح عمری و تعلیم ۔ ۴ر	ویشیشک آریہ بھاشہ ۸عہ	آریہ سدھانت مجلد بھاشہ ۱۲ر
بال شکشا ۔ ۳ر	مکتی سے جیو لوٹتا ہے اردو ار	ویدوں کی عظمت اردو ۔ ۴ر
کشما چندرا ودے ۶ر	مباحثہ آگرہ معہ قرآن کی چھان بین ۔ ۴ر	کتھا پچیسی اردو ۔۔ ۶ر
	وید اور بائیبل ۔ ۵ر	سوالات و جوابات مدرسہ الہیات کانپور ۔۔ ار
		کلیات آریہ مسافر ۔ صہر

سوامی شنکر آچاریہ کے پرم گورو گوڑپاد آچاریہ کی مانڈوکیہ اپنشد پر لکھی ہوئی آگم پاد، تتھ واد۔ ادویت واد اور الات شانتی پرکرن کارکائیں بمعہ اردو ترجمہ عہ

اپنشد پرکاش یعنی ایش کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ اور مانڈوکیہ چھ اپنشدیں بمعہ لفظی اردو ترجمہ اور ویاکھیا۔ اردو ۱۲عہ ہندی ۱۲عہ ٭ تو دیتا رشی کی کتھا ۸ر ٭ کیا کپل ناستک تھا؟ ار

مہاشہ شہزادہ رام جی کرت پستکیں

ایشور پوجا اردو ۸ر	دھرم سادھن اردو ۲ر	گرہ شکشک ہندی ۱۲ر
شششو سدھار ہندی ۸ر	ایشور ملاپ اردو ۸ر	ویدک پرارتھنا اردو ۱۰ر
پتری شکشک " ۸ر	وچار درشن اردو عہ	" ہندی ۱۰ر
یوگی اردو ۔ ۸ر	آریہ جیون اردو ۸ر	مکتی کا ستیہ گیان ۷ر
جگیاسو ۔ ۴ر	گرہست سدھار " ۶ر	سورگ کی سیڑھی ۔ ۷ر
برہم وچار اردو ۔ ۵ر		

ملنے کا پتہ :۔ وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ بیرون موری دروازہ لاہور

رگوید — یجروید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق

ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب فرماویں

خدا سے ڈرو

(خدا کا خوف)

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما پروپرائیٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہری گیان مندر

نے

ہندوستانی سٹیم پریس لاہور میں باہتمام سردار چتر سنگھ پرنٹر کے چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۳ بکرمی سمت ۱۹۷۹ دیانندابد ۳۹ جنوری سنہ ۱۹۲۳ ع

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا سلسلہ صرف ایک ہی گوروکل چوہا بھگتاں ضلع راولپنڈی میں ہے

اسکا دھیان رکھو

بار ہشتم

اتھروید — سام وید

اوم

خدا کا خوف

ईशावास्य मिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत। तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्विद्धनम्। य० अ० ४ मं० १

ارتھ - یہ سارا جگت جو نظر آرہا ہے یا اس کے علاوہ علیحدہ ہر ایک جیسے جو دکھائی دیتے ہیں۔ وہ سب ایشور کے رہنے کا مکان ہے۔ جو لوگ ایشور کے احکام کو بھول جاتے ہیں۔ وہ سب دکھوں کو بھوگتے ہیں۔ اسواسطے ہے جیو تو کسی کا دھن لینے کی خواہش مت کر۔ پھر دیدادھیا یہ منتر اوّل۔ یہ کیسا اتم اپدیش ہے۔ کہ جس کے سمجھنے سے انسان ہمیشہ پاپوں سے بچکر سکھ اور شانتی کو حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ انسان کے اندر قدرتی سوبھاؤ کی عادت ہے۔ جب انسان کوئی گناہ کرنے لگتا ہے تو اس وقت اسکے دل میں یہ خوف پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس گناہ کرنیکے معاملہ کو کوئی دیکھ نہ لے۔ اسواسطے وہ ہمیشہ پاپ کو چھپا کر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں کہ جسکے دل میں گناہ کرتے وقت خوف پیدا نہ ہوتا ہو۔ وہ اس خوف کو کسی سنسان مکان میں جاکر دروازہ وغیرہ بند کرکے پہرہ پر اپنے ساتھیوں وغیرہ کو کھڑا کر لیتا ہے۔ اگر انسان کو اسبات کا علم ہوتا۔ کہ میں گناہ کرکے سزا سے کسی طرح بچ نہیں سکتا۔ تو کبھی گناہ نہ کرتا۔ لیکن انسانوں کے دلوں میں دھارمک تعلیم کے نہونے سے ایشور کی ہستی اور اسکے ہر جا یک ہونے کا گیان تو پیدا ہی نہیں ہوا۔ وہ صرف انسانی خوف ہی سمجھ کر اسواسطے کوشش کرتے ہیں۔ سب سے اوّل موجودہ زمانہ میں انسانی خوف گورنمنٹ کا ہے جسکو وہ اسطرح پر دور کر لیتے ہیں۔ کہ اوّل تو اس بند مکان میں کوئی دیکھتا ہی نہیں۔ اگر بالفرض یہاں کوئی آدمی دیکھ بھی لے۔ تو وہ سرکاری آدمی ہو تو اسکو کچھ رشوت دیدی جاویگی۔ اگر اس سے بھی کام نہ چلا۔ تو دو چار جھوٹے گواہ داخل کر دئیے جاوینگے جن سے عدالت میں جاکر ضرور بری ہو جاؤنگا۔ اگر انہوں سے بھی کام نہ چلا۔ تو کچہری میں وکیل کرکے مقدمہ کو قانونی کمزوریوں سے جیت جاؤنگا۔ آخر اگر کوئی بات نہ ہوگی۔ تو حسبِ معقول رشوت دیکر افسروں سے بچ جاؤنگا۔ یہ خیالات ہیں جن سے نوبا کر انسان گورنمنٹ کا خوف رکھتے ہوئے بھی گناہ سے باز نہیں آتے۔ دوسرا خوف برادری کا ہے۔ وہ تو آجکل کافور ہو گیا ہے۔ کیونکہ برادری میں ایسے بہت کم آدمی نظر آئینگے۔ جو کسی نہ کسی گناہ کے مجرم نہ ہوں۔ جب کوئی آدمی کسی کے خلاف مجرم کو برادری میں پیش کرنے لگتا ہے۔ اسے فوراً یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ میرے عیب ضرور بیان کرینگے۔ بس وہ

اپنے ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہے۔ تیسرا خوف لوگ لاج کا ہے سو اسکا تو کہیں نام و نشان بھی نظر
نہیں آتا۔ جبکہ عام ملک کی یہ حالت ہے۔ تو گناہوں کا اثر ہو جانا لازمی ہے۔ جب گناہ بہت زیادہ ہو گئے
تو قحط - طاعون - بھونچال اور لڑائی فساد جیسی مصیبتوں کا آنا لازمی امر ہے۔ جسکا علاج کسی انسان
کے ہاتھ میں نہیں۔ اور نہ ہی گورنمنٹ اسکا کوئی علاج کر سکتی ہے۔ اور نہ ہی برادری سے اسکا
انسداد ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں ہر رنگ تعلیم کے دماغوں میں اکثر نہ کرنے کے باعث لوگوں سے گناہ
کا چھوٹنا بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ پرانے زمانہ میں جب لوگ پرماتما سے خوف کرتے تھے۔ تب دنیا
میں گناہ بہت ہی کم نظر آتے تھے۔ جب ویدوں کی تعلیم بند ہو گئی اور لوگ یا تو ناستک ہو گئے۔ یا ایشور
کو محدود ماننے لگے۔ تو انکو پاپ کرتے وقت خوف نہ رہا۔ ورنہ ویدوں کی پرچار تعلیم کے زمانہ میں جبکہ پاپ کرنا
بہت ہی مشکل معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ جب انسان جانتا ہے۔ کہ میرے گناہوں کا سزا دینوالا سامنے موجود ہے۔ جسکو میں
کسی قسم کی رشوت سے راضی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی جھوٹے گواہوں کے ذریعہ سے اس کے ہاتھ سے چھٹکارا ہوگا
کیونکہ یہ خود دیکھ رہا ہے۔ یہ گواہوں کی گواہی کس طرح اعتبار کریگا۔ اور نہ ہی وکیل سے کام چلیگا۔ کیونکہ عالم
کل ہے۔ کسی طرح پر بھی دھوکے میں نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی اس کے راج سے بھاگ کر کہیں جا سکتا ہوں۔ پس خود گ
گناہ سے خوف کھا کر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن اُن کے علاوہ ایک ان کا خیال آتی ہے۔ کہ جو انسان کو حوصلہ دلاتی ہے۔ کہ وہ
گناہ سے پرہیز نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے۔ کہ جب پولیس پکڑنے آئیگی۔ تو اس کے مقابلہ میں کامیابی کی امید رکھتا ہے اور
اکثر راجے مہاراجے اور نواب تو پولیس وغیرہ کے خوف سے اپنے آپ کو بری سمجھتے ہیں۔ لیکن جب انسان کو یہ یقین
ہو جاوے۔ کہ جس طاقت کے ہاتھ میں تقدیر گناہوں کا عوض دینا ہے۔ وہ اس قدر زبردست ہے۔ کہ دنیا کے بڑے
سے بڑے بادشاہ باوجود لاکھوں فوج۔ گھوڑے۔ ہاتھی تلوار بندوق توپ اور ٹارپیڈو سے
کے گولے وغیرہ لاکھوں قسم کا سامان رکھنے کے اسکی ودیا شکتی کو اُن کے واسطے بھی نہیں روک سکتے
یہ سارے ہتھیار اور سامان تو بیرونی حملہ روکنے کیواسطے ہیں۔ لیکن گناہوں کی سزا دینے والی طاقت تو اندر
موجود ہے۔ خواہ کسی قدر زبردست قلعہ بنا لیا جاوے۔ وہ بیرونی طاقت سے بچنے کیواسطے مفید ہوگا۔ اندرونی
۴ طاقت سے بچنے کے واسطے بالکل نکما ہے۔ خواہ کسی قدر مددگار ہوں۔ وہ بھی جسم پر ہی پہنچنے سے بچا سکتے ہیں
جس شکتی سے ہم گناہ کر کے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور نہ کوئی دنیاوی سامان اسکو روک سکتا
ہے۔ تو اس شکتی سے منحرف ہو کر گناہ کرنا خواہ مخواہ اپنے کو دکھوں کے سمندر میں غرق کرنا
ہے۔ چونکہ انسان دکھ کا سبب سمجھ کر کوئی کام نہیں کرتا۔ اُن کی خواہش سکھ حاصل کرنے اور
دکھ سے بچنے کی ہے۔ وہ کسی طرح یقیناً دکھ کا سبب سمجھ کر گناہ نہیں کر سکتا۔ پس اگر دنیا میں

۴ خواہ کسی قدر ہتھیار ہوں۔ وہ بھی جسم پر چلائے جا سکتے ہیں

پاپ سے بچانیوالی کوئی طاقت ہے۔ تو ایشور کا خوف ہے۔ اور وہ بھی اس حالت میں جبکہ درجہ حق الیقین
تک پونہچ جاوے۔ اگر انسان کو یہ یقین ہو جاوے کہ ایشور دنیا کے ہر ایک حصہ میں موجود ہے۔
میرے اندر بھی موجود ہے۔ میں کسی طرح بھی اسکی نظر سے اپنے گناہوں کو چھپا نہیں سکتا۔ نہ ہی
خدا کے بیٹے مسیح کا کفارہ مجھے گناہ کر کے سزا سے بچا سکتا ہے۔ اور نہ ہی محمد صاحب کی شفاعت
سے گناہوں سے چھٹکارا ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کا چھاپہ تلک اور بھیس دھارن کرنے
سے گناہوں کے پھل سے بچ سکتا ہوں۔ تو وہ کبھی گناہ نہیں کریگا۔ یہ جسقدر مذہب ہیں۔
سب گنہگاری پھیلانے کا سبب ہیں۔ کیونکہ یہ سب خدا کو محدود مانتے ہیں جس سے انسان
کے دل میں اسکا خوف بالکل نہیں رہتا۔ بعض لوگ تو یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ ہم گناہ کر کے توبہ
کر لینگے۔ خدا گناہ بخش دیگا۔ جب ذراسی توبہ کرنے سے گناہ بخشے جائینگے۔ تو لوگ گناہ سے
کیوں پرہیز کرینگے۔ کسی نے کہا۔ کہ گناہوں کا بوجھ مسیح اٹھا کر لیگیا۔ بھلا پھر عیسائی گناہ سے
کیوں پرہیز کریں۔ کسی نے سمجھا۔ کہ گنگا کے نہانے سے مکتی ہوگی۔ اور پاپ ہزاروں جنم کے چھوٹ
جائینگے۔ تو وہ کیوں پاپ سے ڈریگا۔ آجکل تو گنگا جانے کیواسطے دو تین روپیہ سے زیادہ
کی ضرورت نہیں۔ پس جب دو تین روپیہ میں ہی گناہ چھوٹنے لگے۔ تو دولتمند گناہ سے کیوں
خوف کھائینگے۔ اسی طرح پر ان مذاہب والوں نے ایشور کو ایکدیشی یعنی محدود بتلا کر
دنیاوی گورنمنٹ کی طرح گناہوں کے دور کرنے میں لاچار بنا دیا ہے۔ بہت سے لوگ کہینگے
کہ ہم تو خدا کو محدود نہیں مانتے۔ لیکن ان سے پوچھیں۔ تو پیغمبر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ جبکہ
خدا محدود نہیں۔ کیونکہ پیغمبر کے معنے پیغام لانے والے کے ہیں۔ اور پیغام ہمیشہ فاصلہ میں
آیا کرتا ہے۔ اور فاصلہ محدود چیزوں کے درمیان ہوتا ہے۔ پس پیغمبر ماننا خدا کو محدود بنا کر
اسکے خوف سے دنیا کو ہٹا کر گنہگار بناتا ہے۔ اور جو لوگ کفارہ سے نجات مانتے ہیں۔ وہ
گویا رشوت دیکر پرمیشور کی سزا سے بچنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اوتار مانتے ہیں۔ وہ ایشور کو
محدود ہی مانتے ہیں۔ ورنہ وہ پہلے کسی شریر میں نہیں تھا۔ جہاں اس نے اوتار لیا۔ اسی
طرح کسی نے ساتویں آسمان پر جا کر بٹھلایا۔ اور کسی نے چوتھے آسمان پر اسکا مقام ٹھہرایا
کوئی بیکنٹھ میں بتلانے لگا کوئی کھیر ساگر میں اسکی پرستش کیواسطے غوطہ لگانے لگا۔ کسی نے
گولوک کو اسکا مسکن بنایا۔ کسی نے کیلاش پربتی جا ٹھہرایا۔ غرضیکہ ان مذہبی چراغوں نے
اپنی محدود روشنی کی وجہ سے اپنی روشنی کے باہر اسکو نہ دیکھ کر اتنا ہی بتلایا۔ جس سے

دُنیا میں یہ وقت آگیا۔ کہ چاروں طرف گناہ کے زور وشور سے سمندر بہ رہا ہے۔ لوگ
ایک آنہ کیواسطے جھوٹ بولنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنی زندگی بجائے ایشور بھگتی کے دولت
کیواسطے کھو دیتے ہیں۔ بعضوں نے تو دولت کو پرمیشور کی عورت بھی بنا دیا ہے۔ بھلا
انہیں ویراگ کسطرح ہو سکتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اور کسی کی سفارش نہ سنی جاویگی
تو اسکی استری جسکے جمع کرنے میں ہماری ساری زندگی خرچ ہوئی ہے جسکی بھگتی ہم نے دھرم
کرم اور ست اَست کا خیال چھوڑ کر کے کی ہے۔ جسکے واسطے ہم نے لاکھوں گناہ کیئے ہیں۔
ہزاروں آدمیوں کو دھوکے دیئے۔ اس کی سفارش سے تو ضرور کام نکل جاویگا۔ ایسے خیالات نے
نوعِ انسانی کے دماغوں کو نقصان پہنچایا ہی نہیں۔ بلکہ ان کو انسان سے حیوان بنا دیا ہے۔
کیونکہ حیوان آگے کا انتظام نہ کرکے موجودہ حالت کے واسطے ہی کوشش کرتا ہے۔ اِسطرح موجودہ
زمانہ کے آدمی لگنے انتظام کو جو بذریعہ دھرم کے ہو سکتا ہے۔ چھوڑ کر موجودہ انتظام کیواسطے جسکو
وہ دولت سے پورا ہونیوالا خیال کرتے ہیں۔ لگ گئے ہیں۔ انکو یہ خیال نہیں۔ کہ یہ دولت ہمارے
مرنیکے بعد ساتھ نہیں جانے کی۔ یہ خیال کسطرح ہو۔ کیونکہ موت تو آگے کو ہوگی۔ انہوں نے
حیوانوں سے یہ سبق حاصل کر لیا ہے۔ کہ آگے کا فکر ہی نہیں کرنا۔ صرف موجودہ کے واسطے ہی
انتظام کرنا چاہیئے۔ اِسواسطے وہ تمام ملک کی دولت اپنے قبضہ میں لانا چاہتے ہیں۔ اگر ایمانداری
سے کوئی ایسا کام کرے۔ تو زیادہ شکایت کی جگہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن لوگ تو اپنے ساتھیوں
کو نقصان دیکر انکو اپنے قبضہ میں لاکر انکو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ انکو یہ معلوم نہیں۔ کہ
قدرتی طور پر انسان اس بات میں مجبور ہے۔ کہ بغیر پر اُپکار کیئے اپنا بھلا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قدرت
نے انسان کے جسم میں مختلف اعضاء رکھکر یہ سبق دیا ہے۔ کہ جس طرح انسان کے جسم کا کوئی
اپنی مدد سے آپ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ جب تک کہ وہ دوسرے عضووں کو اس میں شامل
نہ کرے۔ مثلاً انسان کی آنکھ دیکھنے سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتی۔ جب تک کہ ہاتھ میں
اُس چیز کو نہ اُٹھائیں۔ اور پاؤں اس راستہ پر نہ چلیں۔ جو آنکھ نے ہاتھ اور پاؤں کو دکھلائے
ہیں۔ آنکھ کا فرض ہے۔ کہ وہ پاؤں کو راستہ دکھلائے۔ ہاتھ کو اٹھانے والی چیز کو دکھلائے لیکن
ہاتھ بھی اس چیز سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جب تک کہ وہ اسکو اپنے ہاتھ میں نہ رکھ
لے۔ یا تو بدن پر ملے۔ یا منہ میں ڈالدے۔ وہ منہ بھی اُسکو اپنے پاس رکھکر اکیلا اس سے فائدہ
نہیں اُٹھا سکتا۔ سوا اسکے کہ وہ اسکو پیٹ کے حوالے کر دے۔ اب پیٹ اسکے حصے کرتا ہے۔ جو

چیز قابل خوراک ان اعضاء تک پہنچتی ہے جنہوں نے پیٹ کے پاس غذا کو بھیجا ہے۔ اگر وہ بالکل مضر اعضا
متصور کیا جاتا ہے۔ تو وہ فوراً قے کر دیتا ہے۔ اور اعضاء کو خبر دیتا ہے۔ کہ جس چیز کو تم نے حاصل کیا ہے وہ تمہارے واسطے مفید
نہیں ہے تم نے اسکو حاصل کر کے نہیں دیکھا تھا۔ اگر وہ انکے واسطے بہتر ہوتا ہے تو اس میں سے کچھ حصہ جو کہ قابل اعضاء
نہیں۔ پاخانہ کے راستہ نکال دیتا ہے اور باقی کو جسم کے ہر حصہ تک پہنچانے کے واسطے اعضاء کے پاس روانہ کر دیتا ہے۔ اب اگر یہ اعضاء
بذات خود اس خوراک سے کام لینا چاہیں تو اول تو قابل اور ناقابل کی تمیز ہی نہیں ہوگی کیونکہ پہلی تمیز غذا کی نرم
اور سخت ہے۔ اگر غذا نرم ہے تو قابل ہاضم ہے لیکن سخت چیز آنکھ کے واسطے مفید نہیں چونکہ سب سے پہلے آنکھ اس خوراک
کو دیکھتی ہے لیکن اس تمیز کے سبب کہ وہ سخت ہے یا نرم جانچ کے واسطے ہاتھ کے حوالے کر دیتی ہے۔ ہاتھ اسکو نرم یا
سخت دیکھ لیتا ہے لیکن ہاتھ کو اس کا گیان نہیں لیکن خوراک میں اس کا بھی تعلق ہے۔ اسواسطے ہاتھ اسکو اپنی ان
کیواسطے منہ میں زبان اندر ہی کے پاس بھیج دیتا ہے۔ زبان اگر اسکا رس خراب پاتی ہے۔ تو فوراً اسکو چھوڑ دیتی ہے۔ اگر اس میں
رس اچھا ہے۔ تو دانت اسکے ٹکڑے کرنے میں مدد لیتی ہیں۔ جو بتلاتا ہے کہ یہ چیز بدبودار اور اسکے کھانے لائق نہیں یا کھانے
لائق ہے جب یہ سب اعضاء اپنی طاقت کے موافق اپنی ان کو لینے میں مدد اس چیز کو پیٹ کے حوالے کر دیتا ہے جسکو وہ صاف
کر کے خراب چیز الگ نکال دیتا ہے اور اچھے اجزاء کو ہر ایک کی ضرورت کے موافق بانٹ دیتا ہے چونکہ سوائے پیٹ کے کسی اور
حصہ کے پاس اسقدر طاقت نہیں۔ کہ وہ چیز کو صاف کر کے خراب اجزاء کو نکال کر صاف شدہ کو بانٹ سکے۔ اسواسطے بانٹنے
کا کام پیٹ کو دیا گیا ہے۔ خود کسی حصہ کو بھی اپنی خوراک ہضم کرنیکی طاقت نہیں دی گئی۔ چونکہ شریر کے ایک حصہ
کی غلطی سے کوئی زہریلی خوراک بدن میں اثر کر کے سارے جسم کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اسواسطے کسی عضو کو بھی اکیلی
خوراک حاصل کرنیکا اختیار نہیں دیا گیا جبکہ اپنے علم کے موافق اپنے حاصل کرنیکی کوشش میں لگا کر آخر ہمیشہ سب
کیواسطے حصہ رسدی بانٹنے والے کے حوالے کیا جانا پسند کیا۔ اس قدرتی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک یا دوسرے
عضو سے مخالفت کر کے اپنے کام کو چھوڑ دے۔ یا اس سے جو کچھ حاصل ہو۔ اسکو بھی اپنے پاس رکھ لے۔ تو نتیجہ یہ
ہوگا۔ کہ وہ عضو ضرور ناش ہو جاویگا۔ کیونکہ اس چیز سے جو پیٹ سے خوراک حاصل ہوتی تھی۔ وہ نہیں ہوگی۔ قدرت
بتلا رہی ہے۔ کہ جسطرح سب جسم کے اعضاء ایکدوسرے کے کام کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک انسان کو دوسرے کے
واسطے کام کرنا چاہیئے جس سے اسکی اپنی ہستی قائم رہے۔ ورنہ اپنے واسطے کام کرینگے تو ہستی کا قائم رہنا
بالکل ناممکن ہوگا۔ گویا خود غرضی کا ناش کرنا ہی ترقی کا پہلا حصہ ہے۔ اسیواسطے نیتی کاروں نے لکھا ہے:۔

अयं निजः परोवेति गणनां लघुचेतसाम् । उदार चरितानां तु

اپنا یہ پرایا ہے۔ اور یہ دوسرے کا ہے۔ یہ کم عقلوں کا خیال ہے۔ بلکہ عقلمند آدمی تو سارے سنسار کو ہی اپنا
خاندان سمجھتے ہیں جب تک کل جیووں کو اپنا نہ سمجھا جاوے تب تک انسان کو دوسری طور پر اچھے کام کرنیکا مادہ نہیں

ہوتا بعض لوگ یہ کہینگے۔ کہ ہمیں اپنی قوم کو دوسری قوم سے حقوق حاصل کرنیمیں زندہ کرنا چاہئے اور اسکی مدد کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ خیال بالکل قدرتی نہ ہوگا بلکہ غلطی اور ناسمجھی کرنیوالا ہوگا کیونکہ ہمارے جسم میں کئی قومیں موجود ہیں مثلاً ایک قوم تو گیان اندریوں کی ہے اور دوسری قوم کرم اندریوں کی تیسری ناڑیوں کی۔ اب اگر گیان اندری خیال کریں۔ کہ ہمیں کرم اندریوں کی مدد نہ کرنی چاہئیے۔ آنکھ ہاتھ کو راستہ نہ دکھلائیگی۔ بلکہ اپنی ہم قوم ناک۔ کان زبان اور کھال کو راستہ دکھلائیگی۔ اور اپنی چیزوں کی حیثیت بتلائیگی جسکو ان میں سے کوئی بھی اٹھانیکی طاقت نہیں رکھتا نتیجہ یہ ہوگا کہ آنکھ نہ خود خوراک حاصل کر سکیگی۔ اور نہ ہی اپنے ہم قوم گیان اندریوں کو خوراک حاصل ہو دیگی جس [illegible] نتیجہ معلوم ہوا کہ یہ آنکھ کا کام ہے۔ کہ کرم اندری ہاتھ اور پاؤں کی مدد کرے۔ اور ہاتھ اور پاؤں گیان اندری رسنا یعنی زبان اور کھال کو خوراک دیں۔ یہ اسی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ قومی خیال بالکل نوع انسانی کیواسطے ضرر ہے جب تک انسان ہر ایک کو دنیا بھائی سمجھ کر اسکی بھلائی کیواسطے کوشش نہ کرینگے۔ اور سب اپنے دل میں یار و اغیار کا خیال رکھینگے۔ تب تک ترقی کا خواب میں بھی درشن نہ ہوگا۔ اسواسطے ہر ایک انسان کیواسطے لازمی ہوا۔ کہ بلا غرض قوم ہر ایک جاندار کی مدد کیواسطے کوشش کرے۔ تاکہ اسکی اپنی ہستی بھی قائم رہے۔ یہاں ہر ایک کو یہی سبق سکھاتا ہے۔ کہ اگر پیٹ اپنے کام کو پورے طور پر ادا نہ کرے۔ اور اسی خوراک کو بجائے دوسری اندریوں کو بانٹ دینے کے اپنے پاس جمع کرے۔ تو فوراً پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے قبض کی بیماری شروع ہوتی ہے۔ غرضیکہ بہت سی مصیبت جاری ہوتی ہے۔ پیٹ کیا ہوتا ہے جبکہ یہ ان پانچوں کو ہر ایک حصہ بانٹنے والا ہے پیٹ کیسا [illegible] نہ ہوتا۔ پس یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جسطرح ایک شخص ہر ایک حصہ میں رکھ کر ان سب کا کام کرتا ہے۔ اور پیٹ کی مدد کرنے کا [illegible] کرنیکے واسطے ان سب کو پہنچاتا ہے۔ اسی طرح سوسائٹی [illegible] ہر ایک اپنا اپنا [illegible] کے اندر کام کریں۔ اور اسی طرح [illegible] کام کرنا چاہئے [illegible] خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ وہیں اسکو قبض کی شکایت شروع ہو جاتی ہے۔ وہیں [illegible] پیٹ بہت زیادہ [illegible] جسطرح بدن کے اعضاء کو نقصان پہنچتا۔ اسی طرح یہ سوسائٹی کے [illegible] سست ہو جاتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ وہ خود کام نہ کرے۔ کیونکہ جس سوسائٹی کی مدد کیواسطے وہ کام کرنا چاہتا تھا۔ اب اس سوسائٹی نے مال جمع کرکے اپنی ضرورت کا مدار کام پر نہیں رکھا۔ بلکہ جمع پر رکھا ہے۔ چونکہ پیٹ میں [illegible] اپنے پیٹ سے نقصان کے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اسواسطے سوسائٹی کے پاس زیادہ مال رہنے سے انکی رگ رگ انسانوں میں سستی پیدا ہوکر سوسائٹی کو بہت ہی نقصان پہنچتا ہے۔ اور [illegible] غرضی پھیل جاتی ہے۔ کیونکہ پہلے لوگ سوسائٹی سے سبق سیکھتے تھے۔ اب سوسائٹی ان کو جمع کرنیکا سبق سکھلاتی ہے جو سب خود غرضی کے [illegible] کسی طرح پر ہو نہیں سکتا۔ اسواسطے ہر انسان کو لازم ہے [illegible] کسی [illegible] کی خواہش [illegible] جب ہم کسی کا دھن لینے کی خواہش نہ کرینگے۔ تو ہمیں خود اپنی محنت سے پیدا کرنا ہوگا۔ جب سوسائٹی کا ہر ایک جز محنتی اور اپنے اندر دھرم رکھنے والا ہوگا

اوم

ہم کیوں نربل ہیں

ہم اکثر کاموں کے کرتے ہیں اپنے آپکو نربل سمجھتے ہیں جس سے اکثر دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں نربل ہیں اسکا جواب یہ ملتا ہے کہ ہم نردھن ہیں لیکن اول تو خیال صحیح نہیں کیونکہ بے حوصلہ دولتمند بھی کچھ نہیں کر سکتے وہ اپنی کنجوسی کے سبب اکثر چھوٹے چھوٹے کاموں میں ناکامیاب ہوتے ہیں اور مہاتما بدھ شنکر دیانند وغیرہ باوجود نردھن ہونے کے کامیاب ہوگئے انہوں نے وہ بل حاصل کیا کہ جسکا اثر اسوقت تک کروڑوں انسانوں پر موجود ہے اگر بالفرض محال یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ ہم نردھن ہونیکے سبب نربل ہیں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیوں نردھن ہیں اس کا جواب لوگ یہ دیتے ہیں کہ سست اور کاہل ہوگئے اسواسطے ہم نردھن ہیں لیکن یہ سوال بھی صحیح نہیں کیونکہ بہت آرام طلب اور سست آدمی دولتمند دیکھے جاتے ہیں اور بہت تیز و طرار آدمی بھوک کے مارے چوری ٹھگی کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں اگر بالفرض محال یہ بھی تسلیم کریں کہ ہم سست ہونیکے سبب سے نردھن ہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں سست ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ ہماری روح کا خاصہ ہی سستی ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں روح ہر ایک انسان میں ایک ہی ہے اگر کوئی سوال کرے کہ روح کی ایک ہی ہونے کا ثبوت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ روح کے متعلق دو قسم کے خیالات ہیں کچھ لوگ تو روح کو پیدا شدہ مانتے ہیں وہ خدا یعنے پرماتما کو اس کا خالق جانتے ہیں اُن کے خیال کے موافق تو مخلوق مدرک بالذات اور متحرک بالذات ہونے کے سبب سب روحیں ایک سی ہیں لیکن دوسری قسم کے آدمی جو روح کو انادی مانتے ہیں اُن کے خیال میں بھی بذاتِ خود ایک سی ہیں۔ اگر روحوں کی حالت میں فرق آتا ہے تو اس کا سبب بیرونی تعلقات ہیں اور بیرونی تعلقات کی وجہ سے جو کمزوری یا طاقت آتی ہے اُس میں جہاں موافق اشیا سے تعلق ہوتا ہے وہاں طاقت حاصل ہوتی ہے جیسے آنکھ کے سامنے اگر روشنی ہوگی تو اُسکے دیکھنے کی طاقت بڑھ جائیگی اگر آنکھ کے سامنے اُسکی مخالف طاقت یعنے اندھیرا ہوگا تو اُس کے تعلق سے آنکھ کی طاقت کمزور ہو جائیگی اس مثال سے ہمیں یہ پتہ ملتا ہے کہ مخالف چیز کے تعلق سے نربلتا یعنے کمزوری آتی ہے اور موافق کے تعلق سے زور پیدا

ہوتا ہے چونکہ ہم جس قدر تعلقات دیکھتے ہیں وہ سب ایسی چیزوں سے ہے جو پرکرتی کی بنی ہوئی ہیں جیو آتما یعنی روح تو حقیقی یعنی مدرک ہے لیکن اسکے مخالف غیر مدرک ہے اب جبکہ پرکرتی سے جیو آتما کا تعلق ہوگا تو اس کی طاقت کا کمزور ہونا لازمی ہے لیکن پرکرتی کے اندر تین گن ہیں ایک تو تموگن ہے دوسرا رجوگن ہے تیسرا ستوگن ہے تموگن کے معنے ہیں ڈھانپنے والی طاقت رجوگن کے معنی ہیں وہ طاقت جو نہ ڈھانپے اور نہ روشن کرے اور ستوگن کے معنی ہیں روشنی کرنیوالی طاقت۔ اب پرکرتی تموگن کی طاقت تو جیو آتما اور پرماتما کے درمیان پردہ کی طرح حائل ہو جاتی ہے جیسے ایک آدمی کسی دیوار کے حائل ہونیسے سورج کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسواسطے وہ دیوار آنکھ اور سورج کے درمیان پردہ ہوتی ہے لیکن رجوگن سے جیو آتما کو پرماتما کے سروپ کا گیان نہیں ہوتا کیونکہ اس میں پرکاشس کرنے کی طاقت نہیں لیکن ستوگن کے درمیان ہونے سے جیسے آنکھ اور چیزوں کے درمیان شیشہ ہو تو وہ شیشہ آنکھ کی نظر کو روک نہیں سکتا اسی طرح پر ستوگن کے درمیان میں ہونے سے جیو برہم کو دیکھ سکتا ہے لیکن درمیان میں ایک پردہ ہونے سے برہم کے آنند کا پورا انوبھو نہیں ہوتا لیکن جس وقت تینوں گنوں والی پرکرتی کا پردہ درمیان سے دور کر کے جیو آتما کا برہم سے تعلق ہوتا ہے یعنے ہر ایک قسم کی خواہش اور غرور کو چھوڑ کر جیو برہم کی اپاسنا کرتا ہے اسوقت اس میں پھل آتا ہے اور جب برہم سے علیحدہ ہو کر پرکرتی کی اپاسنا کرتا ہے تب اس میں نربلتا ہوتی ہے جیسا کہ وید میں کہا ہے یجروید ادھیائے ۲۵ منتر۔

منتر ارتھ۔ جو پرماتما آتما اور بل یعنے طاقت کے دینے والا ہے جس کی اپاسنا سارا جگت کرتا ہے وہ جو سب سے اُتم دیوتا ہے جس کی چھایا یعنی سہارے پر رہنا ہے امرت یعنے مکتی کا سبب ہے اور جس کے سہارے سے الگ ہونا ہے موت ہے سکھ کے واسطے اسی دیوتا کی اپاسنا کرنی چاہیئے۔

یہاں پر بہت سے لوگ اعتراض کرینگے کہ جبکہ جیو اور پرکرتی ازلی ہیں تو وید منتر میں آتم دا یعنے آتما کو دینے والا کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک جیو آتما کو شریر اور من نہ دیا جاوے تب تک وہ آتما کہلا ہی نہیں سکتا اسواسطے پرماتما نے ہی جیو آتما کو آتما ہونیکی طاقت دی ہے دوسرے آتما شبد من کے واسطے بھی استعمال ہوتا ہے تیسرے بغیر من کے آتما کا گیان نہیں ہو سکتا اسواسطے جس نے من دے کر آتما کا گیان دور کر دیا اس کو سمجھ کر اس کی اپاسنا کرتے ہیں اور رات دن دھن جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں کبھی پرمیشور کی شکتیوں پر شواس نہیں ہوتا اور نہ وید منتروں کے اپدیش پر یقین آتا ہے اگرچہ وید منتر نے صاف لفظوں

ہیں بتلا دیا تھا کہ بل پرماتما سے ملتا ہے اور اُس کی اُپاسنا سے مکتی یعنے آزادی ملتی ہے
اُس کی اُپاسنا سے موت سے بچاو ہوتا ہے اسی کے خلاف عمل کرنے سے موت حاصل ہوتی
ہے لیکن اُس پر وشواس نہ کرکے ہم اُلٹے راستہ پر چل رہے ہیں ہم جس قدر دھن جمع
کرتے جاتے ہیں اس قدر آپس میں پھوٹ اور اوشواس بڑھتا جاتا ہے محبت پریم اور اتفاق
میں کمی ہوتی جاتی ہے ہم ہر روز ان خرابیوں کو محسوس کرتے ہیں لیکن ان کے سچے اسباب
کو ایشور اوپاسنا کے سبب صحیح گیان نہ ہونے سے ٹھیک طور پر محسوس نہیں ہوتے جس
سے ہمارا عمل اُلٹا ہوتا ہے وہ ہماری کمزوری بجائے دُور ہونے کے بڑھتی جاتی ہے جہاں تک
پتہ مل سکتا ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری کمزوری کا سبب ہمارے اُلٹے کام اور ہمارا
پرماتما کو چھوڑ کر پرکرتی کا سہارا لینا ہے اگرچہ ہم رات دن سنسار میں ایشور ایشور پکارتے
ہیں لیکن ہمارا ایشور پر وشواش ذرا بھی نہیں - ہم سب سے کہتے ہیں کہ ایشور کرموں کا پھل دیتا
ہے اور یہ جسم کرموں کا پھل بھوگنے اور مکتی حاصل کرنے کیواسطے ملا ہے لیکن جس کے بھوگنے
کے واسطے ہمارا جسم ہوا ہے اگرچہ وہ ہمارے واسطے مقررہ ہے لیکن ہمیں وشواش نہ ہونے کے سبب
اُس کے واسطے پرشارتھ کرنا پڑتا ہے دوسری طرف جس مکتی کو حاصل کرنے کے واسطے جسم پیدا ہوا
اُس کیواسطے ہم ذرا بھی محنت کرنا نہیں جانتے ہماری کم علمی تو اس درجہ تک بڑھ گئی ہے کہ جس
کام کے کرنے میں ہم مختار ہیں اور جس کے حاصل کرنے کے واسطے ہمارا جنم ہوا ہے اُس کو بالکل
نہیں کرتے اور جس بھوگ کا بھوگنا ہمارے واسطے ضروری ہے جس کے بدلنے میں ہم سمرتھ نہیں
سمجھے مجبوراً ان کا بھوگ کرنا ہے اور اُنہیں کے بھوگ کے واسطے ہمارا جنم ہوا ہے اسکو بدلنے
کی کوشش میں ہم رات دن لگے ہوئے ہیں اگر کوئی آدمی جو یہ کوشش کرے کہ میں بجائے جو کے
گیہوں کاٹ لوں تو لوگ اُسے بیوقوف کہینگے - لیکن ہم جو مقررہ بھوگ کو جس کا بھوگنا ہمارے لئے لازمی
ہے بدلنے کی کوشش میں غلطاں رہکر بھی اپنے آپکو بیوقوف اور پاگل نہیں سمجھتے اگر جاہل آدمی ایسا کرتے تو
کچھ جائے افسوس نہ تھی لیکن یہاں تو عالم ہونیکا دعویٰ رکھنے والے بھی ایسا ہی کرتے ہیں اگر ناستک اور
کرموں کے پھل کو ماننے والا ایسا کرے تو واجب بھی ہے لیکن یہاں تو وید کے دھرم کا دعویٰ رکھنے والے
ایشور کو کرموں کا پھل داتا جاننے والا جسم کو پھل بھوگنے کیواسطے سمجھنے والے آریہ لوگ بھی ایسے ہی گڑھے میں
گرتے جاتے ہیں جبکہ یہ حالت ہے تو کیوں نہ نربل یعنی کمزور ہوں کیونکہ جس چیز میں اُسکا دھرم نہیں رہتا
اُنکی دُردشا ہمیشہ ہی ہوا کرتی ہے جنہیں جیو آتما کا دھرم گیان ہے اور گیان ویدوں سے پرکاشت ہوگا کیا

ہوتا ہے لیکن جب ہم گیان کے خلاف کام کرکے وید کے مخالف چلتے ہیں تو کس طرح ہم دُکھ نہ اُٹھائینگے اگر ہم غلط راستہ کو چھوڑ کر سیدھے راستہ پر چلنے لگیں تو آج ہی سے ہم میں بل آ جائے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ کرم یا بھگتو کے مسئلہ کو ٹھیک طور پر سمجھا ہے اور نہ ہی ہم اسپر وچار کرتے ہیں اس دنیا میں سب سے وچارنے لایق یہی مسئلہ ہے کیونکہ انسان کا یہ فرض اعلیٰ ہے کہ چلنے سے پہلے اس بات کو معلوم کرلے کہ جس کام کو میں کرنا چاہتا ہوں اُسکا ہونا ممکن ہے یا ممکن ہے ہمارے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ دُنیا میں کوئی کام نہیں جسکو نا ممکن کر سکیں لیکن اگر ہم اُسے کہیں کہ ٹھیک چنے کو گیہوں بنا دیجئے تو فوراً جواب ملیگا کہ یہ نا ممکن ہے مطلب یہ ہے کہ قانون قدرت یعنے ایشور کے گیان کے موافق کوئی کام نا ممکن نہیں لیکن قانون قدرت کے خلاف نا ممکن ہے ایشور نے جیو کو کرنے میں آزاد اور بھوگنے میں مجبور کیا ہے جیسا کہ سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے دیکھو سمولاس آٹھواں کہ جیو آتما کرنے میں سوتنتر یعنے آزاد ہے اور اسکا پھل بھوگنے میں پرتنتر یعنے مجبور ہے بہت سے کرم تو آگے کیواسطے کئے جاتے ہیں اور بہت سے کرم اسوقت کیواسطے کئے جاتے ہیں جس قدر کرم آگے کیواسطے کئے جاتے ہیں اُنکا پھل تو اسوقت مل ہی نہیں سکتا مثلاً کوئی انسان آج بو کر تو آج کاٹ نہیں سکتا لیکن آج کھانا بنا کر آج کھا سکتا ہے جہانتک غور سے سوچا جا سکتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہم کھانا تو عمدہ بنانا چاہتے ہیں لیکن اکثر موقعوں پر وہ خراب ہو جاتا ہے بہت موقعہ ایسے آتے ہیں کہ باوجود محنت کرنیکے کھانا نصیب ہی نہیں ہوتا کیا غریب لوگ ہی کھانے سے محروم رہتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ جسوقت بھوگ نہیں ہوتا اسوقت بڑے سے بڑے امیر بھی بھوکے رہجاتے ہیں خواہ بسبب کسی رشتہ دار کے بیمار ہوتے یا مر جانے کے بھوکا رہنا پڑے یا سفر میں روپیہ موجود ہوتے پر بھی کھانا نصیب ہو اسکا تجربہ تو ہمیں سینکڑوں دفعہ ہو چکا ہے جسوقت بھوگ ٹھیک ہوتا ہے اُسوقت کام کرنیکی ترکیب صحیح معلوم ہو جاتی ہے اور جسوقت بھوگ نہیں ہوتا اُسوقت کام کرنے میں غلطی ہو جاتی ہے اسیواسطے مہاتما کرشن نے کہا تھا کہ

विनाश काले विपरीत बुद्धि

یعنے جب ناش کا موقعہ آتا ہے عقل اُلٹی ہو جاتی ہے یعنے انسان اُدّیل کے سہارے کام کرنے لگتا ہے درحقیقت یہی حالت آجکل اہل ہند کی ہو رہی ہے کہ جس کام کے کرنے میں وہ مختار ہیں جسکو وہ اپنی طاقت سے کر سکتے ہیں اسکو کرنے کیواسطے تیار نہیں ہوتے اور جس کام کے کرنے میں مجبور ہیں یعنے جس کا پورا ہونا ان کے اختیار سے باہر ہے اُس کے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا نتیجہ بدکام ادھرم یعنے مکر و فریب غابازی وغیرہ ہیں اگر لوگ بجائے بھوگ کے واسطے محنت کرنیکے کرتویہ پر محنت کریں تو کیسا عمدہ نتیجہ نکل سکتا ہے کیا آپ اس کسان کو بدنصیب نہ کہیں گے جو بونے کے وقت کھڑی ہوئی کھیتی کو جسکا ویسا ہی کاٹنا لازمی ہے بدلنے کی کوشش کرے کیا اس جیل کے قیدی کو بیوقوف نہ کہیں گے جو بجائے چھوٹنے کی کوشش کرنیکی روٹی کمانے کی کوشش کرے جس طرح کوئی قیدی جیلخانہ میں روپیہ جمع نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی آدمی بھوگ کو نہیں بدل سکتا بلکہ آئندہ کی زندگی کو سُدھار سکتا ہے گذشتہ اور موجودہ

کیا سدھار انسان کی طاقت سے باہر ہے اسواسطے مہاتما پتنجل رشی تو یوگ درشن میں صاف طور پر لکھدیا تھا کہ हेयं दुःखमनागतम् آنیوالے دکھ کے دور کرنیکی کوشش کرو ادیہی سدھانت مہاتما کپل اور گوتم نے کیا تھا اگر ہم ان رشیوں کے خیالات کو سمجھتے تو ہمیں ذرا بھی شرارت کرنیکا موقع نہ ملتا کیونکہ آیندہ کیواسطے کوئی بے ایمانی نہیں کرتا بلکہ جس قدر بے ایمانی ہوتی ہے وہ موجودہ جنم میں بھوگ کو بدلنے کیواسطے ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعد جنم بھی فضول گذر جاتا ہے اور آیندہ کیواسطے بھی خراب سنسکار جمع ہوجاتے ہیں ہمارے بھائی یہ کہینگے کہ کیا تم بھی مسلمانوں کی طرح مسئلہ تقدیر کے ماننے والے ہوگئے لیکن انکو خیال رکھنا چاہئے کہ مسلمان لوگ مسئلہ تقدیر کو کرتویہ اور بھگتویہ دونوں میں یکساں تسلیم کرتے ہیں کیونکہ وہ مسئلہ تناسخ اور کرم فلاسفی سے ناواقف ہونیکے سبب سے نہیں مانتے لیکن ہم بھگتویہ یعنی بھوگ کو پرتنتر مانتے ہیں اور کرتویہ بھی آزاد جانتے ہیں جو آدمی بھوگ کو ضروری مانتا ہے اسکے آتما کو کسی حالت میں کمزوری نہیں ہوتی اور جو بھوگ کو بدلنے کی کوشش کرتا ہے اسکی آتما نربل ہوتی ہے ہمارے شاستروں میں جہاں کرم بیوستھا کی گئی ہے وہاں تین قسم کے کرم مانے گئے ہیں ایک سنچت یعنی مجموعہ افعال جو آجتک ہم سے نمودار ہوچکے ہیں دوسرے پراربدھ یعنے جنکا بھوگنا اس جسم میں لازمی ہے گویا اُن کا بھوگنا اس جسم میں مقرر ہوچکا ہے تیسرے سنسکار رہنیکے سبب سے آیندہ ہونیوالے اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ ہم گیان کے ذریعے سے سنچت اور آیندہ ہونیوالوں کا ناش کرسکتے ہیں لیکن پراربدھ کرموں کا بھوگنا لازمی ہے اُسکا ناش کسی طرح پر بھی نہیں ہوسکتا جبکہ پراربدھ کرموں کا ناش ہونا ناممکن ہے تو اُس کا بدل جانا کسطرح ہوسکتا ہے پیارے دوستو یہ بڑی زبردست غلطی ہے ہماری کمزوری کا سبب ہے اور جن آتماوں نے اس غلطی کو دور کردیا ہے انکو نہ تو کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے اور نہ ہی رنج ہوتا ہے اور نہ وہ کمزور رہتے ہیں بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر ہم پراربدھ کو مانکر پرشارتھ چھوڑ دیں تو ضرور ہی سُست ہوکر زندگی خراب کرینگے لیکن اُن کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ اس حالت میں بھی اُنکو کرتویہ کے واسطے کرم کرنے ہونگے اور جس کام میں وہ مختار ہیں اُسکو کرتے ہوئے نیک پھل نصیب ہوگا ہمارے آریہ سماج کے ممبروں نے بھی اس غلطی میں پڑکر بھی اُپدیش کو بگاڑ لیا اور سوامی جی کے سدھانتوں سے علیحدہ ہوگئے جس قدر پرشارتھ کرتویہ میں کیا جاویگا وہ سب سپھل ہوگا جس میں کسی قسم کا افسوس وغیرہ پیدا نہ ہوگا اور جس قدر محنت بھوگ بدلنے میں کی جاتی ہے وہ سب نشپھل ہے کیونکہ بھوگ کے بدلنے میں ہم مختار نہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ بہت سے لایق آدمی علم و عقل کا زیادہ تجربہ رکھنے پر بھی اکثر نالایقوں سے بھوگ میں کمزور نظر آتے ہیں کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ بہت سے آدمی مال و دولت کے ہونے پر بھی بھوگنے سے مجبور رہیں ہزاروں آدمی ہیں کہ جن کے پاس لاکھوں روپیہ ہیں لیکن اُنکے کھانے کے واسطے سوائے مونگ کی دال اور معمولی روٹی کے اور کچھ نصیب نہیں ہوتا اور بہت سے آدمی ہیں جو جاہل مطلق اور مفلس بے ڈر ہیں لیکن بھوگنے میں امیروں سے اچھے ہیں آپ شاید یہ کہتے ہوں گے کہ جس قدر سادھو ہیں یہ سب حرام خوری کرتے ہیں لیکن یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ یہ سب پچھلے کرمونکا

پھل بھوگتے ہیں یہ اُنکی جہالت ہوتی ہے کہ اگر وہ آیندہ کیواسطے نیک کرم نہ کرے کوئی آدمی سوائے کرموں کے پھل
بھوگنے کے اور کسی طرح بھی بھوگ نہیں سکتا صرف نیت ہے کہ جو آگے کے واسطے پھل بدلنے کی تیاری کراتی
ہے اگر آپ کی نیت نیک ہے تو آپ ضرور ہی آیندہ کیواسطے اچھا کام کر رہے ہیں موجودہ بھوگ تو وہی ہوگا جو
ہوتا ہے اگر آپ بدنیت ہوتے تو آیندہ کے واسطے کانٹے بوتے ہیں لیکن موجودہ بھوگ اسحالت میں بھی
وہی ہوگا جو ہوتا ہے بہت سے لوگ پاپی لوگوں کو آرام میں دیکھ کر یا تو ناستک ہو جاتے ہیں اور کہنے
لگتے ہیں کہ کوئی کرموں کا پھل دینے والا ایشور نہیں اور بہت اس غلطی میں پڑ جاتے ہیں کہ یہ کرم پاپ بھی نہیں
کیونکہ پاپ کرم سے دُکھ ہوتا ہے لیکن اس کرم سے دُکھ نہیں ہوا لیکن یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ اگر ایک آدمی آج
کاٹ کر رکھے اور آیندہ کیواسطے اپنے کھیت میں کانٹوں کا بیج بو دے تو نہ ہی اُسوقت اسکا گیہوں چھیناجائیگا
اور نہ ہی وہ کانٹے کھائیگا بلکہ جب تک گیہوں ختم نہ ہو جائے اُسے گیہوں کھانے پڑینگے اور جب تک
کانٹے پھل نہ لائیں کانٹوں سے دُکھ بھوگ نہیں ہوگا۔ لیکن جس وقت گیہوں ختم ہوگیا اسوقت گیہوں
کا کھانا بند ہوگا اگر انسان وید وں کی آگیاؤں کو غور سے سوچے تو اس کو پاپ سے فوراً نفرت ہو
جائیگی کیونکہ وید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ایشور کے دینے سے بھوگ ہوتا ہے بغیر ایشور کے پھل دینے
کے بھوگ نہیں ہوتا اور یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ایشور کرموں کا پھل دیتے ہیں لیکن اس طرح پر نہیں
کہ ابھی کرم کریں اور ابھی پھل مل جائیگا جس طرح ظاہر ہے دنیا میں کھیتی وغیرہ کرموں کا پھل ملتا ہے کہ پہلے
کھیتی بوتے ہیں پھر انکر پیدا ہوتا ہے پھر وہ بڑھتا ہے اگر وہ کرم بُرا ہے تو وہ اودیا کا بیج ہے کیونکہ اودیا
سے پیدا ہوا ہے وہ سنسکار بڑھتے بڑھتے پھر اودیا کا درخت پیدا ہوتا ہے جس کا پھل کلیش اور دکھ ہوتے
ہیں اسیواسطے مہاتما کنادجی نے کہا تھا کہ [illegible] الرتھ یعنے اودیا دو طرح سے پیدا
ہوتی ہے موجودہ کاموں میں تو اندریوں کی خرابی سے ہی اودیا پیدا ہوتی ہے لیکن آیندہ دُکھ کے سامان
پیدا کرنے والی اودیا سنسکار دوش سے پیدا ہوتی ہے اور مہاتما پتنجلی نے جہاں پانچ کلیش بتلائے تھے
وہاں صاف لفظوں میں بتلایا تھا کہ اُن کی بُنیاد اودیا سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے اودیا کے دور کرنے کے
واسطے ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم تتو گیان کی ماہیت کو سمجھ کر اُس سے ہر کام پر عمل کرنا سیکھیں کیونکہ آجکل
جس قدر کام ہوتے ہیں وہ سب الٹے ہو رہے ہیں جب آدمی کو تتو گیان ہوگیا تو وہ جس کام میں مختار ہے اُسکے کرنیکی
کوشش کریگا اور جس کام میں مجبور ہے اس میں وقت دینا فضول خیال کرے گا جب آدمی صحیح گیان پر کام
کرتا ہے تو وہ ضروری منزلوں کو طے کرتا جاتا ہے اور راستہ کی منزلوں پر پہنچ جانے سے اُسے منزل مقصود
پر پہنچنے کا خیال ہی نہیں بلکہ یقین کامل ہو جاتی ہے اور وہ اُسکے واسطے کل روکاوٹوں کو دور کر کے

لہ اور آخر پھل ہوتا ہے اسی طرح جو کرم کیا جاتا ہے اول سنسکار روپ کا انکول ہوتا پھر وہ بڑھتا جاتا ہے۔

مستقل طور پر چلا جاتا ہے یہی آتمک بل ہے لیکن جو آدمی غلط راستہ پر چلا جاتا ہے اُسے راستہ کی منزلیں نصیب ہی نہیں ہوتا کل وہ اُلٹے تواہمات کے جنگلوں میں سرگردان ہوتا ہے جس سے اُسے کسی بات کا اعتبار ہی نہیں ہوتا جب علم بھی نہ ہو تو عمل بھی نہیں ہو سکتا جہاں عمل زندگی نہ ہوئے تو یہ آتمک کمزوری ہے اس واسطے علم یقین ہی آتمک بل اور عمل زندگی دینے والا ہے اور شکیہ علم زندگی کو خراب کرنے والا ہے لیکن علم یقین حاصل کرنے کے واسطے بہت محنت اور وقت کی ضرورت ہے اگر آدمی بھوگ کے واسطے کرنا چھوڑ دے تو علم یقین اُسے حاصل ہی ہوگا کیونکہ بھوگ میں مجبوری ہونے سے اُس کے بدلنے میں کامیابی تو ہوگی نہیں اور جب تک کامیابی نہ ہو تو دوسری طرف کے واسطے کب موقعہ ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل کے ہندو ویدک تعلیم کے واسطے وقت ہی نہیں نکال سکے۔ اور مسلمان لوگ جو مسئلہ تقدیر کے قایل ہیں اپنے مذہبی علوم اور آتمک بل میں ہندوؤں سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں اگر ان میں کرتویہ کے متعلق غلطی نہ ہوتی تو اُن کے کامیاب ہونے میں کوئی شک ہی نہ ہوتا لیکن وہ کرتویہ اور بھگتویہ دونوں میں تقدیر کو داخل کرتے ہیں اور تقدیر کو بجائے کرموں کا پھل ماننے کے ایشور کی طرف سے مقررہ مانتے ہیں لیکن اگر وہ تقدیر کو ایسا ہی مانتے جیساکہ پُرانے رشی پراربدھ کو تسلیم کرتے تھے تو کسی قسم کا ہرج نہ ہوتا۔ آؤ پیارے آریہ گن اگر آپ آتمک بل کی خواہش رکھتے ہیں اگر آپ سنسار کا سدھار چاہتے ہیں۔ اگر آپ ویدک دھرم کا پرچار چاہتے ہیں تو اس خرابی کو چھوڑ کر کہ ہمارا سارا وقت صرف روزی کمانے میں خرچ ہو سیدھے راستہ میں آؤ اور جس قدر زندگی کا وقت ہے وہ سب ویدوں کی تعلیم کے پرچار کرنے اور خود تعلیم میں صرف کرو۔ اور اپنی زندگی میں کرتویہ کا مدعا دوسروں کا پراوپکار کرنا ہی سمجھو اپنے بھوگ کے بدلنے میں آپ مجبور ہیں۔ اگر آپ اس طرح پر دھرم پرچار کرینگے تو کرتویہ کرم کے نیک ہونے سے آیندہ نیک پھل پیدا ہوگا اگر آپ صرف بھوگ کے بدلنے میں ساری زندگی خرچ کرینگے تو سوائے تکلیف اور رنج کے کچھ نصیب نہ ہوگا اور آیندہ کے واسطے دکھ کے ساگر میں ڈوبوگے پرماتما کے نیموں کو چاروں ویدشاستروں کی تعلیم کو حاصل کرو تو معلوم ہوگا کہ ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اوم شانتی شانتی شانتی

اوم

ستیارتھ پرکاش ویدک دھرم سے متعلق ہر قسم کی سنسکرت ہندی انگریزی پنجابی کتابیں ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب فرمائیں

بھولا مسافر

مصنفہ

شری سوامی ورشانند جی سرسوتی

جس کو

وزیر چند شرما پروپرائیٹر ویدک پستکالیہ لاہور

متصل ہریگیانند

نے

گرودھر سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام پنڈت سنت رام پرنٹر چھپوایا۔

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گوروکل پوٹھوہار بھگتاں ضلع راولپنڈی میں ہے اس کا

دھیان ۔ [illegible]

[illegible]

اوم

بھولا مسافر

پیارے ناظرین ایک دفعہ بھولا مسافر اپنے گھر سے بہت سے جواہرات لیکر اسبات کیواسطے نکلا کہ دوسرے ملکوں میں جاکر اُن کو فروخت کرکے اُن سے عمدہ عمدہ چیزیں خرید کر لاؤنگا جس سے بیشمار نفع ہوگا۔ یہ بیچارہ ابھی گھر سے بہت تھوڑی منزل ہی طے کرنے پایا تھا۔ کہ اُسے بھانگ کا جنگل ملا۔ اُسے اُسوقت داتون کرنیکی خواہش معلوم ہوئی اُسنے اِدھر اُدھر دیکھا۔ تو سوائے بھانگ کے اور کوئی درخت نہ پایا۔ لاچار ہوکر اُسی کی ایک شاخ توڑکر داتون کرنی شروع کردی۔ اگرچہ یہ مسافر جانتا تھا۔ کہ بھانگ نشہ والی چیز ہے۔ اور اُس کے پینے سے آدمی بیہوش ہوجاتا ہے۔ لیکن اُسے اس قدر گیان نہ تھا۔ کہ اس کی داتون کرنے سے بیہوش ہوجاویگا۔ غرضیکہ تھوڑی دیر میں نشہ نے اُسے بیہوش کردیا۔ اور وہ اپنے اصلی مطلب کو بالکل بھول گیا۔ اُسے یہ خیال بالکل نہ رہا کہ میں نے بھانگ کا استعمال کیا ہے۔ اور وہاں سے جھومتا جھومتا بزعم خود عقلمند بیوپاری اصلی چال چلکر چلا تھوڑی دیر میں کسی شہر میں پہنچا۔ شہر کے لڑکوں نے اُسے بیہوش سمجھ کر اس کا مذاق اُڑانا شروع کیا۔ اُس نے اُنہیں ڈانٹا اور کہا۔ کہ کیا تم مجھے پاگل سمجھتے ہو لڑکے اسکی بات پر ہنس پڑے۔ اور انھوں نے کنکر اُٹھاکر مارنے شروع کئے یہ بھولا مسافر اُن لڑکوں کے کنکروں سے بچنے کیواسطے ایک مکان میں جا چھپا۔ لیکن اُس مکان میں چند کھڑکیاں تھیں۔ جن کے بند کرنیکی طاقت اُس بھولے مسافر کو نہ تھی۔ جب اُسنے دیکھا کہ یہاں بھی کنکر برابر نقصان پہنچا رہے ہیں۔ تو اُس نے یہ سوچ کر کہ اگر کنکر واپس پھینکونگا۔ تو یہ کنکر کبھی ختم نہ ہونگے۔ اپنے لعل لڑکوں کی طرف مارنے شروع کئے لڑکوں نے اُس کے لعلوں کو اُٹھانا شروع کیا۔ اور یہ سمجھ کر کہ اُس کے لعل ضرور ختم ہوجائینگے خوب زور زور سے جلد جلد کنکر پھینکنے لگے۔ اور ان کی اس حرکت کو دیکھ کر یہ بھی جلد جلد لعل پھینکنے لگا۔ آخر تھوڑی دیر میں اُس کے تمام لعل ختم ہوگئے۔ اور اُس تشویش میں جو اُسے لڑکوں کے کنکروں سے پیدا ہوگئی تھی۔ کچھ دیر میں اُس کا نشہ بھی اُتر گیا۔ اب تو اُسے اپنی غلطی اور پاگل پن کا حال معلوم ہوا۔ لیکن اب کیا ہو

سکتا تھا۔ لڑکے تمام لعل لیکر بھاگ گئے تھے جن میں سے اب ایک کا بھی واپس آنا ممکن تھا۔ اب بیوپاری حیران تھا۔ کہ اب کیا کرے۔ اور کس منہ سے اپنے شہر میں واپس جائے

پیارے احباب اس بھولے مسافر کی حالت زار پر آپ کو کیا افسوس آتا ہوگا کیا آپ کا دل اس کے عبرتناک واقعہ سے کچھ سبق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یا آپ اس کے واقعہ کو دیکھ کر بھی کوئی نتیجہ نکالنا نہیں چاہتے۔ کیا تم اس مسافر کے اصلی حالات کو معلوم کرنا چاہتے ہو۔ کہ یہ کون تھا۔ اور کہاں سے آیا تھا۔ کیا تمہیں اس شہر کے لڑکوں کی واقفیت حاصل کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے یا نہیں۔ کہ جنہوں نے اس بھولے مسافر کے کل لعل کنکر مار کر چھین لئے کیا تمہیں اس مسافر کی بدقسمتی پر افسوس بھی آتا ہے۔ یا نہیں کیا تم میں سے اگر کسی ایک کے ساتھ یہی واقعہ پیش آئے۔ تو تمہاری کیا حالت ہو۔ اول تو ہمارے بہت سے ناظرین ایسے ہونگے۔ کہ جن کو اس مسافر کیطرح بھانگ وغیرہ نشہ کے استعمال سے ذرا بھی ہوش نہ ہوگا۔ جو کچھ ہوشمند آدمی ہونگے وہ صاف کہ اٹھینگے کہ اس قسم کے مسافر کی حالت بیشک قابل افسوس ہے۔ وہاں کیا تم ایسے لڑکوں سے جنہوں نے کنکر پھینک کر بھولے مسافر کے لعل چھین لئے۔ کبھی ملنا پسند کروگے میرے خیال میں تو کوئی اُنسے ملنا قبول نہ کریگا۔ کیا تمہارے پاس بھی اگر ایسے ہی لعل ہوں اور اسی قسم کے لٹیرے لڑکے تمہارے ساتھ لگے ہوں تو کیا تم انکو دور بھگانے کی کوشش نہ کروگے۔ اگر تم انکو سچ مچ دور بھگانا چاہو۔ تو ہم تمہیں بتلا دینگے۔ کہ وہ بھولا مسافر کون ہے۔ اور اسکے لعل کیا ہیں۔ اور لڑکے کون ہیں۔ اور انکے کنکر کس طرح کے ہیں۔ اور کسطرح یہ بھولا مسافر بھانگ کے استعمال سے بیہوش ہو جاتا ہے۔ تو ہم تم کو یہ پیاری باتیں بتلائے دیتے ہیں۔ اس واقعہ سے عبرت پکڑنا یا نتیجہ نکالنا تمہارے اختیار میں ہے۔

پیارے احباب یہ جیو آتما ہی بھولا مسافر ہے۔ آپ اعتراض کرینگے۔ کہ بھولا تو بیوقوف ہوتا ہے۔ تم اس گیان سروپ جیو آتما کو کس طرح بھولا بتلاتے ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بھولا تھوڑے گیان والے کو کہتے ہیں۔ بالکل جڑ کو نہیں کہتے۔ کیونکہ جیو آتما الپگیہ ہے اسواسطے اسے بھولا کہا گیا۔ اب آپ پھر کہینگے۔ کہ جیو آتما کو مسافر کیوں کہا اسکا جواب یہ ہے۔ کہ جو مسافر ہوتا ہے وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے کیلئے وطن اصلی ترک کیا کرتا ہے۔ یہ آتما

مسافر کہتے ہیں۔ کیونکہ نہ تو سرپ بیاپاک کو مسافر کہ سکتے ہیں اور نہ ہی عیبر بدرک کو اس واسطے محدود اور بدرک جیوآتما ہی بھولا مسافر ہے۔ اور یہ جیوآتما اپنی آیو یعنی زندگی کے سانس جو بیش قیمت لعل ہیں، اُن کو لیکر اس دنیا میں نیکی یا ایشور کے احکام کی تعمیل کا سودا خریدنے کے واسطے آتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو الپگیہ سے سروگیہ بنائے لیکن اس سنسار میں جو پرکرتی روپی بھانگ کا جنگل ہے جیوآتما اس کی شریر روپی داتون کو اگرہن کرتا ہے وہیں اُسکا گیان کم ہونے لگتا ہے۔ باوجودیکہ جیوآتما جانتا ہے۔ کہ اس پرکرتی سے گیان حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بیہوشی یا اگیان ملتا ہے لیکن تو بھی اپنے شریر کو پراکرت نہ سمجھکر اسکا بہت دیر تک رہنا پسند کرتا ہے۔ اور جتنی زیادہ دیر تک جیوآتما کا شریر کے ساتھ تعلق رہتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ اُسے اگیان اور جہالت بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ زیادہ تر پھنستا چلا جاتا ہے۔

پیارے ناظرین جیوآتما کی عمر ایسی بیش قیمت لال ہے۔ کہ اگر ایک چکرورتی راجہ یا بڑا بھاری شہنشاہ اپنی موت کے وقت اپنی ساری حکومت اور دولت کے عوض پانچ منٹ زندگی ہی تلاش کرے۔ تو ممکن نہیں کہ وہ کسی طرح بھی اُسکو حاصل کر سکے اسواسطے منش کی زندگی بہت ہی قیمتی لال ہے۔ لیکن یہ الپگیہ جیوآتما اپنی غلطی سے جو پرکرتی سمبندھ سے اُسے پیدا ہو چکی ہے۔ ایسی زندگی کی قدر نہیں جانتا۔ اور جب وہ سنسار کے شہر میں پرکرتی سمبندھ سے مدہوش ہو کرتا ہے یا پانچوں بھوت جو اس سنسار کے شہر کے لڑکے ہیں جیوآتما کو مدہوش دیکھ کر اپنے اپنے گنوں کے کنکروں سے جو شئے روپ ہیں۔ اس جیوآتما کو مارنا شروع کر دیتے ہیں تب جیوآتما پراکرت اشروں سے بچنے کیواسطے شریر روپی مکان میں داخل ہو جاتا ہے لیکن اس شریر میں چند کھڑکیاں ہیں۔ جنکو اندریاں کہتے ہیں۔ یہ پنچ بھوت اپنے گنوں کے کنکروں کو اندریوں کے ذریعہ سے جیوآتما پر پھینکتے ہیں۔ اور جیوآتما اپنی بیہوشی میں ان کنکروں کے عوض میں وشئے بھوگ میں جو بھوتوں کے گنوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اپنا تھوڑا تھوڑا وقت دینا شروع کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ یہ وشئے تو ختم ہو جائینگے لیکن میری زندگی کا وقت پورا نہیں ہوگا۔ اسی طرح جیوآتما اپنی ساری آیو ان وشیوں کے عوض خرچ کر ڈالتا ہے جب موت قریب آتی ہے۔ تب اُسے ہوش آتا ہے۔ کہ افسوس میں نے اپنی ساری زندگی بیفائدہ کھو دی۔ اُسوقت اُسکا علاج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو زندگی وشیوں کے عوض میں خرچ ہو گئی ہے وہ کسی طرح بھی واپس نہیں آسکتی جب زندگی واپس نہیں آتی تو جیو کو سوائے

افسوس سے کیا مل سکتا ہے۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں　　سدا دور دوراں دکھاتا نہیں

پیارے دوستو کیا تم اپنی ساری عمر اس بھولے مسافر کی طرح کھو کر افسوس کرنا پڑیگا یا کہ بیچ میں جبکہ بہت کچھ باقی ہے۔ گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کہکر سنبھال لوگے اگر تم اپنی باقی زندگی کو بچا لو تو تم سے بڑھکر کوئی خوش قسمت نہیں۔ کیونکہ زندگی کا تھوڑا وقت بھی ایسی چیز ہے۔ جسے انسان اپنی آئندہ امیدوں کو پورا کرنے کی طرف لگا سکتا ہے۔ اور اس عادت کے گھوڑے کی ذراسی لگام پھیر دینے پر اس کی چال میں زمین و آسمان کا فرق آجاتا ہے۔ کیا ہمکو دوسروں کے حالات سے عبرت نہ حاصل کرنی چاہیے۔ دیکھو محمود غزنوی جیسے بادشاہ دنیا پر ظلم کرکے روپیہ جمع کرتے ہوئے چلے گئے۔ کیا وہ روپیہ انکے ساتھ گیا؟ کیا اس روپیہ پر ان کا اب بھی اختیار ہے؟ کیا اس روپیہ سے ان کو اب کچھ فائدہ ہو سکتا ہے؟ ہر ایک شخص بلا تامل جواب دیگا بالکل نہیں اگر درحقیقت یہ دنیا کے رشتے اور مال و دولت کی خواہش ایسی خراب چیز ہے کہ جس سے انسان کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچتا ہے تو کیوں نہیں آپ اسے از خود چھوڑ کر آزادی حاصل کرتے

پیارے احباب کیسا افسوسناک معاملہ ہے کہ ہم دوسروں کو بیوقوف کہتے ہیں اور خود بیوقوفی کے کام کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ دنیا کی جھوٹی دھوم دھام سے ہمیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ دراصل ہمارا آتما شانت نہ ہو جاوے۔ کیا ہم کبھی آتما کی شانتی کی تدابیر سوچتے ہیں۔ کیا ہم ان پر عمل کرتے ہیں۔ بالکل نہیں اس سے بڑھ کر اور کوئی بیوقوفی ہو سکتی ہے۔ کہ بہت سے نہیں نہیں بلکہ قریب کل دنیا کے لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ ہمارا منزل مقصود کیا ہے۔ کیا ان پڑھ ہی اس مرض میں مبتلا ہیں؟ نہیں نہیں بڑے عالم فاضل بی۔اے سائنٹسٹ اور فلاسفر بھی اس مرض سے نہ بچے وہ ہر ایک آدمی کو پیدا ہونا اور مرنا دیکھتے ہیں۔ اور جاگنے کی حالت میں فکر، خوف اور تکلیف کو تکلیف محسوس کرتے ہیں اور سوتے ہوئے بالکل آرام پاتے ہیں۔ لیکن اس سائنس سے نتیجہ کچھ بھی نہیں نکالتے کیسے شرم کی بات ہے۔ کہ دنیا کے عالم ہیں۔ لیکن اپنا علم نہیں رکھتے اور نہ ہی علم کے نشہ کو جانتے ہیں۔ سائنس پڑھے ہیں۔ لیکن اپنے سائنس سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور نہ ہی سائنس کے اس اصول کو جو جاگنے اور سونے سے معلوم کرنا چاہیے سمجھ سکتے ہیں۔ پنڈت ہیں

لیکن پانڈیتہ کا زور صرف دوسروں پر اثر دکھاتا ہے۔ اپنے حالات سے کچھ تعلق نہیں
پیارے ناظرین اگر غور سے سوچا جاوے۔ تو اس دنیا میں بہت تھوڑے آدمی ہیں
جو اس بھولے مسافر کی طرح اپنے قیمتی وقت کو رائگان نہیں کھوتے۔ بہت آدمی دولت کے
عوض اپنا وقت کھوتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو بڑا عقلمند تسلیم کرتے ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ
دنیا کے لوگ بھی اُنہیں دانا اور ہوشیار جانتے ہیں۔ لیکن کیا دولت کے عوض وقت کھونیوالا
سچ مچ عقلمند ہے۔ ہمارے خیال میں تو اس سے بڑھکر کوئی بھی غلطی نہیں کیونکہ جس زندگی
سے ہم دولت خریدتے ہیں۔ اگر وہ زندگی دولت سے* حاصل ہوتی نہیں دیکھتے بڑے بڑے
راجہ اور زار روس جیسے بادشاہ چالیس چالیس لاکھ فوج اور توپخانے رکھتے ہوئے کروڑوں روپیہ
کی مالیت موجود ہوتے پر دنیا سے خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ نہ تو اس دولت سے زندگی واپس مل سکتی
ہے۔ اور نہ یہ دولت ساتھ جاتی ہے۔ پھر دولت کے عوض زندگی کھونے والے کو بیوقوف نہ کہیں تو اور
کیا کہا جاوے۔ ہمارے بہت سے دوست اعتراض کرینگے کہ کیا دولت کمانا بُری بات
ہے۔ اگر دولت نہ کمائیں تو دنیا کے بیوہار کیسے چل سکتے ہیں؟

پیارے ناظرین۔ ایسا کہنے والے ہمارے دوست سچ مچ بھولے مسافر ہیں وہ نہیں
جانتے کہ جیل خانہ کی مضبوطی اور آزادی حاصل کرنے سے کیا تعلق ہے۔ کیونکہ جس قدر
جیلخانہ مضبوط ہوگا۔ اسی قدر آزادی مشکل ہو جائیگی۔ اسی طرح جس قدر دنیاوی سامان
زیادہ ہونگے۔ اسی قدر مکتی دُور ہوتی چلی جائیگی۔ اور تکلیفیں بڑھتی چلی جائینگی۔ لیکن بعض
دوست کہہ اُٹھینگے۔ کہ دنیا کو جیلخانہ کہنا تم جیسے خبطی کا کام ہے۔ ورنہ دنیا تو عیش و آرام کی
جگہ ہے۔ لیکن ہمارے یہ دوست بہت ہی زیادہ بھولے ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ دنیا کیا
چیز ہے۔ اگر دنیا جائے عیش ہوتی۔ تو کوئی بھی ایک حالت کو چھوڑنا پسند نہ کرتا۔ کیونکہ دنیا
میں ہر شخص اپنی حالت پر قانع نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ جس حالت میں ہے وہ
اُسے پورا آرام اور عیش تصور نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اپنی اُس حالت کو اپنی زندگی کا منزل
مقصود تصور کرتا ہے۔ پس جبکہ کوئی شخص بھی اپنی حالت کو اپنی زندگی کا منزل مقصود نہیں
مانتا اور اُس کو چھوڑ کر آگے چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا انسان
کی زندگی کا منزل مقصود نہیں صرف درمیانی رستہ ہے۔ اگر کوئی مسافر راستہ میں آرام کرتا ہے
تو ضرور منزل سے دور ہی پڑا رہتا ہے۔ اور سفر مثل سقر ہے سفر کو جائے عیش کہنا غلطی ہے

پیارے ناظرین دنیا میں انسان کی عمر سے بڑھکر کوئی قیمتی چیز نہیں۔ انسان جو کچھ خریدتا ہے وہ عمر کے تبادلہ میں خریدتا ہے۔ چونکہ عقلمند اور عالم آدمی اپنے تھوڑے وقت سے بہت زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے اور بیوقوف اور جاہل اپنے بہت سے وقت سے بہت تھوڑا فائدہ اٹھاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی عمر جس قدر زیادہ علم والی ہوگی۔ اسی قدر زیادہ قیمتی ہوگی مثلاً جو آدمی بالکل ان پڑھ اور بے عقل ہے۔ وہ دن بھر میں محنت کر کے للعہ ماہوار حاصل کرتا ہے۔ اور اگر اسے ذرا بھی علم ہو جائے۔ تو وہ آٹھ روپیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح کاریگر اور بیوپار کا علم رکھنے والا سو پچاس روپیہ ماہوار حاصل کرتا ہے۔ اور جہاں تک علم بڑھتا ہے وہیں تک محنت کم اور فائدہ زیادہ ہوتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی عمر قدر بقدر اس کی علمیت کے ہوتی ہے یا یہ کہو جس قدر علم ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ عمر کی قدر کو جانتا ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے۔ کہ ہم خواہ کسی قدر دنیاوی علم حاصل کر لیں تو بھی اپنی عمر کی قدر کو نہیں جان سکتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اپنی عمر کے بیش قیمت جواہرات کو بہت کم قیمت کی چیزوں کے عوض فروخت کرتے ہیں۔

پیارے ناظرین۔ یہ تو آپ کو ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ زندگی کا ایک دن بھی بڑی بڑی سلطنتوں کے عوض نہیں مل سکتا۔ تو پھر ہم خواہ لاکھ روپیہ ماہوار کیوں نہ تنخواہ پائیں تو بھی وہ ہماری زندگی کی اصلیت کی قیمت نہیں ہو سکتی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے سارے مسافر خواہ وہ اپنے آپ کو کیسا ہی عقلمند کیوں نہ جانتے ہوں درحقیقت بھولے مسافر ہیں۔ کیا ایسے بھولے مسافر جو اپنی زندگی کی قیمت اور اپنے منزل مقصود یا راستہ کی رکاوٹوں سے ناواقف ہیں۔ کسی طرح قابل تقلید ہو سکتے ہیں۔ بالکل نہیں۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند جو خود بھولے ہوئے ہیں۔ ان سے رہبری کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ اس واسطے دنیا کے خواہشمند جونشٹ جیون کی قدر سے ناواقف ہیں۔ ان کی پیروی کرنا ہر ایک انسان کے واسطے سخت مضر ہے انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے مسافروں کی تلاش کرے۔ جو منزل مقصود اور اسکے راستہ سے ٹھیک ٹھیک واقف ہوں۔ اور ساتھ ہی راہ کے لٹیروں اور دھوکہ بازوں کے حالات سے بھی آگاہ ہوں۔ جن کو نہ تو شہرہ دنیا کے ٹھگ کوئی ستا سکتے ہوں۔ اور وہ اپنے مکان کی موریاں بند کر کے ان لڑکوں سے بچنے کا بھی علاج جانتے ہوں۔

پیارے ناظرین اس سنسار میں مذکورہ بالا اوصاف سے موصوف صرف یوگی اور تیرک الدنیا

لوگ ہیں۔ جن لوگوں نے تعلیم کی عمدہ دولت سے منش جیون کے اودیش یعنی منزل مقصود کو ٹھیک طور پر جان لیا ہے اور جن کو اس منزل کا پورا راستہ یعنی ویدک دھرم کا بھی گیان ہے اور وہ اپنے من کی ٹکڑ کیوں کو بند کرنے یعنی اندریوں کو بھی روکنے کی لیاقت رکھتے ہیں اس قسم کے مہاتما لوگ ان بھولے مسافروں کے واسطے قابل تقلید ہو سکتے ہیں جن کے پیچھے لگ کر یہ لوگ بھی اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاویں۔ ایسے آدمیوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کی قدر کو جان کر کسی دنیاوی چیز کے عوض میں تو فروخت نہیں کرتے بلکہ دوسرے لوگوں کی ترقی میں اپنے بیش قیمت وقت کو صرف کرتے ہیں۔ وہ تو دنیا کے بندے اور بھولے مسافر ہیں۔ ان کے پیچھے لگنا زندگی کو خراب کرنا ہے۔ اور جو لوگ تارک الدنیا اور بندہ خدا ہیں جن کی اندریاں اُن کے اختیار میں ہیں۔ اور جو اپنے آتما کو اس شریر کا راجہ سمجھتے ہیں۔ اور تمام اندریوں اور من کو اُس کی خدمت کا سادھن سمجھتے ہیں اور اسکے راستہ یعنی دہرم کے کھوج میں رات دن لگے رہتے ہیں انکو وقت سے زیادہ عزیز سوائے دہرم کے اور کوئی چیز نہیں وہ کسی دنیاوی چیز کے بدلنے میں اپنی زندگی کا عزیز وقت نہیں کھونا چاہتے۔ وہ آتما کی اُنتی کے سچے سادھن کا علم حاصل کر کے اس کو پورے طور سے کرتے ہیں۔

پیارے ناظرین اب آپ سوچ لیں۔ کہ آپ اپنے آپ کو مسافر بنکر راستہ میں لٹوانا پسند کرتے ہیں۔ یا اپنی زندگی کے منزل مقصود کی طرف چلکر سچے سکھ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بھولے مسافر کی طرح نشہ کی حالت میں تو آپ کو دنیا کی خواہش اچھی معلوم ہوگی لیکن اُس کا نتیجہ ملنے پر آپ سوائے افسوس کے اور کچھ بھی نہ کر سکیں گے اسواسطے آپ کا فرض ہے۔ کہ منزل مقصود اور راستہ کی تلاش کیواسطے ویدک سورج کی روشنی کو حاصل کریں اور اسی روشنی کے سہارے برابر عمل کرتے جائیں۔ جب تک کہ آپ اس منزل پر نہ پہنچ جاویں۔ کہ جو انسانی زندگی کا منزل مقصود ہے۔

اوم شم

ویدک دہرم سمبندھی اور سوامی درشنانند جی کرت پستکیں ویدک پستکالیہ لاہور سے مل سکتی ہیں۔

وزیر چند شرما پر وپرائیٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہری گیان مندر

اوم

مُکتی سوپتھا

جس میں مکتی کے نتیہ یا انتیہ ہونے پر وچار کیا گیا ہے

مُصنّفہ

شری سوامی درشنانند سرسوتی مترجم نیائے درشن

ویشیشک درشن۔ سانکھ درشن و اپنشدیں وغیرہ

جس کو

پنڈت وزیر چند شرما

مالک ویدک پستکالیہ متصل ہریگیان مندر لاہور

نے

شری بالمکند مہتمم پریس کے سپرنٹنڈنٹ ہریگیان کشن گوپال ... کے اہتمام سے چھپا

بار سوم

تعداد ۱۰۰۰

ओ३म्

यदाकिञ्चिज्जोऽहं द्वि मद्द वमदान्धः समभवत्त
दास्र्वज्ञोऽस्मीत्यभवद वलिप्तं ममनः॥ यदा कि
ञ्चित्किञ्चिद् बुधजनसकाशादच गतम् तदा
मूर्खोऽस्मी नि ज्वरइवम दोमे व्यपगतः॥ ८॥

پیارے ناظرین! مہاتما بھرتری جی کہتے ہیں۔ کہ جب مجھے تھوڑا گیان ہوا تب میں مست ہاتھی کی طرح ابھیمان سے یہ مانتا تھا۔ کہ میں سروگیہ ہوں۔ جب مجھے بدھی مانوں کے سنگ سے کچھ کچھ گیان ہوا۔ تب مجھے اپنی الپگیتا کا گیان ہوا۔ اور بخار کی طرح میرا ابھیمان کا نشہ اتر گیا۔ اسیطرح ہر جب انسان کم ودیا رکھتا ہے۔ تو چیز کی ماہیت کو نہ سمجھ کر اپنی سنسکار جنیہ اودیا کے کارن ستیہ کو استیہ اور استیہ کو ستیہ سمجھ بیٹھتا ہے۔ یہی حال لالہ جگناتھ داس کا ہے جنہوں نے اپنی کم علمی سے مکتی کی ماہیت کو نہ جانکر سوامی دیانند جی کے خلاف من مانا بکواس کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لالہ صاحب کو جو پورانک سنسکار مکتی کے نتیہ ہونے کے پڑ گئے تھے۔ انہیں سنسکاروں سے آپکو جو اودیا اتپن ہوئی۔ اسی اودیا کے لپٹ ہو کر آپنے یہ انرتھ لکھ مارا۔ مہاتما کناد جی نے لکھا ہے۔

इन्द्रिय दोषात् संस्कार दोषाच्चाविद्या॥

ارتھ:۔ اودیا۔ اندری دوش اور سنسکار دوش سے پیدا ہوتی ہے۔ اب ہم مکتی لچھن پر لکھتے ہیں۔ جس سے لالہ صاحب کا بھرم دور ہو جائے۔

پیارے ناظرین! مکتی شبد کا ارتھ چھوٹنا ہے۔ چھوٹنا وہ ہے جو بندھا ہوتا ہے سو اس تین قسم کے دکھ روپ بندھن سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دکھ جیو کا سبھاوک گن ہے یا نیمتک۔ کیونکہ اگر سبھاؤ سے جو بندھا ہو تو اس کی مکتی کا اپائے نہیں ہو سکتا۔ مہاتما کپل جی لکھتے ہیں۔

नस्वभावतोबद्धस्य मोक्षसाधनोपदेश विधिः॥

سوبھاوک بندھ کے واسطے موکش سادھن کا اپدیش ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ سوبھاو ہمیشہ رہتا ہے۔ بستو کا سوبھاؤ بستو کے ساتھ ناش ہوتا ہے جیسے مہاتما کپل جی نے لکھا ہے۔

स्वभावस्यान पायित्वादननुष्ठानलक्षणम् प्रामा
ण्यम् सां॥ अध्याय १ सू० ८

سوبھاؤ کے ابناشی ہونے سے اوشٹھان والی بدھی اپرامانیہ ہوگی۔ کیونکہ وستو کا سوبھاؤ وستو کے ساتھ نشٹ ہوتا ہے۔ اسطرح ہر دکھ ناش سے جیو کا ناش ہوگا۔ نہ کہ مکتی۔ گیتا میں کرشن لکھتے ہیں :۔

यद्यात्मा मलिनोऽस्वच्छो विकारी स्यात स्वभावतः
नहि तस्य भवेन्मुक्तिर्जन्मान्तर शतैरपि ॥

ارتھ۔ اگر آتما سوبھاؤ سے میلا گندا اور وکار والا ہو تو اُس کی مکتی سینکڑوں جنموں میں کبھی ہو نہیں سکتی

यद यदजन्यं तदनद नित्यं यत्र यत्र जन्यत्वाभा वः तत्र तत्रा ऽनित्यत्वाभाव: ॥

ارتھ۔ جو جو پدارتھ پیدا ہوتے ہیں۔ وہی ناش ہوتے ہیں۔ اور جو پیدا نہیں ہوتے ان کا ناش بھی نہیں ہوسکتا یعنی جہاں پیدائش کا ابھاو ہے۔ وہاں ہر ناش کا بھی ابھاو ہے پیارے ناظرین جب اس بات کا فیصلہ ہوگیا۔ کہ جیو آتما سوبھاو سے کھپنا ہوا نہیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کیا جیو آتما سوبھاؤ سے مکت ہے تو اس اوستھا میں یہ شنکا پیدا ہوگی کہ سوبھاوک مکت کو ہر وقت مکتی کا سکھ انبھو ہونا چاہئے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ بدھ اوستھا میں مکتی وستر بھاو ہو جاتا ہے۔ اس میں جیو مکت ہے لیکن پرادربھاو اور تروبھاو دوسروں کی نظر میں ہوتی ہیں۔ وستو کے سروپ میں نہیں جس طرح پر بادل کے آجانیسے جو دھوپ کا تروبھاو ہوتا ہے۔ وہ سنسارک جیووں کی نظر میں ہوتا ہے۔ سورج میں دھوپ کا تروبھاو نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسمیں تو یہ سوبھاوک دھرم ہمیشہ ایک برابر رہتا ہے۔ پیارے ناظرین چونکہ سنسار میں جیو آتما۔ پرماتما۔ پرکرتی تین پدارتھ ہیں جو ایشور کے ست چت آنند لکشن سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ لکشن اُنیہ کا بیاورتک یعنی دوسروں سے الگ کرنیوالا ہوتا ہے۔ اس سچدانند کے ست چت۔ آنند تین پد ہوئے۔ پہلے کہا ایشور ست ہے تو اسیوقت جیو اور پرکرتی میں بیاپتی ہو جانیسے لکشن آتی بیاپت ہو گیا۔ اسواسطے پھر کہا کہ ست چت ہے تو جیو کے چیتن ہونیسے لکشن آتی بیاپت ہوگیا جس سے معلوم ہوا کہ پرکرتی ست اتر ہے۔ جیو ست چت مانر اور پرماتما ست چت آنند ہیں۔ اس واسطے جب جیو سوبھاؤ سے آنند کا ادھکرن نہیں تو اُسے سوبھاوک مکت نہیں کہا جا سکتا

تو یہاں یہ سوال ہوگا۔ کہ اگر جیو سبھاؤ سے بدھ بھی نہیں اور مکت بھی نہیں ہے۔ تو ہے کیا۔ جواب
ہوگا۔ دونوں نیمتک گنوں کا انبھو کرتا ہے۔ جیسے اگنی۔ وایو۔ جل۔ یہ تین پدارتھ ہیں۔ اگنی
کا سپرش گرم ہوتا ہے۔ وایو کا سپرش نہ گرم نہ سرد۔ بلکہ سپرش ماتر اور جل کا ٹھنڈا ہوتا ہے جب
وایو اور اگنی کا سنیوگ ہوتا ہے۔ تو اس حالت میں وایو گرم پرتیت ہوتا ہے۔ اور جب وایو
جل سے مل کر چلتا ہے۔ تو اس حالت میں وایو سرد معلوم ہوتا ہے۔ اکیلا وایو نہ سرد ہے نہ گرم۔
اسیطرح جب جیو پرکرتی سے سنیوگ کرتا ہے تو اگیان سے یکت پرکرتی میں پھنسکر دکھوں کو بھوگتا
ہے۔ جیسا کہ یجروید ادھیائے چالیس میں بتلایا گیا ہے۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते॥

ارتھ۔ جو لوگ کارن روپ پرکرتی یا کارن پرکرتی کا آنند کی پراپتی کیواسطے سنجوگ
یا اپاسنا کرتے ہیں۔ وہ مہان اندھکار یکت یونیوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ اس اپنشد
میں بھی ایک پرمان دیا گیا ہے۔

ناظرین آپنے یہ تو معلوم کیا ہوگا۔ کہ دنیا میں جو تین قسم کے دکھ ہیں۔ ادھیاتمک آدھی
بھوتک۔ آدھی دیوک۔ کوئی انسان جاگرت اوستھا میں ان دکھوں سے بالکل چھوٹ نہیں
سکتا۔ کسی نہ کسی قسم کا دکھ اُسے ضرور رہیگا۔ چکرورتی راجہ بھی اُس دکھ میں پھنسے ہوئے نظر
آتے ہیں۔ لیکن سُشپتی اوستھا میں ایک کنگال آدمی جسکو جذام کی بیماری ہو اور ساتھ ہی بہت
سے لوگوں کا قرضدار بھی ہو۔ اور اس قرضہ کی علت میں جیلخانہ میں پڑا ہو اور پتر اور خاندان کے
بہت سے لوگوں کے مرنے کا شوک بھی ہو لیکن اس حالت میں بھی جب وہ گھور نِدرا میں چلا جاویگا
تو اُس کے دل میں ایسا سکھ ہوگا۔ جیسا ایک راجہ کو ہوتا ہے۔ اسپر اُپنشد کار کہتے ہیں

पराञ्चि खानि व्यतृणत् स्वयम्भूस्तस्मात्पराङ् प-
श्यति नान्तरात्मन्। कश्चिद्धीरः प्रत्यगात्मानमै-
क्षदावृत्तचक्षुरमृतत्वमिच्छन्॥

یعنی جیو آتما جاگرت اوستھا میں اندریوں کو باہر کیطرف پھیلاتا ہے۔ اسواسطے باہر کی چیزوں
کو دیکھتا ہے۔ چونکہ باہر سوائے پرکرتی کے اور کوئی چیز نہیں۔ اگرچہ پرماتما بھی ہیں لیکن وہ
اندریوں کا وشے نہیں۔ دوسرے جیو آتما بھی اندریوں سے پرتیت نہیں ہوتے۔ اسواسطے
پرکرتی ہی نظر پڑتی ہے۔ چونکہ پرکرتی کا سنجوگ دکھدائی ہے۔ اسواسطے جاگرت اوستھا میں دکھ

معلوم ہوتا ہے۔ اور کوئی دھیریرش اسبات کو سمجھ کر آتما کی اچھا کرتے ہیں۔ اندریوں کو روک کر بذریعہ سمادھی، یا شیپتی سکھ کا انبھو کرتے ہیں۔ چونکہ شیپتی اوستھا میں من۔ اندری۔ بدھی آدک کام نہیں کرتیں۔ بلکہ جیو اپنی انبھو شکتی بالگیان سے اپنے اندر بیاپک پرماتما کی اپاسنا کرتا ہے۔ اسواسطے شیپتی اوستھا میں پورا سکھ ہوتا ہے۔ اگر سنسار میں شیپتی نہ ہوتی تو مکتی سکھ کے واسطے کوئی درشٹانت موجود نہ تھا کیونکہ مانا کہ جب کسی اندری کا وشئے نہ ہوگا۔ اُس اوستھا میں سکھ ہوگا۔

پیارے ناظرین ان ساری باتوں سے آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے۔ کہ مکتی نیمتک گن ہے سوبھاوک نہیں۔ اور جب نیمتک ہے تو اُسکو نت سوائے مورکھوں کے کون تبلا سکتا ہے۔

اگر بالفرض محال یہ بھی مان لیا جاوے کہ مکت جیو کا سوبھاوک گن ہے اور بدھ نیمتک تو اُس اوستھا میں یہ تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ پہلے مکت تھا پیچھے بدھ ہوا۔ تو مکت کا بندھن بیں آنا صاف معلوم ہوا۔ تو اس حالت میں کیا ثبوت ہے کہ اس سے پہلے کبھی جیو بدھ نہیں ہوا۔ اس جگہ کو مکت کا بدھ ہونا سب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ اب رہی یہ بات کہ سوامی دیانند جی نے بہت جگہ پر مکت کو نتیہ مانا اور ویاس کا سوتر اور چھاندوگیہ اور گیتا کا واکیہ اور سانکھیہ کے سوتر ان کا کیا جواب ہوگا۔

नमुक्तस्य पुनर्बन्धयोगोऽप्यनावृत्ति श्रुते:

اس کا ارتھ بگیان بھکشو یہ کرتے ہیں کہ مکت پورکھ کا بندھ کے ساتھ دوبارہ سمبندھ نہیں کیونکہ شرتی میں انابرتی سنی گئی ہے۔ اور وہاں چھاندوگیہ کا وچن न स पुनरावर्तते न स पुनरावर्तते پیش کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سانکھیہ کار کے مت میں مکتی نت نہیں بلکہ وہ اس شرتی کے موافق پُنرآورتی نہیں مانتے جو کچھ آشے اس شرتی کا ہوگا۔ وہی سانکھیہ کار کے مطلب کا بودھک ہوگا۔ دوسرا سوتر بیاس جی کے ویدانت درشن کے انت کا अनावृत्ति शब्दात् अनावृत्तिशब्दात् جس کا مطلب یہ ہے کہ شبد یعنی شرتی میں مکتی سے واپسی نہیں مانی گئی ہے اسواسطے مکتی سے لوٹنا نہیں ہوتا۔ اس سوتر کے بھاشیہ میں بھی وہی چھاندوگیہ کی شرتی پیش کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ اس شرتی کے مطابق انابرتی ہے۔ اسواسطے بیاس جی کا بھی وہی مطلب ہے جو چھاندوگیہ کی شرتی کا اور اسی طرح پر گیتا آدک میں جہاں کہیں مکتی سے واپس آنا نہیں مانا گیا وہاں اسی شرتی کا آشے لیا گیا ہے۔ گویا آجتک جسقدر مکتی سے

واپس نہ آنے کا وچار ہے۔ اس سب کی بنیاد بھی شرتی ہے اسواسطے چھاندوگیہ سے تحقیقات کرنا اپنا کرتویہ سمجھتے ہیں۔

सर्वेन्द्रियाणि सम्प्रतिष्ठाप्याहिंसन्न सर्व
भूतान्यन्यत्र तीर्थेभ्यः स खल्वेवं वर्तयन्यावदा
युषं ब्रह्मलोकमभिसम्पद्यते न च पुनरा
वर्तते न च पुनरावर्तते ॥

بدھی پوروک گورو سمبندھی کرموں کو کرکے سمادھی میں سنسکاروں کے بعد کٹمب میں سدھ بھاؤ سے رہکر اپنے سوادھیائے کو پڑھتا ہوا اور دھارمک بھاوں میں آتما کو استھت رکھکر سمپورن اندریوں کو بش کرکے کسی جیو کو دکھ نہ دیتا ہوا تیرتھوں ہی اہنسا پدیہ سمجھ بلکہ ہر جگہ اہنسا بھاؤ سے رہتا ہوا وہ نشچے کرکے اس پرکار برتتا ہوا برہم لوک کی آیو پرینت برہم لوں کو پراپت ہوکر واپس نہیں آتا۔

پیارے ناظرین یہاں صاف معلوم ہوگیا کہ چھاندوگیہ میں برہم لوک کی آیو پرینت واپسی سے انکار ہے۔ اسکی آیو کے بعد واپسی سے انکار نہیں۔ اسواسطے اگلے کلپ میں واپسی سے انکار کرنا غلطی ہے۔ بعض لوگ یہاں پر یہ کہیں گے۔ کہ یہاں या वदायुषं اس پد کا ارتھ برہم لوک کی آیو پرینت نہیں۔ بلکہ جیو کی آیو پرینت ہے۔ تو معلوم رہے کہ آیو انتیہ پدارتھ کی ہوتی ہے۔ نتیہ کی نہیں۔ برہم لوک انتیہ اور جیو نتیہ ہے۔ اس واسطے یہاں جیو کی آیو سے مراد نہیں ہوسکتی۔

پیارے ناظرین اب ان سوتروں کا ارتھ باقی رہا جو نیائے درشن یا سانکھیہ درشن سے پیش کئے گئے

अथ त्रिविध दुःखात्यंतनिवृत्ति रत्यन्त पुरुषार्थः

ارتھ تین قسم یعنی ادھیاتمک۔ آدھی بھوتک۔ آدھی دیوک تین قسم کے دکھوں کے اتینت نورتی اتینت پورشارتھ ہے۔

یہاں اتینت نورتی سے اس کال میں اتینتا بھاو مراد ہے۔ سروداکا اتینتا بھاو مراد نہیں یعنی جب تک مکتی رہے گی۔ تب تک دکھ کا اتینتا بھاو مراد ہوگا۔ کیونکہ جو مکتی کہ سادھنوں سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ نت رہ نہیں سکتی۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مکتی سادھنوں

سے نہیں ہوتی۔ بلکہ سوبھاو سے سدھ ہے تو اس اوستھا میں سنسار کی حالت میں بھی مکتی سکھ کا انبھو ہونا چاہئے۔ جب سنسار میں مکتی سکھ کا انبھو ہوگا۔ تو کوئی بھی مکتی کے واسطے پرشارتھ نہیں کریگا۔ اور نہ کسی کو مکتی کی اچھا ہوگی۔ کیونکہ اچھا اپراپت اشٹ کی ہوتی ہے۔ جب مکتی پراپت ہے تو اچھا کا ہونا ناممکن ہے اور اس حالت میں مکتی کے جو سادھن شاستروں میں لکھے ہیں سب نراردھک ہو جاویں گے۔ پھر تو مکتی کو نتیہ سدھ کرنے کرتے مکتی سے ہاتھ دھونا پڑیگا۔ نیلے سوتر کا بھی یہی مطلب ہے [illegible]

دکھ کا جو انیت چھوٹنا ہے وہ اپبرگ یعنی مکتی ہے۔ یہاں بھی [illegible] ॥ انیت شبد کا وہی ارتھ ہے۔ جو اوپر کہہ چکے ہیں۔

پیارے ناظرین ان دلیلوں سے آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ مکت جیو کا مکتی سے واپس آنا لازمی ہے لیکن اگنہوتری جگناتھ ہوشیارپوری یا لالہ جگناتھ داس مرادآبادی مضمون نے یا سمجھا اس مضمون پر کتابیں لکھ رہی ہیں یہ اعتراض کریں کہ سوامی جی نے پہلے مکتی کو نتیہ کیوں مانا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ مثلاً آپ کسی آدمی سے سوال کریں کہ آپ نے بالشن کبھی نہیں کھایا۔ اور وہ جواب دے بالکل نہیں تو اس حالت میں اسکا مطلب یہ ہوگا کہ موجودہ جنم میں اس نے کبھی نہیں کھایا۔ اسی طرح پر جہاں جہاں مکتی سے نہ واپس آنا لکھا گیا ہے وہاں وہاں کلپ سے مراد ہے۔ جیسا کہ چھاندوگیہ کی شرتی سے ثابت ہے۔

سوامی جی کا بھی یہی مطلب تھا جہاں خاص مکتی کا وشے آیا اور مہرشی نے پال کہا گیا تو مکتی کو اگلے کلپ میں نہ واپس کر صاف بتلا دیا کہ مکتی کلپ بھر رہتی ہے۔

اب گن آپ جیو کی تین اوستھا مقرر کر سکتے ہیں۔ یا تو وہ سوبھاوک بندھا ہوا ہے یا سوبھاوک مکت ہے۔ یا بندھن اور مکتی دونوں نیمتک گن ہیں۔ اس کے سوائے اور کوئی اوستھا ہو نہیں سکتی۔ سوبھاوک بندھا ہوا ماننے سے تو مکتی کا ہونا اسمبھو ہے۔ اور سوبھاوک مکت ماننے سے مکت پرکھ کا بندھن میں آنا صاف ظاہر ہے۔ اور نیمتک مکتی اور بدھ ماننے سے دونوں کا انیتیہ ہونا سدھ ہے۔ یعنی بندھن بھی ناش ہونے والا ہے۔ اور مکتی بھی ناش ہونے والی ہوگی۔ جب کہ تینوں حالتوں میں مکتی ہمیشہ کے واسطے ہو نہیں سکتی۔ اور مکت جیو بندھن میں آنا صاف ظاہر ہے پھر وادی مکتی کو کلپ کے پشچات واپس نہ لوٹنے کا اس بات سے کہ وہ سمجھی یا بہ سکھ کیا کہا جا

سکتا ہے۔

پیارے ناظرین! جگن ناتھ داس نے جو مکتی پرکاش لکھا ہے۔ وہ صرف انکی البکیتا کا ثبوت ہے۔ کیونکہ نہ تو ٹھیک ٹھیک مکتی کے سروپ کا وچار کیا گیا اور نہ کوئی معقول دلیل ہی دی۔ نہ وہ شاستر کے سدھانت کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے بلا سمجھے کتابوں کی عبارت اور جملے اکٹھے کرنے کا نام علمیت یا عقلمندی نہیں۔ بلکہ اس کو عام آدمی بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ اس قسم کے کم لیاقت کے آدمی بھی کہہ سکتے ہیں لیکن افسوس کہ اس قسم کے کم لیاقت کے آدمی جو پانچ برس پڑھتے ہیں ابھی کتابوں کے مضمون کو سمجھنے کے قابل نہ ہوں۔ مکتی پرکاش لکھنے کو تیار ہو گئے۔ بلکہ اس کو لکھ بھی ڈالا بھلا ان کو اس لیاقت پر یہ حوصلہ کیوں ہوا۔ صرف عوام کو شاستر شونیہ دیکھ کر اپنے اودیا جنیہ سنسکار سے جو منہ پر آیا بک ڈالا۔ اور جو دل میں آیا سو لکھ ڈالا۔

پیارے احباب اس واسطے آپکو لازم ہے کہ ست اور اَست کی تحقیقات کی کوشش کریں اور خود اپنی اولاد کو شاستر پڑھانے کی پرنالی جاری کریں۔ تاکہ وہ اسطرح کے مورکھوں کے دھوکہ سے دھرم سے پتت نہ ہوں

اوم شانتی شانتی شانتی

یجر وید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق

ہر پرکار کی پستکیں و چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور آریہ گھروں۔ مندروں کی
شوبھا کے لیے سندر موٹے حروف میں وید منتر و اُپدیش رنگین چھپے ہوئے
وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوا سکتے ہیں

زیادہ بیمار کون ہے؟

ٹریکٹ نمبر ۹۱

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور نے
شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال کے چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ بکرمی سمت ۱۹۸۱ دیانند ابد ۱۰۱ اپریل ۱۹۲۵ء

قیمت ۳ پائی

سام وید

زیادہ بیمار کون ہے؟

آج کل دنیا میں احتیاج کی بیماری ایسی پھیل رہی ہے۔ کہ ہر شخص محتاج ہی نظر آتا ہے۔ ایسا تو کوئی آدمی نہیں۔ کہ جس کو بالکل احتیاج نہ ہو۔ اگر کوئی بندۂ خدا ہو۔ تو وہ انسانوں میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اُس کا شمار دیوتوں میں کرنا چاہئے جبکہ ہر شخص محتاج ہے۔ تو محتاج کو نظرِ حقارت سے دیکھنا سراسر جہالت ہے۔ لیکن دنیا میں محتاجوں کی امداد کرنا فرائض انسانی میں شمار کیا جاتا ہے۔ جبکہ محتاج شخص امداد کے لائق ہے۔ تو جس قدر زیادہ محتاج ہوگا۔ اُسی قدر زیادہ قابلِ رحم ہوگا۔ اگر احتیاج کو بیماری تسلیم کیا جاوے۔ تو کمی بیشی کے لحاظ سے کم محتاج تھوڑا بیمار اور زیادہ محتاج زیادہ بیمار سمجھا چاہئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ زیادہ بیمار کون ہے؟

اِس کا جواب یہ ہوگا۔ کہ جس کی بیماری یعنی احتیاج زیادہ ہے۔ وہ زیادہ بیمار سمجھنا چاہیے۔ اگرچہ دُنیا کے لوگ بالکل اِس کے برعکس سمجھ رہے ہیں۔ لیکن عقلمندوں کو ان سے اتفاق نہیں۔ اب احتیاج بیماری بھی دو قسم کی ہے۔ ایک قدرتی یعنی جو جسم کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ دُوسری عارضی جو انسان کی غلطی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ جو بیماری قدرتی ہے۔ وہ تو لا علاج ہے۔ اُس کے دُور کرنے کی طاقت کسی انسان میں نہیں۔ عارضی بیماری جن غلطیوں سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر ان کی تلافی کی جاوے۔ تو دور ہو سکتی ہے۔ قدرتی بیماری چونکہ ہر ایک انسان کے جسم یا پرانوں کا ذاتی خاصہ ہے۔ اس واسطے اس کو بیماری کی صفت سے علٰحدہ ہی کرنا پڑتا ہے۔

پس جو عارضی بیماریوں سے بیمار ہیں۔ یا جنہوں نے عارضی ضرورتیں پیدا کرلی ہیں۔ وُہی زیادہ محتاج اور بڑی بیماری کے بیمار ہیں۔ اب ان عارضی بیماری والوں کی بھی دو حالتیں ہیں۔ ایک وہ جن کی بیماری کی دوا آسانی سے مِل سکتی ہے۔ دوسرے وہ جن کی ضرورت کی بیماری کو پورا کرنے کیواسطے لاکھوں کا خون کرنا پڑتا ہے۔ انہیں سے جسکی دوا ہر جگہ اور آسانی سے مِل سکتی ہے۔ وہ چھوٹا بیمار ہے۔ اور جس کی دوا مشکل سے میسّر آتی ہے۔ وہ بڑا بیمار ہے۔ مثلاً ایک جاندار ہوا کھا کر زندگی بسر کرتا ہے۔ اور ہوا ہر جگہ موجود ہونے سے اُسے ہمیشہ میسّر آتی ہے۔ کبھی اس کو ہوا کے حاصل کرنے کے واسطے محنت نہیں کرنی پڑتی۔ اس واسطے اُسے بیمار نہیں کہیں گے۔ کیونکہ وہ اپنی ضرورت کے واسطے محتاج نہیں بلکہ اُس پر قابض ہے۔ اور جاندار پانی پر گذارہ کرتا ہے۔ اگرچہ پانی بھی با فراط ملتا ہے۔ لیکن ہوا کی طرح ہر جگہ موجود نہیں۔ اِس کے

حاصل کرنے کے واسطے کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس واسطے یہ جاندار بہ نسبت ہوا پر گذارہ کرنے والے کے محتاج کہلائیگا۔ اگر کوئی شخص گھاس پات پر گذارہ کرے تو گھاس پات پانی کی نسبت کم میسّر آتے ہیں۔ یہ ان دونوں سے یعنی ہوا اور پانی پر گذارہ کرنے والوں سے زیادہ محتاج ہے۔ اسی طرح پر انسان کی ضروریات جس قدر بڑھتی ہونگی۔ اُسی قدر وہ محتاج کہلائیگا۔ اگر ہم کل انسانوں کی حالت پر وچار کریں۔ تو ہر ایک انسان ہوا پانی اور خوراک کا محتاج نظر آتا ہے۔ جس سے پتہ ملتا ہے۔ کہ ان چیزوں کی احتیاج انسان کے واسطے قدرتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک جاندار میں پران وایو اپنا کام کر رہی ہے۔ جس کے سبب سے انسان حرکت میں امداد پاتا ہے۔ وہ پران وایو جو کہ آگ اور ہوا سے مرکب ہے ہمیشہ اجزا کو علیحدہ کیا کرتی ہے۔ اس سے پانی اور خوراک کے لطیف اجزا ہمیشہ باہر نکلتے ہیں۔ جب تک پیٹ میں بیرونی پانی اور خوراک اجزا موجود رہتے ہیں۔ تب تک پران وایو کا اثر انہیں پر کام کرتا ہے۔ لیکن جس وقت وہ اجزا تحلیل ہو کر نکل جاتے ہیں۔ اُس وقت پران وایو کا اثر جسم کے اجزا پر پڑنا شروع ہوتا ہے۔ جس کو کہا جاتا ہے۔ کہ بھوک لگی پیاس لگی۔ اگر اندر پانی کے اجزا کم ہو گئے تو اسے پیاس لگنا کہتے ہیں۔ اگر خوراک کے اجزا کم ہو گئے۔ اور پران وایو جو جسم کے اعضا سے خوراک کے اجزا کو علیحدہ کرتی ہے۔ تو اسے بھوک لگنا کہتے ہیں۔ اب اگر ہوا نہ لگے۔ تو جسم میں حرکت کا کام بالکل بند ہو جاوے۔ کیونکہ باہر سے اگنی سے ملی ہوئی ہوا اندر آجاتی ہے۔ اور اس سے تحلیل اور حرکت کا کام جاری رہتا ہے۔ اندر سے پانی اور خوراک کے اجزا کو لے کر باہر نکلتی ہے۔ اندر سے جو ہوا نکلتی ہے اس میں تو تحلیل اور حرکت کرنے کا مادہ باقی نہیں رہا۔ کیونکہ وہ اُن پانی اور خوراک کے اجزا کو جو اس سے علیحدہ کیے تھے۔ اُٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اس کی تمام طاقت اسی کام میں ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ہوا میں صرف اگنی کے اجزا ملے ہوں۔ تب تو اس میں تحلیل کی طاقت رہتی ہے۔ لیکن اس میں پانی اور خوراک کے اجزا ملنے سے اُس کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اس واسطے انسان کے جسم میں تحلیل و حرکت کا کام چلانے کے واسطے تازہ ہوا کا ملنا بہت ضروری ہے۔ لیکن ہوا کو تحلیل و حرکت کا کام کرنے کے واسطے پانی کی ضرورت ہے۔ اگر پانی نہ ملے۔ تو ہوا جسم میں پانی کے اجزا کو جو اس کے ملاپ کا سبب ہیں۔ بالکل علیحدہ کر دے۔ جس سے جسم ذرّوں میں منقسم ہو جائیگا۔ بہت سے لوگ یہ سوال کریں گے۔ کہ ہم نے اکثر آدمیوں کو تشنہ مرتے دیکھا ہے۔ لیکن اُن کے جسم کے اجزا بالکل علیحدہ علیحدہ نہیں ہوئے۔ بلکہ

اُن کے جسم کی حرکت بند ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جس وقت پانی نہ ملنے سے جیو
آتما جسم کی حالت کو مخدوش پاتا ہے۔ اور بھاپ بھینچنے سے جسم میں حرکت کو کمزور ہوتا
ہوا دیکھتا ہے۔ تو اسے جسم کو چھوڑنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی جسم کو چھوڑ
دیں۔ تو وہ ضرور کسی وقت میں ذرّوں میں تقسیم ہو جاویگا جب تک جسم میں جیو موجود رہتا ہے تب
تک ہی لوگ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کے بعد جلا دیتے یا گاڑ دیتے ہیں۔
لیکن جیو جسم کے بالکل اجزا کے علیحدہ ہونے تک اُس کے اندر نہیں رہتا۔ جیسے کوئی
مکان گرنے والا ہو۔ تو ہم اُس کے اندر اُس وقت تک نہیں بیٹھے رہتے۔ جب تک
کہ اُس کی اینٹ سے اینٹ علیحدہ نہ ہو جاوے۔ بلکہ جس وقت وہ ہمارے کام میں
بجائے معاون ہونے کے حارج ہوتا ہے۔ ہم اُس کو فوراً چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر خوراک
نہ ملے۔ تو پرانوں کے سبب سے جو اثر جسم پر ہوگا۔ اس سے دو نتیجے پیدا ہونگے۔ ایک
تو حرکت کمزور پڑ جاویگی۔ دوسرے جسم سوکھنا شروع ہوگا۔ اور آخر میں وہ اس آگ اور
پیدا شدہ بھاپ کو سنبھالنے کے ناقابل ہو جاویگا۔ جہاں تک وچار کیا جاوے۔ ان تین
چیزوں کی ضرورت تو انسان کو قدرتی ہے۔ اور جس چیز کی ضرورت قدرتی ہے۔ وہ ہر
شخص کو لازمی ہونے سے کسی قسم کے احتیاج میں تناسب پیدا نہیں کرتی۔ لیکن
ان قدرتی ضرورتوں کے علاوہ جو ضرورتیں انسان پیدا کر لیتا ہے وہ انسان کے
واسطے محتاج بنانے کا سبب ہوتی ہیں۔ اب جس انسان کی ضرورتیں زیادہ ہونگی۔
وہی محتاج زیادہ ہوگا۔ مثلاً ایک آدمی ان تین ضرورتوں کے علاوہ جسم کی حفاظت کیواسطے
کپڑے کا محتاج ہے۔ دوسرا آدمی علاوہ کپڑے کے کسی نشہ کا بھی محتاج ہے۔ تیسرا عیاش
(آرام طلب) بھی ہے۔ اس طور پر جسے جتنی ضرورت خیال کی جاویگی۔ وہ اتنا ہی بڑا محتاج
کہلاویگا۔ ضرورت کا ہونا خواہش یا خیالات پر منحصر ہے۔ ایک آدمی اپنی خواہشوں کو ایسا
دبا دیتا ہے۔ کہ اُسے کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ دوسرا اپنی خواہش کو اتنا بڑھا
لیتا ہے۔ کہ تمام دنیا کی بادشاہت ملنے پر بھی اُس کی خواہشیں پُوری نہیں ہو سکتیں۔
اگر ان دونو کی زندگی کا مقابلہ کیا جاوے۔ تو عوام اور بیوقوف لوگ تو اس شخص کو جس کے
پاس نہ تو کوئی اسباب ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی خواہش ہے۔ ظاہری حالات سے محتاج
کہیں گے۔ اور اُس آدمی کو جس کے پاس کروڑوں روپیہ ہے۔ لیکن اُس کی خواہش
اربوں روپیہ کے ہونے سے بھی پُوری نہیں ہو سکتی۔ امیر یا بادشاہ کہیں گے۔ لیکن یہ
خیال عقلمندوں کے خیال سے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ محتاج وہی ہے۔ جس کو ضرورت
ہو۔ اور پورا کرنیکا سامان نہ ہو۔ جس کو ضرورت ہی نہیں۔ اسکو پورا کرنیکے سامان سے

کیا مطلب اور وہ محتاج کیونکر کہلا سکتا ہے۔ اسی واسطے شنکر آچاریہ نے جو کنگال کی تعریف کی ہے۔ وہ بہت صحیح ہے۔

को वा दरिद्रो हि विशाल तृष्णा

ارتھ۔ دریدری یعنی مفلس کون ہے جس کی خواہش زیادہ ہے۔ جس کو خواہش ہی نہ ہو۔ وہ مفلس کس طرح کہلا سکتا ہے۔ اس کے متعلق ایک کہانی ہے۔

کہانی۔ ایک بادشاہ شکار کو جا رہا تھا۔ راستے میں ایک ننگا فقیر مل گیا۔ جس کے پاس گو ظاہری دولت کا نام ونشان نہ تھا۔ لیکن اس کا دل قناعت سے ایسا غنی تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو لاکھوں بادشاہوں سے بڑھ کر سکھی سمجھتا تھا۔ بادشاہ کو اس کی ظاہری حالت دیکھ کر رحم آیا۔ اور اسے کچھ دینا چاہا۔ فقیر نے بالکل نہ لیا۔ اور کہا کسی محتاج کو دے دو۔ بادشاہ نے حیران ہو کر کہا۔ کہ تم سے بھی زیادہ محتاج ہوگا۔ کہ جس کے پاس سوائے جسم کے کوئی سامان ہی نہیں۔ فقیر نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہیں لفظ محتاج کے معنی معلوم نہیں۔ محتاج وہ ہوتا ہے۔ کہ جس کو ضرورت ہو۔ اور اس کے پورا کرنے کا سامان اس کے پاس موجود نہ ہو۔ اور میں تو بادشاہ سے بڑھ کر شہنشاہ ہوں۔ تو مجھے محتاج کس طرح کہتا ہے؟ اب ان کے سوال وجواب لکھتے ہیں۔

بادشاہ۔ "اگر تم شہنشاہ ہو۔ تو تمہاری فوج کہاں ہے۔ بلا فوج کے شہنشاہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ تمہارے پاس ایک اردلی بھی نظر نہیں آتا"

فقیر۔ "فوج کے رکھنے سے دو غرض ہو سکتی ہیں۔ ایک تو کسی دشمن کا خوف ہو۔ دوسرے کسی ملک کے فتح کرنے کا خیال ہو۔ ہمیں دنیا میں کسی دشمن کا خوف ہے۔ نہیں۔ اور نہ ہی کسی ملک کے فتح کرنے کا خیال ہے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی ملک بھی ہماری حکومت سے باہر نہیں۔ جبکہ فتح کرنے کی غرض اور خوف دونو نہیں۔ تو ہم کس لیے فوج رکھیں"

بادشاہ۔ "بادشاہوں کے پاس خزانہ ہوتا ہے۔ تمہارے پاس خزانہ کہاں ہے۔ جس کے پاس کچھ بھی خزانہ نہ ہو۔ وہ کس طرح بادشاہ کہلا سکتا ہے؟"

فقیر۔ "جو لوگ خزانہ جمع کرتے ہیں۔ ان کو بھی دو غرض ہوتی ہیں۔ ایک تو روزمرہ کے اخراجات اور ملازمین کی تنخواہ کے واسطے۔ دوسرے وہ آئندہ مصیبت کے وقت کام آنے کے واسطے جبکہ نہ تو ہمارا کوئی خرچ ہے۔ اور نہ ہی کسی کو تنخواہ دینی ہے۔ اور نہ ہی مصیبت کا خوف ہے پھر ہم کس کام کے واسطے خزانہ جمع کریں؟"

بادشاہ "جب تمہارے پاس فوج اور خزانہ دونو نہیں ہیں۔ تو تمہاری حکومت کو کس طرح لوگ مانتے ہونگے؟ یہ دعویٰ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی شخص بغیر فوج اور خزانہ کے

بادشاہت چلا سکے۔ جس بادشاہ کے پاس فوج و خزانہ نہ ہو۔ اس کی رعایا سب باغی ہو جاتی ہے"

فقیر" ہماری رعایا ایسی نہیں۔ جو کبھی باغی ہو جاوے۔ نہ تو ہم نے بجائے فتح کرکے رعایا کو بنایا ہے۔ بلکہ حاکم مطلق نے اسے ہماری تابع فرمان پیدا کیا ہے۔ وہ پریم کی نظر سے بندھی ہوئی ہمارے احکام کو مانتی ہے۔ اگر وہ باغی ہو جاوے۔ تو اسی کا نقصان ہے۔ ہمارا تو کوئی نقصان ہی نہیں۔ کیونکہ ہم اس سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کرتے۔ بلکہ کچھ نہ کچھ تعلیم ہی دیتے ہیں"

بادشاہ" اگر تم رعایا سے ٹیکس ہی وصول نہیں کرتے۔ تو تمہاری حکومت ہی کس بات کی ہے"

فقیر" ٹیکس تو ہم جب وصول کریں۔ جب ہمیں خرچ کی ضرورت ہو۔ اور ہمارے پاس اس کے پورا کرنے کا سامان نہ ہو۔ جس قدر ہماری ضرورت ہے۔ اس کے پورا کرنے کا سامان ہمارے پاس ہے۔ ہماری حکومت یہی ہے۔ کہ ہر ادنےٰ و اعلےٰ ہمارے نقشِ قدم پر چلتا۔ اور ہماری پابوسی کرنا فخر سمجھتا ہے۔ اسی واسطے ایک شاعر نے لکھا ہے۔ سہ

" اے ہما پیشِ فقیری سلطنت کیا مال ہے۔ بادشاہ آتے ہیں پابوسِ گدا کے واسطے "

بادشاہ۔ اس قسم کی بادشاہت سے کیا فائدہ ہے؟ جس میں نہ حکومت نہ سامانِ عیش و عشرت نہ فوج نہ خزانہ۔

فقیر" عیش و عشرت کے غلام تو محتاج اسباب ہیں۔ ان کو بادشاہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ بادشاہ وہ ہے۔ جو افسر ہو۔ جو اپنی اندریوں کا غلام ہے۔ وہ کس طرح افسر کہلا سکتا ہے۔ جب سے دنیا میں یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ بادشاہ وہی ہے۔ جس کے پاس سامانِ عیش و عشرت ہو۔ تب ہی سے بڑے حوصلہ کے آدمی پیدا ہونے بند ہو گئے ہیں"

جب زیادہ غور سے سوچا جاوے گا۔ تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ جن کو لوگ امیر یا راجہ کہتے ہیں۔ وہ زیادہ دکھی اور محتاج ہیں۔ اور جن کو غریب سمجھتے ہیں، وہ زیادہ آرام میں ہیں۔ کیونکہ غریب کو کھانے کی فکر رہتی ہے۔ جہاں اسے روٹی مل گئی۔ وہ لمبی چادر تان کے بے فکر سوتا ہے۔ اکثر مزدور رات کے آٹھ نو بجے کھانا کھا کر بے فکر سوتے ہیں۔ اور امیروں کو رات دن فکر میں نیند نہیں آتی۔ جو لوگ محنت مشقت کرتے ہیں۔ ان کے اعضا بدنی اور حوصلے ہمیشہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ دوسرے کی گانٹھ کاٹ کر عیش کرتے ہیں۔ انکی حالت بہت ہی خراب رہتی ہے۔ رات دن فکر اور خوف لگا رہتا ہے۔ سکھی وہی ہے۔ جسے ضرورتیں کم ہیں جس کی ضروریات زیادہ ہیں۔ وہ کبھی سکھی اور آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی انسانی زندگی کے منزلِ مقصود کی طرف چل سکتا ہے۔ اس واسطے آرام کے خواہشمندوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ضروریات کو کم کرکے منزلِ مقصود پر پہنچنے کی کوشش کریں"

اوم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

شری سوامی درشنانند سرسوتی کرت چند پستکیں جنکا مطالعہ ویدک سدھانتوں کو سمجھنے کے لیئے نہایت ضروری ہے

نام کتاب	قیمت
نیائے درشن معہ اردو ترجمہ چوتھا ایڈیشن	عگر
سانکھ درشن " " "	عہ/
گوڑپاد آچاریہ کرت پانچواں کارکا معہ اردو ترجمہ و ریویو اسمیں نوین ویدانت کا زبردست کھنڈن ہے اور پراچین ویدانت کی عظمت دکھائی گئی ہے۔	عہ/
منڈوک ماٹڈوکیہ. پرشن. ایش کین کٹھ اپنشد بمعہ نفظی اردو ترجمہ اور تشریح بطور سوال و جواب	آ/
دھرم ویر اردو. اس میں مختلف مذاہب کے سدھانتوں پر نویابوں میں بطرز ناول بحث درج ہے. ناول کے ہیرو دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی ہیں	۱۰/
کشٹما چندر اودے اردو. اس میں دھرم کے دوسرے لکشن کشما کا نمونہ	۴/
ست برتی مہانند اردو. اس میں دھرم کے پہلے لکشن دہرتی کا نمونہ پیش کیا گیا ہے.	۸/
تتو دنیا رشی کی کتھا اردو. اس میں مکتی اور بندھن کے اسباب پر چھ شاستروں کی رائے درج ہے. سچے سکھ کی پراپتی کے لیئے اس کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے.	۸/
ایشور سدھی و پراپتی اردو. اس میں ایشور کی ہستی زبردست دلائل پر ثابت کی گئی ہے. اور پراپتی کے سادھن بتلائے گئے ہیں.	۴/
گوروشکشا اردو. یہ اپنشد و نکادہ ایڈیشن ہے جو پراچین زمانہ میں گورو اپنے شششوں کو دیتے تھے	۳/

نام کتاب	قیمت
وشیشک درشن معہ اردو ترجمہ	عہ/
ویدانت " " جلد اول	عہ/
نئی اور پرانی تعلیم کا مقابلہ اکسیر اعظم. اس میں پراچین تعلیم کا مہتو دکھایا گیا ہے۔ اور اونچیہ شانتی وائک آدرش پیش کیئے گئے ہیں اردو	۱/
الہام وید قران کی سوانح عمری و تعلیم اردو	۴/
مکتی سے جیو لوٹتا ہے	۱/
اودیا کے چار انگ	۲/
کتھا پچیسی	۴/
ویدوں کی عظمت اردو. اس میں قرآن انجیل وغیرہ سے مقابلہ کرکے ویدک دھرم کی عظمت دکھائی گئی ہے . . .	۴/
آریہ سدھانت ہندی مجلد. اس میں ماسک پتر کے گیارہ نمبر ہیں جن میں برکشوں میں جیو و چار مکتی سے جیو لوٹتا ہے. ایشور کی ہستی آریہ سماج کے نیموں پر شنکا سمادھان وغیرہ مضامین درج ہیں	۱۲/
کلیات سوامی درشنانند جلد اول اردو	عہ/
کلیات سوامی درشنانند جلد دوم اردو	ع
کلیات سوامی درشنانند جلد اول ہندی	عہ/
" " " " دوم "	عہ/

بادشاہت چلا سکے۔ جس بادشاہ کے پاس فوج و خزانہ نہ ہو۔ اس کی رعایا سب باغی ہو جاتی ہے۔

فقیر" ہماری رعایا ایسی نہیں۔ جو کبھی باغی ہو جاوے۔ نہ تو ہم نے بیجا فتح کرکے رعایا کو بنایا ہے۔ بلکہ حاکم مطلق نے اسے ہماری تابع فرمان پیدا کیا ہے۔ وہ پریم کی نظر سے بندھی ہوئی ہمارے احکام کو مانتی ہے۔ اگر وہ باغی ہو جاوے۔ تو اسی کا نقصان ہے۔ ہمارا تو کوئی نقصان ہی نہیں۔ کیونکہ ہم اس سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کرتے۔ بلکہ کچھ نہ کچھ تعلیم ہی دیتے ہیں"

بادشاہ" اگر تم رعایا سے ٹیکس ہی وصول نہیں کرتے۔ تو تمہاری حکومت ہی کس بات کی ہے"

فقیر" ٹیکس تو ہم جب وصول کریں۔ جب ہمیں خرچ کی ضرورت ہو۔ اور ہمارے پاس اس کے پورا کرنے کا سامان نہ ہو۔ جس قدر ہماری ضرورت ہے۔ اس کے پورا کرنے کا سامان ہمارے پاس ہے۔ ہماری حکومت یہی ہے۔ کہ ہر ادنےٰ واعلےٰ ہمارے نقشِ قدم پر چلنا۔ اور ہماری پابوسی کرنا فخر سمجھتا ہے۔ اسی واسطے ایک شاعر نے لکھا ہے۔ ؎

" اے ہما پیشِ فقیری سلطنت کیا مال ہے۔ بادشاہ آتے ہیں پابوسِ گدا کے واسطے"

بادشاہ۔ اس قسم کی بادشاہت سے کیا فائدہ ہے جس میں نہ حکومت نہ سامانِ عیش وعشرت نہ فوج نہ خزانہ۔

فقیر" عیش وعشرت کے غلام تو محتاج اسباب ہیں۔ ان کو بادشاہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ بادشاہ وہ ہے۔ جو افسر ہو۔ جو اپنی اندریوں کا غلام ہے۔ وہ کس طرح افسر کہلا سکتا ہے۔ جب سے دنیا میں یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ بادشاہ وہی ہے۔ جس کے پاس سامانِ عیش وعشرت ہو تب ہی سے بڑے حوصلہ کے آدمی پیدا ہونے بند ہو گئے ہیں"

جب زیادہ غور سے سوچا جاوے گا۔ تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ جن کو لوگ امیر یا راجہ کہتے ہیں۔ وہ زیادہ دکھی اور محتاج ہیں۔ اور جن کو غریب سمجھتے ہیں۔ وہ زیادہ آرام میں ہیں۔ کیونکہ غریب کو کھانے کی فکر رہتی ہے۔ جہاں اسے روٹی مل گئی۔ وہ لمبی چادر تان کے بے فکر سوتا ہے۔ اکثر مزدور رات کے آٹھ نو بجے کھانا کھا کر بے فکر سوتے ہیں۔ اور امیروں کو رات دن فکر میں نیند نہیں آتی۔ جو لوگ محنت سخت کرتے ہیں۔ ان کے اعضائے بدنی اور حوصلے ہمیشہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ دوسرے کی گانٹھ کاٹ کر عیش کرتے ہیں۔ انکی حالت بہت ہی خراب رہتی ہے۔ رات دن فکر اور خوف لگا رہتا ہے۔ سکھی وہی ہے۔ جسے ضرورتیں کم ہیں جس کی ضروریات زیادہ ہیں۔ وہ کبھی سکھی اور آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی انسانی زندگی کے منزل مقصود کی طرف چل سکتا ہے۔ اس واسطے آرام کے خواہشمندوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ضروریات کو کم کرکے منزلِ مقصود پر پہنچنے کی کوشش کریں۔

اوم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

شری سوامی درشنانند سرسوتی کرت چند پستکیں جنکا مطالعہ ویدک سدھانتونکو سمجھنے کے لیئے نہایت ضروری ہے

نام کتاب	قیمت
نیائے درشن معہ اردو ترجمہ چوتھا ایڈیشن	عگ
سانکھیہ درشن " " "	عہ/
گوڑپاد آچاریہ کرت پانچواں کارکا معہ اردو ترجمہ و ریویو اسمیں نوین ویدانت کا زبردست کھنڈن ہے اور پراچین ویدانت کی عظمت دکھائی گئی ہے۔	عہ/
منڈوک اپنشد وکیہ پرشن. ایتش کین کٹھ اپنشد معہ لفظی اردو ترجمہ اور تشریح بطور سوال وجواب	۱۲/
دھرم ویر اردو. اس میں مختلف مذاہب کے سدھانتوں پر نوباںوں میں بطرز ناول بحث درج ہے. ناول کے ہیرو دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی ہیں	۱۰/
کشما چندر اودے اردو. اس میں دھرم کے دوسرے لکشن کشما کا نمونہ	۶/
ست برتی مہانند اردو. اس میں دھرم کے پہلے لکشن دہرتی کا نمونہ پیش کیا گیا ہے.	۸/
تت دتیارشی کی کتھا اردو. اس میں مکتی اور بندھن کے اسباب پر چھ شاستروں کی رائے درج ہے. سچے سکھ کی پراپتی کے لیئے اس کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے.	۸/
ایشور سدھی و پراپتی اردو. اس میں ایشور کی ہستی زبردست دلائل پر ثابت کی گئی ہے. اور پراپتی کے سادھن بتلائے گئے ہیں.	۴/
گوروشکشا اردو. اسمیں پنڈت دونکا وہ اپدیش ہے جو پراچین سمے میں گورو اپنے شستوں کو دیتے تھے	۳/

نام کتاب	قیمت
ویشیشک درشن معہ اردو ترجمہ	عہ/
ویدانت " " " جلد اول	۱۲/
نئی اور پرانی تعلیم کا مقابلہ اکسیر اعظم. اس میں پراچین تعلیم کا مہتو دکھایا گیا ہے. اور اوچیہ شانتی وانک آدرش پیش کیئے گئے ہیں اردو	۱/
الہامی وید قرآن کی سوانحعمری و تعلیم اردو	۴/
مکتی سے جیو لوٹتا ہے	۱/
اودیا کے چار انگ	۲/
کتھا پچیسی	۴/
ویدوں کی عظمت اردو. اس میں قرآن انجیل وغیرہ سے مقابلہ کرکے ویدک دہرم کی عظمت دکھائی گئی ہے . . .	۴/
آریہ سدھانت ہندی مجلد. اس میں ماسک پتر کے گیارہ نمبر ہیں جن میں برکشوں میں جیو و چار مکتی سے جیو لوٹتا ہے. ایشور کی ہستی آریہ سماج کے نیموں پر شنکا سمادہان وغیرہ مضامین درج ہیں	۱۲/
کلیات سوامی درشنانند جلد اول اردو	عہ/
کلیات سوامی درشنانند جلد دوم اردو	ے
کلیات سوامی درشنانند جلد اول ہندی	عہ/
" " " دوم	عہ/

سوامی درشنانند جی کرت اردو میں چند ٹریکٹ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
الہام کی ضرورت	۲ پائی	بھوگ باد	۲ پائی	دھوکے سے بچو	۲ پائی
وید کس پر نازل ہوئے	"	مسیحی مذہب کے عقائد پر عقلی نظر	"	رامائن سار	"
ویدک دھرم سب سے افضل ہے	"	عیسائی مذہب میں نجات ناممکن ہے	"	ریفارمر	"
رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا	"	پاتر	"	ایشور کی ہستی کا ثبوت	"
کیا ویدوں کے پڑھنے کا سب کو ادھیکار نہیں؟	"	دھرم شکشا	"	ایشور ساکار ہے یا نراکار	"
وید کا وستے	"	پاپ ورتن	"	ایشور پوجا	"
نوجوانو اٹھو	"	دیوسماج سے پرشن	"	دھرم سبھا سے پرشن	"
نسخہ تباہی ہند	"	قرآن کی جان ویدکا ایک منتر ہے	"	مباحثہ مابین آریہ سماج و سناتن دھرم	"
گوشت مت کھاؤ نمبر ۱	"	علمائے اسلام سے پرشن	"	" " " و نوین ویدانتی	"
گوشت آدمی کی خوراک نہیں نمبر ۲	"	آدمی اور شیر کا مباحثہ	"	شرادھ ہو سکتا	"
گئو ہتیا کون کرتا ہے؟	"	مکتی ہو سکتا	"	مادہ کی قدامت	"
گوشت خوری . . .	"	کھٹ شاستروں کا سلسلہ	"	بھولا مسافر	"
یگیہ . . .	"	ہم نربل کیوں ہیں؟	"	ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں؟	"
مفت تعلیم	"	دھرم کے دس لکشن	"	خدا سے ڈرو . . .	"
کرم ہو سکتا	"	برکشوں میں جیو اور سوامی دیانند	"	جیو آتما کی ہستی کا ثبوت	"
کیا سنسکرت ماتری بھاشا ہے	"	دھرم کا بل	"	روح جوہر ہے یا عرض	"
عیسائی مت کھنڈن . .	"	سوامی دیانند کا اپدیش	"	آتمک شکشا نمبر ۱	"
علمائے عیسائی مذہب سے سوالات	"	مہا اندھیر راتری شدھی	"	" نمبر ۲	"
				آتمک بل . .	"
				یوگ ابھیاس کے دشمن	"

مفت تقسیم کرنیوالوں کو ٹریکٹ خریدنے پر بہت ہی سستے داموں ملتے ہیں: ۱ روپے ۲ سینکڑہ اور ۲ روپے ۱۰ سینکڑہ کے حساب سے ملتے ہیں۔

ملنے کا پتہ: وزیر چند شرما مالک بک ایجنسی پستکالیہ ویدک گیان مندر

یجروید

رگوید

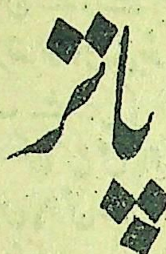
اوم

ویدک دھرم کے متعلق

ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب کریں

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵

سمبت بکرمی ۱۹۸۱



دیانند ابد ۱۰۰

مصنفہ

فروری سنہ ۱۹۲۵ء

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام کرشن گوپال پرنٹر کے چھپوایا

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گوروکل (چوہا بھگتاں) ضلع راولپنڈی میں ہے۔ اسکا دھیان رکھو۔ دھرتی۔ کشما۔ دم۔ استیہ۔ شوچ۔ اندری۔ نگرہ۔ دھی۔ ودیا۔ ستیہ۔ اکرودھ۔ دھرم کے دس لکشن ہیں۔

اتھروید

سام وید

پاتر

آج تک جس قدر رشیوں کے پستک نظر آتے ہیں۔ سب میں پاتر یعنی ادھکاری کا وچار پایا جاتا ہے۔ یعنی جو جس بات کا منتظر رہو۔ وُہی اُسے دینا چاہیئے یا جو جس لائق ہو اُس سے ویسا ہی برتاؤ کرنا چاہیئے۔ دان کے واسطے دیش کال پاتر کا وچار عوام میں مشہور ہے۔ اگرچہ زیادہ تر دیش کی جگہ تیرتھ اور کال کی جگہ اماوس وغیرہ پرب قرار دے لیئے گئے ہیں۔ جو اصل منشا کے خلاف ہے۔ جس کی تشریح ہم دوسری جگہ کریں گے۔ یہاں صرف پاتر کی بحث کرنا ہے۔ اگرچہ آج کل پاتر کو بھی لوگوں نے پیدائش یا بھیکھ سے مان لیا ہے۔ لیکن پہلے زمانہ میں پاتر گن اور کرم سے تسلیم کیا جاتا تھا۔ مثلاً روٹی کا دان کس کو دینا چاہیئے؟ جس کو بھوک ہو۔ جو روٹی کھا کر اپنا وقت دوسروں کے اُپکار میں خرچ کرے۔

ودیا دان کا ادھکاری وُہی سمجھا جاتا ہے۔ جس کو جاننے کی پوری خواہش ہو۔ جس طرح پھٹے ہوئے کھیت میں جس قدر پانی برسے گا۔ اُسی قدر جذب ہو جائے گا۔ یا بھوکے کے سامنے جو خوراک رکھی جاوے گی۔ وُہ فوراً کھا جائے گا۔ ایسے ہی ودیا کا جگیاسو پرش اپنی اوتکنٹھا یعنی مضبوط خواہش کے ہونے سے ودیا کے دقائق پر پہنچ جائے گا۔ جہاں تک ہمیں پتہ ملتا ہے۔ پرانے زمانہ کا کوئی رشی ہوگا۔ جس نے ادھکاری کا خیال نہ کیا ہو۔ جہاں مہاتما منو نے دھرم اُپدیش کا خیال کیا۔ وہاں صاف طور پر اُس کو ادھکاری قائم کیا ہے۔ منو جی کہتے ہیں:۔

جو لوگ دھن اور کام کی خواہش میں پھنسے ہوئے نہیں۔ اُن کو دھرم کے جاننے کا ادھکار ہے۔ اور دھرم کے جگیاسو لوگوں کے واسطے دھرم کو معلوم کرنے کے واسطے سب سے بڑا پرمان شرتی ہے۔ گویا منو کے خیال میں جو لوگ دھن اور شہوت کے خیال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اُن کو دھرم کے جاننے کا ادھکار ہی نہیں ہے۔ اور جو ادھکاری یعنی لائق نہ ہو۔ اُس کو دینے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر اس کا تجربہ کرنا ہو۔ تو آپ آریہ سماج کی حالت سے کر سکتے ہیں۔ کہ دھرم اُپدیش نے آریہ سماج کی حالت پر کیا اثر پیدا کیا۔ بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہے۔ کہ کسی چیز کا گن کس طرح بدل سکتا ہے۔ وُہ ہر ایک کیواسطے

ایک ہی اثر کرے گا۔ اس واسطے ہر انسان دھرم اُوپدیش کا ادھکاری ہے سب کو ایسا اُوپدیش ہونا چاہئے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں۔ کہ ایک چیز کی خاصیت دو مختلف پاتروں کے سبب سے دو قسم کی نہیں ہو جاتی۔ مثلاً دہی کو اگر ایک گھنٹہ تک پتھر کے برتن میں رکھ کر کھایا جاوے۔ تو وہ نقصان نہیں کرتا یعنی اس کی خاصیت انسانی غذا کے برابر ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس دہی کو آدھ گھنٹہ تک تانبے کے برتن میں رکھنے کے بعد کھایا جاوے۔ تو زہر قاتل ہو جاتا ہے۔ اس مثال سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ایک ہی دہی دو برتنوں میں کھانے سے دو متضاد اثر پیدا کرتا ہے۔ ایک طرف وہ مفید خوراک ہوتا ہے۔ دوسری حالت میں زہر قاتل ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی گھی عمدہ چیز اور طاقت دینے والا ہے۔ لیکن وہی گھی بخار کے بیمار کو دینے سے بجائے فائدہ کے تپ دق کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ ایسی اور بھی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ جہاں نالائق کو دینے سے فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ آج کل بعینہ یہ حالت ویدک دھرم اُوپدیش کی ہو رہی ہے۔ کوپاتروں کے ذریعہ سے اُوپدیش ہونے سے ویدک دھرم کا اُوپدیش بجائے شانتی۔ پریم اور اتفاق پھیلانے کے راگ دویش اور جھگڑوں کا پھیلانے والا ثابت ہو رہا ہے۔ جس ویدک دھرم کا اُوپدیش سوامی دیانند کی زبان سے عوام میں بہت سے دھارمک جوش کا پھیلانے والا ہوا تھا۔ اسی ویدک دھرم کا اُپدیش آج کل کے اُپدیشکوں کے ذریعہ سے ان جھگڑوں کے پھیلانے کا سبب ہو رہا ہے۔ جو آج کل آریہ سماج میں نظر آ رہے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ موجودہ اُپدیشکوں کے ذریعہ سے ویدک دھرم کا اُوپدیش کیوں مضر ہو رہا ہے؟

اس کا سیدھا جواب یہ ہے۔ کہ اوّل تو اُپدیشک خود دھرم گیان کے ادھکاری نہیں۔ کیونکہ دھرم گیان کا ادھکار ان آدمیوں کو مہاتما منو نے تسلیم کیا ہے۔ جو دولت اور کام کی خواہش نہ رکھتے ہوں۔ لیکن موجودہ اُوپدیشک روپیہ کی کیسی خواہش رکھتے ہیں۔ اس کا حال کسی آریہ سے بھولا ہوا نہیں۔ جس وقت آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ کہ سنسکاروں کے موقعہ پر جو دکشنا ملے۔ اس میں سے ایک روپیہ اپدیشک کو دیا جاوے۔ باقی پرتی ندھی سبھا کے خزانہ میں داخل ہو۔ اس ریزولیوشن کے پاس ہوتے ہی

بڑے بڑے دہرم دہیوجی اُپدیشکوں سے نے استعفا داخل کر دیئے۔ ممبران آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کو آریہ پرتی ندھی سبھا کا سنبھل والا جلسہ بھولا ہوگا۔ آپ کے پرتی ندھی نے اُپدیشکوں کی سفری خوراک بند کردی جس کا سبب یہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ اُپدیشک لوگ بہت خرچ کر دیتے تھے۔ خیر دو باتوں سے عوام پر یہ تو ثابت ہو ہی گیا ہوگا۔ کہ اُپدیشک لوگ کہاں تک دھن کی خواہش رکھتے ہیں۔ اب کے بھی ایک دہرم دہیوجی اُپدیشک مہاشے نے استیعفا دے دیا۔ پرتی ندھی سبھا نے پانچ روپیہ ترقی دے کر پھر اُپدیشک جی کو راضی کر لیا۔ جبکہ مہاتما منوجی کے قول کے موافق اُپدیشک لوگ دھرم گیان کے ادھکاری ہی نہیں۔ تو وہ دہرم اُپدیش کیا کر سکتے ہیں؟ ہاں اِدھر اُدھر سے اُڑائی ہوئی باتیں ضرور ہی جوش و خروش سے بیان کر دیتے ہیں۔ اور بیچ بیچ میں ایسے مذاقیہ کلمہ کہتے جاتے ہیں۔ کہ جس سے سننے والے بہت ہی خوش ہوتے ہیں۔ بعض وقت تو ناٹک بھی مات ہو جاتا ہے۔ عوام تو اُپدیشک جی کے مذاق جوش اور فصاحت سے خوش خوش گھر جاتے ہیں۔ اُدھر اُپدیشک صاحب اپنی کامیابی پر فخر کرتے جاتے ہیں۔ پھولے نہیں سماتے۔ لیکن غور سے سوچا جاوے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویدک دھرم کے مضامین کی گہرائی کا خیال مذاقیہ جملوں کے بھاؤ کے ساتھ بدل گیا۔ اب اس دل میں ویدک دھرم کی عزت کے واسطے کوئی جگہ نہیں۔ پرانے رشی بھائے لمبے لمبے ویاکھیاؤں کے مختصر سے شوتروں میں اُپدیش کرتے تھے لیکن دونو طرف ادھکاری ہونے سے اس کا بھیا اثر ہوتا تھا۔ آج کل زبردست ویاکھیاؤں سے بھی وہ اثر نہیں ہو سکتا۔ ہو بھی کس طرح؟ نہ تو یہ زمین اس لائق ہے۔ کہ جس میں سماج کا بیج قائم ہو سکے۔ نہ ہی بولنے والے اس لائق ہیں۔ کہ جن کو زمین کی خاصیت اور بیج بونے کے طریقہ سے واقفیت ہو۔ دونو طرف نا ادھکاری۔ پھر کامیابی ہو تو کس طرح سے؟

ایک دفعہ بھاؤ نگر گجرات میں ایک معزز ہندو جو دو سو روپیہ سے زائد کا کسی صیغہ میں سرکاری ملازم تھا۔ عیسائی ہونے پر تیار ہو گیا۔ وہاں اجمیر آریہ سماج سے کسی کو سمجھانے کے واسطے بلایا گیا۔ اجمیر آریہ سماج نے آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی سے کسی لائق وِدوان اُپدیشک کو مانگا۔ چونکہ پشچموتر پرتی ندھی سبھا کے ادھکاریوں کے خیال میں وِدیا کی حد ستیارتھ پرکاش بھاشا اور اشٹادھیائی اور کچھ سنسکرت بولنے سے آگے نہیں۔ انہوں نے اپنے خیال

کے موافق ایک وِدوان اُپدیشک جو ستیارتھ پرکاش کی بھاشا اور انشائے میانی سے بخوبی واقف تھے۔ اور سنسکرت بھی اچھی بول لیتے تھے۔ اجمیر بھیج دیا۔ اور اُنہوں نے بلا تحقیقات کئے بھاؤنگر روانہ کر دیا۔ جب اُپدیشک مہاشے آئے۔ تو اُنہوں نے اپنی کامیابی کی بہت ہی تعریف کی۔ اور بتلایا۔ کہ اُنہوں نے ایک لائق آدمی کو بگڑنے سے بچا لیا۔ ہمیں آج شری سوامی آتمانند جی سے سُن کر بہت ہی شوک ہُوا۔ کہ وہ لائق شخص عیسائی ہو گیا۔ بلکہ آریہ سماج سے مایوس ہو کر عیسائی ہونا آریہ سماج کی عزت کو بہت ہی دھبہ لگانے والا ہے۔ اگر آریہ سماج سے اُپدیشک نہ پہنچتے اور وہ عیسائی ہو جاتا۔ تو اس قدر جائے افسوس نہ تھا۔ لیکن آریہ سماج کو خبردار ہونے اور اُپدیشک جانے کے بعد عیسائی ہو جانا بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ لیکن کیا کیا جاوے۔ جن کے ہاتھ میں انتظام ہے۔ اوّل تو بالکل ناواقف دوسرے پکش پات سے ایسی پارٹی بندھ گئی ہے۔ کہ آریہ سماجوں کو صحیح حال معلوم ہونا ہی مشکل ہے۔ اور سارے واقعات اور خرابیاں رشیوں کی رائے پر عمل نہ کرنے کا پھل ہے۔ کیونکہ رشیوں نے ہر ایک کام کے واسطے ادھکاری کا خیال ضروری سمجھا تھا۔ لیکن ہم لوگوں نے اس کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ ایک آدمی جس کو انگریزی لیاقت بالکل نہ ہو۔ اُس کا نام ہم بابو صاحب رکھ کر اگر کسی کام پر مقرر کر دیں۔ تو کیا نتیجہ ہوگا کہ کامیابی سے ہاتھ اُٹھانا پڑے گا۔ یہی خیال کرکے اس زمانے کے رشی دیانند نے بھی اپنے نیموں میں بھی یتھا یوگیہ کی قید لگا دی تھی۔ لیکن آریہ لوگوں نے اپنی ناواقفیت سے اس ضروری بات کو لاپرواہی کے گڑھے میں ڈال دیا۔ جس کا نتیجہ آریہ سماج کی کشمکش ہے۔ اگر آریہ سماج میں کچھ روز تک یہی حالت رہی۔ تو یہ بھی بجائے ویدک دھرم ہونے کے ایک سمپردائی ہو جائے گا۔ آریہ سماجوں میں جس قدر خرابی پھیلتی جاتی ہے۔ اُس کا بڑا سبب مخالف فنڈ انادھکاری اُپدیشک و نقلی و فصلی آریوں کی شمولیت ہے۔ نقلی و فصلی آریوں سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کو دھرم سے زیادہ برادری اور مکتی سے زیادہ نوکری اور روحانی ترقی سے زیادہ روٹی کی خواہش ہے۔ جو ایشور پر بھروسہ رکھنے کو جہالت اور روپیہ پر بھروسہ رکھنے کو عقلمندی سمجھتے ہیں۔ اگر آریہ سماج میں سوامی جی کے سدھانت اور اس کے ادھکاری اور انادھکاری کا وچار رہتا تو آج تک ویدک دھرم کا جھنڈا تمام

دنیا میں پھیل گیا ہوتا۔

اس وقت ویدک دھرم پرچار کے موافق کل سامان موجود ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے دھرم پرچار میں، آزادی اور امن کا ہونا پستکوں کے پھیلاؤ کے واسطے چھاپہ خانوں کا ہونا۔ شہرت دینے کے واسطے اخباروں کی موجودگی۔ اُپدیشکوں کے گھومنے کے واسطے ریل گاڑی یا پکی سڑکوں کا ہونا۔ اُپدیشکوں کو بلانے کے واسطے ڈاک خانہ اور تار گھر ایسا عمدہ انتظام ہے۔ خرچ بھیجنے کے واسطے منی آرڈر کا عمدہ سلسلہ۔ ٹریکٹ اور کل کتابوں کے ملک میں پرچار کے واسطے ویلیو پے ایبل کا سلسلہ غرضیکہ ویدک دھرم کے پرچار کے واسطے ایشور کی طرف سے جن باتوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ وہ سب مہیا ہیں۔ جو کچھ کمزوری ہے۔ ہمارے حوصلہ۔ لیاقت اور محنت میں ہے۔ حوصلہ انسان کو اس حالت میں ہوتا ہے۔ کہ جب وہ اس کام پر پورا قادر ہو۔ یا اس کو اپنے آتمک بل پر بھروسہ ہو۔ جبکہ دھن اور کام کی خواہش میں پھنسے ہونے سے دھرم گیان کے بھی ادھکاری نہیں۔ تو ہمیں حوصلہ کس طرح ہو سکتا ہے ہمیں راستہ کو ہم جانتے ہوں۔ اس پر چلنے کا تو حوصلہ ہونا ممکن بھی ہے۔ لیکن جس دھرم کے گیان کے ہم ادھکاری نہیں اس کے پرچار کے واسطے ہمیں کس طرح حوصلہ ہو سکتا ہے اگرچہ ہم دن رات کہتے ہیں۔ کہ راستی کی ضرور فتح ہوگی۔ لیکن ہم راستی کو جانتے تک نہیں۔ کیونکہ ویدوں میں بتلایا گیا ہے۔ کہ چمکدار چیزوں کے برتن سے سچائی کا منہ ڈھنپا ہوتا ہے۔

اگر تم راستی یعنی ست دھرم کو معلوم کرنے کی خواہش رکھتے ہو۔ تو اس چمکدار چیزوں کی خواہش کے آورن یعنی پردہ کو اٹھا دو۔ لیکن ہماری یہ خواہش ہی ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارا یہ پردہ اٹھا نہیں جب پردہ نہیں اٹھا تو ست دھرم کا گیان بھی نہیں۔ جب گیان ہی نہیں تو ہمارا یہ دعوے کہ جو کچھ ہم سمجھتے ہیں۔ یہ ستیہ دھرم ہے، یا یہ بحث ہو جاتا ہے۔ اور بات بھی صاف ہے۔ کہ جس آتما کو ستیہ دھرم روپی جواہرات کا خزانہ مل جاوے۔ تو وہ کس طرح دنیاوی کوڑیوں کا بیوپار کر سکتا ہے؟ جہاں لوگوں کی خوش نصیبی ویدک دھرم پرچار کے موافق سامان ملنے سے ظاہر ہے۔ وہاں اس کے ادھکاری آدمیوں کے نہ ملنے سے بدنصیبی کا زمانہ بھی کچھ باقی معلوم دیتا ہے۔ جس طرح

تانبے کے برتن میں پڑا ہوا دہی تانبے کے زہریلے اجزا کو کھانے والے کے جسم میں داخل کر کے اُس کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے۔ ایسے ہی لالچی اناودھکاری یا خود غرض اُپدیشک کے ویدک دھرم پرچار کے ساتھ اُس کے حسد و حرص کے خیالات بھی سامعین لوگوں کے دِل میں جاگزین ہوتے ہیں۔ اگر لائق اپدیشکوں کے ذریعہ سے لائق آدمیوں کو ویدک دھرم کا اُپدیش کیا جاتا۔ تو آریہ سماج کی یہ حالت نہ ہوتی۔ جس طرح اناودھکاری اپدیشک سے سماج کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسے ہی اناودھکاری سامعین سے بھی نقصان پہنچنے کا ضروری احتمال ہے۔ اِس کے متعلق ایک مثال پیش کرتا ہوں:۔

مثال۔ ایک دفعہ کسی زانیہ عورت کے خاوند نے اپنے گھر میں مہابھارت کی کتھا کرائی۔ اور دھرم اُپدیش سمجھ کر سارے گھر والوں کو سُنانے کا انتظام کیا۔ مدّت تک کتھا ہوتی رہی۔ اور لائق پنڈت خوب ویاکھیا کر کے سُناتے رہے۔ آخر جب کتھا ختم ہو گئی۔ اور پنڈت جی مہاراج اپنی دکشنا لے کر چلے گئے۔ تو ایک دِن خاوند نے اپنی عورت سے پوچھا۔ کہ تو نے بھی اس دھرم اُپدیش سے کوئی فائدہ اُٹھایا؟ عورت نے کہا۔ میں بہری اور بے سمجھ تو تھی نہیں جو کتھا نہ سمجھتی اور نہ ہی ناستک پن میرے دِل میں سمایا تھا۔ جو اُس کی باتوں کے فائدہ کے واسطے خیال دِل میں نہ قائم کرتی۔ میں نے اس کتھا سے ضرور فائدہ اُٹھایا ہے۔ خاوند نے کہا۔ بتلاؤ تو سہی۔ کہ تم نے کون سی عمدہ بات سمجھ کر گرہن کی؟ عورت نے کہا مہارانی دروپدی کہ جس کے چیر بھگوان نے بڑھا دیئے۔ اور سبھا میں اُس کی لاج قائم رکھی۔ جب اُس کے پانچ پتی تھے۔ تو میں کیوں نہ پانچ پتی کروں میرے اِس وقت تین پتی ہیں۔ دو اور کروں گی۔ تب میں ستونتی کہلاؤں گی۔

خاوند یہ سُن کر حیران ہو گیا۔ اور دِل میں سوچا۔ کہ ادھکاری کے بغیر دھرم اُپدیش بھی مفید نہیں ہو سکتا۔ جہاں سوامی جی نے اوّیدک کاموں میں دان دکشنا دینے سے روکا تھا۔ جس سے اُن کا منشا یہ تھا۔ کہ جو روپیہ بُرائی پر خرچ ہوتا ہے اس خرچ کو بند کرنے سے اوّل تو بُرائی بند ہو جاوے گی۔ دوسرے روپیہ کسی نیک کام میں خرچ ہوگا۔ اِس کے لیے کچھ روپیہ کو عمدہ بتانے کی بھی ضرورت ہوئی۔ تاکہ عمدہ چیز بُرے کام میں خرچ نہ ہو۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا۔ کہ لوگوں نے اس سے زر پرستی کا اصول قائم کر لیا۔ ہر کام کے استقلال کا مدار روپیہ پر آ رہا ہے جس سے یہ حالت ہوئی۔ کیونکہ یہ بات پریکٹس دیکھنے میں آتی ہے۔ کہ روپیہ باپ

بیٹوں کو بھی الگ کر دیتا ہے۔ اور روپیہ والوں کو اپنی اولاد سے بھی خوف رہتا ہے۔ جیسا کہ مہاتما شنکر کے لیکھ کا یہ ارتھ ہے:-

"دولتمندوں کو اپنے بیٹوں سے بھی خوف ہوتا ہے"

آریہ پرشو! اب بھی وچار کرو۔ ورنہ تھوڑے زمانہ میں آریہ سماج کو وہ ضرر پہنچے گا۔ جو لاعلاج ہوگا۔ اور سوائے پچھتانے کے کچھ نہ ہو سکیگا ٭

اوم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

مفت تقسیم کرنیکے لائق چند اردو ٹریکٹوں کی فہرست

دھرم پرچار	فی ۲ پائی	۱۲/ سینکڑہ	بابا نانک اور وید	فی ۲ پائی	۱۲/ سینکڑہ
آتمک بل	"	"	بابا نانک اور سوامی دیانند	"	"
زیادہ بیمار کون ہے	"	"	گوشت انسان کی قدرتی خوراک نہیں	"	"
مسئلہ تناسخ	"	"	خدا بڑا کہ شیطان	"	"
آریہ سماج کیا ہے	"	"	خدا کا خوف	"	"
ورن ہو سکتا	"	"	عیسائی مت کھنڈن	"	"
کرم ہو سکتا	"	"	پرشنوتر	"	"
ایشور کی ہستی کا ثبوت	"	"	یگیہ	"	"
گوشت مت کھاؤ نمبر ۱	"	"	رامائن سار	"	"
اودیا کے چار انگ } مختلف نمبر۔ فی نمبر	"	"	گرو گوبند کے چیلے منتری دیا کیا	"	"
			نسخۂ تباہی ہند	"	"

ملنے کا پتہ :-

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل ہریگیان منڈی لاہور

علاوہ ازیں ہر پرکار کی پستکیں و چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ و سندر ویدک منتر جو الیہ ور رنگین چھپے ہوئے
اوپر دیئے ہوئے پتہ پر طلب کریں

یجر وید

رگ وید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک
ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوا سکتے ہیں

دھرم شکشا

نمبر ۱

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہری گیان مندر

نے

پبلک سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت گھسونندن شرما پرنٹر کے چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ بکرمی سمت ۱۹۸۱ دیانندابد ۱۰۰ جنوری ۱۹۲۵ء

اتھروید

سام وید

یہ کس نے کئے ؟
جواب ۔ پرمیشور اپنے سروتم (سب سے اعلیٰ) گن آنند اور سروگیتا (لامحدود) آدمی کے سبب سے آن پر ہمیشہ سے راج کرتا ہے ۔

سوال ۔ جو لوگ پرمیشور کو پرکرتی اور جیو آدمی کا رچنے والا (پیدا کرنیوالا) کہتے ہیں کیونکہ انکا کہنا غلط ہے
جواب ۔ اُتپن کرنے کا ارتھ پرگٹ (ظاہر) کرنیکا ہے ۔ ابھاؤ سے بھاؤ میں لانا نہیں کیونکہ بغیر جسم میں آئے رُوح کا اور بغیر کار یہ جگت بننے پرکرتی کا گیان (علم) نہیں ہوسکتا ۔ اس واسطے جو سٹرر اور جگت کا رچنے والا ہے ۔ وہی اوتپن کرنے والا ہے ۔

سوال ۔ ایشور کہاں ہے ؟
جواب ۔ کہاں کا شبد ایک دیشی (ایک جگہ واقع ہوا) دستو کے لئے آتا ہے ۔ کیونکہ ایشور سرو ویاپک ہے ۔ اس لئے ایشور کہاں ہے ۔ اس لئے یہ سوال ہی غلط ہے جیسے کوئی کہے ۔ کہ دودھ میں سفیدی کہاں ہے ۔ تو کہیں گے ۔ کہ سب جگہ ۔ اگر کوئی کہے ۔ دہی میں مکھن کہاں ہے ۔ تو کہیں گے ۔ کہ اس میں ہر جگہ ۔ اور کوئی کہے کہ مصری میں مٹھاس کہاں ہے ۔ جواب ہوگا ۔ کہ ہر ایک جگہ ۔ اسی طرح پرجو وستو ہر ایک جگہ پر رہتی ہو ۔ تو اس کے لئے کہاں کے سوال کا ہر ایک جگہ میں جگہ جگہ ہوگا ۔ کارن (سبب) یہ ہے ۔ کہ کہاں کہنے کا ارتھ کسی ایک جگہ معلوم کرنے کا ہے اس لئے یہ پرشن ٹھیک نہیں ہے ۔

سوال ۔ اگر ایشور ہر ایک جگہ میں ہے ۔ تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتا ؟ کیونکہ دودھ میں سفیدی ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں ۔ مصری میں مٹھاس ہم زبان سے معلوم کرتے ہیں
جواب ۔ ورتمان وستو کے نظر نہ آنے کے چھ سبب ہوتے ہیں ۔ پہلا وستو ہماری آنکھ سے بہت نزدیک ہو ۔ جیسے سرمہ آنکھ میں بہت نزدیک ہونے کے کارن نظر نہیں آتا ۔ دوسرا ۔ زیادہ فاصلہ پر ہونے سے آنکھ دیکھ نہیں سکتی ۔ تیسرا بہت باریک (سوکشم) ہونے سے جیسے پرمانو ارتھات ذرے ظاہر ہونے پر بھی دکھائی نہیں دیتے ۔ چوتھا بہت بڑا ہونے سے جیسے ہمالہ پہاڑ ۔ پانچواں اندری ارتھات آنکھ وغیرہ میں نقص ہونے کے سبب جیسا اندھے کو دودھ کی سفیدی نہیں دکھائی دیتی ۔ چھٹا انتر یعنی درمیان میں پردہ لاحق ہونے سے جیسے ہم دیوار کے اس طرف کی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے ۔

سوال ۔ ان چھ کارنوں میں سے ہمارے ایشور کے جاننے کا کیا سبب ہے ؟

جواب ۔ کیونکہ ایشور سرودیاپک ہے ۔ اس کارن جیو کے اندر باہر ہونے سے بہت ہی نزدیک ہے ۔ دوسرا بہت ہی شوکشم ہے ۔ یہی دو کارن ہیں ۔ جن سے ہمیں ایشور آنکھ سے نظر نہیں آتا ۔

سوال ۔ جو بہت نزدیک ہو ۔ اس کے نظر نہ آنے کا کیا سبب ہے ؟

جواب ۔ کیونکہ منش کو ہر ایک چیز کے دیکھنے کے لیئے پرکاش (روشنی) کی ضرورت ہے ۔ اس کارن جب تک نیتر اور وستو کے درمیان میں پرکاش کی کرنیں نہ ہوں ۔ تب تک نیتر سے اس وستو کا سمبندھ نہیں ہوتا ۔ کیونکہ سرمہ کو نیتر سے بہت نزدیک ہونے کے کارن آنکھ اور سرمہ کے درمیان پرکاش کی کرنیں نہیں ۔ اس لیئے اسکا گیان نہیں ہوتا ۔

سوال ۔ تو کیا ہم ایشور کو کسی پرکار جان بھی سکتے ہیں ؟

جواب ۔ ہم ضرور ایشور کو جان سکتے ہیں ۔

سوال ۔ کس پرکار جان سکتے ہیں ؟

جواب ۔ جس طرح آنکھ نے سرمہ کو جان سکتے ہیں ۔ اسی طرح پریشور کو جان سکتے ہیں ۔

سوال ۔ آنکھ کے سرمہ کو دیکھنے کے لیئے صرف ایک آئینہ کی ضرورت ہے ۔ شیشہ ہاتھ میں لیا ۔ اور آنکھ کا سرمہ نظر آیا ۔

جواب ۔ جس طرح آنکھ کے سرمہ کو دیکھنے کے لیئے بیرونی آئینہ کی ضرورت ہے ۔ ویسے ہی ایشور کے جاننے کے لیئے بھی ایک اندرونی آئینہ ہے ۔

سوال ۔ وہ اندرونی آئینہ کون سا ہے ؟

جواب ۔ من ارتھات منش کا دل ایک آئینہ ہے جس سے پریشور کو معلوم کر سکتے ہیں ۔

سوال ۔ من تو ہر ایک شخص کے پاس ہے ۔ تو ہر ایک منش کو ایشور کیوں نہیں دکھائی دیتا ہے

سوال ۔ من کیا وستو ہے ؟

جواب ۔ من وہ اندرونی اور شوکشم شے ہے ۔ جس کے کارن ہمیں ایک سمے میں دو چیزوں کا گیان نہیں ہوتا ۔

سوال ۔ من پرکرتی سے بنا ہے یا غیر مادی (اپراکرت) ہے ۔ وہ نتیہ ہے یا انتیہ ہے ؟

جواب ۔ من پرکرتی سے بنا ہے ۔ اُتپتی والا ہے ۔ نتیہ نہیں ۔

سوال ۔ من تو ہر ایک منش کے پاس ہے ۔ تو ہر ایک منش کو ایشور کیوں نہیں دکھائی دیتا

جواب ۔ اگر آئینہ اور آنکھ کے درمیان میں پرکاش نہ ہو ۔ تو آئینہ کی موجودگی میں آنکھ کا سرمہ نظر نہیں آتا ہے ۔

سوال۔ من اور ایشور کے درمیان کونسا اندھیرا ہے۔ جس کے سبب ایشور نظر نہیں آتا؟

جواب۔ اودیا کا اندھیرا جب تک ودیا کے پرکاش سے دور نہ ہو۔ تب تک ایشور نظر نہیں آتا۔

سوال۔ اودیا کے دور کرنیکا اپائے کیا ہے؟

جواب۔ ستیہ ودیا۔

سوال۔ کیا کوئی استیہ ودیا بھی ہے؟

جواب۔ ودیا شبد گیان کا دوسرا نام ہے۔ اور گیان دو پرکار کا ہوتا ہے۔ ایک اُتپتی والے پدارتھوں کا جاننا۔ دوسرے نتیہ پدارتھوں کا جاننا۔ جو اُتپتی والے پدارتھ ہیں۔ وہ سب وکاری ہیں۔ اس واسطے ان کا جاننا بھی پریناحی (بدلنے والا) ہے۔ اُسی کو استیہ ودیا بھی کہتے ہیں کیونکہ ستیہ کہتے ہیں۔ نتیہ کو یعنی جو تین کال میں رہے۔ لیکن پرینامی کی ہستی (طاقت) قائم نہیں رہتی۔ اس واسطے وہ انتیہ ہے۔

سوال۔ گیان کتنے پرکار کا ہوتا ہے؟

جواب۔ تین پرکار کا ہے۔ ودیا۔ اودیا۔ ستیہ ودیا۔

سوال۔ اودیا کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ پدارتھ کے یتھارتھ تتو کو نہ جان کر اُلٹا خیال کرنا اودیا ہے۔

سوال۔ اودیا گُن ہے یا دروبہ

جواب۔ اودیا گُن ہے۔

سوال۔ اودیا جیو کا سوبھاوک گُن ہے یا نیمتک؟

جواب۔ اودیا نیمتک ہے۔ سبھاوک نہیں۔

سوال۔ اگر اودیا نیمتک گُن ہے۔ تو اس کی اُتپتی کا کیا کارن ہے؟

جواب۔ اندریوں کی کمزوری اور سنسکار کی خرابی اودیا کی اُتپتی کے کارن ہیں۔

سوال۔ اس کی تشریح کے لئے اودیا کے چار انگ، قابلِ مطالعہ ہیں۔ اودیا سے کس پرکار کا گیان ہوتا ہے؟

جواب۔ چیتن یعنی گیان والے جیو آتما کو اچیتن پرکرتی کا کاریہ جاننا نتیہ یعنی انادی وستوؤں کو اُتپتی والی اور اُتپتی والی کو انادی سمجھنا شریر آدی اپوتر پدارتھوں کو پوتر اور دکھ دینے والے پدارتھوں کو سکھ کا کارن اور دکھ کو سکھ سمجھنا اس پرکار کا گیان اودیا کہلاتی ہے۔

سوال۔ ودیا کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ چیتن جیو آتما کے گیان کا نام جو اودیا کے گُن سے پرتھک ہو۔ اور جس سے چلنے پرنام

ہوتے جاویں۔ اسی پرکار سے شدھ اپنامی گیان ہو۔ اسے ودیا کہتے ہیں۔

سوال۔ ستیہ ودیا کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ جو سروگیہ ایشور کا اپنامی گیان ہے۔ جو دیش کال اور وستو کے بھید سے بدلتا نہیں اسے ستیہ ودیا یا وید کہتے ہیں۔

سوال۔ ستیہ ودیا اور ودیا کا بھید کسی درشٹانت سے سمجھاؤ!

جواب۔ جس طرح سورج کا پرکاش منشیوں کے لئے سنسار کے آدی میں ایشور نے اتپن کیا ہے۔ وہ ہر ایک منشیہ کے لئے یکساں ہے۔ لیکن منشیہ کا بنایا ہوا پرکاش چراغ، لیمپ، گیس، بجلی وغیرہ کئی طرح کا ہے۔ وہ ہر ایک گھر کے لئے علیحدہ علیحدہ قسم کا ہے۔

سوال۔ کیا ایشور یہ گیان کے بغیر انسان اپنے جیون ادیش پر نہیں پہنچ سکتا؟

جواب۔ ہرگز نہیں! جس طرح پرکاش کے بغیر آنکھ اپنے کام کو پورا نہیں کر سکتی ایسے ہی بدھی بغیر ایشور یہ گیان کی مدد کے اپنا کام نہیں کر سکتی۔

سوال۔ آنکھ کو کام کرنے کے لئے روشنی کی ضرورت ہے۔ خواہ روشنی سورج کی ہو۔ یا لیمپ کی۔ اسی طرح بدھی کو ودیا (علم) کی سہایتا چاہئے۔ خواہ منشیہ کی بنائی ہو یا ایشور کی۔

جواب۔ جبکہ منشیہ کا جیون ادیش بہت کٹھن اور جیون کا وقت (سمے) بہت تھوڑا ہے۔ اس کارن وہ ایشور یہ گیان کے کارن سے ہی کرت کاریہ ہو سکتا ہے۔ جس پرکار کوئی منشیہ، چراغ کو ہاتھ میں لے کر دوڑ کر چل نہیں سکتا۔

سوال۔ کیا سبب ہے۔ کہ انسان سورج کی روشنی میں دوڑ کر چل سکتا ہے۔ اور دیپک کی روشنی لے کر دوڑ کر نہیں چل سکتا؟

جواب۔ جبکہ دیپک کی روشنی ہوا کے جھونکے کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی طرح منشیہ کی ودیا ترک وحجت بازی کو سہن نہیں کر سکتی۔ چراغ کے بجھ جانے کا ڈر چلنے والے کو روکتا ہے۔ اور دور تک دیکھنے کی شکتی کا نہ ہونا بھی روکنے والا ہے۔ اسی طرح منشیہ کی ودیا کیول مان لی جاتی ہے۔ جس کو ایمان کہتے ہیں۔ جس مارگ پر ودیا کی سہایتا سے چلے۔ اسے مت کہتے ہیں۔ لیکن مت اور ایمان سے کوئی جیو منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ دھرم اور گیان سے پہنچ سکتا ہے۔

سوال۔ مت اور دھرم تو پریایواچک شبد ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں! مت کے ارتھ مارگ (راستہ) اور دھرم کا ارتھ سوبھاوک گن ہے۔

سوال۔ دھرم اور مت کی پہچان کیا ہے؟

جواب. دھرم میں سوائے سروویاپک پرمیشور اور اپنے آتمک گن کے کسی پراکرت وستو اور منشیہ سے سمبندھ نہیں ہوتا پرنتو مت بغیر منشیہ اور پراکرت سمبندھ کے چل نہیں سکتا

سوال. ہمیں دھرم اور مت کا درشٹانت دیکر سمجھاؤ.

جواب. دھرم کے دس لکشن جو منو جی نے لکھے ہیں. انکو پڑھو. اور مسلمانوں عیسائیوں کی پستکوں کو پڑھو. تو دہرم اور مت کا بھید گیات (معلوم) ہو جائیگا.

سوال. منو نے دہرم کے دس لکشن کون سے لکھے ہیں؟

جواب. پہلا دھرتی دوسرا اکشما ارتھات سہن کرنے کی شکتی. تیسرا دم من کو ستھر رکھنا. چوتھا چوری کا سمرن تک نہ ہونے دینا. پانچواں شدھ یعنی پاکیزہ رہنا. چھٹا اپنی اندریوں کو بس میں رکھنا. ساتواں بدھی کو بڑھانا. آٹھواں ودیا کو گرہن کرنا. نواں ست کے گرہن کرنے اور استیہ کے تیاگنے میں ہمیشہ تیار رہنا. دسواں کرودھ نہ کرنا. اوم. شانتی! شانتی!! شانتی!!!

(چونی لال دت کاتب کنجروڑوی)

گروشکشا

28/12/08

سوامی درشنانند سرسوتی

اوم

گوروشکشا

جسمیں

اپنشدوں کا وہ اپدیش لکھا گیا ہے۔ جس کو گورو سماورتن سنسکار کرنے سے پہلے وید پڑھا کر اپدیش کیا کرتے تھے۔

مصنفہ

شری سوامی درشنانند سرسوتی تڑک شرومنی

مترجم درشن شاستر و اپنشدیں وغیرہ اور مصنف سینکڑوں ٹریکٹ و پستکیں

زیر نگرانی

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ موہن لال روڈ لاہور

متصل ہری گیان مندر لاہور

مطبوعہ

امرت الیکٹرک پریس لاہور باہتمام لالہ ونگی داس پرنٹر

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۶

دیانندابد ۱۰۱

بکرمی ۱۹۸۲

عیسوی ۱۹۲۵

قیمت فی جلد ۳/

بار سوم

(۱۰۰۰)

اوم

گُرو شِکشا

پُرانے زمانہ میں جبکہ ویدک شکشا کا پرچار گورُوکل کے ذریعہ سے باقاعدہ طور پر ہو رہا تھا۔ اور کوئی بھی ان پڑھ اپنے آپ کو براہمن کشتری اور ویش کہلانے کا مستحق نہ سمجھتا تھا۔ اور بلا سنسکاروں کو باقاعدہ طور پر کئے کوئی دوِج بن بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ دوِج شبد کے معنی بھی یہ ہیں۔

द्वाभ्यां जन्म संस्काराभ्यां जायतेति द्विज: ॥

جو دو چیزوں سے یعنی جنم اور سنسکاروں سے ملکر پیدا ہو۔ وہ دوِج کہلاتا ہے۔ اور دوِج کو اکثر موقعہ پر دوِجنما یعنی دو دفعہ پیدا ہونے والا کہا گیا۔ پہلا جنم تو ماتا پتا کے سبب سے ہوتا ہے۔ جس سے کل انسان منش جاتی کہلا سکتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب شودر ہوتے ہیں۔ دوسرا جنم آچاریہ اور وِدیا کے سمبندھ سے ہوتا ہے۔ جس سے دوِج ہوتے ہیں۔ گویا اس طریق عمل سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس کا اوپنین یعنی جنیو اور ویدارمبھ سنسکار نہیں ہوا۔ وہ گویا وِدیا ماتا کے گربھ یعنے حمل میں نہیں گیا۔ پھر اس کا دوِج ہونا کیسے ممکن ہے۔ ویدارمبھ اور جنیو کے ہونے سے دوِج ہوتے تھے۔ لیکن سماورتن سنسکار کے موقعہ میں دوِجوں کے گن۔ کرم۔ سوبھاؤ کی تفریق سے تین بھید ہوتے تھے جن کا نام براہمن کشتری۔ اور ویش ہوتا تھا۔ سماورتن سنسکار اس موقعہ پر ہوتا تھا۔ جبکہ برہمچاری اس برت کو پورا کر کے جس کا اس نے اوپنین سنسکار کے وقت (جس کو جنیو اور برت بندھ کہتے ہیں) ۔ جو کہ گیتری منتر کے نام سے مشہور کیا گیا ہے۔ دھارن کیا تھا۔ گھر لوٹتا ہے۔ ان برہمچاریوں کو جو برت

دھارن کرتے ہیں۔ سناتک کہتے ہیں اور وہ تین قسم کے ہوتے ہیں

۱۔ **وِدّیا سناتک**۔ جو اس بات کا اقرار کر کے گوروکل میں جاتا ہے۔ کہ جب تک چاروں وید ٹھیک ٹھیک نہ پڑھ لوں گا۔ تب تک واپس نہیں آؤنگا۔

۲۔ **برت سناتک**۔ جو اس بات کا اقرار کرتا ہے۔ کہ اتنے سال تک گوروکل میں رہوں گا۔

۳۔ **وِدّیا اور برت سناتک**۔ جو ودیا اور برت دونوں کا اقرار کرتا ہے۔

ہر سہ قسم کے ودیارتھی جب وید پڑھ کر لوٹا کرتے تھے۔ تو اُن کو گورو آخری شکشا دیا کرتے تھے۔ جس کا نام انوشاسن کہلاتا تھا۔ اس اُپدیش کو ہم اُپنشدوں سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔

वेदमनूच्याचार्यो ऽन्तेवासिनमनुशास्ति ॥

तैत्तरीयोपनिषद अ० १ । ११ अनुवाक

ارتھ۔ وید کو پڑھا کر آچاریہ یعنے گورو ودیارتھی کو شکشا دیتا ہے۔ اس شکشا کی غرض ودیارتھی کا ٹھیک سنسکار یعنی درستی کرنا ہے۔ کیونکہ جس کا سنسکار ٹھیک ہونے سے دل صاف ہو گیا ہے۔ اسی کو آتما کا گیان ہونا ممکن ہے۔ اسیواسطے کہا گیا ہے۔

तपसा कल्मषं हन्ति विद्ययाऽमृतमश्नुते ॥

ارتھ۔ تپ یعنے نشکام پروپکار کے کرم سے دل کے میل کو دور کرتے ہیں۔ اور گیان سے موکش کو حاصل کرتے ہیں۔ اسی واسطے اُپنشدوں میں کہا گیا ہے۔

तपसा ब्रह्म विजिज्ञासस्वेति ॥ ॥

ارتھ۔ تپ یعنے ویدک کرم کا کرنے سے جو نشکام ہو کر جگت کا اوپکار کرتا ہے۔ اُس سے برہم کو جاننے کی خواہش کر۔ اس واسطے برہم گیان کے حاصل کرنے کیواسطے لازمی ہے۔ کہ اوّل نشکام کرم کو باقاعدہ طور پر کرے۔ اگر گورو کا باقاعدہ اُپدیش نہ ہو۔ تو ممکن ہے۔ کہ طالب علم اکثر موقعوں پر وید کے منشا کے خلاف نتیجہ نکال کر دکھ اٹھاوے۔ اسواسطے اس تعلیم کا ہونا لازمی ہے۔ رشیوں

سے اس اُپدیش سے اس بات کا بھی پتہ ملتا ہے۔ کہ وید پڑھ جانے پر بھی اسی وید کا مطلب یعنے دھرم کا گیان معلوم کئے بغیر لوٹنا اور شادی کرنا درست نہیں۔ آجکل جو لوگ صرف سمولی دیا کرن پڑھنے پر ہی ویدوں کے جاننے کا ابھیمان رکھتے ہیں جنہوں نے گورو سے دھرم کے گیان کی نسبت کبھی وچار ہی نہیں کیا۔ ان کی نسبت کیا کہا جاوے۔ جہاں سماورتن سنسکار کے موقعہ پر ذکر ہے۔ کہ وید کسے کہتے ہیں۔ تو پارا سکر گرہیہ سُوتر کے ہری ہر بھاشیہ میں اس کا وچار کرتے ہوئے بتلایا ہے۔ کہ

विधि विधेयस्तर्कश्च वेदः ॥

ارتھ۔ ودھی یعنے براہمن اور دھرم شاستر۔ اور ودھیہ یعنی سنگھتا ترک یعنی درشن شاستروں کو پڑھے بغیر وید کا گیاتا نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ ہی اسے سماورتن سنسکار کا حق ہو سکتا ہے۔ لیکن آجکل صرف سور سہت وید منتروں کا اُچارن کرنے سے وید پاٹھی کہلاتے ہیں۔ اور دھرم کے گیان سے ترک کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں ان کی نسبت کیا کہا جاوے۔

धर्मं चर ॥ तैत्तरीयोपनिषद् ॥१॥ ११ [illegible]

ارتھ۔ دھرم کے موافق عمل کر۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ دھرم کیا ہے؟ مہاتماؤں نے جو دھرم کے لکشن بیان کئے ہیں۔ ان کو ٹھیک طور پر کام میں لاؤ۔ یا ویشیشک شاستر میں جو دھرم کی تعریف کی گئی ہے۔ اس کے موافق عمل کرنا۔

سوال۔ دھرم ایک ہے۔ یا انیک ہیں؟

جواب۔ دھرم ایک ہے۔

سوال۔ بہت سے دھرم بتلائے جاتے ہیں۔ جیسے پورانک اپنا دھرم الگ بتلاتے ہیں۔ قرانی الگ۔ کرانی الگ۔ جینی الگ۔ ایسے ہی اور بہت سے دھرم ہیں؟

جواب۔ یہ سب مت ہیں دھرم نہیں۔ دھرم ایک ہے۔

سوال۔ مت اور دھرم میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ مت میں آتما کے ساتھ مادی اشیا۔ خدا اور انسان تین چیزوں کا تعلق لازمی ہوتا ہے۔ دھرم میں صرف پرمیشور اور جیو آتما کا اپنی صفات سے ہی تعلق

ہوتا ہے۔ کسی مادی شے اور انسان کی ضرورت نہیں۔ جیسے قرانی مت کعبہ۔ محمدؐ صاحب کا ماننا ہر مسلمان کے واسطے لازمی ہے۔ جیسے خدا کو نہ ماننے والا کافر ہے۔ ایسے ہی محمدؐ صاحب کی رسالت اور کعبہ کو علیحدہ رکھنے والا بھی منکر ہی کہلاتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عزرائیل جو اشرف الموحدین ہیں، جنہوں نے قرانی خدا کے کہنے پر بھی آدم کو سجدہ کر کے شرک کرنا جائز نہ جانا۔ ان کو کافر ہی بتلایا ہے۔ ایسے ہی عیسائی مت میں عیسےٰ اور مریم وغیرہ کو ماننا خدا کے ساتھ لازمی رکھا گیا ہے۔

سوال۔ ہمارے شاستروں میں بھی تو دھرم کے بہت سے لکشن کئے ہیں۔

(اوّل لکشن)

वेदः स्मृति सदाचारः स्वस्यच प्रियमात्मनः ।
एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद् धर्मस्य लक्षणम् ॥
मनु० १२ ।९२॥

ارتھ۔ (۱) شُرتی وید سنگھتا۔ (۲) سمرتی۔ رشیوں کا اُپدیش۔ براہمن۔ اُپنشد درشن دھرم شاستر وغیرہ وید انوکول پُستک۔ (۳) سداچار آپت ودوانوں کا بیوہار اور (۴) ضمیر (کانشنس) کے موافق کام۔ یہ چار صاف طور پر دھرم کے جتلانے والے ہیں۔

(دوسرا لکشن)

धृति क्षमा दमो स्तेयं शौच मिन्द्रिय निग्रह ।
धीर्विद्या सत्यमक्रोधो दशकं धर्म लक्षणम् ॥
मनु० । ६ । ९२ ॥

ارتھ۔ استقلال۔ بُردباری من کو قابو میں رکھنا۔ چوری کا خیال تک نہ ہونا۔ صفائی حواسوں کو قبضہ میں رکھنا۔ عقل کو درست رکھنا۔ ودیا کو حاصل کرنا۔ سچ بولنا۔ اور کرودھ سے دُور رہنا یہ دھرم کے دس لکشن کہلاتے ہیں۔

(تیسرا لکشن)

आर्षं धर्मोपदेशञ्च वेदशास्त्रा ऽविरोधिना । यस्तर्केणा
नुसंधत्ते सधर्मं वेद नेतरः ॥ मनु० ।१२।१०६॥

ارتھ - جو رشیوں کا اُپدیش کیا ہُوا دہرم ہے۔ اور وید شاستر کے موافق ترکوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ اس کے خلاف نہیں۔ یہ تین لکشن تو منوسمرتی ہی میں دھرم کے کئے گئے ہیں۔ اور بھی بہت سے لکشن ہیں۔

جواب - ان تین لکشنوں میں تو کچھ بھی اختلاف نہیں۔ پہلے لکشن میں تو دھرم کے بتلانے والے پرمانوں کا ذکر کیا ہے۔ جن سے دھرم کا گیان ہوتا ہے۔ گویا دھرم کے پرمانوں کو دھرم بتلایا ہے۔ دوسرے میں دھرم کے صحیح لکشن کئے ہیں۔ تیسرے میں بھی دہرم کو ادھرم سے علیحدہ کرنے کے واسطے ترک کے ذریعہ تحقیقات کرنے کا اُپدیش کیا ہے۔ کیونکہ پہلے لکشن میں سمرتی شبد سے رشیوں کے اُپدیش کا گرہن کر چکے تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہُوا - کہ اگر کوئی رشیوں کے نام سے کچھ بنا کر اس کو سمرتی بتلانے لگے۔ تو کیا کیا جاوے؟ اس پر کہا۔ کہ جو وید انوکول ترکوں سے ثابت ہو۔ وہی رشیوں کا واکیہ قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ رشی کہتے ہیں وید ارتھ کے جاننے والے کو۔ وید ارتھ کا جاننے والا کبھی وید کے خلاف اُپدیش نہیں کریگا۔ اسواسطے جو وید انوکول ترک کے خلاف ہو۔ وہ آرش واکیہ ہی نہیں۔ اس طور پر سمرتیوں کو ملاوٹ سے صاف کرنے کا اُپدیش کیا۔ اس کے متعلق ایک جگہ اور بھی اُپدیش کیا۔

या वेदवाह्या स्मृत्यो याश्च काश्च कुदृष्टयः।
सर्वास्ता निष्फला प्रेत्य तमोनिष्ठाहिताःस्मृताः
मनु० । १२ । ९५ ॥

ارتھ - جو وید کے مضمون سے علیحدہ سمرتیاں یعنے اگیانی لوگوں کا اُپدیش ہے۔ جس کو لوگوں نے اپنی شہرت یا اغراض کے پُورا کرنے کے واسطے بنایا ہے۔ وہ سب نشپھل ہے۔ اور تموگن یعنے جہالت کی طرف لے جانے والا ہے۔ وید سے علیحدہ سمرتیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن کا مضمون ویدوں کے خلاف ہے۔ اور اس کا کھنڈن کسی وید منتر سے ہوتا ہے۔ وہ کسی حالت میں ماننے کے لائق نہیں۔ دوسرے وہ جس کی تردید وید منتروں میں نہیں ملتی۔

اور نہ ہی اس کا قول کسی منتر میں پایا جاتا ہے۔ تو ایسی سمرتی اگر ترک کیخلاف ہو۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ کسی وید منتر میں اس کی تردید ضرور ہوگی۔ اگر ترک کے موافق ہو۔ تو انومان کرنا چاہیئے۔ کہ وید میں اس کی اجازت ہوگی۔ کیونکہ وید کی باتیں تتوگیان کا ذریعہ ہیں۔ اور وید ست ودیاؤں کا بھنڈار ہے۔

سوال۔ منو کے واکیوں کی ویوستھا تو ہو گئی۔ لیکن وشیشک درشن میں دھرم کا یہ لکشن کیا ہے۔ کہ

यतोऽभ्युदयनिःश्रेयससिद्धिः स धर्मः ॥

वैशेषिक ॥ १।१।२ ॥

ارتھ۔ جس سے تتوگیان اور مکتی حاصل ہو۔ وہ دھرم یا جو تتوگیان کے ذریعہ مکتی کا سبب ہو۔ وہی دھرم ہے۔

جواب۔ تتوگیان کے ذریعہ مکتی کا سبب دھرم کا معلوم ہونا ہی وید کے موافق ہے۔ کیونکہ شرتی ہی سے تتوگیان ہوتا ہے۔ اس واسطے شرتی سے جو مکتی کا سبب معلوم ہو۔ وہی دھرم ہے۔ یہی منو کا مطلب تھا۔

سوال۔ یہاں پر تو شرتی کا نام بھی نہیں۔ تم نے کس طرح شرتی کے موافق دھرم بتلایا ہے؟

جواب۔ اس کا اگلا سوتر دیکھو۔ جو تتوگیان کے موافق دھرم کا بتلانیوالا وید کو کہتا ہے۔

तद्वचनादाम्नायस्य प्रामाण्यम् ॥

वैशेषिक ॥ १।१।३ ॥

ارتھ۔ دھرم کا بتلانے والا ہونے سے یا ایشور کا اپدیش ہونے سے آمنائے یعنی وید تتوگیان کے واسطے پرمان سمجھو۔

سوال۔ میمانساکار نے دھرم کا لکشن اور کہا ہے۔ دیکھو میمانسا درشن۔ ادھیائے ۱۔ سوتر ۲۔

चोदनालक्षणोऽर्थो धर्मः ॥

ارتھ۔ جس میں پریرنا پائی جاتی ہے۔ یعنی جس کے کرنے کی پریرنا ہوتی ہے

وہی دھرم ہے۔

جواب۔ میمانسا درشن میں جو پریرنا بتلائی ہے۔ اس کا مطلب سیدھا یہی ہے۔ کہ وید جن کرموں کے کرنے کی پریرنا کرتا ہے۔ وہ دھرم ہیں۔ اس واسطے میمانسا درشن کار کا بھی وہی مطلب ہے۔

سوال۔ چھاندوگیہ اُپنشد میں دھرم کا یہ لکشن ہے۔

त्रयो धर्मस्कन्धा यज्ञोऽध्ययनं दानमिति ॥

ارتھ۔ دھرم کے تین وبھاگ ہیں۔ ایک یگیہ۔ دوسرا ویدوں کا پڑھنا تیسرا دان۔ اس کے آگے تشریح بھی کی۔ یگیہ کے معنی ہیں۔

प्रथमस्तप एव ॥

ارتھ۔ پہلا جو یگیہ ہے۔ اس کا ارتھ تپ یعنے کرم کانڈ کرنا اندریوں کو اپنے وشئیوں سے روکنا من کو دمن کرنا ہے۔

द्वितीयः ब्रह्मचार्य्याचार्य्य कुलवासी ॥

ارتھ۔ دوسرا برہمچاری بن کر تینوں برتوں میں سے کسی برت کو دھارن کئے ہوئے گوروکل میں رہ کر جو ودیا کا پڑھنا ہے۔ وہی ادھین ہے۔

तृतीयोऽत्यन्तमात्मानमाचार्य्य कुलेऽवसा-

दयन् सर्व एते पुण्यलोका भवन्ति ॥

ارتھ۔ تیسرا اپنے آپ کو بالکل گوروکل کے ارپن کر دینا یعنے ہمیشہ کیواسطے نیشٹھک برہمچاری ہو کر رہنا۔ یہ سب پن لوک یعنے سکھ کو حاصل کرتے ہیں۔

جواب۔ یہ لکشن ان لکشنوں کے اندر آجاتا ہے۔ یگیہ وغیرہ جسقدر کرم کانڈ ہے۔ جس کا نام تپ رکھا ہے۔ وہ سب شوچ کے سادھنوں میں آجاتا ہے۔ جیسا کہ مہاتما منو نے شوچ کے سادھنوں میں لکھا ہے۔

अद्भिर्गात्राणि शुद्ध्यन्ति मनः सत्येन शुद्ध्यति ।

विद्या तपोभ्यां भूतात्मा बुद्धिर्ज्ञानेन शुद्ध्यति ॥

मनु० ॥ ५ । १०९ ॥

ارتھ۔ جل سے شریر کے انگ شدھ ہوتے ہیں۔ اور ست بولنے سداچار کرنے سے من شدھ ہوتا ہے۔ ودیا اور تپ سے جیو آتما شدھ ہوتا ہے۔ بدھی گیان یعنے وید سے شدھ ہوتی ہے۔ جس تپ کا نام یگیہ رکھا تھا۔ وہ شدھی کے اندر موجود ہے۔ دوسرا پڑھنا وہ ودّیا کے اندر آجاتا ہے۔ تیسرا آچاریہ کل میں نیشٹھک برہمچاری ہوکر رہنا یہ دم کے اندر آجاتا ہے۔ اس واسطے یہ لکشن منو کے لکشن سے علیحدہ نہیں۔ اسواسطے دھرم ہمیشہ ایک ہے۔ مت لاکھوں ہوسکتے ہیں۔ وہ دھرم منو کے لکھے ہوئے دس لکشن والا ہے۔

سوال۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ صرف یگیہ ہی مکھیہ دھرم ہے۔ یہ منو کے لکھے دس لکشن اس کے انگ ہیں۔

جواب۔ یگیہ ان لکشنوں کے ایک انگ شوچ کے اندر آجاتا ہے۔ بلکہ کل کرم کانڈ ہی اس میں شامل ہے۔ اس واسطے یہ لکشن اس کے نہیں ہوسکتے۔ بس دھرم یہی سمجھو۔

वेद प्रति[illegible]धर्मो ऽ धर्मस्तद् वि[illegible]य: ॥

ارتھ۔ وید نے جو بتلایا ہے وہی دھرم ہے۔ اس کے خلاف ادھرم ہے۔ پس ویدوکت دھرم کا ہمیشہ مطالعہ کیا کر۔ چونکہ پڑھے ہوئے وید کا بھول جانا ممکن ہے اس واسطے کہتے ہیں۔

स्वाध्यायान्मा प्रमद: ॥ तैत्तरीयोप० ।१।११॥

ارتھ۔ اپنے پڑھنے قابل پستکوں کے مطالعہ کو کبھی مت چھوڑنا۔ رشیوں کے زمانہ میں مطالعہ کی اتنی تاکید تھی۔ آجکل لوگوں نے اسے بالکل زائل کردیا۔

आचार्याय प्रियं धनमाहृत्य प्रजातन्तुं मा व्यवच्छेत्सी ॥

तैत्तरीयोपनिषद १० अनुवाक

ارتھ۔ آچاریہ یعنے پڑھانے والے استاد کی عمدہ چیزوں کے دان سے پوجا کرکے گویا گورو دکشنا دیکر جس سے کرتگھنی ہونے کا الزام نہ ہو۔ برہمچاریہ کے سلسلہ کو مت توڑنا۔ اگر عام طور پر اولاد نہ ہو۔ تو پترےشٹی یگیہ وغیرہ سے اولاد پیدا کرنا۔ پرجا یعنے اولاد دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک تو عورت مرد کے تعلق

سے جیسے بیٹے۔ دُوسرے ودّیا اور گورو کے تعلق سے۔ جیسے چیلے۔ جیسے پتا کا پتا دادا کہلاتا ہے۔ ویسے ہی گورو کا گورو دادا گورو کہلاتا ہے۔ رشی اپدیش کرتے ہیں۔ کہ دونوں سلسلوں کو ختم مت کرنا۔ یہاں تک تینوں قرض جن کا نام دیوِرن یعنی دیوتوں کا قرض۔ رشی رن یعنی رشیوں کا قرض۔ پتری رن والدین کا قرض۔ ان تینوں کے ادا کرنے کا اپدیش وہرم یعنی کرم کانڈ کرنے سے دیوتوں کا قرض ادا ہوتا ہے۔ ودّیا کو پڑھنے پڑھانے سے رشیوں کا قرض ادا ہوتا ہے۔ اور اولاد کے پیدا کرنے اور ماں باپ کی خدمت کرنے سے ماتا پتا کا قرض ادا ہوتا ہے۔ ان تینوں قرضوں کے ادا کرنے کا اپدیش کر کے اب اس کو مشرح طور پر بیان کرتے ہیں۔ کہ ان سے کبھی غافل مت رہنا۔ کیونکہ جو اپنے فرائض سے غافل رہتا ہے۔ اس کو ہمیشہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

सत्यान्न प्रमदितव्यम् ॥ तै तरीयोप० १।११॥

ارتھ - ست سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ ست سے غافل ہونے کے معنی یہ ہیں۔ کہ کبھی جھوٹ کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ ست کے گرہن اور جھوٹ کے چھوڑنے کے واسطے کمربستہ رہنا چاہیئے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ کبھی بھول کر بھی جھوٹ نہ بولنا چاہیئے۔ کیونکہ وید میں جھوٹ بولنا بہت ہی برا بتلایا ہے۔ اور اس کی سزا بہت ہی سخت ہے۔

असुर्या नाम ते लोका ऽअन्धेन तमसा वृता ॥
तांस्ते प्रेत्याभिगच्छन्ति ये के चात्महनो जनाः ॥
यजु० अ० ४० । मं० ३॥

ارتھ۔ جن اجسام میں سوریہ یعنے وید کے گیان کی روشنی کبھی نہیں جاتی۔ اور جو اگیان یعنے جہالت سے بھرے ہونے سے اپنی ہستی کا بھی صحیح گیان نہیں حاصل کر سکتے۔ اپنی آتما یعنے کانشنس کا خون کرنیوالے لوگ ایسے جسموں میں جاتے ہیں چونکہ جو جھوٹ بولتا ہے۔ اسے کانشنس کا خون کرنا پڑتا ہے۔ اسواسطے جھوٹ کبھی نہیں بولنا چاہیئے۔ اسواسطے رشیوں نے بھی کہا ہے۔

नहि सत्यात्परो धर्मो नानृतात्पातकं परम्

ارتھ۔ ست سے بڑھکر دنیا میں کوئی دھرم نہیں۔ اور جھوٹ سے بڑھکر دنیا میں کوئی پاپ بھی نہیں۔ اس واسطے کبھی ست سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

धर्मान्न प्रमदितव्यम् ॥ तैतरीये० ॥१ ।११॥

ارتھ۔ دھرم سے یعنے اپنے ضروری فرائض سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مہاتما منوجی نے کہا ہے

धर्म एव हतो हन्ति धर्मो रक्षति रक्षितः ॥

तस्माद् धर्मो न हन्तव्यो मा नो धर्मो हतोऽवधीत ॥

मनु० ॥ ८ । १५ ॥

ارتھ۔ جو منشیہ اپنے دھرم کو مارتا ہے۔ یعنی فرائض کو چھوڑ دیتا ہے۔ دھرم اسکو مار ڈالتا ہے۔ جو دھرم کی حفاظت کرتا ہے۔ دھرم اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس واسطے کبھی دھرم کو نہیں مارنا چاہیئے۔

कुशलान्न प्रमदितव्यम् ॥ तैतरीयो० ॥१ ।११॥

ارتھ۔ اپنے آتما کی ترقی کرنیوالے افعال سے کبھی غافل مت ہونا۔ کیونکہ جو آتمک اُنتی سے غافل ہوتا ہے۔ اس کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ چونکہ گیان کی ترقی کرنے سے آتما کی ترقی ہوتی ہے۔ اور گیان کے تنزل سے آتما کا تنزل ہوتا ہے۔ اسواسطے ہمیشہ گیان کو بڑھاتے رہنا چاہیئے۔

भूत्यै न प्रमदितव्यम् ॥ तैतरीयो० ॥१ ।११॥

ارتھ۔ پراوپکار کے کاموں سے کبھی غافل مت رہنا۔ کیونکہ سنسار میں پراوپکار ہی زندگی اور خود غرضی موت ہے۔ جس منشیہ میں پراوپکار کا مادہ ہے۔ وہ خود زندہ رہتا اور دوسروں کو زندہ رکھتا ہے۔ اور جو خود غرض ہے وہ خود بھی ناش ہو جاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی ناش کر دیتا ہے۔ اس کے متعلق پرماتمانے ایک مثال دی ہے۔ کہ جس طرح آنکھ۔ ہاتھ۔ زبان۔ اور پیٹ وغیرہ اجزا ہیں جب یہ اپنے واسطے کام کرتے ہیں۔ تب جسم کا ناش ہو جاتا ہے۔ جب پراوپکار کرتے ہیں۔ جب ہر ایک دوسروں کے واسطے کام کرتا ہے۔ تب زندگی ہوتی ہے۔ آنکھ جس چیز کو دیکھتی ہے۔ اس کو ہاتھ اٹھاتا ہے۔ یا جو راستہ آنکھ سے نظر آتا ہے۔ اس پر پاؤں چلتا ہے۔ گویا آنکھ

کا دیکھنا ہاتھ اور پاؤں کے واسطے ہے۔ ہاتھ چیز کو اٹھاتا ہے۔ یا تو منہ میں ڈال دیتا ہے۔ یا جسم پر مل دیتا ہے۔ یا کسی دوسرے کو دیدیتا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ ہاتھ کا اٹھانا بھی دوسروں کے واسطے ہے۔ اب منہ میں جو چیز جاتی ہے۔ وہ اس کو چبا کر پیٹ کے حوالہ کر دیتا ہے۔ گویا منہ کا کام بھی دوسروں کے واسطے ہے۔ اور جو چیز پیٹ میں جاتی ہے۔ پیٹ اس کو رس بنا کر تمام جسم کو بانٹ دیتا ہے۔ جس سے آنکھ، ہاتھ، منہ اور پیٹ سب زندہ رہتے ہیں۔ اس طرح پر جب ہر ایک اندریہ دوسروں کیواسطے کام کرتی ہے۔ تب زندگی رہتی ہے۔ اس کے برعکس جب سب خودغرض ہو جاویں۔ یعنے آنکھ اپنی محنت کا پھل ہاتھ اور پاؤں کو نہ دے۔ تو ہاتھ کو کوئی چیز نظر نہیں آئیگی۔ تو ہاتھ اٹھائیگا نہیں۔ نہ منہ میں جائیگی نہ پیٹ میں رس بنیگا۔ پس آنکھ بھی رس نہ ملنے سے ناش ہو جائے گی۔ اور تمام جسم بھی سوکھ جائے گا۔ اگر ہاتھ خود غرضی کرے جس چیز کو اٹھائے اپنے ہی پاس رکھے۔ تو بھی نتیجہ وہی ہوگا۔ نہ چیز منہ میں نہ پیٹ میں جائے گی۔ نہ رس بنیگا نہ ہاتھ کو مدد ملیگی۔ آخر ہاتھ بھی سوکھ جائے گا۔ اور تمام جسم بھی غرضیکہ کوئی حصہ خود غرضی کرے۔ نتیجہ سب کا موت ہے۔ اس واسطے پر اوپکار کے کاموں سے کبھی غافل نہیں رہنا۔ یعنی بھول کر بھی خود غرض نہیں بننا چاہیئے۔ یہ رشیوں کا اپدیش ہے۔

स्वाध्याय प्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम् ॥

तै तरीयो० ॥ १० अनु० ॥

ارتھ۔ اپنی دھرم پستکوں کے مطالعہ اور دھرم کے متعلق ویاکھیان کرنے سے کبھی غافل مت ہونا۔ کیونکہ شروَن یعنے پڑھنا تو ہو چکا ہے۔ لیکن اکیلے شروَن سے کام نہیں چل سکتا۔ جیساکہ مہاتما کپل جی نے اپنے سانکھیہ شاستر میں اپدیش کیا ہے۔

न श्रवण मात्रात् तत्सिद्धिर नादि वासनाया बलव-

त्वात् ॥ सांख्य । २ । ३ ॥

ارتھ۔ مکتی کا سبب جو تتو گیان ہے۔ وہ صرف شاستروں کے سننے ہی سے نہ ہوگا۔ کیونکہ ہمیشہ کے سنسکار جو کہ اودیا کے سبب سے پیدا ہو رہے ہیں۔ بہت بل والے

ہیں۔ اس لئے رات دن پڑھے ہوئے کو منن کرنا یعنے غور کر کے وچارنا چاہیئے۔ اور شاستروں کا جو اصل مطلب ہے۔ اس کو نکال کر دل میں رکھنا چاہیئے۔ اسی واسطے وید کے چار کانڈ رکھے ہیں۔ اوّل گیان کانڈ۔ دوسرے کرم کانڈ۔ تیسرے اوپاسنا کانڈ۔ چوتھے وگیان کانڈ۔ رگ وید گیان کانڈ ہے۔ یجر وید کرم کانڈ۔ سام وید اوپاسنا کانڈ۔ اور اتھرو وید وگیان کانڈ۔ ایسے ہی برہمچریہ آشرم گیان کانڈ ہے۔ اور گرہستھ آشرم کرم کانڈ۔ بان پرست آشرم اوپاسنا کانڈ۔ اور سنیاس آشرم وگیان کانڈ۔ جاگرت اوستھا گیان کانڈ ہے۔ سوپن اوستھا کرم کانڈ سشپتی اوستھا اپاسنا کانڈ ہے۔ اور تریا اوستھا وگیان کانڈ۔ اسی واسطے رشیوں نے یہ نیم قائم کر دیا ہے۔ کہ مکشیوں کو صرف شرون پر سنتوش نہ کر کے منن۔ ندھی دھیاسن اور ساکشات کار کرنا ضروری ہے۔ اور اسی سے مکتی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ مہاتما یاگولک رشی برہدارنیک اُپنشد میں میتری اوپدیش کرتے ہیں۔

आत्मा वा अरे द्रष्टव्यः श्रोतव्यो मन्तव्यो
निदिध्यासितव्यो मैत्रेय्यात्मनि [illegible] अरे दृष्टे
श्रुते मते विज्ञात इदं सर्वं विदितं ॥ म ॥
बृहदारण्यको० ॥ ५ । ६ ॥

ارتھ۔ اے میتری آتما دیکھنے کے لائق ہے۔ اس کو ضرور دیکھنا چاہیئے۔ اس کے دیکھنے کا طریقہ کیا ہے۔ پہلے شرون کرنا۔ پھر منن یعنی رات دن وچارنا چاہیئے۔ اور وچار سے آتما اور اناتم پدارتھوں کو الگ الگ کر کے ہردے میں قایم کرنا چاہیئے۔ اس سے ساکشات درشن ہو ہی جائیگا۔ اے میتری! صرف آتما کے درشن سے یعنی آتما کے شرون۔ منن۔ اور ندھی دھیاسن کرنے سے جو گیان ہوتا ہے۔ اس سے ست گیان ہو جاتا ہے۔ یعنی منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے۔

سوال۔ آتما کو شرون۔ منن۔ ندھی دھیاسن کس طرح کیا جائے؟

श्रोतव्यः श्रुति वाक्येभ्यो मन्तव्य चोपपत्तिभिः।
मत्वा सततं ध्येयं एते दर्शन हेतवः ॥

جواب۔ ارتھ۔ وید کے واکیوں سے آتم گیان کو سنا چاہیئے۔ اور اس کو

دلیلوں سے بار بار تحقیقات کرنا چاہیئے۔ کہ شرتی نے جو یہ اپدیش کیا ہے ست ہے یا اسست۔ جب ست نشچے ہو جاوے۔ تب اس کو ہر وقت دھیان کرنا چاہیئے۔ یہی درشن کے اسباب ہیں۔

سوال۔ جب وید ایشور کا گیان ہے۔ تو اسکو ست اسست وچارنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس میں دلیل کو دخل کیوں دیا جاوے؟

جواب۔ اگرچہ وید ایشور کا گیان ہونے سے اس میں اسست ہونا ممکن نہیں۔ اور نہ ہی دلیل کے دخل کی ضرورت ہے۔ لیکن ویدارتھ انسانوں نے کہا ہے جسمیں غلطی کھا جانا ممکن ہے۔

سوال۔ آتما نراکار ہے۔ اس کا جو بار بار دھیان کرنا بتلایا ہے۔ وہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دھیان تو ساکار کا ہی ہو سکتا ہے۔ جس کا روپ نہ ہو۔ اس کا دھیان کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب۔ دھیان ساکار کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دھیان کرنے والا جیو آتما نراکار ہے۔ اگر کہو دھیان من سے کرتا ہے۔ اور من ساکار ہے۔ اور انہی پدارتھوں کا گیان ہوگا۔ جو اندریوں کے وشے ہیں۔ تو یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ من چیزوں کا گیان اندریوں سے گرہن کرکے جیو آتما تک لے جاتا ہے۔ ان کے گنوں کو ہی لے جاتا ہے گن نراکار ہیں۔ اس واسطے جیو آتما کے نراکار ہونے سے ساکار پدارتھوں میں بھی نراکار گنوں ہی کا دھیان ہوتا ہے۔ لیکن ساکار پدارتھ میں من قائم نہیں ہوتا ہے۔ اس واسطے ساکار پدارتھ میں دھیان ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ دھیان کا یہ لکشن کیا ہے۔

ध्यानं निर्विषयं मनः ॥

ارتھ۔ دھیان اسے کہتے ہیں۔ جب من اندریوں کے وشیوں سے علیحدہ ہو جائے۔ لیکن ساکار پدارتھ اندریوں کا وشے ہونے سے ان میں چت کا قائم کرنا دھیان ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ان میں من قائم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ من کا خاصہ ہے۔ کہ وہ چیز کو معلوم کرکے آگے چل دیتا ہے۔ ہر ایک ساکار چیز محدود ہے۔ اس واسطے من اسکو معلوم کرکے فوراً آگے چلا جائے گا۔ چونکہ من کا یہ بھی خاصہ ہے۔

کہ وہ بغیر انتہا تک پہونچے واپس نہیں آتا۔ اس واسطے ساکار پدارتھوں کی حد پاجانے سے من اُن میں قایم ہو ہی نہیں سکتا۔ صرف نراکار پرماتما کے گنوں کے اننت ہونے سے من اُن کی حد پانے سے مجبور ہوکر تھک کر وہیں قایم ہو جاتا ہے۔ سانکھیہ درشن میں مہاتما کپل جی نے دھیان کا یہ لکشن کیا ہے۔

रागोपहतिर्ध्यानम् ॥ सां० ३ । ३०॥

ارتھ۔ آتم گیان کے روکنے والی جو پرکرتی کا وکار وشیوں کی خواہش ہے جس حالت میں اُن کا ناش ہو جاتا ہے۔ اس حالت کا نام دھیان ہے۔ اب سوچنا چاہیے۔ کہ ہر ایک ساکار پدارتھ تو پرکرتی کا وکار ہے۔ اس میں دل لگانا تو پرکرتی سے پیدا شدہ وشیوں کا ناش کیا ہی نہیں سکتا۔ اس واسطے جو لوگ کہتے ہیں کہ دھیان ساکار کا ہوتا ہے۔ وہ دھیان کے لکشنوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ ورنہ دھیان نراکار کا ہی ہو سکتا ہے۔

देवपितृकार्याभ्यां न प्रमदितव्यम् ॥
तैत्तरीयोपनिषद् ।प्र० १ ।अनु० ११॥

ارتھ۔ دیو کاریہ ارتھات دیو یگیہ اور پتری کاریہ یعنی پتری یگیہ سے کبھی غافل مت ہونا۔ دیو یگیہ سے مراد ودوانوں کی سیوا اور اگن ہوتر آدی کرم ہیں) کیونکہ دیوتا دو قسم کے ہیں۔ ایک جڑ۔ دوسرے چیتن جڑ دیوتا تو تینتیس دیوتوں میں سے یہ ہیں۔ ۸ وسو۔ ۱۱ رودر۔ ۱۲ آدیتہ۔ یگیہ۔ بجلی۔ ان تینتیس کے اندر جیو آتما چیتن ہے۔ اور دوسرے چیتن ودوانوں کا نام ہے۔ جیساکہ شتپتھ براہمن میں لکھا ہے۔

विद्वांसो हि देवाः ॥

ارتھ۔ ودوان ہی دیوتا کہلاتے ہیں۔ ودوانوں کے سوائے کوئی دوسرے چیتن دیوتا نہیں ہیں۔ اس واسطے ان تینتیس دیوتوں میں جیو کو شامل کر لیا ہے۔

سوال۔ لوگ تینتیس کروڑ دیوتا بتلاتے ہیں۔ تم تینتیس کہتے ہو۔ تمہارے اس کہنے کو کس طرح تسلیم کیا جاوے۔ اگر کوئی پرمان یا دلیل ہو۔ تو پیش کرو۔

جواب۔ برہدارنیک اُپنشد میں یاگولک رشی سے پوچھا۔ کتنے دیوتا ہیں۔

त्रयस्त्रिंशदित्योमिति ॥ बृह० अ० ३ । ९ ॥

ارتھ۔ تینتیس دیوتا ایک اوم مہادیو ہیں۔

कतमे ते त्रयस्त्रिंशदित्यष्टौ वसवः एकादश रुद्रा द्वादशादित्यास्त एकत्रिंशदिन्द्रश्चैव प्रजापतिश्च त्रयस्त्रिंशाविति ॥

ارتھ۔ وہ ۳۳ دیوتا کون سے ہیں۔ آٹھ وسو۔ گیارہ رُدر۔ بارہ آدتیہ۔ ایک اِندر۔ ایک پرجاپتی۔ یہ سب مل کر ۳۳ ہو جاتے ہیں۔ ۳۳ دیوتا۔

سوال۔ آٹھ وسو کون کونسے ہیں؟

جواب۔ اگنی۔ پرتھوی۔ وایو۔ انترکش۔ آدتیہ۔ دیَو (द्यौः) چندرما۔ نکشتر یہ آٹھ وسو ہیں۔

سوال۔ گیارہ رُدر کونسے ہیں؟

جواب۔ دس پران گیارھواں جیو آتما۔

سوال۔ بارہ آدتیہ کونسے ہیں؟

جواب۔ سال کے بارہ مہینے۔

سوال۔ اندر کون ہے؟

جواب۔ بجلی ہی اندر ہے۔

سوال۔ پرجاپتی کون ہے؟

جواب۔ یگیہ پرجاپتی ہے۔

سوال۔ شت پتھ براہمن میں جو ودوان کا نام دیوتا بتلاتے ہو۔ یہ صحیح نہیں۔ بلکہ ودوان دیوتا کی تعریف کے واسطے کہا گیا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ دیوتا گیانی ہوتے ہیں۔ اگیانی نہیں ہوتے۔

جواب۔ اگر آپ ذرا غور سے سوچیں گے۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ ودوانوں کو دیوتا کہتے ہیں۔ جیسے براہمنوں کو بھو دیو کہتے ہی ہیں۔ علاوہ اس کے سوچنا چاہیئے۔ کہ تینوں دو پرکار کا اناد ی مانا گیا ہے۔ ایک جیو آتما۔ دوسرے پرماتما۔ تو ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ ایک ہے۔ اور دیوتا انیک ہیں۔ اس واسطے دیوتا جیو ہی ماننے

جائینگے جیووں میں ویدوں کے جاننے والے منشیوں سے بڑھ کر کوئی دوسرا شریر ہے ہی نہیں اسواسطے مہابھاشیہ میں لکھا ہے۔

किं पुनरर्थस्य तत्त्वं देवा ज्ञातुमर्हन्ति ॥

ارتھ۔ چیزوں کی صحیح صحیح ماہیت کو دیوتا ہی جان سکتے ہیں عوام نہیں جان سکتے۔ اس پر کیت لکھتے ہیں۔ دیکھو مہابھاشیہ ادھیائے دوسرا۔

देवा इति दिव्यदृशः देवा इति पण्डिताः

ارتھ۔ دیوتا باریک چیزوں کے معلوم کرنیوالے پنڈتوں کا نام ہے۔ اس سے تو کوئی شک نہیں رہتا۔ کہ دیوتا دیہ سے اگنی ہوتر اور ودوانوں کی سیوا ہی مراد ہے۔

मातृदेवो भव । पितृदेवो भव । आचार्यदेवो भव । अतिथिदेवो भव ।
तैत्तरी० प्र० १ अनु० ११ ॥

ارتھ۔ جس کا دیوتا ماتا ہو تو ایسا ہو۔ مطلب ماتا کو دیوتا سمجھ کر اس کی سیوا کیا کر۔ ایسے ہی پتا کو دیوتا سمجھ کر اس کی سیوا کیا کر۔ ایسے ہی آچاریہ کو دیوتا سمجھ کر اسکی سیوا کیا کر۔ ایسے ہی اتھتی جو ودوان دھرماتما گھومتے ہوئے اچانک چلے آویں۔ جن کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ ہو۔ ان کو دیوتا سمجھ کر ان کی اچھی طرح سے سیوا کرنا۔ اب اس کے بعد اس شک کو دور کرتے ہیں۔ کہ جو بڑے کرتے ہوں وہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ کیونکہ اس بات پر تقلید پرستی کا مدار ہے۔ آج بہت سی خراب باتیں بھی لوگوں نے بزرگوں کے نام سے مان رکھی ہیں۔ گرو اسکی ویوستھا کرتے ہیں یعنی فیصلہ دیتے ہیں۔ کہ کیسے کیا کرنا چاہیئے۔

यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नो इतराणि ॥ तै० १ प्र० १ अनु०

ارتھ۔ جن کرموں کی کہیں بھی وید شاستر اور ودوانوں کے مجموعہ میں نندا نہ ہوتی ہو۔ وہی تجھے کرنے چاہئیں۔ اور جن کرموں کی ویدوں نے ممانعت کی ہے۔ جیسے گوشت خوری۔ شراب نوشی۔ جوا۔ چوری۔ جھوٹ وغیرہ انہیں کسی حالت میں بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

यान्यस्माकं सुचरितानि तानि त्वयोपास्यानि नो इतराणि ॥

तैत्तरीयोपनि० १ प्र० ११ अनु० ॥

ارتھ۔ جو بزرگ ہیں۔ ان کے اچھے کاموں کی تو تقلید کرنا۔ باقی کاموں کی تقلید مت کرنا۔ کیونکہ کسی بری بات کے کرنے سے اگر ڈنڈ ملے۔ تو اسے یہ کہہ کر کہ ہمارے بزرگ یا گرو وکرتے تھے۔ اس واسطے میں بھی کرتا ہوں چھوٹ نہیں سکتا۔ بلکہ ان کو بھی بدنام کرتا ہے۔ اس واسطے ہمیشہ یہ سوچ کر کام کرنا چاہیئے۔ کہ اس

کا پھل کیا ہے۔ یہ شاستروں کے موافق ہے یا نہیں۔ اندر سے کانشنس اس کے خلاف تو نہیں کہہ رہا۔ بعض لوگ یہ اعتراض کریں گے۔ کیا گورو کوئی خرابی کرتا تھا۔ جس کو یہ شک ہوا۔ کہ ودیارتھی اس کی تقلید نہ کرے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ رشی لوگ ابھیمانی نہیں تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ہر ایک جیو الپگیہ ہے۔ اس سے غلطی ہونا ممکن ہے۔ اور بڑوں کی تقلید عام طور پر ہوتی ہے۔ جیسے مہاتما کرشن جی نے گیتا میں لکھا ہے۔

यद्यदाचरति श्रेष्ठस्तत्तदेवेतरो जनः ।
स यत् प्रमाणं कुरुते लोकस्तदनुवर्तते ॥
भगवद्गीता ।३।२१॥

ارتھ۔ جو کچھ کام بزرگ لوگ کیا کرتے ہیں۔ ان کے پیروکار بھی ویسے ہی بیوہار کرتے ہیں۔ کیونکہ جس کی ہمارے دل میں عزت ہے۔ اس کے سب ہی بیوہار ہمیں اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور عام لوگ اسی کو مثال دے کر پرمان قایم کرتے ہیں۔ اور اس کے مطابق چلتے ہیں۔ جیسا کہ آجکل عام طور پر لوگ ہر ایک خراب کرم کو سناتن دھرم کے نام پر کرتے ہیں۔ مثلاً مندروں میں رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے۔ اگر کسی ہندو سے کہا جائے۔ کہ تم یہ کیا انرتھ کرتے ہو۔ تو وہ فوراً جواب دیگا۔ کہ واہ سدا سے چلا آتا ہے۔ کیا بڑے بیوقوف تھے جو کرتے تھے۔ اگر کہو کہ وواہ شادی کے موقعہ پر ناچ اور باگ بازی آتشبازی وغیرہ سے باز آؤ۔ اس سے بہت نقصان ہے۔ تب بھی یہی جواب ملیگا۔ کہ واہ جی سناتن سے چلا آتا ہے۔ یہ نئی عقل والے پیدا ہو گئے۔ جو بزرگوں کی ریت کو توڑنا چاہتے ہیں۔ بھائی ہم سناتن ریت کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ غرضیکہ اس طرح کی تمام خرابیاں بزرگوں کے نام سے جائز قرار دیجاتی ہیں۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے رشیوں نے کہا تھا۔ کہ ہماری علم و عقل کے موافق باتوں پر عمل کرنا خلاف پرمت کرنا۔ کیونکہ اس حالت میں غلطی سناتن دھرم کی ہو جاتی ہے۔ ایک آدمی نے غلطی سے کوئی خرابی کی۔ اولاد نے تقلید شروع کر دی۔ پس وہ سناتن دھرم ہو گیا۔

येके चास्मच्छ्रेयाꣳसो ब्राह्मणाः तेषां त्वया

सनेन प्रश्वसितव्यम् ॥ तैत्तरी० अ० १ । अनु० ११॥

ارتھ۔ جو ہم سے بزرگ آچاریہ وغیرہ ویدوں کے جاننے والے ہیں۔ ان کا تونے آسن وغیرہ سے اور ہر قسم کے دان سے دکھ دور کرنا جہاں وہ نظر آویں۔ ان کی تکلیف دور کرنے کے واسطے ہمیشہ پرشار تھ کرنا اور ان کی صحبت سے بالکل علیحدہ مت ہونا ان کے سنگ سے فایدہ اٹھانا یہ مطلب ہے۔

श्रद्धया देयम् ॥ तैत्तरी० अ० १ । अनु० ११॥

ارتھ۔ جو کچھ دینا وہ ان کی عزت کرتے ہوئے شردھا سے دینا۔ جو بزرگوں میں عزت کا خیال کرنا ہے۔ وہی شردھا ہے۔

अश्रद्धयाऽदेयम् ॥ तैत्तरी० अ० १ । अनु० ११।

ارتھ۔ بے عزت کر کے مت دینا۔ جہاں ودوانوں میں اشردھا پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کو کنگال سمجھ کر دان دیا جاتا ہے۔ اس میں ودیا کی بے عزتی ہونے سے سخت نقصان ہوتا ہے۔

श्रिया देयम् ॥ तैत्तरी० अ० १ । अनु० ११ ॥

ارتھ۔ اپنی دولت کے بڑھنے کے خیال سے دینا چاہیئے۔ کیونکہ ودوانوں کی عزت کرنے سے ان کا سنگ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے خراب عادت چھوٹ کر دولت و عزت دونوں میں ترقی ہوتی ہے۔

ह्रिया देयम् ॥ तैत्तरी० अ० १ अनु० ११ ॥

ارتھ۔ شرم کے خیال سے دینا چاہیئے۔ کیونکہ جس کے گھر سے مانگنے والا خالی جاتا ہے۔ اس کی زندگی موت کے برابر ہے۔

भिया देयम् ॥ तैत्तरी० अ० १ अनु० ११ ॥

ارتھ۔ ادھرم کے خوف سے دینا چاہیئے۔ کیونکہ اتتھی اگر گھر سے بھوکھا جائیگا۔ تو بھاری پاپ ہوگا۔

संविदा देयम् ॥ तैत्तरी० अ० १ अनु० ११ ॥

ارتھ۔ دوستی پیدا کرنے کے خیال سے دینا۔ کہ جس کا میں اوپکار کروں گا وہ میرا متر ہو جائیگا۔ اور متر کے ہونے سے بہت فائدہ ہے۔

अथ यदि ते कर्म्म विचिकित्सा वा वृत्त विचिकित्सा वा स्यात् ॥ तैत्तरीय० अ० १ अनु० ११ ॥

ارتھ۔ اگر تجھ کو شروت یعنی وید وکت سمارت یعنی سوسائٹی کے قواعد کے کاموں میں کبھی شک ہو جاوے۔ کہ فلاں کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ اس کا ادھکار مجھے ہے یا نہیں۔ کس ورن اور کس اوستھا میں اس کرم کا ادھیکار ہوتا ہے۔ یہ خیال رہے۔ کہ دنیا میں دو قسم کے کام ہیں۔ ایک تو وہ جن کا اپدیش ویدوں میں ہے۔ جیسے پنچ یگیہ کرنا۔ اور پراوپکار کے واسطے دوسری قسم کے یگیہ کرنا۔ ودیا کو حاصل کرنا۔ دوسرے وہ کرم جو وید کے مخالف نہیں۔ اور رشیوں نے سوسائٹی کو باقاعدہ طور پر چلانے کے لئے قائم کر دیئے۔ جنکو سمارت کرم کہتے ہیں۔ جیسے سولہ سنسکار وغیرہ و دنیاداری کے متعلق جتنے نیم ہیں۔ یہ سب کرنے ضروری ہیں۔ لیکن شروت کرم ہمیشہ ایک سے رہتے ہیں۔ اور سمارت کرم دیش کال اور اوستھا کے لحاظ سے اکثر بدلتے رہتے ہیں۔ جیسے بتلایا۔ کہ اوپنین سنسکار پانچویں برس یا آٹھویں برس کرے۔ تو براہمن بن سکتا ہے۔ اسی طرح اب شک کے دور کرنے کا علاج بتلاتے ہیں۔

ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनः युक्ता ऽयुक्ताः अलूक्षा धर्म कामाः स्युः यथा ते तत्र वर्तेरन् तथा तत्र वर्तेथाः ॥ तैत्तरीय० अ० १ अनु० ११ ॥

ارتھ۔ اس زمانہ میں جو براہمن ٹھیک وچار کرنے کے لائق کرم میں لگے ہوئے ہوں اور دوسروں کو ست اپدیش کرنے والے کرودھ وغیرہ سے مبرا ہوں۔ اور جن کا منزل مقصود دھرم ہی ہو۔ یعنے لوبھ اور کام سے مبرا ہو کر صرف دھرم میں ہی اپنا جیون خرچ کرتے ہوں۔ اس کام میں جس میں شک پیدا ہوا ہے۔ جس طور پر وہ لوگ کرتے ہوں اسی طور پر تم بھی کرنا۔ اب یہاں شک پیدا ہوگا۔ کہ براہمن کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ جب براہمنوں کے کرموں کو دیکھ کر ان کے موافق کرم کرنے کا گرو نے اپدیش کیا۔ تو براہمن کا لکشن یہی معلوم کرنا چاہیئے۔ جس سے دھوکا نہ ہو۔ کیونکہ اگر کوئی اپنی غلطی سے بھی کسی کرم میں ناکامیاب ہو۔ تو لوگوں کو اس کرم میں شردھا گھٹ جاتی ہے۔ براہمن کے لکشن یہ ہیں۔

शौचमास्तिक्यमभ्यासो वेदेषु गुरुपूजनम् । प्रियातिथित्वमिज्याच ब्रह्मकायस्य लक्षणम् ॥ मनु० ॥

ارتھ۔ جس کا ذاتی خاصہ ہی پاکیزگی کو پیار کرنا ہو۔ اور منو کے قول کے موافق شریر من۔ بدھی۔ اور آتما کو پاک رکھتا ہو۔ آستک ہو۔ آجکل لوگ صرف زبان سے ایشور کے ماننے والے کو آستک کہتے ہیں۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ بلکہ آستک وہ ہے۔ جو پورب جنم کے کرموں کے پھل پراربدھ کو ایشور نیموں کے موافق اس جنم کے بھوگ کا سبب سمجھ کر بھوگ کے بدلنے میں کبھی پرشارتھ نہ کرے۔ بلکہ اپنے ارادہ کی بلند پروازی کو ہمیشہ کرتویہ کی طرف لگائے رہے۔ جو شخص بھوگ کے بدلنے کے واسطے محنت کرتا ہے۔ یا تو وہ یہ نہیں مانتا۔ کہ میں کرموں کا پھل بھوگنے آیا ہوں۔ جن کرموں کا پھل اس جنم میں بھوگنے کے واسطے ایشور نے جنم دیا ہے۔ ان کا بھوگ ملنا لازمی ہے۔ یا اُسے یہ خیال ہے۔ کہ میں اپنی محنت سے ایشور کے حکم کو بدل سکتا ہوں۔ دونوں حالتوں میں ناستک ہو جاتا ہے۔ بس جو بھوگ کے بدلنے کے واسطے محنت نہ کرکے کرتویہ کے پورا کرنے کے واسطے ہر وقت لگا رہے۔ اور جسم کے تمام کام پراربدھ پر چھوڑ دے۔ اور آتما کی ترقی میں پوری محنت کرے۔ وہی آستک ہے۔ جو رات دن وید ودیا کا ابھیاس کرتا ہے۔ یعنی ہمیشہ مطالعہ میں لگا رہتا ہے۔ اور گورو کا پوجن کرتا ہو کیونکہ جس کی تعلیم سے وہ براہمن بنا ہے۔ اُس کی پوجا نہ کرنے سے کرتگھنتا لازمی ہے۔ ورنہ کرتگھنی یعنے احسان فراموش کبھی براہمن نہیں بن سکتا۔ اب دُنیا کی تواریخ میں یہ تو پائیں گے۔ کہ بیٹوں نے لالچ سے باپ کو قید کیا۔ مار ڈالا۔ لیکن کسی رشی نے اپنے گورو کی مخالفت کی ہو۔ اس کا ثبوت کہیں نہیں ملیگا۔ سب کے ساتھ پیار رکھتا اور میٹھا بولتا ہو۔ کبھی کڑوی لفظوں سے کام نہ لے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ اگرچہ ست بولنا لازمی امر ہے لیکن اُس کو بھی اچھے لفظوں میں ادا کرے۔

सत्यं ब्रूयात् प्रियं ब्रूयात् मा ब्रूयात् सत्यमप्रियम् ॥
मनु० ४ । १३८ ॥

ارتھ۔ ہمیشہ ست بولو۔ لیکن ست کو پیارے الفاظ میں ادا کرو۔ مثلاً ایک کانے آدمی سے کہا جاوے کہ او کانے! تیری آنکھ کیسے جاتی رہی۔ اگرچہ یہ ست ہے لیکن پیارا

نہیں۔ اگر اسی کو ان الفاظ میں ادا کیا جاوے۔ کہ بھائی صاحب! آپ کی آنکھ کو کس طرح نقصان پہونچا۔ تو اس سے اسے کچھ برا نہ معلوم ہوگا۔ اس واسطے براہمن کو سب کے بھلے کی بات ایسے لفظوں میں کہنی چاہیئے۔ جس سے دل نہ دکھے۔ اتھتی لینے مہمانوں کا ستکار کرنے والا ہو۔ اور نتیہ اگنی ہوتر آدی پنج یگیوں کو کرنے والا ہو۔ یہ براہمن کے شریر کے لکشن ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جو ناپاک رہتا ہے۔ جو آستک نہیں۔ چھل کپٹ سے دھن کماتا ہے۔ جو ویدوں کے پڑھنے کا ابھیاس نہیں کرتا۔ وہ براہمن نہیں۔ مہاتما منو نے بھی لکھا ہے۔

योनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् । सजीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः ॥ मनु० २।१६८॥

ارتھ۔ جو دوِج یعنی براہمن کشتری ویش کہلاتا ہوا وید پڑھنے کو چھوڑ کر اور کاموں میں محنت کرتا ہے۔ وہ جیتے ہی شودر ہو جاتا ہے۔ جو گورو کا پوجن نہیں کرتا۔ جو سب کے بھلے کی بات نہیں کہتا۔ جو مہمان نوازی نہیں کرتا۔ اور نتیہ پنج یگیہ نہیں کرتا۔ وہ براہمن نہیں۔ اور بھی لکشن لکھتے ہیں۔

शान्ता सन्तासु शीलाश्च सर्वभूतहिते रताः । क्रोधं कर्तुं न जानन्ति एतद् ब्राह्मण लक्षणम् ॥ ॥

ارتھ۔ شانت یعنے جس کا دل صبر سے بھرا ہو۔ کسی قسم کی خواہش یا نفرت نہ ہو۔ جس کا چال چلن عمدہ اور جو لوگوں سے پریم کے ساتھ ملنے کا عادی ہو۔ اور جو کل جیووں کے بھلے میں لگا ہوا ہو۔ اور جو غصہ کرنا جانتا ہی نہ ہو۔ یعنے جس کو کسی حالت میں بھی کرودھ نہ آئے۔ یہ براہمن کے لکشن ہیں۔ جو سنتوش نہیں رکھتا جس کا چال چلن اچھا نہیں۔ اور جو لوگوں سے پریم سے برتاؤ نہیں کرتا۔ جو سب کے بھلے کے کاموں کے کرنے کی محنت نہیں کرتا۔ اور جو زیادہ غصہ کرتا ہے وہ براہمن نہیں۔

सन्ध्योपासनशीलश्च सोमचित्तो दृढव्रतः ॥
समः स्वेषु परेषु एतद् ब्राह्मण लक्षणम् ॥

ارتھ۔ جو روزانہ سندھیا وغیرہ پانچ یگیہ کرنے کا عادی ہے۔ جس کا دل دوسروں کی تکلیف کو دیکھ کر جلد پگھل جاتا ہے۔ یعنے جو بہت نرم دل ہے۔ جس کا برت یعنے وعدہ کسی حالت میں بھی بیکار نہیں ہوتا ہے۔ اور جو اپنے اور بیگانوں کو ایک سا سمجھتا ہو۔ یہی

براہمن کے لکشن ہیں۔ جو ان کے خلاف برتاؤ کرتا ہے۔ وہ براہمن کسی طرح کہلا ہی نہیں سکتا۔

سوال۔ کیا براہمن کے بیٹے کو براہمن نہ کہنا چاہیئے؟

جواب۔ کسی کا بیٹا ہو جس میں یہ گن پائے جائیں۔ وہ براہمن ہے۔ ہم پیچھے بتلا چکے ہیں۔ کہ بغیر سنسکاروں کے کوئی دوج نہیں کہلا سکتا۔ پھر بغیر گن کرم سوبھاد کے کوئی براہمن کس طرح بن سکتا ہے۔

سوال۔ جس طرح آم کے پیڑ سے آم ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح براہمن کے بیج سے براہمن پیدا ہوگا۔

جواب۔ براہمن اگر جاتی ہوتی۔ تو ممکن تھا۔ لیکن وہ ورن ہے۔ جو کہ گن کرم سوبھاؤ سے بدل سکتا ہے۔

سوال۔ براہمن جاتی ہے ایسا ہی اکثر لوگ مانتے ہیں۔ منشیہ جاتی سامانیہ ہے۔ اور براہمن وشیش جاتی ہے۔

جواب۔ یہ خیال صحیح نہیں۔ کیونکہ جاتی کے لکشن نہیں پائے جاتے۔ جیسا کہ مہاتما گوتم منی نے نیائے درشن میں جاتی کا لکشن کیا ہے۔

सामान प्रसवात्मिका जातिः ॥न्या० २।२।७१॥

ارتھ۔ جب بہت سی چیزوں کے دیکھنے سے ایک سی بدھی پیدا ہو۔ تو اس کے سبب کا نام جاتی ہے۔ جس کا نشان یہ ہوتا ہے۔

आकृतिर्जाति लिंगाख्या ॥ न्याय०।२।२।७०॥

ارتھ۔ آکرتی یعنی شکل جاتی کا نشان ہوتا ہے۔ اگر آپ براہمن کشتری ویش شودر وغیرہ کے آکار کے لکشن علیحدہ علیحدہ کر کے سب براہمنوں میں گھٹائیں تب کہنا ٹھیک ہو۔ کہ براہمن جاتی ہے۔ بلا براہمن کے جسم کی خاص شکل مقرر کئے ہوئے براہمن جاتی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے رشی کی مراد براہمن نام رکھنے والوں سے نہیں بلکہ براہمن کے گن رکھنے والوں سے ہے۔

अथ यस्यात्यतेषु थे तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनः ।
युक्ता ऽयुक्ता अलक्षद्धमे कामाः स्यु यथा ते तेषु

वैनेरन नधाते मुवैनेधा ॥ तैतरी० स० ९ अनु० ११॥

ارتھ۔ اگر کسی شخص نے کسی پر کوئی دوش لگایا۔ اور اس کی اصلیت میں شک ہو۔ جو اس کے فیصلہ کے واسطے بھی جیسا اس دیش کے براہمن۔ جو وچار شکتی والے جن کو دھن کی خواہش یعنے لالچ نہ ہو۔ کامی نہ ہوں۔ جیسا وہ برتاؤ کریں۔ ویسا تم بھی برتاؤ کرنا۔ کیونکہ سداچار میں لالچی اور شہوت پرست آدمیوں کی دوش کسی حالت میں بھی شامل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ وید میں لکھا ہے۔

हिरण्मयेन पात्रेण सत्यस्या पहितम् मुखं
तत्त्वं पूषन्ना पावृणु सत्यधर्माय दृष्टये ॥
ईशोपनि० १५ ॥

ارتھ۔ چمکدار چیزوں کے آورن سے سچائی کا مکھ ڈھنپا ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جس کو چمکدار چیزوں کی خواہش ہے۔ وہ کسی طرح سچائی کو معلوم نہیں کر سکتا۔ گو اس وقت ہر ایک مذہب میں ست بولنا دھرم اور اس کے خلاف کہنا ادھرم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن تمام مذہبوں میں جھوٹ بولنے والوں کی کثرت پائی جاتی ہے۔ اس کا سبب صاف طور پر لالچ اور خواہش نفسانی معلوم ہوتا ہے۔ آجکل براہمن پنڈت ویدوں کے خلاف پرانوں کی کتھاؤں پر کیوں زور دیتے ہیں۔ روپیہ کے لئے تن من دھن گوروجی کے ارپن کرنے کی ودھی وید میں تو مل ہی نہیں سکتی۔ کچہری میں جا کر گواہ لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں۔ روپیہ کے لئے وکیل لوگ جھوٹے مقدمے کیوں لیتے روپیہ کے لئے۔ دوکاندار لوگ جھوٹے کاغذ کیوں بناتے ہیں۔ روپیہ کے لئے۔ چور چوری کیوں کرتے ہیں۔ روپیہ کے واسطے۔ ڈاکو سینکڑوں خون کیوں کرتے ہیں۔ روپیہ کے لئے۔ غرضیکہ اس چمکدار روپیہ کی خواہش نے دنیا کو ست سے گرا دیا۔ دوسرا کام یہ ہے۔ کہ جس کے سبب سے بڑے بڑے دھرم دھوجی اہرم سے گر جاتے ہیں۔ مہاتما شنکر آچاریہ سے کسی نے کہا تھا۔ دنیا میں زیادہ دکھی کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ جس کو زیادہ خوف ہو۔ پھر سوال کیا۔ کہ زیادہ خوف کس کو ہوتا ہے۔ جواب ملا۔ دولت والوں کو۔

पुत्रादपि धनभाजाम्भीतिः सर्वत्र एषविहिता नीतिः ॥

ارتھ ۔ دُنیا میں دشمنوں سے تو ہر ایک آدمی کو خوف ہوتا ہی ہے لیکن دولت
والوں کو اولاد سے بھی خوف ہوتا ہے۔ اکثر ناخلف اولاد والدین کو زہر دیکر مار ڈالتے
ہیں۔ یہ بات عام طور پر ملک میں مشہور ہے۔ اس کی مثال بتلانے کی کوئی ضرورت
ہی نہیں۔ مہاتما منو نے بھی کہا تھا۔

अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते। धर्मजिज्ञा
समानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः॥ मनु० २।१३॥

ارتھ ۔ جو لوگ دولت اور خواہش نفسانی میں پھنسے ہوئے نہیں۔ انہیں کو
دھرم کے گیان کا ادھکار ہے۔ اور جو دھرم کو جاننا چاہیں۔ ان کو سب سے بڑھ کر
شُرتی سے پرمان لینا چاہیئے۔ مہاتما منو کے اس شلوک سے معلوم ہوتا ہے۔
کہ دولت کی خواہش والوں کو دھرم کے جاننے کا بھی ادھکار نہیں۔ بھلا جب دھرم
اُپدیشک لالچی لوگ ہو جاویں۔ تو ناش کے سوائے اور کیا ہو سکتا ہے جنکو خود
دھرم کا گیان نہ ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو پنڈت مانتے ہوں۔ تو ان کے پیچھے چلنے والوں
کی کیا حالت ہوگی۔ اُپنشد کار کہتے ہیں۔

अविद्यायामन्तरे वर्तमानाः स्वयं धीराः पण्डितं
मन्यमाना जङ्घन्यमाना परियन्ति मूढा अन्धेनैव
नीयमाना यथान्धाः॥ मुंडक० १।२॥

ارتھ ۔ اودیا کے اندر رہتے ہوئے یعنی خود اوِدوان ہوتے ہوئے اپنے آپ کو عقلمند
اور پنڈت ماننے والے سب بیوقوف برابر نیچے گرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ جیسے اندھے
کی تقلید کرنے سے اندھا کنوئیں میں گر جاتا ہے۔ ایسے ہی جاہل گورو کے چیلے اسکی تقلید
کرتے ہوئے اپنی زندگی کو خراب کرتے ہیں۔

एष आदेशः॥
एष उपदेशः एषा वेदोपनिषत् एतदनुशासनम्
एवमुपासितव्यम् एवमुचै तदुपास्यम्॥
तैत्तिरीयो० अ० १ अनुवा० ११॥

ارتھ ۔ اس تمام طریق کو بتلا کر گورو چیلے سے کہتا ہے۔ کہ تم کو لازم ہے۔ کہ کبھی

غذور میں مت پڑو۔ اندھی تقلید مت کرو۔ سستی سے اپنے فرائض سے مت غافل ہو۔ مطالعہ کو مت چھوڑو۔ تمہارے واسطے یہی حکم ہے۔ کہ تم اوپر تبلائی ہوئی باتوں کو سلسلہ وار خیال رکھتے ہوئے عمل کرو۔ بعض لوگ سوال کرینگے۔ کہ اسمیں تو صرف کرم کا ہی اپدیش ہے۔ گیان اور اپاسنا کے متعلق کچھ بھی بیان نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ برہمچاری گوروکل سے سماورتن کر کے یعنی گیان کانڈ کو پورا کر کے گرہست آشرم یعنے کرم کانڈ میں جائیگا۔ اس واسطے اس موقعہ پر اسی اپدیش کی ضرورت تھی۔ اگر اسکو اپاسنا اور گیان کا بھی اپدیش ہو جاتا۔ تو بلا کرم کانڈ کے کئے من کا شدھ ہونا ممکن نہ تھا۔ اور من کے شدھ ہوئے بغیر اپاسنا ہونی ممکن ہی نہیں۔ اور جبتک اپاسنا نہ ہو۔ تب تک وگیان ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن گیان اپاسنا کے اپدیش ہونے سے کرم میں شردھا نہ ہوتی۔ اور شردھا نہ ہونے سے باقاعدہ کرم نہ ہوتا۔ جس سے نتیجہ بالکل نفی ہوتا۔ اس واسطے خالص کرم کا اپدیش کیا۔ جب کرم سے من شدھ ہو کر اپاسنا کے واسطے بان پرستھ آشرم میں جانا ہوگا۔ تب وہاں کی شکشا دوسرے آچاریہ کریں گے۔ جسکو ہم دوسرے نمبر میں دکھلائیں گے۔ گورو کہتے ہیں۔ کہ یہی ہمارا اپدیش ہے۔ یہی وید اور اپنشد کا اس موقعہ کے واسطے سدھانت ہے۔ یعنی گرہست آشرم میں نشکام پراوپکار کرنا ہی منزل مقصود پر لے جانے والا ہے۔ جو اس منزل کو طے نہیں کرتا۔ وہ خالی گیان سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہی چلنے کا قاعدہ ہے۔ جو انسان اس طریق پر کہ پہلے گیان کو برہمچریہ آشرم میں حاصل کر کے گرہستھ میں کرم کانڈ کرے۔ اور بان پرستھ میں اپاسنا کرے۔ اسے سنیاس میں ضرور وگیان ہو کر پرماتما کے درشن ہوں گے۔ جس سے تمام خرابیاں دور ہو جائیں گی۔ اس کے خلاف چلنے سے کبھی کامیابی نہ ہوگی۔

اوم شانتی ! شانتی !! شانتی !!!

مطبوعہ گومر سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور باہتمام لالہ لال چند بہل پرنٹر۔

اوم

یجروید رگوید

ویدک دھرم کے متعلق
ہر پرکار کی پستکیں و چھوٹے چھوٹے
ٹریکٹ اور آریہ گھروں و مندروں کی شوبھا
بڑھانے کے لئے خوبصورت رنگین موٹے حروف میں چھپے ہوئے
وید منتر و اُپدیش وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوا سکتے ہیں

حالات ایک

وچتر برہمچاری

حصہ اوّل

مُصنّفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما پبلشر و پروپرائیٹر ویدک پستکالیہ لاہور
متصل ہری گیان مندر نے

ہتکاری سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ لال چند پرنٹر چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۳ بکرمی سمت ۱۹۷۹ - دیانندابد ۳۹ - اکتوبر ۱۹۲۲ء

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گوروکل چوہا بھگتاں ضلع راولپنڈی میں ہے اس کا دھیان رکھو
دھرتی - کشما - دم - استیہ - شوچ - اندری نگرہ - دھی - ودیا - ست - اکرودھ - دھرم کے دس لکشن ہیں -

اتھروید سام وید

قیمت ۱/ بار چہارم

اوم

وچتر برہمچاری

دربھنگہ کے علاقہ میں پرانے زمانے کا ایک آچاریہ شو آچاریہ نام رہا کرتا تھا۔ جس کا آشرم کیلوں کی سبزی سے سرسبز اور پھولوں کی خوشبو اور گنبیہ کے سُگندھت وہ دور سے ایسا سگندھت ہو رہا تھا کہ کوسوں روگ اور شوک کا نام بھی سنائی نہ دیتا تھا۔ آچاریہ کے آشرم میں سینکڑوں خوبصورت دودھ دینے والی گئوئیں آشرم کی شوبھا ہی کو نہیں بڑھاتی تھیں بلکہ یگیہ کے واسطے انہیں سے گھی حاصل ہوتا تھا۔ برہمچاری دودھ پیتے تھے۔ مٹھا پیتے تھے۔ چاروں طرف سبز جنگل گئوؤں کی چراگاہ تھا۔ جہاں سے آنند پوروک گئوئیں اپنا پیٹ بھرتی تھیں۔ برہمچاریوں میں پرسپر ایسا پریم تھا کہ مادرزاد بھائیوں میں سوائے رام لکشمن کے اور کوئی مثال نہیں ملتی۔ کسی برہمچاری کو دوسرے کی شکایت ہی نہ تھی۔ آشرم میں سوائے آچاریہ کے نہ کوئی ادھشٹاتا تھا۔ نہ ادھیاپک۔ تس پر بھی پانچسو کے قریب برہمچاری تعلیم پاتے تھے۔ صبح وشام کی وید دھونی ایسی منوہر معلوم ہوتی تھی کہ سورگ سکھ اس کے سامنے ہیچ تھا۔ دور دور سے آئے ہوئے برہمچاری آچاریہ کی سکھشا سے آپس میں ایک پتا کے پتر ہو گئے تھے راجہ کے لڑکے کو راج پتر ہونے کا ابھمان نہ تھا۔ زمیندار کے لڑکے کو اپنی زمینداری کا گیان نہ تھا۔ کروڑپتی کے پتر کو دھنی کہلانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ ساری لقبیں آشرم میں آتے ہی دور ہو چکی تھیں۔ ایرشا دویش اور گھمنڈ کی عادت چکنا چور ہو چکی تھی۔ شاستری وچار نے آشرم نواسیوں سے اودیا کو دیش نکالا دلوا دیا تھا۔ سچائی کے مستقل ارادے نے جھوٹ کا منہ کالا کر کے بھگا دیا تھا۔ گیان اور ویراگیہ نے ہر ایک خرابی کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا۔ گو جنگل میں باس تھا۔ چاروں طرف شیر ببر چیتے اور جنگلی جانوروں کا نواس تھا۔ لیکن آچاریہ اہنسا برت میں پرتشٹھت ہو چکے تھے۔ اس لئے آشرم کے اندر ہنسا کی پرنالی جاری نہ تھی۔ ہرن اور چیتے آشرم میں ایک ساتھ گھومتے تھے۔ نہ چیتے کو اسے مارنے کا خیال تھا نہ ہرن کو مارے جانے کا ڈر۔ گو آشرم میں بچھو اور سانپ بہت تھے۔ لیکن کوئی کسی کو کاٹتا ہوا نظر نہ آتا تھا۔ سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ بھڑ تک کاٹنے

سے لاچار تھے۔ پانچسو برہمچاری اور ایک آچاریہ۔ پڑھائی دیکھو تو سب سے اعلیٰ۔ کوئی ویاکرن پڑھتا کوئی نیائے۔ کوئی سانکھ یاد کرتا تھا کوئی یوگ۔ ہر ایک الگ اپنشد اور وید کی پڑھائی تھی۔ پدارتھ میں برہمچاری لایق تھے۔ لیکن ظاہری کوئی آڈمبر کا سامان موجود نہ تھا۔ اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ پرینت یگیوں کے بہت سے آشرم باسی گیانی تھے۔ کُنڈ آدی بنانے اور بہست کریا میں سارے سنسار میں لاثانی تھے۔ کوئی ایسا درجہ نہ تھا۔ جس کو کسی نہ کسی وقت شو آچاریہ سے کام نہ پڑے۔ لیکن نیپال کے مہاراج تو ان کو پرم پوجیہ اور دیو گرو مانتے تھے۔ اور ہر ایک یگیہ میں اس آشرم باسیوں کا ہونا لازمی جانتے تھے۔ مہاراج کا نام سوبیبن تھا۔ آپ کو دھرم کے کاموں میں ایسی رُچی تھی کہ اکثر یگیہ ہوتے رہتے تھے۔ لیکن راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس واسطے راجہ نے وچار کیا کہ پُتر ایشٹی یگیہ کیا جائے اور اپنے بڑے وزیر کو شو آچاریہ کے پاس بھیجا۔ وزیر شو آچاریہ کے آشرم میں پرویش ہوا اور جو بات چیت ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے :۔

وزیر۔ "مہاراج نے آپ کو دست بستہ پرنام کرنے کے بعد پرارتھنا کی ہے کہ آپ پُتر ایشٹی یگیہ کرا دیں۔ جس سے مہاراج سنتان کے دُکھ سے چھوٹ جائیں"

شو آچاریہ۔ "آپ مہاراج سے کہیں کہ وہ سامگری جمع کرائیں۔ اُترائن میں یگیہ کرانے والے پہنچ جائیں گے اور پُتر ایشٹی یگیہ ہو جائیگا۔ اگر ایشور کی طرف سے کرم پھل کے سبب سے رُکاوٹ نہ ہووے تو اوشیہ پُتر پیدا ہو جائیگا"

وزیر۔ "مہاراج کی اچھیا ہے کہ آپ اس یگیہ میں ضرور پدھاریں۔ کیونکہ پرجا کے لوگ آپ کے درشنوں کی بہت خواہش رکھتے ہیں۔ اور آپ کے اپدیشوں سے دھرم میں لوگوں کی رُچی بڑھ سکتی ہے"

شو آچاریہ۔ "میں اپنے آنے کی بابت یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ آشرم کے کام کو بھی چلانا ضروری ہے۔ اگرچہ برہمچاری اپنے اپنے کاریہ میں لگے رہیں گے۔ پر جب سے ان کے من میں کوئی شنکا پیدا ہوتی ہے۔ اس کا دُور کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر پیدا ہو جائے اور اس کا سمادھان نہ ہو۔ تو دھرم کرم کے سارے کاموں میں اشردھا پیدا کر دیتی ہے"

وزیر۔ "آپ اکیلے پانچسو برہمچاریوں کی نگرانی کیسے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جنگل ہے جس میں اگر برہمچاری سو تنتر رہیں۔ تو ان کے اندر وکار آسکتے ہیں"

شو آچاریہ:۔ میں نے ہر ایک برہمچاری کے اندر ہی رکھشک رکھے ہوئے ہیں جو ان کی رکھشا کرتے ہیں۔ مجھے ان کی نگرانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ پریکشا کر کے دیکھیں میں تو صرف دس برہمچاریوں کو سکشا دیتا ہوں۔ اور صبح و شام اگنی ہوتر کے بعد اپدیش کرتا ہوں۔ اور جو کچھ شنکا پیدا ہو۔ اس کا سمادھان کرتا ہوں"

وزیر:۔ مہاراج میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے ان کے اندر کون سے رکشک مقرر کر دئیے ہیں۔ کیونکہ من میں جو پاپ پیدا ہوتے ہیں ان کے جاننے کی سامرتھ کسی کو نہیں!

شو آچاریہ:۔ جس من کے اندر پاپ پیدا ہونے کی سمبھاونا ہے اس من کے اندر میرے اپدیش کے سنسکار بیٹھے ہوئے ہیں جو پاپ کو ایک منٹ کے واسطے بھی وہاں ٹھیرنے نہیں دیتے۔ اول تو برہمچاریوں کے اندر برت کے وقت کی سکشا ہی ایسا اثر رکھتی ہے کہ اسے کوئی نکال ہی نہیں سکتا۔ میں آپ کو موقعہ دیتا ہوں کہ آپ پریکشا کریں"

وزیر:۔ مہاراج! دھن وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن میں جیو سہجا ہی پھنس جاتا ہے میں آپ کے سامنے کیا پریکشا کر سکتا ہوں۔ مگر میرا وشواس ہے کہ ابھی برہمچاری بالک ہیں ان کے خیال کو تبدیل کر لینا کوئی بڑی بات نہیں"

شو آچاریہ:۔ دھن وغیرہ مورکھوں کی درشٹی میں کوئی بڑی بات ہو لیکن جو کوئی اس کی حقیقت سے واقف ہیں۔ ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ آپ الگ جا کر پریکشا کر سکتے ہیں" یہ بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ بیر بھدر نام کا ایک برہمچاری شوچ آدی کے واسطے جاتا ہوا نظر آیا۔ اور وزیر صاحب اس کے پیچھے چل دئیے۔ اور جب برہمچاری شوچ سے فارغ ہو کر ندی کے کنارے ہاتھ پیر دھو کر چلنے لگا۔ تو وزیر صاحب سامنے جا موجود ہوئے۔

وزیر:۔ آپ ننگے پیر اور ننگے سر دھوپ کے وقت گھومتے ہیں۔ کیا آپ کو تکلیف نہیں ہوتی؟

برہمچاری:۔ آرام اور تکلیف تو مانی ہوئی چیز ہے۔ ہمارے دھرم میں لکھا ہے کہ جوتا اور چھاتا نہ ہو"

وزیر:۔ آپ کی صورت اور شکل سے ٹپکتا ہے کہ آپ کسی اعلےٰ خاندان کے چراغ ہیں پھر آپ کیوں اس حالت میں رہتے ہیں۔ کیا آپ کے ماتا پتا آپ کو اس حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہیں؟

برہمچاری:۔ ہمارے ماتا ودیا اور پتا شو آچاریہ ہیں۔ انہوں نے ہی بتلا دیا ہے۔ کہ

تپ اور ودیا کے بغیر جیو آتما شدھ نہیں ہوتا۔ اس واسطے برہمچاری کے واسطے تپ کرنا بہت فائدہ مند ہے۔ ہماری حالت بہت اُتم ہے۔ پھر ماتا پتا سے نرا کیوں سمجھیں۔ اگر ہماری حالت خراب ہوتی۔ تو بُرا مانتے"

وزیر:" مہاراج شو آچاریہ تو آپ کے گورو ہیں۔ جس نے آپ کے شریر کو جنم دیا ہے وہ پتا اور ہونگے۔ جو مجھے نشچے ہے کہ وہ کسی بڑے دیش کے راجہ ہونگے۔ کیا آپ راج پُتر ہو کر اس اوستھا کو اپنے یوگیہ سمجھتے ہیں۔ میری سمجھ میں تو آپ کی یہ دشا اچھی نہیں!"

برہمچاری:" میں اس سمے ودِیارتھی ہوں اور میرے پتا شو آچاریہ ہی ہیں۔ جب میں شودر تھا۔ تب میرے دوسرے پتا ہونگے۔ چاہے وہ کوئی ہوں۔ اگر میں راج پُتر ہی ہوں۔ تو بھی میرے واسطے تپ بہت ضروری ہے۔ کیونکہ تپ کے بغیر راجہ پرجا کا پالن نہیں کر سکتا۔ اور جو راجہ ہو کر پرجا کا پالن نہ کرے وہ دھرم بھرشٹ ہے۔ کیا آپ اس کھشتری کو جو آرام طلب ہو۔ راجہ بننے کے لایق سمجھتے ہیں۔ میرے خیال میں تو وہ الٹا لیٹ ہے"

وزیر:" مہاراج کیا آپ گییہ میں درشن دیں گے۔ کیونکہ مہاراج نے گییہ کرنا ہے۔ جس میں دور دور سے راجے مہاراجے آئینگے اور بہت بڑے آنند سے اُتسب ہوگا"

برہمچاری:" میں برہمچاری ہوں۔ میری پرتگیا ہے کہ جب تک چاروں وید نہ پڑھ لوں میں آچاریہ کے چرنوں سے الگ نہ ہونگا۔ جو لوگ یگیہ کرانے کی ودیا جانتے ہیں۔ وہی گییہ میں شامل ہونگے۔ میں ابھی درشن شاستر پڑھتا ہوں۔ میرا کام کسی اُتسب پر جانا نہیں"

وزیر:" کیا آپ کو سُکھ کی اچھیا نہیں کیونکہ پرانی ماتر سکھ کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور دُکھ کی چیز سے نفرت کرتے ہیں۔ جس کو دیکھ کر میں حیران ہوں؟"

برہمچاری:" جس کو سُکھ کی اچھیا ہو اس کو ودیا نہیں آسکتی۔ اور جو ودیارتھی ہے اس کو سُکھ نہیں ہو سکتا۔ اگر سُکھ کی اچھیا ہو تو ودیا کو چھوڑ دے۔ اور اگر ودیا کی خواہش ہو تو سُکھ کو چھوڑ دے۔ میری سمجھ میں جو سُکھ کو چھوڑ کر ودیا کو پڑھتا ہے۔ وہ سُکھ کو بو رہا ہے اور جو ودیا کو چھوڑ کر سُکھ کو چاہتا ہے۔ وہ سُکھ کو کھو رہا ہے"

وزیر:" یہ تو مشہور مسئلہ ہے کہ جو انسان موجودہ کو چھوڑ کر غیر موجودہ کی خواہش کرتا ہے وہ نیائے کے برخلاف ہے"

برہمچاری:" اس کا مطلب یہ ہے کہ جسقدر موجود ہو اگر اس قدر کو چھوڑ کر دوسرے

اسی قدر خواہش کی جائے۔ تو بیشک نیائے کے خلاف ہے۔ لیکن تھوڑے بیج بو کر زیادہ اناج کی خواہش تو تمام سنسار میں دیکھی جاتی ہے۔ اور کھیتی کی تعلیم دے کر وید نے بھی اس اصول کی تائید کی ہے۔ بلکہ یہ تو صاف لفظوں میں تسلیم کیا گیا ہے کہ عالم لوگ غائب سے محبت اور حاضر سے نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ برہم وغیرہ چیزیں اپرتیکش ہیں"

وزیر۔ آگے آنے والی حالت کا کس طرح یقین ہو سکتا ہے اور جو پدارتھ پرتیکش نہیں ہے۔ ان کا ہونا کس طرح تسلیم کیا جائے؟"

برہمچاری "۔ پرتیکش پر بھروسہ کرنا عقلمندی نہیں۔ کیونکہ جن آنکھوں سے دیکھ کر ہم نے چیزوں کو مانتا ہے۔ پہلے تو وہ آنکھیں اندریوں سے نہیں جانی جاتیں۔ پھر جس من سے ہم نے وچار کرنا ہے وہ بھی پرتیکش نہیں۔ پس جب اندریاں اور من ہی پرتیکش نہیں تو ان کو نہ ماننا چاہیئے۔ ان کے نہ ماننے سے پرتیکش کیسے ہوگا۔ اگر اندریوں کو بلا پرتیکش ان کے کاموں سے مانوگے تو یہ سدھانت جاتا رہیگا کہ جو چیز پرتیکش ہے وہ چیز ہے باقی نہیں"

وزیر۔ اگر اس طرح پرتیکش کے بغیر بھی چیزوں کو تسلیم کیا جائیگا۔ تو بہت سی ایسی چیزیں جو دراصل نہیں ہیں اور کسی مت والے نے مان لی ہیں۔ ماننی پڑینگی۔ کیونکہ ان کے نہ ماننے کے واسطے کوئی سبب نہیں"

برہمچاری "۔ جو بات پرتیکش۔ انومان اور شبد۔ اُپمان وغیرہ پرمانوں سے نہ جانی جائے۔ اس کی ہستی سے انکار کرنا ٹھیک ہے۔ صرف پرتیکش کے بھروسہ پر انکار کرنا ٹھیک نہیں"

وزیر۔ مہاراج! آپ اس عمر میں بہت بدھی رکھتے ہیں۔ اچھے اچھے ودوان بھی میرے پرشنوں کا اُتر نہیں دے سکتے۔ آپ بلا وچار اُتر دیتے ہیں۔ آپ بہت ہی ستکار کے یوگیہ ہیں"

برہمچاری "۔ اس میں میری بدھی کی خوبی نہیں بلکہ رشیوں نے ہر ایک پرشن کا اُتر پہلے سے دے رکھا ہے"

وزیر۔ اگرچہ ہر ایک پرشن کا اُتر رشیوں نے دیدیا ہے۔ لیکن ان پستکوں کو جاننا بھی تو بڑے بدھی مان کا کام ہے۔ ہر ایک منش تو ان گرنتھوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا"

برہمچاری "۔ جب شو آچاریہ جیسا اُتم گورو ہو۔ تو جو ودیارتھی نہ سمجھے۔ اُسے جڑ ہی خیال کرنا چاہیئے۔ آچاریہ کے پڑھانے کی ریتی ہی ایسی ہے کہ جس سے تھوڑی سی محنت سے برہمچاری بہت کچھ جان سکتے ہیں"

وزیر:۔ ”کتنے برہمچاری آشرم میں ہیں؟“

برہمچاری:۔ ”پانچسو سے زیادہ ہونگے۔“

وزیر:۔ ”اس کے سوا آچاریہ کس طرح پڑھاتے ہیں؟ کیونکہ اگر ایک برہمچاری کو پڑھانے میں دس منٹ خرچ ہوں۔ تو پانچسو برہمچاریوں کے پڑھانے میں بہت وقت چاہئے۔“

برہمچاری:۔ ”شری آچاریہ تو صرف دس برہمچاریوں کو پڑھاتے ہیں اور وہ دس دوسرے دس برہمچاریوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور وہ سو دوسرے شرینی والے باقیوں کو پڑھاتے ہیں۔“

وزیر:۔ ”کیا تیسری شرینی والوں کی پڑھائی سب کی ایک ہے یا الگ الگ؟“

برہمچاری:۔ ”ان کے بہت سے وبھاگ ہیں۔ جن کی منوکشا کے انوسار مختلف پڑھانے والے ہیں۔“

وزیر:۔ ”کیا اس طرح دوسروں کو پڑھانے سے برہمچاریوں کا ہرج نہیں ہوتا۔ کیونکہ جتنا وقت دوسروں کو پڑھانے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر اتنا وقت اپنے پڑھنے میں خرچ کیا جائے تو زیادہ تعلیم ہوتی ہے۔“

برہمچاری:۔ ”چونکہ پچھلا پڑھا ہوا یاد رکھنے کے واسطے پاٹھ کرنا پڑتا ہے اس واسطے جو وقت پاٹھ کرنے میں لگتا ہے وہی وقت پڑھانے کے واسطے دیا جاتا ہے۔ جس سے پچھلا پڑھا ہوا اچھی طرح یاد رہتا ہے۔ پاٹھ کرنے کی نسبت پڑھانے سے لیاقت بڑھتی ہے اس واسطے یہ طریق بہت ہی اچھا ہے۔ اس سے وقت کا بہت ہی کم نقصان ہوتا ہے۔“

وزیر:۔ ”مہاراج! میں آپ کی کوئی سیوا کر سکتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ کچھ روپیہ آپ کی بھینٹ کروں۔“ یہ کہہ کر پانچسو اشرفی آگے رکھ دیتا ہے۔

برہمچاری:۔ ”ہم سادھک ہیں۔ ہمارا کام بھینٹ لینا نہیں۔ جو کچھ دینا ہو۔ آچاریہ کو جا کر دو۔ ان کی مرضی ہوگی تو لے لینگے۔ نہیں تو نہ لینگے۔“

وزیر:۔ ”شری آچاریہ جی کی بھینٹ تو مہاراج کرینگے ہی۔ ان کے واسطے اتنا تھوڑا دھن اُچت نہیں۔ یہ تو آپ کے سامان کے واسطے ہے کیونکہ آپ جیسے اعلے خاندان چراغ کو میں اس حالت میں دیکھنا پسند نہیں کرتا۔“

برہمچاری:۔ ”مجھے نہ تو کسی سامان کی اوشیکتا ہے نہ ہی میں دھن کو قبول کر سکتا ہوں مجھے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب آچاریہ دے دیتے ہیں۔ میرے جیسے پانچ سو بالک آچاریہ کے ہیں۔ سب کے واسطے ایک سامان ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی کم زیادہ

لینا پسند نہیں کریگا۔ اگر کوئی کم لینا چاہے تو ہم اسے سمجھائیں گے۔ زیادہ لینے کی تو کسی کو خواہش ہی نہیں۔"

وزیر:" کیا آپ کو سامان کی ضرورت نہیں۔ اس جنگل میں بہت سے خوف اور تکلیف کے سامان ہیں۔ کیا آپ اپنی رکھشا کرنے کے واسطے ہتھیار نہیں رکھتے؟"

برہمچاری:" ہمارا رکھشک سروشکتمان پرماتما ہے۔ پھر ہم کو کس کا خوف ہے جس سے رکھشا کے واسطے سامان کی ضرورت ہو۔ دوسرے آچاریہ کا تپ بل ایسا بڑھا ہوا ہے کہ یہاں ان کے رعب سے کوئی ہمیں تکلیف دینے نہیں پاتا۔ وہاں آشرم کے چھوٹے سے چھوٹے جیو کو بھی کوئی نہیں ستاتا۔"

وزیر:" کیا آپ لوگوں کو کبھی خوف نہیں ہوا۔ اگر کھانے وغیرہ کے سامان کا خوف نہ ہو تو نہ سہی۔ جانوروں کا خوف نہ ہوا تو نہ سہی۔ لیکن موت کا خوف تو اچانک سب کو ہوتا ہے۔"

برہمچاری:" موت کا خوف تو ان لوگوں کو ہوتا ہے جو اپنے اُدیش میں ناکامیاب ہوتے ہیں یا جن کو منش کے جیون کو کر کر دوبارہ منش بننے کی آشا نہیں ہوتی۔ برہمچاریوں کو موت کا خوف کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیونکہ برہمچاری اپنے اُدیش میں لگے ہوئے روزمرہ وِدّیا کا دان دیتے اور لیتے ہیں۔ اگر اس جنم میں مکتی نہ بھی ہو۔ تو وِدّیا دان کرنے والے کو منش کا جنم تو ضرور ہی ملیگا۔ جس سے اگر نفع اس جنم میں نہ ہوا تو نہ سہی۔ نقصان تو ہو ہی نہیں سکتا خوف تو نقصان سے ہوا کرتا ہے۔"

وزیر:" کیا مہاراج! ودیا دان کرنے والوں کو موت کا خوف نہیں ہوتا؟ موت کا خوف تو بڑے بڑے راجوں مہاراجوں کو بھی ہوتا ہے۔"

برہمچاری:" بیشک راجوں مہاراجوں کو موت کا خوف ہوتا ہے۔ لیکن وِدّیا دان کرنے والے برہمچاریوں کو نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ تو پرماتما کا اٹل نیم ہے کہ جو چیز بوئی جاتی ہے وہی کاٹتے ہیں۔ جو کچھ دان کرتے ہیں وہی ملتا ہے۔ بس وِدّیا دان کرنے والے کو ودیا کا ملنا لازمی ہے اور وِدّیا سوائے انسانی جسم کے اور جگہ مل نہیں سکتی۔ بس ودیا کا پھل بھوگنے کے واسطے انسانی جسم میں آنا لازمی ہے۔ پس جسکو انسانی جسم میں دوبارہ آنیکا یقین ہو اسکو موت کا کیا خوف"

وزیر:" اگر یہ یقین ہو جائے کہ اس جنم کے بعد پھر بھی انسان ہی کا جنم ملیگا۔ تو کیا ہمیں موت کا خوف نہیں رہیگا؟"

برہمچاری "موت کیا چیز ہے۔ صرف شریر میں سے آتما کا نکلنا۔ یعنی جسم سے رُوح کی علیحدگی شریر اور آتما کا تعلق کیا ہے۔ جو گاڑی اور سواری کا ہوتا ہے گاڑی سے اُترتے سواری کو کب تکلیف ہوتی ہے جب راستہ باقی ہو۔ اور سواری نہ ملے۔ اگر راستہ ختم ہو گیا ہو۔ یا دوسری گاڑی تیار ملے تو تکلیف کس بات کی ہوتی ہے"

وزیر "یہ تو آپ نے نئی بات کہی کہ شریر گاڑی ہے۔ گاڑی کے واسطے تو گھوڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس گاڑی کے کون سے گھوڑے ہیں"

برہمچاری۔ "یہ نئی بات نہیں بلکہ کٹھ اپنشد میں بتلایا ہے۔ آتما سوار ہے اور شریر گاڑی ہے۔ اندریاں گھوڑے ہیں۔ من باگیں ہیں۔ بدھی یعنی عقل کوچوان ہے"

وزیر "اگر شریر کو گاڑی ہی مان لیا جائے۔ تو کیا اس کے الگ ہونے سے تکلیف نہ ہوگی ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ اگر کسی کی گاڑی چھین لی جائے۔ تو اسے دُکھ ہوتا ہے"

برہمچاری۔ بیشک اگر کسی کی ملکیت کی گاڑی چھین لی جائے۔ تو اسے ضرور دُکھ ہوتا ہے۔ اگر کرایہ کی گاڑی کو چھوڑ کر دوسری گاڑی پر چڑھنا پڑے تو دُکھ کس بات کا ہے۔ لوگ روز ایک گاڑی کو چھوڑتے اور دوسری کرایہ کرتے ہیں"

وزیر۔ کیا یہ شریر ہماری اپنی گاڑی نہیں کرایہ کی گاڑی ہے۔ یہ تو سب کو ماننا پڑے گا کہ یہ شریر کسی دوسرے کا نہیں۔ ہر ایک شریر کا مالک الگ الگ ہے۔ جب شریر کرایہ کی گاڑی نہیں۔ تو اس کے چھوٹنے میں ضرور دُکھ ہونا چاہیئے"

برہمچاری "شریر کو اپنا ماننا اودّیا ہے۔ کیونکہ یہ تو ایسے کرایہ دار کی گاڑی ہے کہ جو منٹوں اور گھنٹوں کا اعتبار نہیں کرتا۔ اگر ایک منٹ تک کرایہ نہ ملے تو کہتا ہے نکلو باہر۔ اگر ایک دن تک پانی نہ دو تو کہتا ہے نکلو باہر۔ اگر پانچ چار روز تک خوراک نہ دو تو کہتا ہے نکلو باہر ایسے کرایہ دار کی گاڑی میں بیٹھنا۔ جو کسی حالت میں اعتبار ہی نہ کرتا ہو۔ اور اس گاڑی کو اپنا تسلیم کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔ جو لوگ اس گاڑی میں بیٹھ کر بجائے منزل پر پہنچنے کے ابھمان کرتے ہیں۔ وہ عقلمند نہیں"

وزیر "اس شریر کا ابھمان تو بڑے بڑے پنڈتوں اور اچاریوں کو ہے۔ وہ اسی شریر کے ابھیمان پر ہزار دل مت پیدا کر کے اپنے اپنے خیال پھیلانے اور مخالف خیال والوں کو کچلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں"

برہمچاری۔ یہ بات جھوٹ ہے کوئی بھی اچاریہ اپنا مت نہیں پھیلاتا۔ اور نہ ہی

شریر کا ابھمان کرتا ہے۔ اچاریہ وہ کہلاتا ہے۔ جو ویدوں شاستروں اُپنشدوں کے ذریعہ سے سداچار پھیلاتے ہیں۔ اور شریر کا ابھمان کرنا اودیا کا نشان ہے۔ بھلا جو ناش ہونے والے شریر پر ابھمان کرتا ہے وہ اچاریہ کیسے کہلا سکتا ہے اور جو لوگ مخالف خیال والوں کو دلیل سے قائل نہ کر کے کچلنے کا خیال رکھتے ہیں۔ انکو تو نشٹو آچاریہ ہی کہہ سکتے ہیں"

وزیر۔ اگر شریر کو اپنا نہ مانا جائے تو اس کی رکھشا کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور بغیر رکھشا کے اس کا زیادہ مشکل ہے"

برہمچاری۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ شریر گاڑی ہے۔ گاڑی کے ساتھ دو طرح کا ابھمان ہوتا ہے۔ ایک تو گاڑی کا سائیس ہے جو گاڑی کو اپنا بتلاتا ہے۔ ایک رئیس بھی گاڑی کو اپنی کہتا ہے۔ ان دونوں کے ابھمان میں بہت بڑا فرق ہے"

وزیر۔ سائیس کا گاڑی کے ساتھ کیسا تعلق ہوتا ہے اور رئیس کا گاڑی کے ساتھ کیسا تعلق ہے؟"

برہمچاری۔ سائیس گاڑی کے گھوڑوں کو خوب چرانا اور گاڑی کو خوب دھونا ہی اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اس شریر کی گاڑی کے سائیس ہیں۔ وہ اندریوں کو جو اُس گاڑی کے گھوڑے ہیں۔ وشئے بھوگانا اور شریر کی دھونا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یعنی اندریوں کے وشئے بھوگنے اور جسم کی سجاوٹ میں جو لوگ لگے ہوئے ہیں۔ وہ اس جسم کی گاڑی کے سائیس ہیں۔ وہ اپنے کو جسم اور اندریوں کے واسطے سمجھتے ہیں۔ اور جو لوگ اس گاڑی کے مالک ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ گاڑی ہماری منزل پر جانے کے واسطے ہے"

وزیر۔ ہم کس طرح پہچان سکتے ہیں کہ یہ گاڑی کا سائیس ہے یا مالک کیونکہ ہر شخص اپنے کو اعلیٰ خیال کرتا ہے اور دوسروں کو غلطی پر سمجھتا ہے"

برہمچاری۔ درخت اپنے پتوں اور پھلوں سے پہچانے جاتے ہیں اور آدمی گن کرم اور سوبھاؤ سے گو ہر ایک آدمی اپنے آپ کو اچھا بتلاتا ہے لیکن ان کے گن کرم سوبھاؤ ان کی اصلیت کو ظاہر کر دیتے ہیں"

وزیر۔ بہت سے آدمی ہیں۔ جو نتیہ سندھیا۔ اگنی ہوتر وغیرہ کرم کرتے ہیں۔ اور ان کے گن کرم اور سوبھاؤ بھی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وہ دھرماتما نہیں؟ لیکن ہم سنسار میں ان کے خلاف بھی پاتے ہیں"

برہمچاری: "دھرم کے آٹھ کام مُنی کاروں نے بتلائے ہیں۔ اوّل اگنی ہوتر۔ دوسرے پڑھنا۔ تیسرے دان۔ چوتھے تپ۔ پانچویں ستیہ۔ چھٹے دھرتی یعنے استقلال۔ ساتویں کشما۔ آٹھویں لوبھ کا نہ ہونا۔ جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں وہ دھرماتما ہیں۔ لیکن ان میں سے پہلے چار دُنیا کو دھوکے میں ڈالنے کے واسطے بھی کئے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ دُنیا کو ٹھگنے کے واسطے اگنی ہوتر۔ پڑھنا۔ دان اور تپ کرتے ہیں۔ لیکن پچھلے چار صرف مہاتماؤں ہی میں ہوتے ہیں۔ یعنی جو سچا ہے وہ دھوکے باز نہیں۔ جو مستقل مزاج اور کشما شیل ہے وہ وہ دھوکے باز نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی بے لوبھ دھوکے باز بن سکتا ہے"۔

وزیر: "کیا سداچاری مہاتما جھوٹ نہیں بولتے۔ کیا استقلال کا عدم مہاتماؤں میں نہیں پایا جاتا؟"

برہمچاری: "سداچاری اور جھوٹ بولے؟ سداچار تو وہی ہے جس میں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہ پڑے۔ کیونکہ جھوٹ پاپ کے واسطے بولنا پڑتا ہے۔ پاپ دُراچار ہے۔ تمام لوگوں نے تو جھوٹ کو سب سے بڑا پاپ بتلایا ہے۔ ویدنے جھوٹ سے آتما کی موت بتلائی ہے۔ دُراچاری ہی جھوٹ بولتے ہیں۔ اور تمام پاپ جھوٹ کی وجہ سے چھپائے جاتے ہیں۔ اس واسطے جھوٹا آدمی سب پاپ کر سکتا اور جھوٹا آدمی کبھی مستقل مزاج ہوتا ہی نہیں۔ وہ تو منٹ میں ناراض ہوتا ہے ایک منٹ میں خوش ایسے لوگ جن کا کوئی اصول نہیں۔ ان کا خوش ہونا بھی خوف کا سبب ہے"۔

وزیر۔ جھوٹ کس کو کہتے ہیں۔ مثلاً ایک برہمچاری برت کیا کرتا ہے کہ چاروں وید پڑھیگا اور وہ بیچ میں مر جاتا ہے۔ تو کیا وہ جھوٹا نہیں؟"

برہمچاری۔ جھوٹ کہتے ہیں آتما کے گیان کے خلاف کہنے کو۔ یعنی ایک آدمی جانتا ہے کہ فلاں بات سچ ہے۔ لیکن کسی سبب سے اس کو جھوٹا بتلاتا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے لیکن آئندہ کی نسبت ہم جانتے نہیں۔ اسواسطے آئندہ کی نسبت کہنا جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارا ارادہ ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کا گیان نہیں کہ اس وقت ہم میں یہ شکتی ہوگی یا نہیں کیونکہ ہم سروگیہ نہیں۔ اگر ہم خود گھر رہنے کا اقرار کریں اور خود چھوڑ دیں۔ تو بیشک ہم برت توڑنے کے پاپی ہیں۔ اگر کوئی ایسا وگھن آجائے جس کا دور کرنا ہماری طاقت سے باہر ہو۔ تو ہم پاپی نہیں ہو سکتے۔

وزیر۔ اگر ہم سمرتھ نہیں۔ تو ہمیں کوئی برت یعنی اقرار ہی نہیں کرنا چاہئیے۔ کیونکہ ہم اس کے پورا کرنے پر قادر نہیں؟

برہمچاری۔ اگر ہم اپنی اسمرتھتا کے سبب برت کرنا چھوڑ دیں۔ تو ہمارا کوئی کام ہی پورا نہ ہو۔ جس قدر ہم کر سکتے ہیں۔ ہم کو کرنا چاہئیے۔ ایک عالم کہتا ہے کہ میں گرنتھ بناتا ہوں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ فضول نکتہ چین لوگ اس پر نکتہ چینی کریں گے۔ اگر آپ مجھ سے سوال کریں کہ نکتہ چینی کا خوف ہے تو کتاب لکھنے کے کام کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ تو میرا جواب یہ ہے کہ رات دن ملک میں چوریاں ہوتی ہیں۔ جس طرح چوروں کا خوف رکھتے ہوئے لوگ تجارت وغیرہ کو نہیں چھوڑتے۔ تو میں کیوں اپنا کام چھوڑ دوں۔ پس وگھنوں کے خوف سے کام چھوڑ دینا ادھرم ہے۔ اسی واسطے ہم برت کرتے ہیں۔ پورا کرنیوالے برت پتی پرماتما ہیں"

وزیر۔ کیا آپ اس کو پسند کرتے ہیں کہ جس کام میں وگھن پڑیں۔ اس کو کیا جائے۔ کیوں نہ ایسے کام شروع کئے جائیں جن میں وگھن نہ پڑے؟"

برہمچاری۔ دنیا میں تین قسم کے آدمی ہیں۔ اوّل وہ جو کسی کام کو نیک جان کر بھی دقتوں کے خوف سے شروع نہیں کرتے۔ وہ نیچ کہلاتے ہیں۔ دوسرے جو کام تو شروع کر دیتے ہیں اور جب دقت پیش آتی ہے تو چھوڑ بھاگتے ہیں۔ وہ درمیانہ درجہ کے آدمی کہلاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ قدم قدم پر مصیبتوں کے آنے پر بھی شروع کئے ہوئے کام کو نہیں چھوڑتے۔ وہ اُتم پُرش کہلاتے ہیں۔ رہا دقتوں کے خوف سے ڈر کر ایسے کام کو شروع نہ کرنا۔ تو دنیا میں کوئی کام نہیں جس میں دقتیں پیدا نہ ہوں۔ جو لوگ ان پر چڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کو شروع میں تکلیف ہوتی ہے۔ اور جو لوگ نیچے گرتے ہیں انکو اخیر میں تکلیف ہوتی ہے"

وزیر۔ (پرجوش شکل بنا کر) "آپ کی منطق دنیا سے نرالی ہے کیا آپ سارے سنسار کو بیوقوف سمجھتے ہیں؟

برہمچاری (شانت بھاؤ سے) "گو دنیا میں ڈیڑھ عقل تسلیم کرنے والے لوگ بہت ہیں۔ جو ساری عقل اپنی تسلیم کرتے ہیں اور آدھی ساری دنیا کی سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ نے میرے کس لفظ سے یہ معلوم کیا کہ اپنے کو عقلمند اور دوسروں کو بیوقوف سمجھتا ہوں۔ میں نے تو عالموں کی رائے بتلائی ہے۔

وزیر۔ (اور بھی زیادہ غصہ میں آ کر) آپ کو شرم نہیں آتی کہ جو میرے جیسے بوڑھے آدمی کو

بات نہیں مانتے۔ میری عمر تو آپ کے باپ سے بھی زیادہ ہوگی۔ اس دھن کو لینے میں آپ کا نقصان ہی کیا ہے؟"

برہمچاری (شانتی سے) مہاراج ہم برتی ہیں۔ ہمارے تن من کے مالک گُرو آچاریہ ہیں۔ ہم اُن کے حکم کے برخلاف کوئی کام نہیں کر سکتے۔ دھرم کو چھوڑ کر جینا مہا پاپیوں کا کام ہے۔" وزیر نے ہر طرح سے کوشش کی کہ برہمچاری لالچ میں پھنس جائے۔ غصّہ میں آجائے۔ لیکن برہمچاری کی شانتی میں فرق نہ آیا۔ وزیر حیران تھا کہ اس عمر میں اسقدر لیاقت۔ عجب تعلیم ہے کہ کسی قسم کا اس پر اثر ہونے ہی نہیں دیتی۔ پھر کہتا ہے۔

وزیر "کیا کسی اُپکار کے واسطے جھوٹ بولنا دھرم ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس جھوٹ سے بھلا ہو بولنا بُرا نہیں ہے"

برہمچاری "جو پاپ ہے وہ ہر حالت میں پاپ ہے۔ پاپ سے کبھی بھلائی ہو ہی نہیں سکتی۔ پاپ سے بھلائی ماننا اودیا کا نشان ہے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ کسی بڑے آدمی کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو وہ شرمندگی سے بچنے کے واسطے اس کا ایسا سبب بیان کر دیتا ہے۔ جس سے مورکھ لوگ اس جھوٹ کو سچ سے اچھا سمجھتے ہیں"

وزیر "کیا ایسی کوئی حالت نہیں جس میں جھوٹ جائز ہو؟"

برہمچاری۔ کسی حالت میں بھی جھوٹ اچھا نہیں۔ اگر جھوٹ کسی حالت میں اچھا ہوتا۔ تو آپت دھرم ہونے سے مہاپاپیوں میں شمار نہ ہوتا"

وزیر۔ اگر راجہ کے حکم سے کسی کو پھانسی ملتی ہو۔ اور جھوٹ بولنے سے اس کی جان بچتی ہو تو کیا یہ جھوٹ بھی پاپ ہو سکتا ہے؟"

برہمچاری "یہ پاپ ہے۔ کیونکہ راجہ جب کسی کو پھانسی دیگا۔ یا تو قصور سے دیگا یا غلط فہمی سے بلاقصور کو قصوروار جان کر دیگا۔ اگر راجہ قصور سے پھانسی دیتا ہے تو اس کو جھوٹ بول کر بچانے سے نیائے میں دوش آجائیگا۔ راجہ کے نیائے کو نقصان پہنچانا گویا پاپ کو بڑھانا ہے۔ جو بہت ہی بڑا پاپ ہے۔ اگر غلط فہمی سے دیتا ہو تو اس کے واسطے جھوٹ کی ضرورت نہیں۔ وہ سچائی سے بچ سکتا ہے"

وزیر۔ اگر ایک گائے جاتی ہو۔ اس کے پیچھے کوئی قتل کرنے والا جاتا ہو۔ تو سچ بتلانے کی حالت میں تو گائے ماری جاتی ہے اور جھوٹ سے گائے بچتی ہے تو کیا یہ جھوٹ بھی پاپ ہو سکتا ہے

برہمچاری "ایسے موقعوں کے واسطے منوجی نے پہلے ہی اُپدیش کر دیا ہے۔ کہ نہ تو
رستہ پوچھے بتلائے اور نہ ہی انیائی کی پوچھی ہوئی بات کا جواب دے۔ پس جواب دینا
ہی ضروری نہیں۔ تو جھوٹ بولنا سراسر پاپ ہے۔"

وزیر "مہاراج! اگر پوچھنے والا زبردست ہو۔ اور نہ بتلانے سے اپنی جان جانے کا
خطرہ ہو تو کیا کرے۔ اس وقت تو جھوٹ بولنا پاپ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسوقت اپنی
اور دوسرے کی رکھشا ہو سکتی ہے؟"

برہمچاری۔ اوّل تو موت سے پہلے کوئی مار نہیں سکتا۔ دوسرے رشیوں نے پہلے ہی نیم
قائم کر دیا ہے کہ جب دو میں سے ایک کی جان بچتی دیکھے۔ تو جو اُپکاری ہو۔ اس کو بچا لے
اگر دوسرا اُپکاری زیادہ ہے تو اپنے کو مرنے دے۔ اگر آپ اُپکاری زیادہ ہے۔ تو
دوسرے کو مرنے دے۔ اگر دونوں ایک سے ہیں۔ تو چاہے اسے مرنے دے چاہے
خود مر جائے۔ جھوٹ کبھی نہ بولے۔"

وزیر "کیا دوسرے کے واسطے کوئی اپنے مرنے کو قبول کر سکتا ہے۔ ایسا تو کوئی دیکھنے
میں نہیں آیا۔"

برہمچاری "راجہ شوی وغیرہ بہت سے آدمی سُنے جاتے ہیں کہ جنہوں نے دوسرے جیووں کی
رکھشا کے واسطے اپنے کو تکلیف میں ڈالا۔" برہمچاری کی ان باتوں کو سُنکر وزیر صاحب کے دل
میں پختہ یقین ہو گیا کہ شو آچاریہ کے برہمچاری ایسے نہیں کہ ان کو کسی محافظ کی ضرورت ہو۔
جہاں آچاریہ تعلیم دینے لائق نہیں وہیں نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس وہ شو آچاریہ کے
پاس چلا گیا۔ کہا مہاراج! میں پریکشا کر چکا۔ جہاں اس طرح کی تعلیم ہو۔ وہاں برہمچاریوں پر
خرابیوں کا اثر کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر آچاریہ سچا ہے تو برہمچاری جھوٹ نہیں سیکھ سکتے۔
اگر آچاریہ ہی جھوٹا ہو۔ وہاں برہمچاریوں کو سچا کون بنا سکتا ہے اگر آچاریہ پرُاپکاری ہے تو برہمچاری
ضرور ہی پرُاپکاری ہونگے۔ اگر آچاریہ خود غرض ہے تو برہمچاریوں کو پرُاپکاری کس طرح بنا
سکتا ہے۔ اگر آچاریہ مستقل مزاج ہے تو برہمچاری مستقل مزاج ہونگے۔ اگر آچاریہ چھچھورا ہے
تو برہمچاریوں کو وہ کس طرح مستقل مزاج بنائیگا۔ اگر آچاریہ سوشیل ہے تو برہمچاری بھی سوشیل
ہونگے۔ اگر آچاریہ ابھیمانی ہے تو برہمچاریوں کو سوشیل کون بنا سکتا ہے۔ جس قسم کا آچاریہ ہوگا
ویسے ہی برہمچاری ہونگے۔ آچاریہ سانچہ ہے جس میں برہمچاریوں کا جیون ڈھال جاتا ہے۔ اگر

آچاریہ ایشور وشواس نہیں بنا سکتا۔ اگر آچاریہ تپسوی ہی نہیں تو برہمچاری تپسوی نہیں نہیں بن سکتے۔ اگر آچاریہ نمایش اور خود ستائی کو پسند کرتا ہے۔ تو برہمچاری ضرور اسی قسم کے ہونگے۔ کیا قسو آچاریہ کے شخص کبھی گرنے والے ہو سکتے ہیں؟

(باب اول ختم ہوا)

شری سوامی درشنانند سرسوتی جی کرت پستکیں وشاستروں اپنشدوں وغیرہ کا اردو ترجمہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نیائے درشن مصنفہ مہاتما گوتم جی معہ ترجمہ اردو	۲ عہ	بال شکشا بھاشا جو قریباً ایک لاکھ چھپ چکی ہے۔	۵ر
ویشیشک درشن مصنفہ رکناد جی ” ” ”	۲ عہ	دیا کھیان مکتاولی۔ اردو۔ کلاں	عہ
سانکھ درشن مصنفہ مہامنی کپل جی ” ” ”	۱۲	سوامی شنکر آچاریہ کے پرم گورو گوڑپاد آچاریہ کی مانڈوکیہ اپنشد پر لکھی ہوئی آگم پاد۔ تتھ واد۔ ادویت واد اور آلات شانتی پرکرن کارکائیں معہ ترجمہ اردو و ریویو	عہ
ویدانت درشن جلد اول ” دیاس جی ”	۱۵		
آریہ سدھانت ہندی مجلد —	۱۰		
نیائے درشن آریہ بھاشیہ ہندی	۲ عہ		
ویشیشک ” ” ”	۲ عہ		
سانکھ ” ” ”	۱۲		
ایشور سدھی و پراپتی اردو —	۳ر	اپنشد پرکاش یعنی ۶ اپنشدیں معہ لفظی اردو ترجمہ اور ویاکھیا بطور سوال و جواب ایک جلد میں تقریباً ۸۰۰ صفحے کلاں	۲ عہ
ست برتی مہاشند اردو —	۶ر		
کتھا چندر اردو ”	۴ر		
ملہمان وید و قرآن کی سوانحعمری و تعلیم اردو	۳ر	تتو ویتیارتھی کی کتھا اردو	۶ر
عقاید اسلام پر عقلی نظر —	۴ر	کیا کپل ناستک تھا؟ ”	ار
نئی اور پرانی تعلیم کا مقابلہ اردو	ار	دھرم وید ”	۶ر
مکتی سے جیو لوٹتا ہے ”	ار	وید اور بائیبل ”	۵ر
اپدیش کے چار انگ ”	ار	پادری صاحب اور ہندو جاٹ کا مباحثہ اردو	۲ر
کتھا پچیسی اردو —	۴ر	” ” ” ” بھاشا	۲ر
گورو شکشا اردو	۲ر	سوالات و جوابات مدرسہ الہیات کانپور	ار
مباحثہ آگرہ معہ قران کی چھان بین حصہ اول	۲ر		
نوین وپراچین ویدانت	۲		
وچتر برہمچاری اردو	۴ر		
” ہندی	[illegible]		
درشنا گرنتھ سنگرہ بھاشا	۱۲		
” ” ” ” جلد دوم	۲ عہ		

ملنے کا پتہ

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ

لاہور۔ متصل ہری گیان مندر

اوم

ایشوری گیان اردو - اس میں سب کی بھلائی ہے

ویدوں شاستروں وغیرہ کا تمام انسانوں میں پرچار



یعنی

موجودہ حالت رہنے سے ہندوستان کا ۳۴۳ برس میں خاتمہ

از

سوامی درشنانند جی سرسوتی

جس میں

قوم کو جگانے کے واسطے ملک کی حالت کا نقشہ

کھینچکر اور تیس برس سے بیشتر مقابلہ کرکے دکھلایا ہے

اور جسے

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے شائع کیا

دسمبر ۱۹۲۳ع - ۱۹۰۰ کاپی - چوتھی بار

اس ٹریکٹ میں جو حساب لگائے گئے ہیں وہ ۱۹۰۸ء کے لگ بھگ کے حالات کو مدنظر رکھکر لگائے گئے ہیں جبکہ یہ ٹریکٹ پہلی بار چھپا تھا۔

نسخۂ تباہی ہند

اے خیر خواہان ہند! اے مدبّران زمانہ! اے طبیبانِ بیمارئ ملک! اے دانایانِ دہر اے صلحیانِ حوصلہ۔ اے شناورانِ بحرِ شجاعت و مروّت۔ اُٹھو۔ غور کرو دیکھو زمانہ کیا کیا رنگ دکھاتا ہے۔ واقعات کیا کیا افسوسناک خبریں کیا کیا نغمہ جانگداز کی تانیں آپکے روبرو لایا ہے جسکو سُنکر آپ حیرت زدہ ہونگے۔ اگر ذرا بھی آپ میں قومی ہمدردی کا مادہ ہوگا۔ تو ضرور اس تحریر پر خیال کرینگے۔ یہ وہ بات ہے کہ جس کے سُننے سے ہندوستانیوں کے چھکے چھوٹ جائینگے پنجابیوں کا جوش دھیما ہو جائیگا بنگالیوں کی عقل گھبرا جائیگی۔ یہ وہ نقارہ ہے جو خفتگان خواب خرگوش کو بیدار کریگا +

پیارے ناظرین! ذرا کان کھولکر۔ آنکھوں سے نشہ خواب غفلت دُور کرکے دل کو ایک طرف لگا کر تھوڑی دیر تک مُلک کی حالت کو غور سے سُنو اور سمجھو +

پیارے ہندوستانیو! اس بات کو تو آپ خوب طرح سے تحقیق کر چکے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کا مال کو ہمیشہ نقصان ہُوا کرے کبھی بھی نفع کی صورت نظر نہ آئے تو ضرور ایکدن اُسکا دیوالہ ہوگا اگرچہ اسوقت وہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو۔ لیکن چند سال کے بعد ضرور نادار ہو جائیگا +

پیارے ناظرین! جب آپ اسبات پر غور کرتے ہو کہ ہندوستان کی زمینیں ریل والوں کے ہاتھ بک رہی ہیں۔ نہر والوں کے ہاتھ بکتی ہیں۔ گورنمنٹ اپنے دفتروں کیواسطے خرید کرتی ہے۔ غیر ملک کے سوداگر کارخانوں کے واسطے خرید کرتے ہیں۔ غرض اسی طرح روز بروز آپکے ہاتھ سے زمین نکلتی جاتی ہے۔ کچھ دن پیشتر اس مُلک کے ہر گاؤں اور شہر میں غلہ کھیتوں میں بھرا رہتا تھا۔ اگرچہ وہ اناج بگڑ جاتا تھا۔ لیکن تاہم وہ قحط سالی کے دنوں میں کام آتا تھا۔ اگرچہ اس قدر بیوپار جاری نہ تھا۔ تو بھی دولت اس سے بہت ہی زیادہ تھی اور بھوکوں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ اب آپ غور کریں کہ ہندوستان کا کُل غلہ نکلکر غیر مُلکوں کو چلا جس سے لاکھوں آدمی شب و روز فاقہ کرتے ہیں۔ اور بھوک کے کارن ٹھگی چوری۔ ڈکیتی وغیرہ کرکے پیٹ پالتے ہیں۔ خودکُشی کرکے اپنی جان دیتے ہیں۔ اور مُلک کی آدھی زمین فروخت ہو چکی ہے دولت نقدی یعنی چاندی سونا جواہرات وغیرہ بھی دو تہائی مُلک سے نکل گیا۔ سونے کی تو اسقدر کمی ہو گئی ہے کہ جو ۳۰ برس پیشتر ۱۶ روپیہ تولہ بکتا تھا۔ آج ۲۸ روپے تولہ آتا ہے غرض دو تہائی سونا نکل گیا۔ آگے اشرفیاں مُلک میں بہت چلتی تھیں وہ بھی مُلک کا سکہ گنا جاتا

تھا - آج وہ بازاری اشیا کیطرح سے بکتا ہے - اسکا مقررہ نرخ نہیں ہے اسوقت روپیہ کی کثرت سے جو آدمی چاہتا تھا - قرض لے سکتا تھا آج اچھے بھلے آدمیوں کو قرض میسر نہیں آتا - بڑی جائدادوں پر عیہ سینکڑہ دینا پڑتا ہے جو کچھ دن پیشتر ۶ سینکڑہ پر ملجاتا تھا - پیارے بھائیو غور کرو عرصہ بیس سال میں اسقدر انقلاب ہوگیا - اگر چندے اور یہی حالت رہی تو ضرور ایک دن یہ ملک بھوک کے مارے مر جائیگا - غور کرو - ابھی آپ کے پاس نصف جائداد باقی ہے - جو آبادی کے بڑھنے اور آمدنی کے گھٹنے سے عرصہ تیس سال میں بالکل ختم ہو جائیگی - پھر جائداد کے نہ رہنے سے خرچ زیادہ اور آمدنی کم ہونے پر جو حالت ہوگی - اُس کو آپ خوب سمجھ سکتے ہیں ✣

پیارے ناظرین! اسوقت ہندوستان کی آبادی ۲۸ کروڑ ہے - جو تیس برس پیشتر ۲۰ کروڑ کے قریب تھی - اگر اسی حساب سے بڑھے تو تیس سال میں ۳۴ کروڑ آدمی ہو جائینگے محققان زیادہ اور لائق افسران گورنمنٹ نے جو آمدنی بحساب اوسط فی نفر ہندوستان کی لگائی ہے اس کی تعداد عہ سالانہ ہے - اگر کل ملک کے آدمیوں کی آمدنی شامل کی جاوے تو ۷ ارب ۵۶ کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کل ملک کی ہوتی ہے اسمیں سے قریب دو ارب روپیہ کے اخراجات گورنمنٹ و سیل تجارت ممالک غیر میں نکل جاتے ہیں اور بقیہ ۵ ارب ۵۶ کروڑ میں سے ۲ ارب ۱۰ کروڑ روپیہ ہندوستان کا بیکار بھیکھ ماری جنکی تعداد اس وقت ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے کھا جاتے ہیں - یہ لوگ ایک تو ملک کا اس قدر روپیہ ضائع کرتے ہیں - دوسرے تین کروڑ آدمی بیکار رہا ان کا خرچ بحساب صہ ماہواری اوسط سے لگایا گیا ہے بقیہ ۳ ارب ۴۶ کروڑ روپیہ ۲۴ کروڑ ۵۰ لاکھ آدمیوں کے خرچ میں آتا ہے - اگر فی آدمی کم سے کم تین روپیہ ماہواری خرچ مانا جائے - اگرچہ بہت سے لوگ عیاش فضول خرچ امیر غریب سب سے زیادہ خرچ کرتے ہیں یہ تعداد اس قدر لگائی گئی ہے - جسکے بغیر انسان کی زندگی محال ہے - تو ۷۳ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ ماہواری اور ۸ ارب ۸۲ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے - اس حساب سے معلوم ہوتا ہے - کہ ۵ ارب ۳۶ کروڑ روپیہ سالانہ ملک کو نقصان پہنچتا ہے - جس ملک کو اس قدر نقصان ہمیشہ پہنچا کرے کیا وہ ملک کبھی آباد رہ سکتا ہے - یہ کمی ملک کی زمینیں فروخت کرکے زیور وغیرہ بیچ بیچکر آجتک سب نے پوری کی ہے جس سے ملک کی موجودہ حیثیت کم ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچی ہے - کہ کل ملک کا غلہ غیر ملکوں کو چلا جاتا ہے - اور اگر ہندوستان میں ہر ایک انسان کی جائداد ایک ہزار بحساب اوسط فرض کرلیں - اگر اس قدر جائداد نہیں ہے - تو کل ہندوستان

کی جائداد عرصہ تیس سال میں ختم ہو جائیگی - اب تو بحالت کمی آمدنی کے پُرانی جائداد فروخت کرنے سے خرچ چلا جاتا ہے لیکن تیس برس بعد جائداد ختم ہو جانے سے بھوکے مرنا پڑیگا کیونکہ کچھ تو آبادی کی زیادتی سے خرچ بڑھتا جائیگا اور جائداد کی کمی سے آمدنی گھٹتی جائیگی - غرض اس وقت بھوک اور رنج کے مارے رو رو کر جان دینے کے سوا کچھ بھی علاج نہ ہو سکے گا -

اب ہندوستان کی آبادی اور آمدنی کا حساب دوسرے ڈھنگ پر کیا جاتا ہے ✦

ہندوستان میں اس وقت ۲۸ کروڑ آدمی سکونت پذیر ہیں جنمیں سے ۱۴ کروڑ مستورات ہیں اور تین کروڑ لڑکے دو کروڑ بیمار اور دو کروڑ بڈھے اور بیکار ہیں - باقی سات کروڑ آدمی ہیں - جو کچھ کام کر سکتے ہیں - اُنہیں سے تین کروڑ آدمی ضرر رسان ملک یعنی نام کے فقیر اور دراصل شہوت پرست - آوارہ گرد - حرامخور اور شریر ہیں - جو مہاتما لوگ اس گروہ میں موجود ہیں وے باعث ترقی ایمان و ملک ہیں - لیکن ان شریروں کی کثرت سے دوانوں کا کھوج بہت ہی مشکل ہے - بہت سے لوگ صرف کھانے پینے کیواسطے فقیر ہو جاتے ہیں یا جسوقت گھر والوں سے تنازعہ ہوا جھٹ اُن کے دام میں پھنس جاتے ہیں باقی صرف چار کروڑ آدمی ہیں - جو شب و روز محنت کر کے زراعت - تجارت - تعلیم وغیرہ کے ذریعہ سے کما کر کھاتے ہیں لہٰذا اُن محنت کرنے والوں کی کمائی بحساب فی کس عہ ماہوار ہے اور ان چار کروڑ آدمیوں کی مجموعی آمدنی ۱۲ کروڑ روپیہ ماہواری ہے - اگر سب بھیکھ دھاری شامل ہو کر کمانے لگ جائیں - تو ملک کی آمدنی ایک ارب دس کروڑ ۲ لاکھ ماہواری ہوتی ہے - جب ہندوستانیوں کا خرچ قلیوں کے برابر یعنی تین روپیہ ماہواری فی کس شمار کیا جائے - تو کل ملک کا خرچ ۸۴ کروڑ روپیہ ماہواری ہوتا ہے تو سال بھر میں دو ارب ۷۲ کروڑ تو یہ زیادہ ہوا - اور باقی گورنمنٹ کے ٹیکس وغیرہ کا خرچ غرض کل اخراجات میں ٦ ارب روپیہ سالانہ کا نقصان ہوتا ہے جس حالت میں ۷ کروڑ آدمی محنت کریں گے اس وقت ۲٦ کروڑ ۲۵ لاکھ ماہواری بچت ہوگی - جس کی سالانہ آمدنی ۳ ارب ۱۵ کروڑ روپیہ ہوگی - اس سے گورنمنٹ اور غیر ممالک کی تجارت کا خرچ دے کر کچھ بچ رہیگا اور آئندہ ملکی آبادی بڑھنے سے آمدنی میں ترقی ہو جائیگی اور کچھ دن میں ہندوستان عمدہ حالت میں آ جائیگا - اسوقت ہماری یہ حالت ہے کہ ہم نہ تو خرچ کم کر سکتے ہیں - نہ عورتیں کچھ کام کر سکتی ہیں - نہ بوڑھوں کو یہ محنت برداشت ہو سکتی ہے - نہ لڑکے کسی کام کے لائق ہیں - اگر ہم کو ملک کی مدد کیواسطے مدد دینے کی اُمید ہے تو صرف انہیں تین کروڑ آدمیوں

سے جو بھیک دھاری ہیں قابل محنت کے نکل سکتے ہیں۔ اب ہم کس طرح اس بلا کو ٹال سکتے ہیں۔ یا کس طرح ان لوگوں کو محنت میں لگا سکتے ہیں۔ ہماری کل خرابی کا مٹانا ہمارے اتفاق اور گورنمنٹ کی امداد پر منحصر ہے۔ اگر ہمارے سچے افسر ہماری مدد پر کھڑے ہوں اگر ہم متفق ہو کر گورنمنٹ سے درخواست کریں تو ضرور گورنمنٹ خیال کریگی۔ پہلا اصول یہ ہے کہ گورنمنٹ بذریعہ قانون نابالغ لڑکوں کا فقیر ہونا بند کرے۔ خواہ ان کے والدین ہی کیوں نہ فقیری کے واسطے فقیروں کو سونپ دیں ہر حالت میں نابالغ کو فقیر کرنے والا مجرم قرار دیا جاوے پولیس کو اختیار دیا جائے کہ نابالغ سادھو کو جہاں پائیں فوراً پکڑیں اور کچہری میں حاضر کریں تحقیقات ضروری ہو۔ اگر وہ کسی کے درغلانے سے فقیر ہوا ہے تو اس کو سزا دیجائے۔ اگر ماں باپ کے سونپ دینے سے ہوا ہے تو ان کو سزا دی جائے۔ کیونکہ ماں باپ کا لڑکوں کو فقیروں کو سونپ دینا بردہ فروشی میں داخل ہے لڑکا لڑکی ایسی جائداد نہیں جسکو والدین تلف کرنیکا استحقاق رکھتے ہوں۔ جو شخص اپنے لڑکے کو مار ڈالتا ہے وہ قتل کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ پھر کیوں اُن والدین کو جو اپنی اولاد کو فقیروں کے حوالہ کرتے ہیں مجرم نہیں سمجھا جاتا۔ گویا وہ اپنی اولاد کو دُنیاداری کے وجود سے قتل کرتے ہیں فقیروں کو دئے ہوئے وہ کسی طرح اپنی برادری میں شادی رشتہ کی مجاز نہیں رکھتے۔ اور کوئی برادری کا آدمی اُن سے برتاؤ نہیں کرتا۔ غرضیکہ دراصل وہ اپنے استحقاق قومی کی نسبت مُردہ ہو جاتا ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس خرابی کو جلد روکے۔ یہی خرابی بہت سے جرائم کا باعث ہے۔ جب نابالغ لڑکے فقیر ہو جاتے ہیں اور وہ جوان ہو کر اپنی خواہش نہیں روک سکتے۔ تو دوسرے کی عورت اور لڑکے کو ورغلانا شروع کرتے ہیں وہ عورتیں جو دُنیادار خاوند سے بسبب کمی ملاقات کے ناراض ہوتی ہیں۔ اُنکے ساتھ جلد پھنستی ہیں یا نابالغ لڑکوں کو چیلا بنانیکی غرض سے بہکالاتے ہیں اور اُن سے عمل بد کرکے اپنی خواہش نفسانی کو بجھاتے ہیں غرضیکہ ہر طرح سے ملک کے انتظام اور چال چلن میں خرابی ڈالتے ہیں جب سرکار اسطور نابالغ لڑکوں کو روک کر ملک کو اس بلا سے بچائیگی۔ تو جوان کے واسطے انتظام ہو سکتا ہے کہ جو بالغ شخص فقیری کو قبول کرے۔ اس کو گورنمنٹ میں لکھوانا پڑے اور گورنمنٹ اُس کا حلیہ لکھ لے اور جس غرض سے وہ فقیری اختیار کرتا ہو اُس غرض کی جانچ کرے۔ اگر وہ غرض اس کی ٹھیک ہو۔ اور وہ شخص اس کو

ٹھیک طور پر کام میں لا سکتا ہو۔ تو اس کو اجازت دیجائے پھر اگر وہ اس اقرار کیخلاف کرے تو مجرم سمجھا جائے۔ اس سے ایک تو وہ مجرم جو جرم کر کے سادھو بنکر اپنا حلیہ چھپا لیتے ہیں اور گورنمنٹ کے انتظام ملکی میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ پکڑے جائینگے دوسرے جو لوگ سادھوؤں کے روپ میں چوری وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی رک جائینگے غرض حکام وقت کو اپنے انتظام میں بہت سی مدد ملیگی جب اس طرح سے اس آوارہ فرقہ کا بڑھنا روکا جائے۔ تو موجودہ لوگوں کا جانچنا شروع کیا جائے۔ جن کے چال چلن درست ہوں اور وہ کوئی خرابی نہ کرتے ہوں وہ تو چھوڑ دیئے جائیں اور باقی لوگوں کو محنت اور شادی کرنے پر مجبور کیا جائے۔ غرضیکہ اس طرح کے انتظام سے چند روز میں ہندوستان کی ترقی ظہور میں آنے لگیگی۔ اور اس آوارہ گرد جماعت کو تنزل ہو جائیگا۔ صرف نیک خیال کے واسطے جو فقیر ہوتے ہیں وہی ہونگے۔ اُن سے ملک کو پورا فائدہ ہوگا اور ملک کی آئندہ اولاد بالکل محنتی پیدا ہوگی جس سے چند سال میں محنتی لوگوں کی تعداد بڑھ کر ہندوستان کے ادبار میں کمی واقع ہو جائیگی اور فلاح کی صورت نظر آنے لگیگی۔ سوائے اس کے گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ ان سادھو لوگوں کے واسطے پبلک سے مشورہ لیکر ہر شہر کے باہر ایک سدا برت ہوا کرے اور کوئی سادھو بلا کسی ضروری کام کے شہر میں نہ آنے پائے۔ جس سے شہر کے لوگوں کو ان لوگوں کی خرابیوں سے ضرر نہ پہنچے کیونکہ کبھی تو رسائن بنکر لوگوں کا روپیہ ٹھگ لیجاتے ہیں کبھی عورتوں کو اولاد وغیرہ کا دھوکا دے کر خراب کرتے ہیں۔ اور جادو ٹونا بتلا کر ان کو بہت سے جرائم کی طرف راغب کرتے ہیں غرض جو نقصان یہ کرتے ہیں اُن کی تشریح کیواسطے ایک دفتر کی ضرورت ہے بہت لوگ بیوقوفی سے آپکی رائے کے خلاف ہونگے تو بھی جسوقت تم اپنی عادل گورنمنٹ کو یہ نقصانات سمجھا کر اُس سے استدعا کروگے اور ملک کی پوری کیفیت بیان کروگے۔ تو ضرور گورنمنٹ توجہ کریگی۔ آجتک دنیا داروں اور محنتی لوگوں پر ہزار طرح کا جبر ہوتا ہے لیکن بیکار آدمی گورنمنٹ کو کچھ فائدہ نہیں دیتے بلکہ بہت سی وارداتوں کے فاعل ہو کر گورنمنٹ کے انتظام ملک میں خلل انداز ہیں اسلئے گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس طرف راغب ہو٭

ہندوستان کے جاہل لوگ جہالت کے جوش سے کچھ روز تک اس معاملہ کے مخالف ہونگے لیکن ہمارے ملک کے برہمنوں کو چاہیئے کہ وہ اُن جاہلوں کو سمجھائیں کیونکہ جیسا اُن لوگوں کا ملک کے عام لوگوں پر اثر ہے اُس سے بڑھ کر برہمنوں کا اثر ہے جس بات

کو برہمن دہرم بتلائیں دہرم مانی جاتی ہے جس کو ادھرم بتلائیں۔ خواہ وہ دہرم ہی کیوں نہ ہو۔ ادہرم قرار دیا جاتا ہے۔ جب ہمارے براہمن بھائیوں میں یہ طاقت ہے تو انکا بھی فرض ہے۔ کہ ملک کو اس بلا سے بچانے کیواسطے کوشش کریں اور ملک کے لوگوں کو سمجھا دیں۔ کہ اس طرح ایک دھڑی کے گیرو رنگانے سے کوئی سادہو نہیں ہوجاتا تاوقتیکہ وہ سادہو کا کام نہ کرے۔ اسطرح برہمنوں کی کوشش سے پاک نام کے سادہوؤں سے خود نفرت ہوجائیگی۔

جبتک ہمارے ملک کے کل قومی خیر خواہ لائق آدمی ملکر گورنمنٹ سے اس آوارہ گروہ کو روکنے کی درخواست نہ کرینگے۔ اور ہماری سچی گورنمنٹ اپنی رعایا پروری کے فرض کو پورا کرنیکے خیال سے ہماری مدد پر کمربستہ نہ ہو جائیگی تب تک ہمارے دیس کے برہمن اور عالم شخص دہرم کو بچانے کے واسطے اور ملک کو پھر جادۂ اتفاق پر لانے کیواسطے اپنے ست شاستروں کا رواج دینے کے واسطے ملک کو آفت سے بچانیکے واسطے قوم کو عزت پر لانیکے لئے برہمن لوگوں کی قدر کرانیکے واسطے اس گروہ کو کم کرنیکی کوشش نہ کرینگے۔ تب تک اس گروہ کے نقصانات سے ملک کا محفوظ ہونا ایک ناممکن امر ہے۔

اے ملک کے ہمدردو! جلدی کوشش کرکے اس معاملہ کو گورنمنٹ میں پیش کرو۔

اے ایڈیٹران اخبار نامدار! اے مردان ہوشیار! آپ اپنے اخباروں میں اس بلا سے بچنے کی تدبیروں کو لکھنا شروع کریں یقین ہے چند روز میں کوئی معقول عام پسند تدبیر نکل آئے جس سے صورت کامیابی نظر آنے لگی۔ بہت سے بیراگی گھر چھوڑ فقیر ہوئے چند روز میں کسی کی بہو بیٹی کو نکالکر اس کی عزت اور اپنے دھرم کو داغ دیا۔ اور کئی آدمی اس مرض کے مبتلا ہوگئے۔ لاکھوں سنیاسی اسی طرح گوسائیں بنگئے۔ میرے پاس آج کل دو فقیروں کا گذر ہوا جن کی عمر قریب ۱۴-۱۵ برس کی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ تم کب سادہو ہوئے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے والدین نے ۳ برس کی عمر میں ہم کو فقیروں کو دیدیا۔ ایک کا باپ اسوقت گوالیار میں صوبیدار ہے۔ اس کی حکایت یہ ہے کہ اسکے باپ کی کوئی اولاد نہ جیتی تھی۔ اسنے ایک لڑکا فقیر کو دیدیا اب وہ لڑکا بازاروں میں بھیک مانگتا ہے اے ناظرین! صاحب مروت! کیا آپکا دل اس وقت اس کی حالت زار پر رونے کو نہ ابھریگا۔ دیکھو وہ بیقصور لڑکا اپنے والدین سے الگ کیا گیا۔ اور اسکو پرورش کی بجائے گدائی کرنی پڑی۔

افسوس ہے ایسی جہالت پر افسوس ایسے خیالات پر افسوس ہے ہندؤں کی تباہی کے

خیر خواہ ہوں پر جوان بیگناہ بچوں کو اس عذاب سے نہیں بچاتے ؎
اے گورنمنٹ تو تو کل ملک کی نگہبانی کرنیکا ذمہ ایشور کے دربار میں اُٹھا چکی ہے - کیا یہ لڑکے تیری رعایا نہیں کیا ان کی تکلیفات کا تجھے جواب دینا نہ ہو گا - ضرور دینا ہو گا - اے رحم دل حکام وقت آپ ہندوستان کے بچوں پر رحم کریں - ان بیچارے غریبوں کی اس فرقہ ظالم یعنی بیراگی اُداسی - دائودپنتھی - گوشائیں - جوگی وغیرہ فقیروں کے ہاتھ سے حفاظت کریں - دیش کے راجہ بابو لوگو! اے ملک کے دھرماتما دولتمندو! آپ جلد کوشش کر کے اس بلائے عظیم سے ملک کو چھوڑاؤ - اب اتفاق کر کے شہر کے باہر ایک دھرم شالہ بنواؤ - اب اُن بچوں کو جو بسبب بھوک کے مرنے کے فقیری کرتے ہیں پرورش کرو - مردو! اُٹھو قسم ہے تم کو اپنے دھرم کی اگرچہ ہمارے ملک کے بہت سے ہمدرد اُن کاموں کی کوشش کرتے ہیں جو دوسروں کے ہاتھ میں ہے اگرچہ وہ ہمارے ملک کے لئے مفید ہیں لیکن ان کے نہ ہونے میں حالت بے اختیاری ہے - ان کو ہم کبھی پورا نہیں کر سکتے - جبتک اپنے گھر کے کل موجودات کو درست نہ کر لیں کوئی بھی بادشاہ اپنی رعیت کو درست رکھے بغیر دوسرے ملک کو نہیں جیت سکتا - کوئی بھی قوم اپنی طاقت کو مجموعی حالت میں لائے بغیر قوم کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی نہ اپنی حالت کو درست کر سکتی ہے اس لئے اے محبان قوم اپنی طاقت کو گھر یلو جھگڑوں کے مٹانے سے قوم کی بیکاری کو دُور کرنے سے اور ملکی علوم کی ترقی سے تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لینے سے ایک ملک کو سدھار سکیں گے اسلئے جلد کوشش کرو اور ملک کو سنبھالو میرے خیال میں وہ قوم جو اپنے چال چلن کو درست نہ کرے دوسری قوموں سے اپنا حق نہیں لے سکتی - وہ لڑکا جو ہمیشہ سویا کرے باپ کی جائداد کا وارث نہیں ہو سکتا - کیونکہ جب بیدار ہو تب حصہ لے اسکو بیداری محال ہے اسی طرح جب قوم میں اتفاق ہو کثرت علم سے سچے اخلاق اور خیالات درست ہوں اور ملک میں بیکاری کا نام باقی نہ رہے ہر شخص محنت کا عادی ہو ؎
سُستی سے سب کو پرہیز ہو تب ملک کی درستی ہو سکتی ہے اس حالت میں کانگریس آریہ سماج دھرم سبھا وغیرہ ملک کی بہتری چاہنے والی سوسائٹی خواہ کتنی ہی کوشش کرے کچھ نہ ہو گا - اے محبان قوم اس آوارہ فرقہ کو روکنے اور قوم کی چال اور اخلاق کو درست کرنے کی طرف جلد متوجہ ہو تھوڑے روز میں ملکی کوشش کا درخت ضرور بار آور ہو گا - جب آپ کوشش ہی نہ کریں گے تب کیا علاج ہے - مثل مشہور ہے ہمت مرداں مدد خدا - ملک ہمت کریگا تب پرماتما مدد دیگا ضرور یہ خرابی مٹ جائیگی کوشش کرنیکا حق بجا لاؤ - پھل پانیکا موقعہ پرماتما میسر کریگا - میں یقین کرتا ہوں کہ ملک کے ہمدرد ضرور اس تحریر پر خیال کرینگے ؎ ادم شم

یجروید

رگوید

اوم

ویدک دھرم کے متعلق
ہرپرہ کی پُستکیں وزیرچند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور
سے طلب فرماویں

مُفید تعلیم

مصنّفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیرچند شرما مالک ویدک پُستکالیہ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال
کے چھپوایا

بار چہارم قیمت ۳ پائی تعداد ۱۰۰۰

اتھروید

سام وید

مفت تعلیم

دنیا میں انسانی زندگی کے واسطے پانی اور ہوا دو ایسی چیزیں ہیں. جن کے بغیر انسان ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا. لہذا پرماتما نے ان چیزوں کو اس افراط سے پیدا کیا ہے. کہ وہ ہر ایک جگہ بلاقیمت میسر آتی ہیں. غریب سے غریب کے گھر میں ہوا پہنچ جاتی ہے. کیونکہ ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن پانی کے دریا بہہ رہے ہیں. کنوئیں بن سکتے ہیں. گو اس کے لانے میں کچھ محنت کرنی پڑتی ہے. لیکن وہ بھی بلاقیمت میسر آتا ہے. کیا وہ دیش بدقسمت نہیں کہلائیگا. جس دیش میں ہوا اور پانی دولتمندوں کی میراث ہو جاوے. اور وہ روپیہ سے فروخت ہونے لگے. کیونکہ اس حالت میں کوئی بھی غریب زندہ نہیں رہ سکتا. کیا وہ ملک زندہ ملکوں میں شمار ہوگا؟ جس کا کمزور انگ یعنی اس کے غریب باشندے زندگی سے محروم ہو جاویں. کیا کوئی عقلمند پسند کرے گا کہ ہوا اور پانی فروخت کیے جاویں؟ جس سے اس کے غریب بھائی محروم ہو کر اپنی زندگی کھو بیٹھیں. جو تعلق جسمانی زندگی کو ہوا اور پانی کے ساتھ ہے. وہی تعلق روحانی زندگی کو تعلیم کے ساتھ ہے. کیونکہ بغیر تعلیم کے روحانی زندگی قائم ہی نہیں رہ سکتی. اور جہاں من اور اندری آزادی سے کام کرنے لگیں. وہاں اخلاقی زندگی کس طرح ہو سکتی ہے. کیونکہ اخلاقی زندگی کا دارومدار تمیز پر ہے. یعنی کچھ فعل جو کرنے لائق ہیں. جو انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی زندگی کے واسطے مفید ہیں. ان کو کرنے کی تحریک اور دوسری طرف جو فعل مضر ہیں. ان کو روکنے کی تحریک اس تمیز کا پھل ہے. جو شخص تمیز رکھتا ہے. وہ آزاد نہیں ہو سکتا. کیونکہ آزاد وہ کہلا سکتا ہے. جو کرنے نہ کرنے اور الٹا کرنے کی طاقت رکھتا ہو. لیکن تمیز خراب کاموں کے کرنے سے روکتی ہے. کوئی باتمیز اس کے خلاف نہیں کر سکتا. یعنی جن کاموں کے کرنے میں تمیز روکتی ہے. انہیں عمل میں نہیں لا سکتا. ورنہ وہ اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارتا ہے. اور جو اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارے. وہ باتمیز کیسے کہلا سکتا ہے؟ لہذا تمیز خراب کاموں کے کرنے سے روکتی. اور نیک کاموں کی طرف لگاتی ہے. جو لوگ اس تمیز کی پیروی نہیں کرتے. وہ ضرور تباہ ہو جاتے ہیں. جب تک اس بھارت ورش

میں تمیز رہی۔ تب تک یہ دیش جگت گورو اور چکرورتی راجاؤں کا پیدا کرنے والا تھا۔ جب سے اس دیش نے تمیز کو کنارے رکھ دیا۔ تب سے اس کی درگتی ہونے لگی۔ اگرچہ یہاں دان کے واسطے دیش کال اور پاتر کا لحاظ ضروری تھا۔ لیکن تمیز کے نہ ہونے سے اس کی کایا پلٹ گئی۔ دیش کے کہنے سے مراد یہ تھی۔ کہ جس دیش میں جس چیز کی ضرورت ہو۔ اُس دیش میں اُسی چیز کا دان کیا جاوے سرد دیش میں کپڑوں کا دان اور گرم دیش میں جل کا دان۔ جس دیش میں قحط ہے اُس دیش میں اناج کا دان۔ اور جس دیش میں بیماری ہے۔ اُس دیش میں دوائی کا دان دینا چاہیئے۔ بیوقوفوں نے دیش کے معنی تیرتھ سھتان کے لے لیئے۔ اور کال کے معنی تھے جس وقت کوئی کسی خاص شے کا محتاج ہے۔ مثلاً کوئی آدمی گرمی کے دنوں میں کمبل بانٹے تو وہ کال نہیں۔ یا سردی کے دنوں میں پیاؤ لگائے لوگوں نے کال کے معنی اماوس وغیرہ کے دن لے لیئے۔ پاتر کے معنی تھے حقدار۔ لیکن زمانے نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ پرانی عمدہ باتیں غلط معنوں میں استعمال ہونے سے بجائے مفید ہونے کے مضر ہو گئیں۔ اگر لوگ عالم اور جاہل کو برہمن خیال نہ کرتے۔ تو براہمنوں میں سے وِدیا کی کمی کبھی نہ ہوتی۔ اور یہ جگت گوروں کی اولاد ایسی درگتی کو کبھی پراپت نہ ہوتی۔

مورکھ لوگ تو اسے پُن سمجھتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے براہمنوں کو بھوجن کھلایا۔ لیکن جاہل اور عالم کی تمیز اُڑا دینے۔ وہ مورکھ وِدیا کے ناشک ہو کر بنا پاپ کے بھاگی ہو گئے۔ اگر وہ لوگ عالم اور جاہل میں تمیز رکھتے۔ اور عالموں کی عزت اور جاہلوں سے پرہیز کرتے۔ تو براہمن اس درگتی کو پراپت ہو کر ویدک دھرم کے ناش کا سبب نہ ہوتے۔ بھلا جس دیش میں روحانی زندگی کے سبب وِدیا فروخت ہونے لگی۔ اور غریب لوگ روپیہ نہ ہونے کے سبب وِدیا سے محروم رہیں۔ تو وہ دیش کیوں نہ طاعون۔ قحط اور مقدمہ بازی وغیرہ خرابیوں کا شکار ہو؟ پھر بھلا جہاں وید وِدیا جس کو آج تک بھارت کے رِشی مُنی ہمیشہ بانٹتے ہی چلے آئے ہیں۔ جو انسانوں کے اندر ایشور وشواس کی پیدا کرنے والی ہے۔ فروخت ہونے لگی۔ تو وِدیا کی بے عزتی۔ اور غریبوں کے وِدیا سے محروم رہنے سے اُس دیش کا ناش ضروری ہے۔ لوگ کیوں وِدیا فروخت کرتے ہیں۔ صرف اِس وجہ سے کہ پبلک اِس تمیز سے مبرا ہے۔ کہ کون سا انسٹی ٹیوشن دان کا مستحق ہے؟ آیا وہ غریبوں کو مفت تعلیم دیتا ہے یا وہ تعلیم فروخت کرتا ہے؟ لیکن لوگوں کا یہ اعتراض کو مفت

مفت تعلیم

دنیا میں انسانی زندگی کے واسطے پانی اور ہوا دو ایسی چیزیں ہیں۔ جن کے بغیر انسان ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ لہذا پرماتما نے ان چیزوں کو اس افراط سے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ہر ایک جگہ بلاقیمت میسر آتی ہیں۔ غریب سے غریب کے گھر میں ہوا پہنچ جاتی ہے۔ کیونکہ ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن پانی کے دریا بہہ رہے ہیں۔ کنوئیں بن سکتے ہیں۔ گو اس کے لانے میں کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن وہ بھی بلاقیمت میسر آتا ہے۔ کیا وہ دیش بدقسمت نہیں کہلائیگا۔ جس دیش میں ہوا اور پانی دولتمندوں کی میراث ہو جاوے۔ اور وہ روپیہ سے فروخت ہونے لگے۔ کیونکہ اس حالت میں کوئی بھی غریب زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیا وہ ملک زندہ ملکوں میں شمار ہوگا؟ جس کا کمزور انگ یعنی اس کے غریب باشندے زندگی سے محروم ہو جاویں۔ کیا کوئی عقلمند پسند کرے گا کہ ہوا اور پانی فروخت کیئے جاویں؟ جس سے اس کے غریب بھائی محروم ہو کر اپنی زندگی کھو بیٹھیں۔ جو تعلق جسمانی زندگی کو ہوا اور پانی کے ساتھ ہے۔ وہی تعلق روحانی زندگی کو تعلیم کے ساتھ ہے۔ کیونکہ بغیر تعلیم کے روحانی زندگی قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ اور جہاں من اور اندری آزادی سے کام کرنے لگیں۔ وہاں اخلاقی زندگی کس طرح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اخلاقی زندگی کا دارومدار تمیز پر ہے۔ یعنی کچھ فعل جو کرنے لائق ہیں۔ جو انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی زندگی کے واسطے مفید ہیں۔ ان کو کرنے کی تحریک اور دوسری طرف جو فعل مضر ہیں۔ ان کو روکنے کی تحریک اس تمیز کا پھل ہے۔ جو شخص تمیز رکھتا ہے۔ وہ آزاد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آزاد وہ کہلا سکتا ہے۔ جو کرنے نہ کرنے اور الٹا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ لیکن تمیز خراب کاموں کے کرنے سے روکتی ہے۔ کوئی باتمیز اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ یعنی جن کاموں کے کرنے میں تمیز روکتی ہے۔ انہیں عمل میں نہیں لا سکتا۔ ورنہ وہ اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارتا ہے۔ اور جو اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارے۔ وہ باتمیز کیسے کہلا سکتا ہے؟ لہذا تمیز خراب کاموں کے کرنے سے روکتی۔ اور نیک کاموں کی طرف لگاتی ہے۔ جو لوگ اس تمیز کی پیروی نہیں کرتے۔ وہ ضرور تباہ ہو جاتے ہیں۔ جب تک اس بھارت دیش

ہیں تمیز رہی۔ تب تک یہ دیش جگت گورو اور چکرورتی راجاؤں کا پیدا کرنے والا تھا۔ جب سے اِس دیش نے تمیز کو کنارے رکھ دیا۔ تب سے اس کی دُرگتی ہونے لگی۔ اگرچہ یہاں دان کے واسطے دیش کال اور پاتر کا لحاظ ضروری تھا۔ لیکن تمیز کے نہ ہونے سے اِس کی کایا پلٹ گئی۔ دیش کے کہنے سے مُراد یہ تھی۔ کہ جس دیش میں جس چیز کی ضرورت ہو۔ اُس دیش میں اُسی چیز کا دان کیا جاوے سرد دیش میں کپڑوں کا دان اور گرم دیش میں جل کا دان۔ جس دیش میں قحط ہے اس دیش میں اناج کا دان۔ اور جس دیش میں بیماری ہے۔ اُس دیش میں دوائی کا دان دینا چاہیئے۔ بیوقوفوں نے دیش کے معنی تیرتھ سھتان کے لے لیئے۔ اور کال کے معنی تھے جس وقت کوئی کسی خاص شے کا محتاج ہے۔ مثلاً کوئی آدمی گرمی کے دنوں میں کمبل بانٹے تو وہ کال نہیں۔ یا سردی کے دنوں میں پیاؤ لگائے لوگوں نے کال کے معنی اماوس وغیرہ کے دِن لے لیئے۔ پاتر کے معنی تھے حقدار۔ لیکن زمانہ نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ پرانی عمدہ باتیں غلط معنوں میں استعمال ہونے سے بجائے مفید ہونے کے مُضر ہوگئیں۔ اگر لوگ عالم اور جاہل کو برہمن خیال نہ کرتے۔ تو براہمنوں میں سے وِدّیا کی کمی کبھی نہ ہوتی۔ اور یہ جگت گوروں کی اولاد ایسی دُرگتی کو کبھی پراپت نہ ہوتی۔

مُورکھ لوگ تو اسے پُن سمجھتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے براہمنوں کو بھوجن کھلایا۔ لیکن جاہل اور عالم کی تمیز اُڑا دیتے۔ وہ مُورکھ وِدّیا کے ناشک ہوکر بنا پاپ کے بھاگی ہوگئے۔ اگر وہ لوگ عالم اور جاہل میں تمیز رکھتے۔ اور عالموں کی عزت اور جاہلوں سے پرہیز کرتے۔ تو براہمن اس دُرگتی کو پراپت ہوکر ویدک دھرم کے ناش کا سبب نہ ہوتے۔ بھلا جس دیش میں روحانی زندگی کے سبب وِدّیا فروخت ہونے لگی۔ اور غریب لوگ روپیہ نہ ہونے کے سبب وِدّیا سے محروم رہیں۔ تو وہ دیش کیوں نہ طاعون۔ قحط اور مقدمہ بازی وغیرہ خرابیوں کا شکار ہو؟ پھر بھلا جہاں وید وِدّیا جس کو آج تک بھارت کے رِشی مُنی ہمیشہ بانٹتے ہی چلے آئے ہیں۔ جو اِنسانوں کے اندر ایشور وشواس کی پیدا کرنے والی ہے۔ فروخت ہونے لگی۔ تو وِدّیا کی بے عزتی۔ اور غریبوں کے وِدّیا سے محروم رہنے سے اُس دیش کا ناش ضروری ہے۔ لوگ کیوں وِدّیا فروخت کرتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ پبلک اِس تمیز سے مبرا ہے۔ کہ کون سا انسٹی ٹیوشن دان کا مستحق ہے؟ آیا وہ غریبوں کو مُفت تعلیم دیتا ہے یا وہ تعلیم فروخت کرتا ہے؟ لیکن لوگوں کا یہ اعتراض کہ مُفت

تعلیم دینے والے انسٹی ٹیوشنوں کے پاس سرمایہ نہ ہونے سے اُن کا قیام چند روزہ ہے۔ اور یہی لوگوں کی بے تمیزی کو ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ ہر شے کا قیام پرماتما کے اٹل نیم پر ہے۔ ہم دس کروڑ روپیہ جمع کریں۔ اور وہ روپیہ بنکوں میں جمع کیا جاوے۔ لیکن پرماتما کو ہمارے کرموں کے موافق اُس کا قیام منظور نہ ہو تو بنکوں کا دیوالا نکل جاوے۔ اور وہ انسٹی ٹیوشن ختم ہو جاوے۔ ہم بہت اعلیٰ درجہ کے مکان بنوالیں۔ بھونچال آجاوے وہ سب فناہ ہو جاویں۔ جن کو آج کل تیر تھ کہا جاتا ہے۔ کسی زمانہ میں یہ سب اعلیٰ تعلیم گاہیں تھیں۔ جن کے پاس کروڑوں کی جائداد تھی۔ محمود غزنوی نے جب کوٹ کانگڑہ لوٹا۔ تو سینکڑوں اُونٹ سونے چاندی کے برتنوں سے بھر کر لے گیا۔ اُس وقت نہ تو روپیہ نے حفاظت کی اور نہ کسی دوسری شئے نے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ مفت تعلیم والی تعلیم گاہوں میں جو سامان کی کمی ہے۔ جس سے وہ پبلک کو کمزور نظر آتا ہے۔ جس کے سبب پبلک اُس کی امداد کم کرتی ہے۔ وہ بھی تو پبلک کی بے تمیزی کا پھل ہے۔ کیونکہ اگر پبلک تمیز سے کام لیتی۔ اور مفت تعلیم دینے والی درسگاہوں کو اس سبب سے کہ وہ تعلیم جیسی روحانی خوراک کو فروخت نہیں کرتے۔ بلکہ مفت تقسیم کرتے ہیں۔ معزز شمار کرتے اور اُن کی امداد کو اپنا فرض خیال کرتے۔ تو مفت تعلیم دینے والے انسٹی ٹیوشن مضبوط ہو جاتے۔ جس سے عوام کا جھکاؤ بھی اِس طرف ہو جاتا۔ اور عوام کے جھکاؤ سے اُن کے پاس ضروری سامان کا بہم پہنچ جانا لازمی تھا۔ جس سے ہر نیک آدمی کا حوصلہ بلند ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مُلک میں تعلیم مفت کرنے کا پرشارتھ کرے جس سے مُلک کی روحانی خوراک مل کر روحانی زندگی مضبوط ہو۔ جس سے ہر قسم کی ترقی نظر آنے لگے۔ کیا یہ افسوسناک نظارہ نہیں۔ کہ ویدک دھرمی لوگ بھی جن کے بزرگ بھی ہمیشہ سے مفت تعلیم دیتے رہے۔ مفت تعلیم دینے کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں بھی بھارت ورش کے رشیوں نے تعلیم کا دروازہ غریبوں کے واسطے بند کیا تھا؟

جہاں تک پتہ لگاؤ گے۔ ایسی ایک بھی مثال نہیں ملے گی۔ اگر اس زمانہ میں تعلیم فروخت کرنے والے اچھی نظر سے دیکھے جاتے۔ تو مہاتما منو کیوں فیس دے کر پڑھنے والوں اور تنخواہ لے کر پڑھانے والوں کو بُرا بتلاتے؟ جب سے بھارت ورش میں مسلمانوں کا راج آیا۔ تب سے تپ کا ابھیاس نہ ہونے سے وید پڑھ کر جو کام کرنا چاہیئے۔ اُس کے لائق نہیں ہوتے۔ پس جس

دیش کا دُربھاگیہ آتا ہے۔ اُس میں اناج کا کال پڑتا ہے۔ جس سے اکثر لوگوں کو دُکھ ہوتا ہے۔ لیکن اناج کے بغیر کئی روز تک آدمی جی سکتا ہے۔ لیکن جس دیش کا اس سے بھی بڑھ کر دُربھاگیہ آتا ہے۔ اُس دیش میں پانی کا قحط ہوتا ہے۔ جس سے اناج کے قحط کی نسبت بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ پانی کے بغیر ایک دن بھی مشکل سے جی سکتے ہیں۔

جس دیش کا بہت ہی زیادہ دُربھاگیہ ہوتا ہے۔ وہاں کے باشندوں کو ہوا سے محروم کیا جاتا ہے۔ جس سے دو منٹ کی زندگی بھی کال ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے صرف جسم کو ہی نقصان پہنچتا ہے۔ آتما کو کوئی ہانی نہیں ہوتی۔ لیکن جس دیش کا سب سے زیادہ دُربھاگیہ ہوتا ہے۔ اُس دیش میں وِدّیا کا قحط ہوتا ہے۔ لیکن اُس دیش کے دُربھاگیہ کے بارے میں کوئی لفظ نہیں۔ جس دیش میں وِدّیا کا قحط ہو۔ کیونکہ اس سے اِنسانی زندگی جس کی پانچ منٹ کے برابر بھی چکرورتی راج نہیں ہو سکتا۔ رائگان جاتی ہے۔ اِنسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اگر قدرت نے حیوانِ مطلق بنایا ہوتا۔ تو اس سے کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ اُس کو سامان ہی اِس قسم کے مِلتے ہیں۔ لیکن وِدّیا سے شونیہ اِنسان حیوان سے ہزار ہا درجہ بدتر ہے۔ اِسی خیال کو لِئے ہوئے رِشی دیانند نے تیرہ گھنٹہ کی سمادھی جس کے برابر دُنیا کا کوئی راجیہ اور کوئی دولت سُکھ دینے والی نہیں ہوتی۔ چھوڑ دی تاکہ بھارت واسیوں کے راستہ میں جو برہم وِدیا کے نہ جاننے سے رُکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اُن کو دُور کرے۔ سب سے پہلی رُکاوٹ جس نے ویدک تعلیم کے خواہشمندوں کو مایُوس کر رکھا تھا۔ ویدوں کی تعلیم کا اُدھار تھا۔ جس کے سبب براہمنوں کے سوائے دُوسرے ورنوں کو وید پڑھنے کا ادھکار ہی نہیں دیا جاتا تھا۔ آجکل ہزاروں کشتری اور ویش آپنیں سنسکار یعنی جنیو سے خالی نظر آتے ہیں۔ جب جنیو ہی نہ ہو۔ تو وید آرمبھ سنسکار کیسا؟ جس کا وید آرمبھ سنسکار ہی نہیں ہوا۔ وہ وید کِس طرح پڑھ سکتا ہے؟

برہمن بھی پیدائش سے مانے جاتے تھے۔ گُن کرم کا ذرا بھی خیال نہ تھا دوسری رکاوٹ بال بواہ تھا۔ جس نے براہمچریہ آشرم کے گلے پر چھری پھیر رکھی تھی جس خاندان میں اِس قسم کا زیادہ پاپ ہو یعنی جس کے لڑکے بہت چھوٹی عمر میں بیاہے جاتے ہوں۔ وُہی خاندان سب سے معزز شمار ہوتا تھا۔ لڑکے کا بڑی عمر تک کنوارا رہنا خاندان میں نقص ہونے کا ثبوت تھا۔ بھلا ایسی حالت میں کون وید پڑھتا

اور کون پڑھتا۔ چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جس کو رشی دیانند نے ویدرُوپی سُورج کے آگے جو مختلف قسم کے بادل آ گئے تھے۔ اُن کو دُور کیا۔ ایک طرف تو وید منتروں کے پرمان اور عقلی دلائل سے یہ ثابت کیا۔ کہ وید ایشوری گیان ہے۔ اور کسی خاص فرقے کی میراث نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی کوئی ورن پیدائش کے لحاظ سے ویدوں کا حقدار ہو سکتا ہے۔ بلکہ چاروں ورنوں کو وید کے پڑھنے کا حق ہے۔ دوسری طرف سے یہ ثابت کیا ہے کہ براہمن آدی ورن گن کرم سبھاؤ سے ہوتے ہیں پیدائش کے لحاظ سے نہیں ہوتے۔ تیسری طرف بال بواہ کا کھنڈن اور برہمچریہ آشرم کی عظمت و ضرورت کو بڑے زور سے جتلایا۔ صرف اِس لیے کہ پوتر ویدوں کی تعلیم سے سنسار کا اُدپکار ہو۔ اور لوگ جہالت کے گڑھے سے نکل کر برہم وِدیا کے ذریعہ برہم آنند کو حاصل کریں۔ لیکن جس دیش کا دُربھاگیہ ہوتا ہے۔ اُس کے واسطے اُوتم سے اُوتم چیز اُوپکاری نہیں ہوتی۔ اُن کے لیئے اعلےٰ سے اعلےٰ اُپدیش گن کاری نہیں ہوتے۔ کیسے لائق آچاریہ ملیں۔ اُن کا کلیان مشکل ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔

شعر

تہی دستانِ قسمت را چہ سُود از رہبر کامل۔ کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

جن کے قسمت کے ہاتھ خالی ہیں۔ یعنی جن کا بھوگ خراب ہے۔ اُن کو کامل رہبر یعنی پُورن ویدوں کے جاننے والے گوروسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ جیسا کہ سکندر کو خواجہ خضر امرت سے پیاسا ہی لایا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جو آچاریہ کے واکیوں پر عمل کرتا ہے۔ اُسی کو آچاریہ کے اُپدیش سے لابھ ہو سکتا ہے۔ لیکن جو عمل نہ کرے اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ اُوپدیش بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

رشی نے بڑے زور سے بھارت واسیوں کو ویدوں کی تعلیم کی طرف مائل کیا۔ ویدوں کا پڑھنا پڑھانا۔ اور سُننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم بتلایا۔ خود عملی طور پر وید کو پڑھ کر اور بال برہمچاری بن کر اِس بات کو ثابت کیا۔ کہ اِس زمانہ میں بھی وید پڑھ سکتے ہیں غرضیکہ جس قدر رکاوٹیں ویدوں کے پرچار کے راستہ میں حائل تھیں۔ اپنی زبان اور قلم کے زور سے ان سب کو دُور کر دیا۔ اپنے سچے تپ اور بیوہار سے ہر ایک دل میں ویدوں کی عزت کو بھرا۔ بڑے بڑے مباحثوں کے ذریعے عوام پر ویدوں کی عظمت کو واضح کیا۔ لیکن افسوس ان ساری محنتوں سے بھی بھارت کا دربھاگیہ دُور نہ ہوا۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں رشی نے ویدوں کے پرچار کا کام دیا تھا۔ جن لوگوں سے یہ آشا کی گئی تھی۔ کہ یہ لوگ ویدوں کی تعلیم کو عام کرنے کے واسطے پرچار تھا

کریں گے۔ جن کو رشی نے دین اناتھوں کو تعلیم دینے کی گھنشا وید پرچارک منڈلی جاری کرنیکیلئے جدوجہد کرتے ہوئے کی تھی۔ وہی لوگ ویدوں کی تعلیم کے راستہ میں رکاوٹ ہو گئے۔ اُن کے کمزور دماغ میں آگیا۔ کہ خالص سنسکرت تعلیم سے بھیک مانگنے والے پیدا ہوں گے۔ ہا! شوک۔ رام اور کرشن کی اولاد کے یہ خیال! کیا رام اور کرشن نے اُمریکہ اور جاپان میں جا کر تعلیم پائی تھی؟ کیا وہ انگلستان میں جا کر آکسفورڈ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے؟ کیا وہ بھیک مانگتے تھے؟ کیا وہ خالص سنسکرت کے تعلیم یافتہ نہ تھے؟ بششٹھ اور درون کی اولاد کے یہ خیال! کیا حسرت اور مایوسی پیدا کرنیوالے نہیں؟ کیا اور لوگوں نے یُدھ وِدیا اور راج نیتی یورپ سے جا کر سیکھی تھی؟ گوتم اور کناد کی اولاد کے واسطے کیا یہ خیال قابلِ فخر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لیکن بدقسمتی کو کیا کیا جاوے۔ جنہیں رام کرشن کے خیالات سے حصہ نہیں ملا۔ بلکہ مل اور سپنسر کے خیالات کو اخذ کیا ہے۔ جنہیں بششٹھ اور درون کے بھاووں سے ورثہ نہیں ملا۔ بلکہ بوناپارٹ کی سوانح عمری اور انگلینڈ کی ہسٹری دماغ میں آئی ہے۔ جنہیں گوتم۔ کناد۔ کپل اور ویاس کے قابل قدر خیال میسّر ہی نہیں ہوئے بلکہ ہکسلی اور ٹنڈل کے خیالات دماغ میں گھر کر گئے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ویدوں کے پرچار کی امید کرنا بانجھ کے پُتر کا بیاہ کرنا ہے۔ لہذا وہی ہوا۔ جو کہ قاعدے کے موافق ہونا چاہئے تھا۔ یعنی ویدوں کی تعلیم کے راستہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ وہ کیا بے زری یعنی جن کے والدین دولتمند نہیں۔ جن کے پاس فیس دینے کی طاقت نہیں۔ جن کے پاس اتنا مالی سرمایہ نہیں جس سے یکمشت روپیہ ادا کر سکیں۔ اُن کو ویدوں کے پڑھنے کا حق نہیں۔ یہ بات مسلّمہ ہے کہ بھارت ورش دُنیا کے کل مُلکوں میں بے زر ہے۔ اس میں فی صدی ایک بھی دولت مند نہیں۔ گو پہلی رکاوٹوں سے کروڑوں آدمی ویدوں کے پڑھنے کے حقدار تھے کیونکہ بھارت ورش میں جنم کے براہمنوں کی تعداد دو تین کروڑ سے زیادہ نہیں اگر تحقیق کیا جاوے۔ تو سات آٹھ فی صدی سے کم براہمن اس مُلک میں نہیں ملیں گے یعنی رشی دیانند سے پہلے تو ۹ فیصدی کو ویدوں کے پڑھنے کا حق تھا۔ جو رشی کی نظر میں ویدوں کے پرچار میں بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ جس کے دُور کرنے کے واسطے اُس نے اینٹ پتھر کھائے۔ آخر کو زہر کھایا۔ لیکن رشی اس رکاوٹ کے دور کرنے میں برابر کوشش کرتا گیا۔ لاکھوں تکلیفوں اور ہزاروں مصیبتوں سے گھبرا کر اُس نے اِس رکاوٹ کو دُور کرنے کا خیال چھوڑا نہیں۔ پران دیئے پر اپنے اُودیش کی طرف چلنا

بند نہیں کیا۔ لیکن بدقسمتی سے "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" رشی اپنے اودیش میں کامیاب ہوئے۔ یعنی جو رکاوٹیں اُس وقت تھیں۔ وہ دور ہو گئیں۔ جو لوگ کہتے تھے۔ کہ شودر کے کان میں وید کے لفظ اگر چلے جاویں۔ تو اُس کے کان میں سکہ بھر دینا چاہیئے۔ وہی لوگ آج کل عام جلسوں میں جہاں چاروں ورنوں کے آدمی ہوتے ہیں۔ خوب زور سے ویدوں کے منتر پڑھتے ہیں۔

لیکن یہ نئی رُکاوٹ جس نے فی صدی ایک کو بھی ویدوں کے پڑھنے کا حق نہیں دیا۔ کس قدر خطرناک ہے؟ کیا اس کا دُور کرنا ہمارا فرض نہیں؟ کیا رشی دیانند کی سپرٹ سے حصہ لینے والے کیا رشی دیانند کے خیالات کو اپنا رہبر تسلیم کرنے والے لوگ اس رُکاوٹ کو خاموشی سے پسند کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لیکن بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ قید تو عارضی ہے۔ جب پچاس لاکھ رُوپیہ گورُوکل میں ہو جاویں گے یا کالجوں کے پاس اس قدر سرمایہ ہو جاویگا تو تعلیم مفت کر دی جاوے گی۔ لیکن یہ خیال کیسا لچر اور کس قسم کے بدھو دماغوں سے نکلا ہوا ہے۔ کہ جس کو سن کر سمجھدار آدمی کے دماغ میں تو ویدک دھرم کی تباہی کا نقشہ کھینچ جاتا ہے۔ اور ایسے بھولے لوگوں کی باتوں پر جو اس قسم کے لچر خیالات اور طفل تسلیوں میں مست ہیں۔ ہنسی آتی ہے ؛؛

اوم شم

(از جوتی لال دت کاتب کنجروڑ دی)

اوم



مابین نوین ویدانتی و آریہ

مُصنّفہ

شری سوامی درشنانند سرسوتی جی

جس کو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۶ بساکھ وکرمی سمت ۱۹۸۲

نے

دیانند آبد ۱۰۱ اپریل سنہ ۱۹۲۵ء

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال

چھپوایا

تیسری بار قیمت ۶ تعداد ۱۰۰۰

ओ३म

پرشنوتر

مہاشے گن! ایک دن ایک نوین ویدانتی اور آریہ میں جیو برہم کی ایکتا پر مباحثہ ہُوا جو عوام کے فائدہ کے لئے لکھا جاتا ہے جس سے ویدانت کی اصلیت سے لوگ واقف ہو جاویں۔

آریہ۔ کیوں مہاشہ! جیو برہم میں بھید ہے یا نہیں۔

ویدانتی۔ اگیانی لوگ تو بھید مانتے ہیں۔ لیکن گیانی کی نظر میں بھید نہیں۔

آریہ۔ گیانی کسے کہتے ہیں؟

ویدانتی۔ جسے ستیہ استیہ کا وویک ہو۔

آریہ۔ مہاشہ جب برہم ایک ہی ہے۔ دوسرا کوئی پدارتھ نہیں۔ تو است کوئی پدارتھ نہیں۔ پھر ست است کا وویک کیسے ہو سکتا ہے؟

ویدانتی۔ بھائی صاحب یہ جگت جو پرتیت ہوتا ہے۔ یہ است ہے اور برہم ست ہے۔ اسواسطے ست است کا وویک ہی گیان کا سوروپ ہے۔

آریہ۔ جو جگت پرتیت ہوتا ہے۔ وہ است کیسے ہو سکتا ہے؟

ویدانتی۔ جو آدی میں نہ ہو اور انت میں نہ رہے۔ وہ درمیان میں بھی نہیں ہوتا جگت چونکہ اُتپتی سے پُورو نہیں۔ اور ناش کے بعد نہیں رہیگا۔ اس واسطے ورتمان میں بھی است ہے

آریہ۔ کیا اس جگت کی اُتپتی سے پہلے کبھی جگت تھا یا نہیں؟

ویدانتی۔ جگت نہ کبھی پہلے تھا۔ نہ اب ہے۔ اور نہ آگے ہوگا۔ صرف بھرم سے پرتیت ہوتا ہے جیسے رسّی میں سانپ یا سیپ میں چاندی کا بھرم ہوتا ہے۔

آریہ۔ مہاشہ جب سرپ ایک ست پدارتھ ہے۔ اور رسّی بھی ہے۔ تب رسّی میں سرپ کا بھرم ہوتا ہے۔ تب رسی میں سرپ کا ادھیاس یا بھرم ہوتا ہے۔ جب جگت کوئی

پدارتھ ہی نہیں ۔ تب اس کا بھرم سے کیسے گیان ہو سکتا ہے
ویدانتی ۔ جیسے سوپن میں پدارتھ نہیں ہوتے ۔ تب بھی گیان ہوتا ہے ۔ ایسے ہی پدارتھوں کے نہ ہونے پر بھی گیان ہو سکتا ہے ۔
آریہ ۔ سوپن میں انہیں پدارتھوں کا گیان ہوتا ہے ۔ جو جاگنے کی حالت میں دیکھے ہوں
ویدانتی ۔ سوپن میں اپنا سر کٹا ہوا دیکھتے ہیں جو جاگرت اوستھا میں کبھی نہیں دیکھا
آریہ ۔ جب کسی کا سر کٹا ہوا دیکھتا ہے ۔ تب سر کٹنے کا خیال پیدا ہوتا ہے ۔ اور اُس خیال کو اپنے ساتھ مان لیتا ہے ۔
ویدانتی ۔ تمام شاستر کاروں کا سدھانت یعنی آخری فیصلہ ابھید واد میں ہے ۔
آریہ ۔ نیائے ۔ ویشیشک ۔ سانکھیہ ۔ یوگ ۔ میمانسا ۔ ویدانت یہ سارے بھید کو ہی ظاہر کرتے ہیں ۔۔
ویدانتی ۔ نیائے وغیرہ تو وید کے ورودھی ہیں ۔ ویدانت شاستر ۔ اُپنشدوں اور شاریرک سوتر سے تو صاف ابھید سدھ ہوتا ہے ۔ وید کا تو سدھانت ہی ابھید ہے
آریہ ۔ کہاں وید میں لکھا ہے کہ جیو برہم کا ابھید ہے ؟
ویدانتی ۔ سام وید تتّمسی مہاواکیہ موجود ہے ۔
آریہ ۔ اس کو مہاواکیہ کس نے کہا ؟ کسی آرش گرنتھ کا پرمان دیا ہے ۔ یہ سام وید کا وچن تو نہیں ۔ اگر سام وید میں ہے ۔ تو دکھلا دو ۔ ہاں چھاندوگیہ اُپنشد کا واکیہ ہے ۔ بتاؤ اس کے ارتھ سے کس طرح ابھید ثابت ہوتا ہے ۔
ویدانتی ۔ ویدانت کے گرنتھوں میں نشچل داس وغیرہ نے اسے مہاواکیہ لکھا ہے ۔ اور چھاندوگیہ اُپنشد بھی سام وید ہی ہے ۔ اور اس کا ارتھ یہ ہے ۔
तत کے ارتھ ’سو‘ त्वम ’تو‘ असि ہے ۔ یعنی برہم تو ہے
آریہ ۔ واکیہ کے ارتھ تو یہ ہوتے ہیں ” سو تو ہے “ آپ برہم کہاں سے لے آئے ۔ ہم کہتے ہیں ۔ سو جیو تو ہے
ویدانتی ۔ تت شبد پہلے کہے ہوئے مضمون کے واسطے استعمال ہوتا ہے ۔ اس سے پہلے چھاندوگیہ اُپنشد میں برہم کا ذکر ہے ۔ اسواسطے کہا کہ وہ برہم جس کا ذکر ہو چکا ہے ۔ جیو تو ہی ہے ۔

آریہ ۔ چھاندوگیہ اپنشد میں تو جس جگہ پر یہ لفظ آیا ہے ۔ اُس کے دیکھنے سے
معلوم ہوتا ہے ۔ کہ پہلے جیو کا ذکر ہے ۔ اور اُدالک جی نے اپنے بیٹے شویت کیتو کو جس
کو دیہہ میں آتما کا بھرم تھا ۔ اُس کو دیہہ سے علیحدہ آتما دکھلانے کے واسطے لکھا ہے ۔
ویدانتی ۔ اجی کچھ پڑھے لکھے تو ہو نہیں ۔ خواہ مخواہ کیوں گپ مارتے ہو ۔ چھاندوگیہ
میں اس سے پہلے برہم کا ذکر ہے ۔ ورنہ نشچل داس پنڈت کیا جھوٹ لکھ سکتے ہیں
آریہ ۔ جہاں نہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ۔ آپ چھاندوگیہ نکالکر دیکھ لیں ۔ آپ کو خود
ہی معلوم ہو جاویگا ۔ کہ نشچل داس وغیرہ نے ستیہ لکھا ہے یا جھوٹ ۔
ویدانتی ۔ دیکھو وچار ساگر وغیرہ میں اس کو مہا واکیہ اور رتن شبد سے برہم ہی
کو لیا ہے ۔ چھاندوگیہ ہمارے پاس نہیں ۔ ورنہ ہم ابھی دکھلا دیویں ۔ کہ تمہاری
سب کلپنا غلط ہے ۔
آریہ ۔ تم نے کبھی سام وید یا چھاندوگیہ کو دیکھا بھی ہے ۔ دھرم سے کہنا
ویدانتی ۔ دھرم کرم تو بھرم جال ہے ۔ ہم نے چھاندوگیہ تو دیکھا ۔ لیکن سام وید
کو نہیں دیکھا ۔
آریہ ۔ اگر تم نے چھاندوگیہ اپنشد کو دیکھا ہے ۔ تو اُس کے پہلے کا پاٹھ معلوم
ہوگا ۔ بتاؤ اس سے پہلے کیا ذکر ہے ۔
ویدانتی ۔ ہم نے چھاندوگیہ اپنشد کو دیکھا تو ہے ۔ لیکن اس موقع کو نہیں وچارا
آریہ ۔ جب آپ نے یہ پرکرن وچارا نہیں ۔ تو کس طرح کہا ۔ کہ اس سے پہلے برہم کا
ذکر ہے ۔ اگر چھاندوگیہ اپنشد ہوتی ۔ تو نکال کر دکھلا دیتے ۔
ویدانتی ۔ کیا تم نے چھاندوگیہ کا یہ موقع دیکھا ہے ؟
آریہ ۔ ہاں دیکھا ہے
ویدانتی ۔ بتاؤ کیسے پاٹھ ہے ؟
آریہ ۔
अस्य यदेकां शाखां जहात्यथासा शु-
ष्यति द्वितीयां जहात्यथासा शुष्यति तृ-
तीयां जहात्यथा सा शुष्यति सर्वं जहाति
सर्वा शुष्यत्येवमेव खलु सोम्य विद्धी-

तिहोवाच। जीवापेतं वाव किलेदं म्रियते न जीवो म्रियत इति स एषोऽणिमैतदा-त्म्यमिदं सर्वं तत् सत्यं स आत्मा तत्त्वमसि श्वेतकेतो: इति

(ارتھ) جب اس شریر کے ایک حصے کو جیو چھوڑ دیتا ہے۔ تب وہ سوکھ جاتا ہے۔ جب دوسرے حصے کو جیو چھوڑ دیتا ہے۔ تب وہ سوکھ جاتا ہے جب تیسرے حصے کو جیو چھوڑتا ہے۔ تب وہ سوکھ جاتا ہے۔ جب کل شریر کو چھوڑ دیتا ہے۔ تب کل شریر سوکھ جاتا ہے۔ اُدالک جی نے کہا ہے اس طرح سمجھو پتر کہ الگ ہو جانے سے یہ شریر مر جاتا ہے جیو یقینی طور پر نہیں مرتا۔ جب اس قدر اُدالک منی کہہ چکے۔ تب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ جیو کہ جس کے چھوڑ دینے سے یہ شریر سوکھ کر مر جاتا ہے۔ اور وہ کبھی نہیں مرتا۔ وہ کیا ہے۔ تب اس کے جواب میں اُدالک منی نے کہا۔ وہ جو سوکشم روپ ہے۔ جس کا یہ شریر आयतन یعنی رہنے کا مکان ہے اور وہ اس میں رہنے والا آتما ہے۔ وہ ستیہ ہے۔ اور اس شریر میں دیاپک ہے۔ ہے شویت کیتو وہ آتما یعنی جیو تو ہے شریر نہیں ہے۔

ویدانتی۔ تم آتما شبد سے جیو آتما کیوں گرہن کرتے ہو؟

آریہ۔ شریر میں دیاپک ہونے سے وہ آتما جیو ہے۔ اور جو جگت میں دیاپک ہے اُسے پرماتما کہتے ہیں

ویدانتی۔ یہاں جب کہ آتما کا وشیشن ستیہ دیا گیا ہے۔ تو جیو آتما کیسے ست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جیو تو ست نہیں۔ اودیا روپ اُپادھی سے معلوم ہوتا ہے۔

آریہ۔ یہ اودیا کیا چیز ہے، گن ہے یا درویہ۔ ست ہے یا اسّت

ویدانتی۔ اودیا ست اور اسّت سے نرالی اور انروچنی (جس کی بابت کچھ کہہ نہیں سکتے) ایسا پدارتھ ہے۔

آریہ۔ کیا تمہارے اس اودیا کے ہونے میں کوئی پرمان ہے یا نہیں۔ اگر پرمان ہے تو وہ پرمیہ ہے یعنی ایک پدارتھ انروچنیہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی پرمان نہیں

تو اس کے ہونے کا کیا ثبوت ؟
ویدانتی ۔ ہمارے مت میں اودیا ایک ایسی چیز ہے ۔ جو برہم کے ایک دیش میں رہتی ہے ۔ اور اُسکو ست است کچھ بھی نہیں کہتے ۔

آریہ ۔ کیا برہم میں اودیا رہتی ہے ۔ اور برہم سے علیحدہ ہے یا برہم ہی ہے ۔

ویدانتی ۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں ۔ کہ وہ انروچنی ہے ۔ اسی واسطے برہم سے علیحدہ نہیں کہہ سکتے ۔ کیونکہ اس حالت میں دویت سدھ ہوتا ہے ۔ جیسے جل میں بلبلا یا لہر اٹھتی ہے کیا وہ جل سے علیحدہ ہوتی ہے ۔ ہم تو اُسے انروچنی ہی کہیں گے ۔ کیونکہ نہ وہ جل سے علیحدہ ہے نہ جل ہی ہے ۔

آریہ ۔ ایسا کوئی پدارتھ نہیں ۔ جو ست است سے علیحدہ ہو ۔ اسی واسطے تمہاری اودیا کا ہونا ہی سدھ نہیں

ویدانتی ۔ ہم ویشیشک کیطرح نہ تو چھ پدارتھ ماننے والے ہیں ۔ اور نہ نیائے کیطرح سولہ پدارتھ مانتے ہیں ۔ اسواسطے تم ہماری اودیا کا کھنڈن نہیں کر سکتے ۔

अनियतत्वेपि नायौक्तिकस्य संग्रहोऽन्यथा बालोन्मत्तादि समत्वम् ॥ (सां०)

ارتھ ۔ خواہ تم مقررہ پدارتھ نہ بھی مانو تو بھی ایوکت پدارتھ کو نہیں لے سکتے اگر ایوکت پدارتھوں کو گرہن کرو گے ۔ تو تمہاری اودیا بالک اور پاگل کے کہنے میں کیا فرق ہوگا ۔ تب پاگل کی بیہودہ باتوں کو بھی ٹھیک ماننا پڑیگا ۔

ویدانتی ۔ اجی یہ سب باتیں تو ویوہارک ہیں ۔ پرمارتھ میں سب متھیا ہے ۔ کیونکہ ہم تو یہ جانتے ہیں ۔

श्लोकार्धेन प्रवक्ष्यामि यदुक्तं ग्रन्थकोटिभि ब्रह्म सत्यं जगन्मिथ्या जीवो ब्रह्मैव नापरः ॥

(ارتھ) ہم اس مضمون کو آدھے شلوک میں کہیں گے ۔ جسے کروڑوں گرنتھوں میں کہا گیا ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ برہم ستیہ ہے اور جگت متھیا ہے ۔ اور جیو کیول برہم ہے اور کچھ نہیں ۔

آریہ ۔ کیوں جی یہ جگت بالکل متھیا ہے ؟ ویدانتی ۔ ہاں سچ مچ متھیا ہے

آریہ ۔ تو تمہارا یہ شلوک ستیہ ہے یا متھیا ؟ ویدانتی ۔ یہ بھی متھیا ہے ۔

آریہ - تمہاری زبان متھیا ہے یا ست ؟ ویدانتی - متھیا ہے۔

آریہ - تو جگت ستیہ سدھ ہوگیا ہے۔ کیونکہ جس بانی سے آپنے کہا۔ جب وہ متھیا ہوئی۔ اور جو شلوک ہے۔ وہ متھیا ہے۔ تو جسکو آپ نے متھیا بانی سے متھیا کہا۔ وہ بالکل ستیہ سدھ ہوگیا۔ اور جب جیو کو برہم کہنا متھیا ہوا۔ تو جیو برہم کا بھید بھی ستیہ ہوگیا۔

ویدانتی - جب تک اگیان ہے۔ تب تک بھید ہے۔ جب گیان ہو جاتا ہے۔ تو بھید خود بخود دُور ہو جاتا ہے۔

آریہ - گیان کسے کہتے ہیں ؟

ویدانتی - یہ اگیان جب اپنے آپ کو برہم سمجھنے لگ جاویگا۔ تو گیان ہو جاویگا جیسے ایک شیر کا بچہ کسی گڈریہ کے ہاتھ آگیا۔ اُس نے بکریوں کے ساتھ اُسے چرانا شروع کیا۔ وہ شیر اپنے آپکو بکری سمجھنے لگا۔ ایکدن دوسرا شیر آگیا۔ اُس کو دیکھ کر تمام بکریاں مارے خوف کے دوڑنے لگیں۔ وہ شیر بھی اُن کے ساتھ ہی دوڑنے لگا۔ تب دوسرے شیر نے کہا۔ کہ یہ اگیان سے اپنے آپ کو بکری سمجھتا ہے بس اُسنے اُسکو اُسکا روپ پانی میں دکھلا کر کہا۔ کہ تو بکری نہیں شیر ہے۔ پس اُسکا اگیان دُور ہوگیا۔ ایسے ہی جیو برہم ہے۔ پر بھرم سے جیو سمجھتا ہے۔

آریہ - یہ تمہارا درشٹانت ستیہ ہے یا متھیا۔

ویدانتی - ویوہار دشا میں ستیہ اور پرمارتھ دشا میں متھیا ہے۔

آریہ - تمہاری یہ ویوہار اور پرمارتھ کی تمیز ستیہ ہے یا متھیا۔ ویدانتی - متھیا

آریہ - پس تمہارا تو متھیا گیان ہوگیا - اور گیان کا بھید ہے یا ابھید ؟

ویدانتی - جیسے بہت سے گھڑوں میں سورج کا عکس معلوم دیتا ہے۔ اگیانی تو سمجھتا ہے۔ بہت سے سورج ہیں - اور گیانی تو سمجھتا ہے کہ سورج ایک ہے اُپادھی سے علیحدہ معلوم دیتے ہیں

آریہ - تمہاری اُپادھی ستیہ ہے یا است - اور گیان کا پھل ابھید کیسے کہ سکتے ہو - کیونکہ گیان تو ستیہ کو ستیہ اور استیہ کو استیہ یا ستیہ اور استیہ کا بھید بتلاتا ہے - اور انداہا جسے روپ گیان نہیں - اُسکو سب کا ابھید ہے۔

اور آنکھ والے کو روپ میں بھید معلوم ہوتا ہے۔
ویدانتی۔ اُپادھی ویوہار دشا میں ستیہ اور پرمارتھ دشا میں متھیا ہے
آریہ۔ تمہارے ویوہار پرمارتھ دشا کا بھید گیان ہے یا اگیان۔
ویدانتی۔ گیان ہے۔
آریہ۔ تم پہلے کہہ چکے ہو۔ کہ بھید اگیان کا پھل ہے۔ اب تم بھید کو گیان مانتے ہو۔
ویدانتی۔ یہ ایسا وشے ہے۔ جسکو کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ جو کچھ کہا جاویگا۔ وہ جگت میں ہوگا۔ اور جگت متھیا ہے۔ اس واسطے گیان انوبھو کا وشے ہے۔
آریہ۔ تم کتنے پدارتھ انادی مانتے ہو؟ ویدانتی۔ ہم چھ پدارتھ انادی مانتے ہیں
آریہ۔ کون چھ پدارتھ؟
ویدانتی۔ جیو۔ ایشور۔ برہم اور انکا بھید اور مایا اور انکا اُن سے ملاپ۔ یہ چھ پدارتھ انادی ہیں۔
آریہ۔ جیو کسے کہتے ہیں اور ایشور کسے کہتے ہیں؟
ویدانتی۔ شدھ ستو پردھان تو ایشور ہے۔ اور ملن ستو پردھان جیو ہے یا مایا اُپادھی سے یکت چیتن کو ایشور کہتے ہیں۔ اور اودیا اُپادھی یکت چیتن جیو کو کہتے ہیں۔
آریہ۔ کیا اودیا اور چیتن کا یوگ انادی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یوگ کریا ہے جو کہ بنا کال کے ہو نہیں سکتی۔ اور جو کال کی حد میں آ گیا۔ وہ انادی کیسے ہو سکتا ہے۔ اور جو انادی ہے۔ وہ نتیہ بھی ہوتا ہے۔
ویدانتی۔ یہ سب اگیان کی باتیں ہیں۔ ہم پانچ کو انادی سانت اور ایک کو انادی اننت مانتے ہیں۔
آریہ۔ کیا تم نے کبھی ایک کنارہ والا دریا دیکھا ہے۔ ویدانتی۔ نہیں دیکھا
آریہ۔ تو انادی سانت کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے۔ وہی ناش ہوتا ہے۔ اور جو پیدا نہیں ہوا۔ وہ ناش بھی نہیں ہوتا۔ اسواسطے جسکا آد ہے۔ اس کا انت ہے۔ جسکا آد نہیں۔ اسکا انت نہیں۔ کیونکہ اسمیں درشٹانت کا ابھاو ہے۔

ویدانتی ۔ گھٹ بننے سے پہلے جو گھٹ کا ابھاو تھا۔ اس کا آد تو ہے نہیں اسواسطے انادی ہے ۔ اور گھٹ کے بنتے ہی ناش ہو جاتا ہے۔ اسواسطے انادی بھی سانت ہوتا ہے۔

آریہ ۔ تمہارا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ گھٹ کی پیدائش سے پہلے گھٹ شبد ہی نہیں تھا۔ تو اسکا ارتھ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کہو گھٹ تھا۔ تو اس کا پراگ ابھاو کیسا۔ اگر کہو نہیں تھا۔ تو اس کے ابھاو کا بتلانیوالا نہ ہونے ثبوت نہیں۔ اور درشٹانت بھاو پدارتھ کا ہونا چاہئے۔

ویدانتی ۔ تمام پراچین گرنتھوں میں پانچ انادی سانت پائے جاتے ہیں ۔ اور ایک انادی اننت ۔ تو کیا یہ غلط ہے ۔

آریہ ۔ یہ غلط تو نہیں۔ تم نے اس کے سمجھنے میں گڑبڑ ڈال دی ہے۔ سنو آدی اور انت دو طرح سے ہوتا ہے ۔ ایک مکان کے لحاظ سے دوسرا زمانہ کے لحاظ سے۔ جیسے ایک مکان ایک سرے سے شروع ہوتا ہے وہ اسکا آد ہے اور جس سرے پر ختم ہوتا ہے وہ اس کا انت ہے ۔ دوسرے وہ مکان جسدن بنا ہے ۔ وہ دن اسکا آدی ہے ۔ اور جسدن ناش ہوگا ۔ وہ اس کا انت ہے اسواسطے یہ چیزیں زمانہ کے لحاظ سے انادی ہیں یعنی ان کی پیدائش نہیں ۔ اور زمانہ کے لحاظ سے اننت بھی ہیں ۔ کیونکہ انکا ناش نہیں ہوتا ۔ لیکن یہ چیزیں دیش کے لحاظ سے انت والی ہیں ۔ اور برہم دیش اور کال دونوں کے لحاظ سے انادی اور اننت ہے۔

ویدانتی ۔ یہ تمہارا کیول کلپت ارتھ ہے ۔ کیونکہ وہاں انادی سانت اور انادی اننت ہے ۔ تم کس شبد سے دیش اور کال لے آئے ۔

آریہ ۔ نیم ہے کہ جب کہنے والے کا مطلب سمجھنا اسمبھو معلوم ہو ۔ وہاں لکھشنا کی جاتی ہے ۔ جیسے کوئی آدمی ریل میں بیٹھا ہوا کہتا ہے کہ لاہور آگیا ۔ جانا ۔ آنا کرنا تو لاہور میں ہے نہیں ۔ وہاں صاف مطلب یہ ہوتا ہے ۔ کہ ہم لاہور پہنچ گئے اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں ۔ چونکہ ایک کنارہ کا دریا یا انادی کا انت ہونا اسمبھو یعنی ناممکن ہے ۔ اسواسطے یہ ارتھ ٹھیک ہے ۔

ویدانتی۔ جو برہم کو علیحدہ مانتے ہیں دُکھ ہی دُکھ ہے۔ شانتی کبھی نہیں ہوتی۔ اور شرتی میں لکھا ہے **द्वितीयाद्वै भयं भवति॥** یعنی دوسرے سے خوف ہوتا ہے۔

آریہ۔ بیشک دوسرے سے خوف ہوتا ہے۔ لیکن خوف سے آدمی پاپ سے بچکر شانتی پاجاتا ہے۔ اور بے خوف آدمی پاپ کرکے دُکھ بھوگتا ہے

ویدانتی۔ پاپ پن کا سب جھگڑا جھوٹا ہے۔ جب یہ جھوٹا ہے۔ تو کیوں بھید بدھی کرکے بھنجٹ میں پڑیں۔

آریہ۔ تو کیا یہ بھنجٹ اور بھید بُدھی ستیہ ہے ویدانتی۔ نہیں سب متھیا ہے

آریہ۔ جب سب متھیا ہے۔ تو متھیا کے کیواسطے ستیہ کو کیوں چھوڑا جاوے

ویدانتی۔ تمہاری بُدھی میں بھرم پڑ گیا ہے۔ جس سے تمہیں جیو ہونے کا یقین ہو رہا ہے۔ جب بھرم دُور ہو جاویگا۔ تب اپنے کو برہم سمجھنے لگوگے۔

آریہ۔ کیا تمہارا یہ کہنا ستیہ ہے؟ ویدانتی۔ متھیا ہے۔

آریہ۔ جب تمہارا کہنا پرارتھ میں متھیا ہے تو ہماری بُدھی میں بھرم نہیں جو متھیا بولتا ہے۔ اُسی کی بُدھی میں بھرم ہے۔

ویدانتی۔ ہم سب جگت کو آتما سروپ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس سے شانتی کی پراپتی ہوتی ہے۔

آریہ۔ کیا تم اچیتن پدارتھوں کو آتما سمجھتے ہو؟

ویدانتی۔ یہ چیتن اور اچیتن کہنا صرف وہم ہے۔ ورنہ کوئی چیتن اور اچیتن نہیں۔ کیول برہم ہے۔

آریہ۔ تمہارے برہم کا کیا سروپ یا لکشن ہے؟

ویدانتی۔ برہم سچدانند سروپ ہے۔

آریہ۔ سچدانند کسے کہتے ہیں؟

ویدانتی۔ ست کہتے ہیں تین کال میں رہنے والے کو۔ چت کہتے ہیں گیان والے کو۔ آنند کہتے ہیں بالکل دکھ نہ ہونے کو۔

آریہ۔ تم اتنا کیوں کہتے ہو۔ کیول ستیہ کیوں نہیں کہ دیتے۔ کیونکہ برہم

کے سوا کوئی پدارتھ ست ہے ہی نہیں

ویدانتی ۔ اگرچہ ہمارے مت میں برہم سے علیحدہ کوئی ست پدارتھ نہیں لیکن سانکھ والے پرکرتی کو اور نیائے والے پرمانو کو ست مانتے ہیں۔ اس واسطے پرکرتی سے الگ کرنے کے واسطے چت کہنا پڑا۔ اور نیائے والے جیو آتما کو بھی چیتن مانتے ہیں۔ اور ست بھی کہتے ہیں۔ اس واسطے ہم نے آنند کہا۔ بس اب پرکرتی اور جیو سے برہم الگ ہو گیا۔ اور لکشن الگ کرنے والے کو کہتے ہیں۔

آریہ ۔ تمہارے لکشن سے تمہارا بھید جاتا رہا۔ اب تو جیو برہم اور پرکرتی کو الگ الگ مان لیا۔

ویدانتی ۔ یہ لکشن آدی سب ویوہار دشا میں ہے۔ پرمارتھ میں سب متھیا ہے۔ اور اگیان دشا میں بھید ہم بھی مانتے ہیں۔

آریہ ۔ تمہارا یہ کہنا ستیہ ہے یا متھیا؟ ویدانتی ۔ متھیا ہے۔

آریہ ۔ پس دوست جب تمہاری ہر ایک بات متھیا ہے۔ تو تمہارا ادویت واد یعنی جیو برہم کے ایک ہونے والا معاملہ کس طرح ستیہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ متھیا پرمان سے جو گیان ہے۔ اسے کوئی عقلمند ستیہ نہیں مان سکتا۔

ویدانتی ۔ اچھا! آج تو ہم جاتے ہیں۔ پھر کسی روز آ کر تم سے بات چیت کریں گے۔

آریہ ۔ مہاشہ میں آپ کو دھنیہ واد دیتا ہوں۔ کہ آپ نے اتنی دیر تک ستیہ استیہ کا وچار تو کیا ہے۔

اوم شانتی! شانتی! شانتی!

اگر آپ تھوڑے دام خرچ کر کے مذہبی جھگڑوں سے ادھک لابھ اٹھانا چاہتے ہیں تو ذیل کی اردو تربیت منگوا کر جن کی قیمتیں نام ماتر رکھی گئی ہیں پڑھیں اور پڑھا کر عمل کریں۔ و دوسروں کو خرید کر مفت تقسیم کریں۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اسلام کی ضرورت	۳ پائی	علمائے اسلام سے پرشن	۳ پائی	مورتی پوجن	۳ پائی
وید کس پر نازل ہوئے	"	آدمی اور شیر کا مباحثہ	"	شرادھ ویوستھا	"
ویدک دھرم سب سے افضل ہے	"	مکتی ویوستھا	"	کیا دھرم سبھا شاستر ارتھ کر سکتی ہے	"
رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا	"	کھٹ شاستروں کا سلسلہ	"	بابا نانک اور وید	"
ویدوں کی ضرورت	"	ہم نربل کیوں ہیں	"	دیانند اور نانک	"
کیا وید پڑھنے کا سب کو ادھیکار ہے	"	دھرم کے دس لکشن	"	خالصہ دھرم اور وید	"
ویدکا دیشے	"	برکھشوں میں جیو اور سوامی دیانند	"	نوجوانو اٹھو	"
آریہ سماج کیا ہے	"	دھرم کا بل	"	دھرم پرچار	"
نسخہ تباہی ہند	"	آریہ اُدیش رتن مالا	"	زیادہ بیمار کون ہے	"
پتت ادھار	"	مہا اندھیر ماتری اشدھی	"	اکال برنیو	"
گوشت مت کھاؤ نمبر ۱	"	دھوکے سے بچو	"	کیا شنت ہتھے وغیرہ ملاوٹ سے	
" " نمبر ۲	"	رامائن سار	"	خالی نہیں	"
گوشت آدمی کی خوراک نہیں	"	ایفادھر	"	آتمک بل اور دھرم شکھشا	"
گئو ہتیا کون کرتا ہے	"	ایشور کی ہستی کا ثبوت	"	سائنس کا نام ریس گورو ڈم	"
گوشت خوری	"	ایشور ساکار ہے یا نراکار	"	قران کی جان وید کا ایک منتر ہے	"
یگیہ	"	ایشور پوجا	"	تم ہندو ہو یا آریہ	"
مفت تعلیم	"	دھرم سبھا سے پرشن	"	آدرش گورو کل	"
کرم ویوستھا	"	مباحثہ مابین سماجی و سناتنی	"	بھارت کی بدنصیبی	"
ورن ویوستھا	"	" " و نوین ویدانتی	"	آریہ سماج کس طرح چل سکتا ہے	"
کیا سنسکرت ماتری بھاشا ہے	"	مرتک شرادھ	"	ہم سائنس پڑھیں یا فلاسفی ۲	"
عیسائی مت کھنڈن	"	مادہ کی قدامت	"	آستک کس کو کہتے ہیں	"
علمائے عیسائی مذاہب سے سوالات	"	بھولا مسافر	"	قانون قدرت	"
مسیحی مذاہب کے عقائد پر عقلی نظر	"	ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں	"	جیو آتما کی ہستی کا ثبوت	"
عیسائی مذہب میں نجات ناممکن ہے	"	خدا سے ڈرو	"	روح جوہر ہے یا عرض	"
بھوگ باد	"	سرتت قران	"	بیوگ اور اس کے دشمن	"
پاتر	"	مسئلہ تناسخ	"	مورتی پرکاش	"
پاپ وچن	"	آتم سکھشا ۲ نی	"	مورتی پوجا کھنڈن	"
دیو سماج سے پرشن	"	آستک بل	"	برہمچریہ	۱/

ملنے کا پتہ :- **وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ** متصل ہر ہر کیان ہند **لاہور**

اوم

نوین و پراچین ویدانت

مصنفہ

شری سوامی درشنانندجی سرسوتی

مترجم نیائے درشن - وشیشک درشن و سانکھیہ درشن وغیرہ و مصنف سیکڑوں
چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ و پستکیں وغیرہ

زیرنگرانی

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالہ لاہور متصل [illegible] مندر

مطبوعہ

گردھر سٹیم پریس لاہور باہتمام لالہ رام رکھا چوڑہ پرنٹر

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ بکرمی سمت ۱۹۸۱ ماہ اسوج

ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء - دیانندابد ۱۰۰

باردوم تعداد ۱۰۰۰ قیمت فی ۸/

اوم

نوین اور پراچین ویدانت

جن لوگوں نے شاستروں کا ذرا بھی وچار کیا ہے یا اُپنشدوں کو پڑھ کر دیکھا ہے یا ودوان مہاتماؤں کا سنگ کیا ہے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ نوین اور پراچین ویدانت کی ٹیچنگوں میں کسقدر فرق ہے۔ جہاں پراچین ویدانت ایشور میں گیان اور اُس کی بھگتی کا پورا پرچارک ہے۔ وہاں نوین ویدانت ست کرم اور ایشور بھگتی کا پورا دشمن۔ یہاں تک کہ نشچل داس کے بنلائے ہوئے وچار ساگر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلجگی ویدانت آچاریہ ایشور کو پرنام کرنا بھی اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ جہاں ویاس جی نے اپنے ویدانت سوتروں میں برہم کو جگت کا پیدا کرنے والا پالنے اور ناش کرنے والا جانا ہے۔ وہاں نوین ویدانتیوں نے بالکل اُس کے خلاف برہم کو سرشٹی کرتا ماننے سے انکار کیا ہے۔ اور بجائے برہم کے مایا سے ادبھت چیتن کو جسے وہ ایشور کہتے ہیں جگت کا کارن تبلایا ہے۔ جہاں ویدانت شاستر کے پرانے آچاریوں نے وید آدی شاستروں کا پڑھنا اور سادھن چتشٹے وغیرہ کو مکتی کے واسطے ضروری تبلایا ہے۔ وہاں آجکل کے متھیا بادی ویدانتیوں نے ان سب سادھنوں کو بھنگ کی ترنگ میں بہا دیا ہے۔ اُنہیں دھرم ادھرم سے کوئی کام نہیں۔ کوئی بیرت باد کے گہرے غار میں گر کر یہ چلا رہا ہے کہ یہ جگت پیدا ہی نہیں ہوا بلکہ رجو سرپ کی طرح صرف بھرم ہو رہا ہے۔ برہم جگت کا بیرت اُپادان ہے۔ اگر ان بیرت بادیوں کے اور ویاس جی کے خیالات کو ملایا جاوے تو زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے کیونکہ ویدانت شاستر کے پہلے ہی سوتر میں ویاس جی نے یہ لکھا ہے۔

अथातो ब्रह्म जिज्ञासा ॥१॥

(ارتھ) پرمان آدی تحقیقات کے سادھن اور دھرم وغیرہ کے جاننے کے بعد برہم کے جاننے کی خواہش کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ کہینگے کہ یہاں پرمان اور دھرم وغیرہ لفظ موجود نہیں ہیں۔ اُس کا جواب یہ ہے کہ اتھ لفظ کے معنے بعد کے ہیں۔ یعنے بعد میں برہم کے جاننے کی خواہش کرتے ہیں۔ چونکہ ویدانت درشن اُتر میمانسا اور

میمانسا درشن پورب میمانسا کہلاتی ہے۔ اس واسطے میمانسا درشن کے ذریعہ سے دھرم کا گیان ہو چکا ہے۔ اس واسطے دھرم کے گیان کے بعد برہم کے جاننے کی خواہش کرتے ہیں یہ اس سوتر کا مطلب ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ برہم کیا چیز ہے تو اس کے جواب میں ویاس جی نے کہا +

जन्माद्यस्य यतः ॥२॥

(ارتھ) جس سے اس سرشٹی کی پیدائش پالن اور ناش ہوتا ہے اب سرشٹی کرتا ہونا برہم کا سروپ لکشن ہیں صفت کا شمار ہوتا ہے فعل کا نہیں۔ سرشٹی کا پیدا کرنا پالن کرنا برہم کا فعل ہے۔ اس کی صفت نہیں اس واسطے اور لکشن کی ضرورت باقی رہی جس کے واسطے کہا +

शास्त्रयोनित्वात ॥३॥

(ارتھ) وید وغیرہ ست شاستروں کا کرتا ہونا بھی برہم کا لکشن ہے کیونکہ اس جگہ یعنے محدود علم والا جیو وید جیسے مکمل شاستر کو جس کے ایک ایک لفظ سے فلاسفی کا اظہار ہوتا ہے جس میں کسی انسان کا قصہ کہانی درج نہیں بلکہ ہر قسم کی ودیا کا ذکر ہے نہیں بنا سکتا۔ انسان کی ساری کوشش اس کے کرنے میں مجبور معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ بغیر گورو سے تعلیم پائے کسی علمی بات کو مکمل طور سے ثابت کر سکے دوسرے اس سوتر سے یہ بھی پتہ لگ گیا کہ وید ہی برہم کو بتلا سکتا ہے جس طرح انسان کو سورج کی کرنوں ہی سے سورج کی ہستی کا علم ہوتا ہے۔ اسی طرح پرماتما کا علم بھی اس کے دئے اوپدیش وید کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ جس پر رشیوں کے ویاکھیانوں سے اس بات کا پورا پتہ ملتا ہے۔ جب ہم اپنشدوں میں جو ویدوں کے ویاکھیان اور ویدانت شاستر کے نام سے مشہور ہیں۔ اس بات کی تلاش کرتے ہیں کہ برہم کا لکشن کیا ہے۔ تو وہاں سے یہ پتہ ملتا ہے +

सत्यं ज्ञान मानन्दं ब्रह्म ॥

(ارتھ) برہم ست ہے۔ جس کے معنے تین کال میں رہنے والے کے ہیں جس کو منطق والوں کی اصطلاح میں واجب الوجود کہتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ تینوں کال میں رہنے والا کس طرح پر معلوم ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو پیدا شدہ ہے وہ انتیہ ہے یعنے وہ ست نہیں۔ کیونکہ پیدا ہونے سے پہلے اس کا وجود نہ تھا۔ اس واسطے پیدائش میں ماضی میں نہ رہنے

سے وہ تین کال میں رہنے والا نہ رہا - اس سے وہ ست نہیں - پس جو چیز پیدا شدہ نہ ہو وہ ست کہلاتی ہے - اور جو چیز پیدا شدہ ہے وہ است کہلاتی ہے۔
اب یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ کس طرح معلوم ہو کہ یہ چیز پیدا شدہ ہے یا نہیں - اس کا جواب یہ ہے کہ جو چیز حالت بدلتی ہے کبھی بڑھتی اور کبھی گھٹتی ہے وہ پیدا شدہ ہے - دوسرے جو چیز مرکب اور محدود ہے وہ پیدا شدہ ہے - اب سوال یہ پیدا ہوا - کہ وہ کونسی دلیل ہے کہ جس سے متغیر اور مرکب چیزوں کو پیدا شدہ مان لیں - اس کا جواب یہ ہے کہ پرتکش سے ہر ایک پیدا شدہ چیزمیں تغیرات کو دیکھتے ہیں - اُن کی صورتیں روزمرّہ کچھ نہ کچھ بدلتی رہتی ہیں - جن کی اسباب کا بھی وچارنے سے علم ہوتا ہے اور جو اشیاء اپنی ہستی میں اسباب کی محتاج ہیں وہ کسی طرح قدیم نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی مرکب اشیا ترکیب سے پہلے موجود ہوتی ہیں - مثلاً گھڑا کمہار کے بنانے سے پہلے موجود نہ تھا - اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اکیلا برہم ہی ست یعنے واجب الوجود ہے یا کوئی اور چیز بھی ایسی ہے جو پیدا شدہ نہیں اُپنشدمیں لکشن کو ست سے آگے بڑھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اور چیزیں بھی ایسی ہونگی کہ جو پیدا شدہ نہیں کیونکہ ایک ہی برہم کے ست ہونے سے برہم کا لکشن صرف ست یعنی واجب الوجود کہدینا کافی تھا - کیونکہ لکشن یعنے تعریف کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے - کہ اُس کے ذریعہ سے اس چیز کو دوسری چیزوں سے علیحدہ جان لیا جاوے - جب سوائے برہم کے کوئی دوسرا ست نہیں تو مطلب ست سے ہی پورا ہو جاتا ہے - کہ برہم ست ہے - جب اُپنشدوں سے اس بات کی تلاش کی جاتی ہے - کہ ناپیدا شدہ چیزیں کتنی ہیں تو شویتا شوتر کی ایک شرتی سے اسکا صاف پتہ لگ جاتا ہے وہ شرتی یہ ہے ؛

अजामेकां लोहित शुक्ल कृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां
सरूपाः। अजो ह्येको जुषमाणोऽनु शेते जहात्येनां
भुक्त भोगा मजोऽन्यः॥

(ارتھ) ایک ناپیدا شدہ چیز ہے جسمیں لوہت - رجوگن اور شوکل = ستوگن اور کرشن تموگن پائے جاتے ہیں اور وہ جگت کا سروپ سے کارن یعنے اپادان کارن ہے اور اُس سے یہ مختلف قسم کی مرکب اور مجسم اشیا پیدا ہوئی ہیں - علاوہ اس کے

ایک اور واجب الوجود چیز ہے جو اُس کے اندر رہ کر اُس کے پھلوں کو بھوگتی ہے۔ ان دونو واجب الوجودوں کے علاوہ ایک تیسرا واجب الوجود ہے جو اُس میں رہنے پر بھی اُس کے پھلوں کو نہیں بھوگتا۔ اس شرُتی سے پتہ مل گیا کہ ست یعنے واجب الوجود تین ہیں ایک تو تین گُن والی پرکرتی ہے۔ دوسرے پرکرتی میں رہ کر اُس کے پھلوں کو بھوگنے والا جیو ہے۔ تیسرے پرکرتی میں رہتا ہُوا اُس کے بھوگوں سے علیحدہ رہنے والا برہم ہے جب اس شرُتی سے پتہ لگ گیا کہ ست یعنے واجب الوجود تین چیزیں ہیں۔ تو لکشن یہ ہُوا کہ برہم ست اور گیان والا ہے۔ برہم کو چیتن یعنے گیان والا بتلانے سے پرکرتی تو علیحدہ ہو گئی لیکن جیو جو واجب الوجود اور گیان والا بھی ہے ساتھ رہا۔ اس سے برہم کی تولیف پوری نہ ہوئی۔ آخر کہا برہم آنند والا ہے تو آنند پرکرتی اور جیو دونوں میں نہ تھا اس واسطے برہم کا سروپ لکشن سچدانند ہُوا پراچین ویدانت میں جہاں برہم کو سچدانند اور جیو کو ست چت اور پرکرتی کو ست مانا تھا۔ نوین ویدانتیوں نے اس کو بالکل اُڑا کر برہم کا یہ لکشن کیا کہ سجاتی وِجاتی اور سوگت بھید شونیہ ہے۔ جس سے جیو اور پرکرتی کی ہستی کو جتنیں اُپنشدیں واجب الوجود بتلایا تھا کسی نے تو پیدا شدہ یعنی ممکن الوجود بنا دیا اور کسی نے اُن کی ہستی کو بھرم ٹھیرا کر اُپنشدوں کو جھوٹا ٹھیرا دیا۔ باوجود اس ویدوردھ مت میں چلنے کے اپنے آپ کو ویدانتی کہنا جائز رکھا۔ بھلا ویاس جی تو ویدوں کو ایشور کا اُپدیش بتلائیں اور یہ نوین ویدانتی بھرم جال میں پڑ کر ویدوکت باتوں کو جھوٹا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اُن کے خلاف سدھانت سنسار میں پھیلائیں۔ آجکل کے نوین ویدانتیوں کو جو کہ درصل مایاوادی ہیں ویدانتی کہنا ایسا ہے۔ جیسا کہ زنگی کا نام کافور کہنا یا پنجابیوں کی طرح نائی کو راجہ بتلانا۔ ان کو مایا بادی کہنا ہماری کلپنا نہیں ہے بلکہ وِگیان بھکشو نے جو سانکھ درشن کی بھومکا میں حوالہ لکھے ہیں۔ اُن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ مایا بادی ہیں ویدانتی نہیں دیکھو سانکھیہ درشن کا دیباچہ۔ سانکھ پروچن بھاشیہ چھاپہ کاشی و کلکتہ

शृणु देवि: प्रवक्ष्यामि तामसानि यथा क्रमम् । येषां श्रवण मात्रेण पातित्यं ज्ञानि नामपि ॥

(ارتھ) مہادیو پاربتی سے کہتے ہیں۔ کہ ہے دیوی تو غور سے سُن میں اُن باتوں کو بتلاؤں گا۔ جو تموگُن یعنے جہالت کے سبب سے سنسار میں پھیلے ہیں اور جن متوں

کے حالات سننے ہی سے گیانی لوگوں کی بُدھی بھی خراب ہوجاتی ہے - اب وہ اگلے شلوکوں میں اُن متوں کا شمار کرتے ہیں جنہیں سے ہم صرف مایاباد کی نسبت بیان کرتے ہیں+

मायावादम सच्छास्त्रं प्रच्छन्नं बौद्धमेव च । मयैव कथितं देवि कलौ ब्राह्मण रूपिणा ॥

(ارتھ) مایاباد یعنی نوین ویدانت جو بالکل است یعنی جھوٹا شاستر ہے اور گپت یعنے پوشیدہ بودھ یعنے ناستک ہے - اُسکو کلجگ میں شنکرآچاریہ نامی براہمن کے رُوپ سے میں نے ہی بیان کیا ہے - ان الفاظ سے پتہ ملتا ہے - کہ نوین ویدانت اور ناستک - بودھ مت میں کچھ زیادہ فرق نہیں کیونکہ بودھ لوگ برہم کو جگت کا کرتا نہیں مانتے اور نوین ویدانتی بھی جیو کو مکتی پاکر برہم میں شامل ہونا بتلاتے ہیں اسی طرح اگر ناستکوں اور نوین ویدانتیوں کا مقابلہ کیا جائے تو دونوں کے سدھانتوں میں بہت ہی کم فرق معلوم ہوگا - صرف ناستک لوگ وید کو نہیں مانتے - اور یہ نوین ویدانتی لوگ تو وید کو پرمان مانتے ہیں - لیکن ارتھوں کو بالکل بگاڑ کر ویدک کرموں کو بالکل ناش کرنا چاہتے ہیں جسقدر وید کی شرتیوں کے اُلٹے ارتھ ان نوین ویدانتیوں نے کئے ہیں - اور اُس سے جسقدر شاستروں کی تعلیم کو نقصان پہنچا ہے - اُس کا پتہ اُن ہی وچارنے والے انسانوں کو لگ سکتا ہے - کہ جو اُن کی پُستکوں و دیگر شاستروں کو مقابلہ کر کے دیکھتے ہیں - اور اُن کے حالات کی تہ تک پہونچنے کی لیاقت رکھتے ہیں - عام مورکھ لوگ تو ان مایاوادیوں کو وید و شاستروں کا ماننے والا سمجھتے ہیں - بہت سے لوگ یہ کہیں گے کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ ویدانتی لوگوں نے ارتھ بدلا ہے کیونکہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آریہ لوگوں نے ارتھ بدلے - اس کے جواب میں ہم اُسی سانکھیہ بھومکا سے ہی ثبوت دیتے ہیں - کہ مایابادیوں نے شرتی کے اُلٹے ارتھ کئے ہیں+

अपार्थं श्रुति वाक्यानां दर्शयल्लोके गर्हितम् ।

कर्म स्वरूप त्याज्य त्व मन्त्रच प्रति पाद्यते ॥

(ارتھ) شرتی کے واکیوں کے خلاف ارتھ کرکے اور اُن کو اُلٹے ولائل سے ثابت کرکے دکھلایا ہے اور اُس کا مطلب صرف جگت کو ناش کرنا ہے۔ ہمارے بہت سے نوین ویدانتی دوست یہ کہنے لگیں گے۔ کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ مایا واد سے مطلب ویدانتیوں سے ہے۔ جب تک تم اس بات کو ثابت نہ کردو کہ مایا بادی انہیں ویدانتیوں کا نام ہے۔ اس کے جواب میں ہم اُس جگہ کے اور شلوک پیش کرتے ہیں۔ جس سے مایا واد اور نوین ویدانت کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے +

ब्राह्मणो ऽस्य परं रूपं निर्गुणं दर्शितं मया। सर्वस्व जगतो ऽप्यस्य नाश नार्थं कलौ युगे ॥

(ارتھ) اس مایا واد میں میں نے برہم کو نرگن یعنی سرشٹی کرنا وغیرہ گنوں سے خالی بتلایا ہے۔ اور کرم کو بالکل چھوڑ دینے کا اُپدیش کیا ہے۔ اور یہ بتلایا کہ بغیر کل کرموں کے تیاگنے کے مکتی نہیں ہوتی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ مایا بادی اور نوین ویدانتی دونو ایک ہی ہیں اور اُن کا سارا مت بالکل وید شاستر کے خلاف ہے اور ان لوگوں نے جو اور شاستروں کے مقابلہ پر شرتی سے کام لیا ہے۔ وہ بالکل دہوکہ بازی ہے ورنہ شرتی یعنی اُپنشدوں اور وید منتروں میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ جس سے جیو کا پیدا شدہ ہونا ثابت ہو سکے اب ہم نوین ویدانت کے خلاف وید ہونے میں اُس سانکھیہ بھومکا میں سے ایک اور ثبوت دیتے ہیں +

वेदार्थ व न्महा शास्त्रं माया वादम वैदिकम। मयैव कथितं देवि जगतां नाश कारणात ॥

(ارتھ) یہ مایا واد وید ارتھ کی طرح بہت بڑا شاستر ہے۔ لیکن اصلیت میں یہ بالکل اویدک ہے۔ کیونکہ اس کے سارے سدہانت وید کے خلاف ہیں اور اس کو میں نے جگت کے ناش کے واسطے بنایا ہے۔ ان ثبوتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ مایا وادی ناستک جو اپنے آپ ویدانتی کہتے ہیں بالکل ویدوں کے خلاف چلنے والے ہیں اور اُن کا ادویت سدہانت بالکل اسنگت ہے اور ان کے پیرو ولو

وغیرہ جس قدر پیچیدار جال ہیں۔ وہ عوام کو دھوکہ میں ڈالنے والے ہیں۔ اس واسطے برہم کو سجاتی اور سوگت بھید شونیہ کہنا تو درست ہے۔ لیکن وجاتی بھید سے انکار کرنا سراسر اُپنشدوں کے خلاف ہے اور وید منتروں کے درودھ ہونے سے نا سکنا کا ثبوت ہے۔ جہاں جیو کو ست اور چت پراچین ویدانت میں بتلایا گیا ہے وہاں نوین ویدانتیوں نے اُس کو چدابھاس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جسکی تعریف یہ ہے کہ بُدھی یعنے عقل میں جو پرماتما کا عکس پڑتا ہے وہ جیو ہے اور بعضوں نے اودیا سے ڈھپے ہوئے چیتن کو جیو بتلایا ہے۔ جہاں تک ہم ان دونوں لکشنوں کا وچار کرتے ہیں تو نوین ویدانتیوں کے اس لکشن کو سراسر غلط پاتے ہیں کیونکہ اسمیں بہت قسم کے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔ اول تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جس بُدھی میں مدرک پرماتما کا عکس پڑکر جیو کہلاتا ہے وہ بُدھی ست ہے یا اَست ہے۔ دوسرے مدرک ہے یا غیر مدرک تیسرے گُن یعنی عرض ہے یا جوہر ہے۔ اب اگر بُدھی کو ست مانا جاوے تو وہ برہم سے علیحدہ ہے یا برہم ہی ہے۔ اگر برہم سے علیحدہ دوسری چیز بُدھی کو ست مان لیا تو دویت ثابت ہوگیا۔ اور نوین ویدانتیوں کے دھرم کا مُول ہی ناش ہوگیا اگر بُدھی کو برہم ہی مانو تو اُس میں برہم کا عکس پڑنا ممکن نہیں کیونکہ ہر ایک چیز کا عکس اُس چیز سے علیحدہ دوسرے مقام پر رہ سکتا ہے۔ یعنے مجسم چیز اور اُس کا عکس دونو ایک ہی جگہ پر نہیں رہ سکتے۔ اور بُدھی کو اگر برہم سے علیحدہ چیتن مانا جاوے تو وہ جیو کا دوسرا نام ہوگا۔ اگر اچیتن یعنے جیر مدرک تسلیم کیا جاوے تو وہ پرکرتی کے اندر ہوگی کیونکہ برہم چیتن سے جڑھ بُدھی یعنی عقل کی پیدائش نا ممکن ہے۔ کیونکہ کارن اور کاریہ کے گنوں میں اتفاق ہونا چاہیئے۔ گرم دوائی سے سرد اثر کسی طرح پیدا نہیں ہوسکتا یا آگ سے سردی اور پانی سے گرمی کی پیدائش ماننا سراسر خلاف عقل ہے۔ اب بُدھی کو جوہر یعنے دربیہ ماننے سے تو ادویت سدھانت یعنے توحید کا کھنڈن ہو جائیگا۔ اگر عرض مانو تو اُس کے جوہر کی تلاش ہوگی اور کسی عرض میں عکس کا جو خود عرض ہے رہنا نا ممکن ہے اسواسطے بُدھی میں چیتن یعنے مدرک کے عکس کو جیو کہنا سراسر غلط ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ عکس محدود چیز کا محدود چیز میں پڑا کرتا ہے۔ لا محدود برہم تو ہر چیز میں خود موجود ہے اُسکا عکس کس طرح پڑ سکتا ہے کیونکہ اس کے واسطے

دُنیا میں کوئی مثال نظر نہیں آتی کہ جس جگہ پر کوئی چیز ہو اُس ہی جگہ پر اُس کا سایہ یا عکس بھی ہو بلکہ یہ بات پرتکیش معلوم ہوتی ہے کہ سایہ یا عکس اُس مقام کو چھوڑ کر رہتا ہے۔ اس واسطے جو لوگ (چدابہاس) یعنے برہم کے عکس کو جو عقل میں پڑتا ہے جیو کہتے ہیں وہ بہت ہی غلطی کرتے ہیں۔ بلکہ جیو کا لکشن جو مہاتما گوتم اور کپل وغیرہ رشیوں نے کیا ہے۔ وہی ٹھیک ہے اور جو لوگ اودیا سے ڈھپنے ہوئے برہم کو جیو کہتے ہیں وہ بھی غلطی کرتے ہیں کیونکہ اول تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ اودیا کوئی چیز ہے یا نہیں۔ اگر اودیا کو کوئی چیز مانو گے تو برہم سے علیحدہ دوسری چیز ماننی پڑیگی جس سے توحید کے مسئلہ کا خاتمہ ہو جاویگا۔ اگر اودیا کو کوئی چیز نہ مانو گے تو اُس سے برہم کا ڈھنپ جانا ناممکن ہے بہت سے ویدانتی اودیا کو برہم کے ایک دیش میں رہنے والی مانتے ہیں۔ جو سراسر ویدوں کے خلاف ہے اور عقل کے وِرودھ ہے۔ کیونکہ ویدوں میں لکھا ہے کہ برہم اگیان اور اندھکار سے مُبّرا ہے اور اودیا کے معنے ہی اگیان یا اُلٹے گیان کے ہیں۔ دیکھو وید منتر +

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्य वर्णं तमसः परस्तात्।
तमेव विदित्वातिमृत्यु मेतिनान्य: पन्था विद्यते ऽयनाय॥
यजु० ३०॥

(ارتھ) میں اُس سارے جگت میں ویاپک پرماتما کو جانوں جو پرماتما سورج کی طرح ہر ایک چیز کو پرکاش دینے والا یعنے سوتہ پرکاش ہے اور جسمیں اگیان کا ذرا بھی نام و نشان نہیں اُسی ایک پرماتما کے جاننے سے اتی مرتیو یعنی مکتی حاصل ہوتی ہے۔ اُس کے گیان کے سوائے مکتی کے واسطے کوئی دوسرا طریقہ نہیں جبکہ پرماتما اگیان کے اندھکار سے مبّرا ہیں تو اس کے ایک دیش میں اودیا کو قائم کرنا سراسر جہالت اور نا سکتا ہے۔ بعض لوگوں کو سوتہ پرکاش اور پرتہ پرکاش یعنے خودبخود روشن ہونے یا دوسروں کی سہایتا سے روشن ہونیوالی چیز کی تلاش ہوگی۔ اس واسطے ہم بھی اس بات پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ کہ سوتہ پرکاش کس کو کہتے ہیں اور یہ لکشن کس چیز میں گھٹ سکتا ہے +

جو اپنے پرکاش یعنے اظہار کے واسطے دوسرے پرکاش کا محتاج نہیں اور دوسری

چیزوں کو پرکاش کرے۔ اب پہلے کہا کہ چراغ کی روشنی دوسری چیزوں کو پرکاش کرتی ہے لیکن سورج کے بغیر کبھی چراغ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے چراغ کا ہونا سورج کے سہارے پر ہے پس چراغ کسی طرح بھی سوتہ پرکاش نہیں ہو سکتا اب سورج کو پرکاش تسلیم کیا۔ لیکن سورج کی موجودگی میں بھی آنکھوں کے بغیر کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی اس واسطے انسان کے واسطے آنکھ ہی سوتہ پرکاش روشنی ہے۔ اب آنکھ بھی من کی مدد کے بغیر کسی چیز کو معلوم نہیں کر سکتی اس واسطے من کو بھی سوتہ پرکاش ماننا پڑا۔ لیکن وہ بھی آتما کی مدد کے بغیر کام نہیں کر سکتا اور چراغ سورج وغیرہ کی امداد کے بغیر کام نہیں کر سکتا اور چراغ سورج وغیرہ جن چیزوں کے ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن پرمانوؤں کو قبضہ کرنے کے واسطے انسان کی کوشش کسی طرح پر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے جس طاقت کی وجہ سے پنج بھوتوں کے ملاپ سے یہ دنیا اور سورج وغیرہ لوک بنے ہیں اور جس کے قبضہ میں بسبب لطیف ہونے کے یہ سب چیزیں ہر وقت نیموں کے موافق گردش کرتی ہیں۔ اُس کو سوتہ پرکاش کہہ سکتے ہیں۔ سوائے اُس کے ہر ایک چیز اپنے کام میں دوسروں کی محتاج نظر آتی ہے۔ اس واسطے ایک پرماتما کے واسطے سوتہ پرکاش کا لفظ مناسب ہے بہت سے لوگ یہ سوال کرینگے۔ کہ جب جیو اور پرکرتی انادی مانتے ہو تو ان کو بھی سوتہ پرکاش کیوں نہیں مانتے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ دونو بسبب کثیف اور ایشور کی نسبت محدود ہونے کے اُس کے اختیار میں ہیں۔ ان کے ہر ایک کام میں ایشور کی بنائی ہوئی چیزوں اور ایشور کی مدد کی ضرورت ہے۔ اور جب تک پرماتما مدد نہ کریں تب تک پرکرتی کے پرمانوؤں میں حرکت نہیں ہو سکتی اور جب تک حرکت نہ ہو تب تک اُن میں میل و علیحدگی نہیں اور جب تک میل و علیحدگی نہ ہو تب تک یہ جگت پیدا نہیں ہو سکتا۔ پراچین ویدانت کے ماننے والے تو جیو برہم اور پرکرتی کو نتیہ ہی مانتے ہیں۔ جسکا ذکر شرتی میں بہت جگہ پر آیا ہے اُن کے خیال میں برہم جگت کا کرتا ہے اور پرکرتی جگت کا اُپادان کارن ہے یعنے اسی کے وکاروں سے یہ مختلف قسم کا جگت بنتا ہے۔ لیکن نوین ویدانتی لوگ برہم کو جگت کا ابھن نمت اُپادان کارن یعنی جسکی علت فاعلی سے علت مادی علیحدہ نہ ہو مانتے ہیں۔ لیکن یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے اس کے واسطے جگت میں کوئی درشٹانت یعنے مثال نظر نہیں آتی اگرچہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ جیسا

باتوں کو وید تبلائے اُن میں عقل کا دخل دینا لازم نہیں۔ لیکن یہ خیال بالکل شاستر کے غلاف ہے۔ کیونکہ یاگولکیہ رشی نے اپنی استری میتری کو برہدارنیک اُپنشد میں اُپدیش کیا ہے +

न वा अरे पत्युः कामाय पतिः प्रियो भवत्यात्मनस्तु कामाय पतिः प्रियो भवति

(ارتھ) ہے میتری خاوند کی غرض سے خاوند کو پیار نہیں کیا جاتا بلکہ اپنی غرض سے خاوند کو پیار کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک جاندار اپنے دُکھوں سے چھوٹنے کا انتظام اور سُکھ کو حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ جسکی خواہش کی جاتی ہے اُس کو سُکھ کا سبب سمجھ لیا جاتا ہے تب اُس کی خواہش کی جاتی ہے۔ اور جب تک کسی کو سکھ کا سادھن نہ سمجھ لیا جائے تب تک اس کی خواہش ہو نہیں سکتی۔ اس کی تشریح خود آگے کے واکیوں میں مہاتما یاگولکیہ جی نے کی ہے۔ دیکھو برہدارنیک اُپنشد چھاپہ بھارت جیون بنارس کی چھپی ہوئی ایشادی دس اُپنشد سنگرہ صفحہ ۲۴۶۔

न वा अरे जायायै कामाय जाया प्रिया भवत्यात्मनस्तु कामाय जाया प्रिया भवति ॥

(ارتھ) ہے میتری لڑکی یا اولاد کی غرض سے لڑکے کو عزیز نہیں سمجھتے بلکہ اپنی غرض سے اولاد کو عزیز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ لوگ اولاد کو ایک بڑا بھاری سکھ کا سبب سمجھتے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں۔

नवा अरे पुत्राणां कामाय पुत्राः प्रिया भवन्त्यात्मनस्तु कामाय पुत्रा प्रिया भवन्ति ॥

(ارتھ) میتری بیٹوں کے مطلب کے واسطے بیٹوں سے پیار نہیں کیا جاتا بلکہ اپنی غرض کے واسطے بیٹوں سے محبت کی جاتی ہے۔ غرضیکہ ہر ایک رشتہ دار سے جو محبت کی جاتی ہے وہ سب اپنی غرض کے واسطے ہوتی ہے جسکو اپنا سمجھا جاتا ہے۔ اُسی کے دُکھ سُکھ کی زیادہ خواہش و نفرت ہوتی ہے دنیا میں کوئی بھی ایسا رشتہ دار نہیں جسکے واسطے آتما سے زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہو۔ یہاں تک دنیاوی رشتوں کی اصلی غرض بتلا کر اب دنیاوی زر و مال کو تبلاتے ہیں

नवाअरे वित्तस्य कामाय वित्तं प्रियं भवत्यात्मन-
मस्तु कामाय वित्तं प्रियं भवति

(ارتھ) اے میتری دھن کی غرض سے دولت کو عزیز نہیں سمجھا جاتا بلکہ آتما کی غرض سے دولت کو عزیز سمجھتے ہیں کیونکہ ہر شخص کا یہ خیال لگا ہوا ہے کہ یہ دولت میرے سکھ کا سبب ہے اور اُس سے اپنی ضروریات کو پورا ہوتا دیکھ کر ہی لوگ اُس سے پیار کرتے ہیں ورنہ دولت سے یہاں پیار کا اور کوئی مطلب نہیں ہے اسی وجہ سے لڑکے اور آتما دمنش آدمیوں کو دولت سے محبت نہیں ہوتی نیتی کار نے بھی لکھا ہے ÷

आपदर्थे धनं रक्षेद्दारान् रक्षेद्धनैरपि ।
आत्मानं सततं रक्षेद्दारैरपि धनैरपि ॥

(ارتھ) مصیبت سے بچنے کے واسطے دولت کی حفاظت کرنی چاہئے۔ لیکن جس وقت اپنی عورت پر مصیبت کا وقت ہو تو عورت کو دولت سے عزیز سمجھ کر دولت کی پرواہ نہ کر کے عورت کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اور آتما کے واسطے عورت اور دولت دونوں کی پرواہ چھوڑ دینی چاہئے۔ بعض لوگوں کو یہاں پر یہ اعتراض پیدا ہوگا کہ آتما تو اسنگ ہے۔ اُس پر کیا مصیبت آسکتی ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ آتما کا دھرم گیان ہے۔ گیان کے کم ہونے یا ادھرم کے بڑھ جانے سے آتما کو سخت نقصان پہونچتا ہے۔ اس واسطے عورت اور دولت کے واسطے کبھی دھرم کو نہ تیاگنا چاہیئے بلکہ دھرم کے واسطے عورت اور دولت کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ اس سے آگے دیکھو برہدارنیک اُپنشد

नवाअरे ब्रह्मणः कामाय ब्रह्म प्रियं भवत्यात्मनस्तु
कामाय ब्रह्म प्रियं भति ॥

(ارتھ) اے میتری برہم یعنی ایشور کی غرض کے واسطے ایشور کو پیار نہیں کرتے کیونکہ ایشور کو کوئی غرض ہی نہیں۔ بلکہ اپنی غرض کے واسطے برہم کو پیار کرتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ برہم سے ہمیں آنند ملیگا۔ اور برہم کے سوائے دوسرے سے آنند نہیں ملسکتا ÷

مہاتما یاگولکیہ جی کا یہ اپدیش صاف بتلا رہا ہے۔ کہ وہ آتما کو برہم سے علیحدہ مانتے ہیں ورنہ یہ کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا کہ اپنی غرض کے واسطے برہم سے پیار کیا جاتا ہے۔ جب برہم سے علیحدہ آتما کوئی چیز ہی نہیں تو کس کی غرض کے واسطے برہم سے پیار کیا جاوے اور کون ہے جو برہم کو پیار کرے۔ جو لوگ جیو برہم کو ایک مانتے ہیں۔ اُنہیں غور سے یاگولکیہ رشی کے ان واکیوں پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ وہ آگے اور لکھتے ہیں:-

न वा अरे क्षत्रस्य कामाय क्षत्रं प्रियं भवत्यात्मनस्तु का-
माय क्षत्रं प्रियं भवति ॥

(ارتھ) اے میتری راجہ کی غرض سے راجہ کو عزیز نہیں سمجھا جاتا بلکہ اپنی ضروری غرض اور آزادی کے خیال سے راجہ یعنے بادشاہت کی خواہش کی جاتی ہے ورنہ بادشاہت سے انسان کا پریم کرنے کا کوئی مطلب نہیں اس کے آگے اور دکھلاتے ہیں:

न वा अरे लोकानां कामाय लोकाः प्रिया भवन्त्यात्मनस्तु
लोकाः प्रिया भवन्ति

(ارتھ) اے میتری دُنیا کے آدمیوں کی غرض سے دُنیا کو پیار نہیں کرتے بلکہ اپنے کاموں کو دُنیا کی مدد کے بغیر پورا ہوتا نہ دیکھ کر دنیا کو پیار کرتے ہیں کیونکہ اس بات کو ہر شخص جانتا ہے کہ منش اپنے کاموں کے کرنے میں بالکل محتاج بالغیر ہے ہر ایک پیشہ ور کے واسطے دوسروں کی بنی ہوئی چیزوں کی ضرورت ہے اور جب تک دوسرے اوزار موجود نہ ہوں کوئی آدمی بھی اپنا کام چلا نہیں سکتا۔ اس کا نقشہ پرماتما نے ہر ایک آدمی کے جسم میں ایک حواس کو اپنے کاموں میں دوسرے حواس کی مدد کا محتاج بنا کر ٹھیک طور پر دکھلا دیا ہے۔ کہ جب تک حواسوں کا مجمع ایک دوسرے کی امداد نہ کرے تب تک سارے حواسوں کی ہستی بالکل فضول معلوم ہوتی ہے اس واسطے جو لوگ کسی کام کے واسطے کوشش کرتے ہیں وہ اصل میں اپنی آتما کے واسطے ہی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اودیا کے سبب سے اس بات کو بالکل نہیں جانتے کہ اُنکی آتما کو کس چیز سے فائدہ اور کس چیز سے نقصان پہونچتا ہے۔ جو جس چیز کو اپنی آتما کیواسطے مفید سمجھتا ہے وہ اُسی کو حاصل کرنے میں رات دن لگا رہتا ہے اور جو لوگ آجکل دُنیا کے تمام ہمدردی ہیں اُن کو دنیا کو فائدہ پہونچانے

پہونچانے کا مطلب نہیں بلکہ اپنے فائدہ کی غرض ہے اور جو دھرم کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اُن کی غرض بھی دھرم پرچار نہیں بلکہ اپنی آتما کا اُدھار (اُدگتی) کی خواہش ہے +

नवा अरे देवानां कामाय देवाः प्रिया भवन्त्यात्मनस्तु कामाय देवाः प्रियाः भवन्ति ॥

(ارتھ) اے میتری ماتا پتا اور گورو آچاریہ اور دوسرے دیوتاؤں کے فائدہ کے واسطے لوگ اُن سے پیار نہیں کرتے بلکہ اپنی آتما کے فائدہ کے واسطے لوگ ان سے پیار کرتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جن کو ماتا پتا سے مدد ملنے کی امید نہیں رہتی وہ اُن سے بالکل پیار چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جب تک کسی سے سُکھ کی آشا رہتی ہے۔ تب ہی تک اُس سے پیار رہتا ہے۔ اور جہاں سُکھ کی امید کم ہوئی وہیں اُن سے پیار بھی کم ہو جاتا ہے۔ یہی نقشہ عملی طور پر نظر آرہا ہے۔ ہزاروں بیٹوں نے والدین کے خلاف عمل کئے بہت لوگ والدین پر نالش کرتے ہیں۔ اچھے کُلوں میں بھی ایسے لوگ دیکھے جاتے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قدرتی نیم بھی یہی ہے۔ کہ منش اپنی غرض کے واسطے کام کرے۔ بلاغرض کوئی جاہل سے جاہل بھی کام نہیں کرتا۔ آج کل ہی یہ نقشہ نہیں بلکہ پرانے زمانہ میں بھی اس کا پتہ ملتا ہے۔ بھرت نے ماتا کو ادھرم کا اُپدیش کرتے دیکھ کر اُس کی بات نہ مانی۔ پرہلاد نے باپ کو ادھرم کرتے دیکھ کر اُس سے علیحدگی اختیار کی۔ بھبیشن نے اپنے بھائی راون کو چھوڑ دیا۔ اور راجہ بلی نے گورو کی بات سے جو دھرم کے خلاف تھے انحراف کیا۔ اس طرح کے ثبوتوں سے یہ پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ خواہ کوئی بھی ہمیں ادھرم کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اُس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کے آگے اور اُپدیش کرتے ہیں +

नवा अरे भूतानां कामाय भूतानि प्रियाणि भवन्त्यात्मनस्तु कामाय भूतानि प्रियाणि भवंति:

(ارتھ) اے میتری بھوتوں یعنے جیووں کی غرض سے اُن سے پیار نہیں کیا جاتا ہے یا پنچ بھوتوں کی غرض سے پانی وغیرہ کو عزیز نہیں جانا جاتا بلکہ اپنی غرض کے واسطے بھوتوں سے پیار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب بھوک ہمیں دُکھی کرتی ہے تب ہم خوراک کھاتے ہیں ورنہ خوراک کے عمدہ ہونے کی وجہ سے بلا بھوک کوئی خوراک

نہیں کھاتا - اسی طرح پیاس کی وجہ سے پانی پیتے ہیں کبھی پانی کی عمدگی کی وجہ سے پانی نہیں پیتے - جب کوئی عمدہ چیز کو استعمال کرتا ہے۔ تو صرف اس وجہ سے کہ وہ اُس کی آتما کے موافق ہے۔ ورنہ چیز کے عمدہ ہونے سے اگر وہ آتما کے خلاف ہو تو کوئی اُس کا استعمال نہیں کرتا۔ آگے چلکر اس جھگڑے کو ختم کرنے کے واسطے مجموعی حالت میں کل چیزوں کی بابت اُپدیش کرتے ہیں۔

नवा अरे सर्वस्य कामाय सर्वं प्रियं भवत्यात्मनस्तु कामाय सर्वं प्रियं भवति

(ارتھ) اے میتری اسی طرح پر کل چیزوں سے جو پیار کرتے ہیں وہ سب اپنی غرض کے واسطے ہے چیزوں کی غرض کے واسطے نہیں جو چیز آتما کے خلاف ہو اس سے بجائے پریم کے نفرت ہو جاتی ہے۔ ابھی جسکو بھائی صاحب سمجھ کر اس قدر پیار کرتے تھے کہ اُس کے ذرا سے دکھ سے خود بے چین ہو جاتے تھے۔ جہاں اُس بھائی سے ذرا یہ شک پیدا ہو کہ یہ مال و متاع کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔ یا ہمارے حق پر قبضہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جھٹ اُس کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ اور عدالت تک نوبت پہنچتی ہے۔ غیر آدمیوں کو رشوت دیتے ہیں کس لئے کہ یہ ہمارا بھلا کرینگے۔ وکیلوں کو فیس دیتے ہیں کس واسطے کہ اُن کی مدد سے ہم مقدمہ جیت جائیں گے غرض جسکو آتما کے واسطے مددگار سمجھتے ہیں اُس کو سب کچھ دینے کے واسطے تیار ہیں اور جس کو آتما کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اُسے کچھ بھی دینے کے واسطے تیار نہیں آتما کے خلاف ہوتے ہی سب رشتہ ناطہ اور پیار دور ہو جاتا ہے۔ اس سب اُپدیش کے بعد مہاتما یاگولکیہ جی کہتے ہیں:-

आत्मा वा अरे द्रष्टव्यः श्रोतव्यो निदिध्यासितव्यः

(ارتھ) ہے میتری اس آتما کو ضرور ہی دیکھنا چاہئے۔ جب سوال پیدا ہوا کہ نراکار آتما چکشو یعنے آنکھ سے کسی طرح نظر نہیں آسکتا اُس کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں تو اُس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگرچہ آتما آنکھوں سے نظر نہیں آیا - لیکن ہمارا دیکھنے سے مطلب اُس کا ٹھیک طور پر

جان لینا ہے اُس کے جاننے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ پہلے سُننا چاہئے کہ آتما کیا چیز ہے اور اُس کے کیا گُن ہیں۔ اگرچہ آتما کانوں سے بھی جانا نہیں جاتا کیونکہ وہ شبد یعنے آواز نہیں اور کانوں سے آواز کے سوائے اور کسی چیز کا علم نہیں ہو سکتا۔ لیکن کانوں میں نراکار گنوں کے سُننے سے گُنی کا گیان ہو جاتا ہے۔ اس واسطے پہلے آتما کے گنُوں کو سُن کر بعد میں اُنہیں من میں منن یعنے غور سے وچار کرے اور بعد میں اُس کو دل میں قائم کر کے اُس پر عمل کرتا چلا جاوے تو ضرور ہی منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ آتما کے درشن کا پھل مہاتما یاگولکیہ جی یہ بتلاتے ہیں:۔

मैत्रेय्यात्मनो वा अरे दर्शनेन श्रवणेन मत्या विज्ञाने नेदं सर्वं विदितं भवति ॥

(ارتھ) اے میتری آتما کو جاننے اور سُننے و اُس کی صفات کا ہر وقت غور و وچار کرنے سے انسان کو ہر ایک چیز کی ماہیت معلوم ہو جاتی ہے۔ ہمارے بہت سے دوست اس پر یہ اعتراض کرینگے کہ صرف آتما کو جاننے سے کس طرح سب کا علم ہو سکتا ہے۔ اُس کا جواب یہ ہے۔ چونکہ جسم کے ہر ایک حصہ میں آتما سوکشم طور سے بیاپک یعنے محیط ہے۔ جب تک اوپر کے کثیف آورن کا ٹھیک ٹھیک علم نہ ہو جائے تب تک اُسے آتما کا درشن یعنے ٹھیک گیان ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اُس کے اوپر والے لبتہ کا ہی گیان نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب انسان اپنی ہستی کو ٹھیک طور پر سمجھ جاتا ہے تو اُسے اس بات کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ کہ مجھے کتنی چیزوں سے تعلق پڑتا ہے۔ اور ان سے میری حالت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اور اُن سے کونسا اثر میرے واسطے مفید اور کونسا مضر ہے۔ جسکو وہ مضر سمجھتا ہے اُس کے ناش کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اور جسکو مفید سمجھتا ہے اُس کے حاصل کرنے کیواسطے انتظام کرتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آتما کو کس طرح سے جان سکتے ہیں۔ اُس کے جاننے کے واسطے اُس کے گنُوں کو کس سے سُنیں تو اُس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ معمولی طور پر ہر ایک انسان جسقدر چیزوں کو جان سکتا ہے وہ سب اندریوں سے ہی محسوس ہوتی ہیں۔ لیکن اندریوں کے ذریعہ سے محسوس کرنے والی آتما کو جاننے کے واسطے اندریوں سے کام نہیں چل سکتا اُس کے واسطے جو طریق سنسار کی

چیزوں کے معلوم کرنے کے واسطے ہیں۔ اُن سے علیحدہ طاقت سے کام لینا پڑتا ہے اب بہت سے لوگ یہ کہدیں گے کہ اگر اندریوں سے اُسے نہیں جان سکتے تو عقل ہی سے اُس کے جاننے کی کوشش کرینگے۔ لیکن عقل بھی آتما کے سہارے پر کام کرتی ہے اُس میں جس قدر معلوم کرنے کی طاقت ہے۔ وہ سب آتما کی شکتی سے ہے۔ کیونکہ وہ آتما کا ایک گُن یعنے صفت ہے۔ اس واسطے ودوانوں نے غور سے معلوم کر لیا کہ آتما کے جاننے کا طریقہ اور ہے جس کے واسطے اُپنشدوں میں لکھا ہے +

नायमात्मा प्रवचने न लभ्यो न मेधया न बहुना श्रुतेन।
यमेवैष वृणुते तेन लभ्य स्तस्यैष आत्मा विवृणुते तनूं स्वाम् ॥

(ارتھ) انسانوں کو زیادہ بحث مباحثہ اور بانی کے اُپدیش سے اس آتما کا ٹھیک ٹھیک گیان نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میدھا یعنے صرف عقل سے ہی اس کا علم ہو سکتا ہے اور بہت سی انسانی کتابوں کے سُننے سے بھی اس کا گیان نہیں ہو سکتا بلکہ جسکو یہ آتما قابل سمجھ کر گرہن کرنا چاہتا ہے۔ اُسی کو معلوم ہو سکتا ہے اور اُس پر یہ آتما اپنے صفات کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ آتما پرماتا ہے اُس کے معلوم کرنے کے واسطے کسی پرمان کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک پرمان اُسکی مدد کرنے کے واسطے اوزار کا کام دیتے ہیں۔ لیکن اُس کے معلوم کرنے میں مجبور ہیں۔ کیونکہ وہ سب جڑ ہے یعنے غیر مدرک ہیں۔ اب اُن روکاوٹوں کو بتلاتے ہیں۔ جن سے آتما کے سروپ کو ٹھیک طور پر نہیں جان سکتا +

नाविरतो दुश्चरितान्नाशान्तो नासमाहित:।
नाशान्तमानसो वापि प्रज्ञानेनैव माप्नुयात् ॥

(ارتھ) جو دُراچار سے اپنے گیان کی طاقت کو ڈھانپ لیتے ہیں یعنی جن لوگوں کی بدچلنی کی عادت ہو جانے سے راستی اور دروغ اور مدرک اور غیر مدرک میں تمیز نہیں رہتی کیونکہ ہر چیز کے صحیح گیان کے واسطے اودیا سے علیحدہ رہنا لازمی ہے۔ کیونکہ اودیا ایسی چیز ہے۔ کہ جسکی موجودگی میں کسی کو صحیح گیان ہو ہی نہیں سکتا اور اودیا کی پیدائش دو طرح سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ مہاتما کنادے نے لکھا ہے +

इन्द्रिय दोषात् संस्कार दोषाच्चा विद्या ॥

(ارتھ) اندری یعنے حواسوں میں کسی قسم کی خرابی آجانے سے یا سنسکار کے سبب سے اودیا پیدا ہوتی ہے اب اندری میں خرابی آنیکے دو سبب ہوتے ہیں۔ ایک بیماری وغیرہ دوسرے اندریوں کے معاون کا مکمل طور پر مدد نہ کرنا۔ مثلاً یرقان کی بیماری میں ہر ایک چیز کا پیلا یعنی زرد نظر آنا باوجودیکہ چیزیں زرد نہیں ہیں۔ لیکن آنکھ کے دوش سے سب زرد ہی معلوم ہوتی ہیں۔ سفید چیزوں کو زرد معلوم کرنا اودیا ہے۔ لیکن اودیا اندری کے دوش سے پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے رسّے میں سانپ کا بھرم۔ یہ اودیا صرف آنکھ کی معاون روشنی کی کمی کے سبب سے ہوتی ہے جہاں اندریوں کے سبب سے اودیا پیدا ہوگی اُس کے سبب یہ دونو ماننے ہی پڑینگے دوسرے اودیا جو سنسکار سے پیدا ہوتی ہے وہ اس طرح ہوتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی نے بچپن سے مانس کھانے کی عادت پیدا کر لی ہے یا شراب کا عادی ہوگیا یا مورتی پوجن کو اِیشور کی بھگتی کا سادھن سمجھ لیا ہے۔ اب یہ باتیں عقلی طور پر ثابت ہو نہیں سکتیں صرف سنسکار سے پیدا ہونیوالی اودیا ہی اُن کو ثابت کرتی ہے۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہے۔ اب اُن سے اگر پوچھیں کہ پاپ قدیم سے چلا آیا ہے یا نیا پیدا ہوا ہے۔ اگر کہو نیا پیدا ہوا ہے تو اُس کا سبب کیا ہے۔ دوسرے کیا ثبوت ہے کہ وہ پاپ ہے۔ اسی طرح بہت سی باتیں ہیں جو اودیا کے سبب سے پھیل گئی ہیں اور اُن کے ماننے والے کسی طرح پر بھی اُس کو ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے بدچلنی کی عادت یعنی سنسکار سے بھی آتما کا گیان نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ اشانتی ہے یعنے وشیوں کی خواہش میں رات دن لگے رہنے سے بھی آتما کا گیان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو لوگ وشیوں کی خواہش میں مبتلا ہیں وہ وشیوں کو اپنا دھرم سمجھتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ من کیا ہے اور اُس کے دھرم کیا ہیں اندری اور اُس کے دھرم کا بھی اُنہیں علم نہیں اور نہ ہی پرانوں کی بناوٹ اور اُن کے کاموں سے واقف ہیں۔ جو لوگ اس طرح پراکرتی کے سامان کو بھی نہیں جانتے وہ اُس کے اندر رہنے والی لطیف طاقت کو کس طرح معلوم کر سکتے ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جب تک من شدھ اور ایک جگہ پر قایم نہ ہو جاوے تب تک اُنہیں اپنی ہستی کا پورا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر آنکھ

کو دیکھنا منظور ہو تو آنکھ کے دیکھنے کے واسطے دوسری آنکھ تو ہو نہیں سکتی۔ اس واسطے آئینہ میں آنکھ کے عکس کو دیکھ کر آنکھ کی حالت معلوم کرتے ہیں اسی طرح آتما کو معلوم کرنے کے واسطے کوئی دوسرا آتما تو آ نہیں سکتا بلکہ شدہ اور ستھر من کے آئینہ کی ضرورت ہے۔ اور اُس کے واسطے جو طریقہ بھارت ورش کے پورانے رشیوں نے بتلایا ہے وہ یہ ہے۔

श्रोतव्यः श्रुतिवाक्येभ्यो मन्तव्यः शचोपपत्तिभिः।
मत्वा च सततं ध्येयं एते दर्शनहेतवः ॥

(ارتھ) ہر ایک چیز کو جو اندریوں سے محسوس ہونے کے لایق نہ ہو جاننے کا یہ طریقہ ہے کہ اول اُسکو شُرتی یعنے وید کے منتروں سے سُننے یعنے اُس کے صفات کو معلوم کرے اور جب صفات کا علم ہو جاوے تو اُس کو دلایل سے تحقیقات کرے لیکن دلایل وہی استعمال کرنی چاہئے کہ جو ترک یعنی اعتراض کی حد میں آسکتے ہوں ایسے بے جوڑ دلایل اور اعتراض جن کا نفس مضمون سے کوئی تعلق نہ ہو جن کو کوترک کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ جنکو بیوقوف لوگ صرف اپنی عقل کی تیزی دکھلانے کے واسطے استعمال کرتے ہیں۔ اور اُن سے راستی کی تحقیق کی غرض پوری نہیں ہو سکتی کبھی استعمال نہ کرے۔ اس تحقیقات کے قواعد مفصل طور پر نیائے درشن میں بیان کئے گئے ہیں جو چھ درشنوں میں سب سے پہلے بنایا گیا اسواسطے اُن قاعدوں کی زیادہ تشریح کی کوئی ضرورت نہیں دلایل سے صرف اس بات کی تحقیق کرنی ہوگی کہ آیا جو صفات شُرتی میں بتلائی گئی ہیں ایسی کوئی چیز دنیا میں موجود ہے یا نہیں اور اُس کا ہونا ممکن بھی ہے یا نہیں اگر ویسی چیز موجود ہے۔ اُس کی ہستی کے ثبوت میں دلائل اور مثالیں مل سکتی ہیں تو اُسکی ہستی کو صحیح ماننا چاہئے ورنہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ شُرتی کا ارتھ یعنے مطلب ٹھیک نہیں معلوم ہوا بعض لوگ یہ اعتراض کرینگے۔ کہ شُرتی کی بیدلیل باتوں کے واسطے ہم ایسا کیوں خیال کریں کہ شُرتی کے ارتھ سمجھنے میں غلطی ہوئی ایسا کیوں نہ مان لیں کہ شُرتی میں غلطی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں پر عقل اور شُرتی میں اختلاف ہوگا یعنی شُرتی کا مضمون قانون قدرت کے مخالف پایا جائیگا۔ وہاں دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے یا تو شُرتی ہی اُس کے مخالف ہے یا ہمارے ارتھ کرنے میں غلطی ہے۔ اول کے صحیح ہونے میں بہت

سے اعتراض ہونگے کیونکہ آجتک جسقدر وید کے سمجھنے والے لایق عالم ہوئے ہیں سب نے ویدوں کو قانون قدرت اور عقل کے موافق دیکھ کر ایشور کا گیان ہونا تسلیم کیا ہے جس کے واسطے مفصلہ ذیل رشیوں کی زبردست شہادتیں موجود ہیں۔ مہاتما کنادجی نے اپنے ویشیشک سوتروں میں جو تحقیقات کی ہے اُس کا نتیجہ ان سوتروں سے بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کہ کنادرشی جو ایک ایسے شاستر کا بنانے والا ہے کہ جسکی تعلیم لاکھوں سال سے جاری ہے اور اُس کے اصولوں کو کسی عالم نے آجتک غلط ثابت نہیں کیا۔ اپنے شاستر کے دوسرے سوتر میں دھرم کی یہ تعریف کرتے ہیں ؛

यतोऽभ्युदयनिःश्रेयस सिद्धिः स धर्मः ॥

(ارتھ) جس سے تتوگیان یعنے چیزوں کی ٹھیک ٹھیک ماہیت کا علم ہو جاوے اور مُکتی کا بھی سبب ہو اُسے دھرم کہتے ہیں یا جو تتوگیان کے ذریعہ سے مُکتی کا سبب ہو وہ دھرم کہلاتا ہے۔ یہاں پر یہ اعتراض پیدا ہوا کہ تتوگیان کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیوں نہ ایسا مانا جاوے کہ جس سے مُکتی ہو جاوے وہی دھرم ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ دھرم سادھن ہے اور مُکتی سادھیہ ہے یعنی دھرم کارن یعنی سبب ہے اور مُکتی اُس کا کاریہ ہے۔ اب دھرم پہلے کہا جائیگا مُکتی بعد میں ہوگی۔ چونکہ دھرم بہت سے ہیں۔ کیونکہ ہر شخص اپنے مذہب یعنی اعتقاد کو دھرم یعنی مُکتی کا سبب ہی کہتا ہے اور ان بہت سے دھرموں میں آپس میں ضد پائی جاتی ہے۔ جہاں آپس میں ضد ہو وہاں دونو باتیں صحیح نہیں ہو سکتیں ضرور ایک صحیح اور اُسکی مخالف غلط ہوگی۔ اس واسطے دھرم کی تعریف یہ کی گئی کہ وہ ہر ایک چیز کی ماہیت کو ٹھیک ٹھیک بتلا سکے۔ کیونکہ ہر ایک سوال کا صحیح جواب ایک اور غلط بہت سے ہوتے ہیں۔ اس لئے دھرم کا لکشن گیان کے ساتھ کر رکھا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ کسطرح پر ہر ایک چیز کی ماہیت کا علم ہو سکتا ہے کیونکہ چیزیں بے انتہا ہیں اور جیو آتما کی شکتی محدود ہے۔ اس کے جواب میں مہاتما کنادجی نے بتلایا کہ ویدوں کی تعلیم سے ہر ایک چیز کی ٹھیک ٹھیک ماہیت معلوم ہو سکتی ہے کیونکہ وہ ایشور کا گیان یا اُپدیش ہے۔ اسواسطے تیسرے سوتر میں کہا

तद्वचनादाम्नायस्य प्रामाण्यम् ॥

(ارتھ) ایشور کا اُپدیش ہونے سے آمنائے جو وید ہے اُس کو ہر ایک چیز کی ماہیت

جاننے میں پرمان یعنے ثبوت سمجھنا چاہیئے - یعنے ویدوں کے اُپدیش سے ہر ایک چیز کا ٹھیک ٹھیک گیان ہو سکتا ہے - بعض لوگ یہاں پر یہ کہتے ہیں - کہ سوتر میں ایشور کا لفظ موجود نہیں ہے - اس واسطے اس کا ارتھ یہ کرنا چاہیئے کہ دھرم کا اُپدیش کرنے سے وید کو پرمان ماننا چاہیئے - کیونکہ دھرم کی تشریح وید ہی میں کی گئی ہے - لیکن اس سے بھی مطلب وہی نکل آتا ہے - کہ وید میں تتو گیان کا اُپدیش موجود ہے - آگے چلکر مہاتما کنادجی نے اس بات کو بھی دکھلایا ہے کہ وید کی ہر ایک تحریر عقل کے موافق ہے - اُس میں خلاف عقل وتتو گیان کے اور کسی قسم کا غلط اُپدیش نہیں - دیکھو سوتر ۱ ادھیائے ۶

बुद्धिपूर्वा वाक्यकृतिर्वेदे ॥

یعنی وید میں جسقدر اُپدیش ہے وہ سب کا سب متکلم نے گیان کے موافق اُپدیش کیا ہے خلاف گیان کے وید میں کسی قسم کا اُپدیش نہیں ہے - غرضیکہ ہر ایک طرح پر مہاتما کنادجی نے ویدوں کا عقل کے موافق ہونا ثابت کیا ہے - اسی طرح اور رشیوں نے بھی اپنے سوتروں میں وید کو گیان کا سمندر مانا ہے - اور لفظ وید کے معنے بھی گیان ہی کے ہیں جس سے یہ خیال بالکل غلط معلوم ہوتا ہے - کہ شاید وید میں کبھی خلاف عقل کوئی مضمون ہو جب وید میں دلیل کے خلاف کوئی مضمون موجود نہیں تو جہاں وید کا ارتھ دلیل کے خلاف ہوگا اُس کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں - اسواسطے وید کے ارتھوں کو دلیل سے تحقیقات کرکے ہی ماننا چاہیئے - خلاف دلیل ماننا بالکل جہالت ہے اب جو لوگ خلاف دلیل ویدوں کا ارتھ کرتے ہیں وہ بہت ہی غلطی کرتے ہیں - اسواسطے ہر ایک آدمی کا فرض ہے کہ وہ ہر ایک بات کو جو کہ حواسوں سے محسوس نہیں ہو سکتی وید کے ذریعہ سے سنکر اور دلیلوں سے اُس کی تحقیقات کرکے اُس پر عمل کرے اور اس طرح کے عمل کرنے سے کبھی بھی نقصان نہیں ہو سکتا + آگے چلکر اس بات کی بحث کریں گے کہ نوین ویدانتیوں میں جو بہت قسم کے بادینی تھیوری یا خیال قائم کر لیتے ہیں وہ کہاں تک خلاف دلیل اور پراچین ویدانت کے خلاف ہیں اور نوین ویدانت سے کس قدر خراب اثر انسان کی بیبیک تکتی پر پڑتا ہے +

بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ موجودہ ویدانت جسمیں کہ کل کرموں کا ابھاو موجود ہے جو کہ ہر ایک آدمی کو برہم بنا دیتا ہے۔ شنکر آچاریہ کا سدہانت ہے۔ لیکن سوچنے والے آدمی جنھوں نے موجودہ ویدانت اور شنکر آچاریہ کے خیالات کا مطالعہ کیا ہے۔ جو ان دونوں کے سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہیں وہ فوراً کہدینگے کہ شنکر آچاریہ کے ایسے خیالات نہیں تھے۔ جیسے کہ آجکل ویدانتی کہلانے والوں کے ہیں بلکہ آجکل کے ویدانتی تو شنکر آچاریہ کے خیالات کے بموجب آتم گیان کے ادہیکاری ہی نہیں۔ کیونکہ شنکر آچاریہ کا یہ خیال تھا۔ کہ ویدانت شاستر کے پڑھنے کا ادہیکار ایسے آدمیوں کو ہے جیسا کہ اُنہوں نے آتم بودھ میں لکھا ہے ✦

तपो भिः क्षीण पापा नां शान्तानां वीत रागिणां

मुमुक्षूणां हितार्थाय आत्म बोधो विधीयते ॥

(ارتھ) جن لوگوں کے پاپ تپ کرنے سے چھوٹ گئے ہیں اور دنیا کے وشیوں کی خواہشوں سے علیحدہ ہو کر من کے مل وکشیپ دونو دوش رہت ہو گئے ہیں اور جنکا چت وکشیپ کے ناش ہو جانے سے شانتی کے درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ اور راگ سے بالکل مبرا ہو گئے ہیں یعنی اُن کو دنیا کی کسی چیز کی خواہش نہیں رہی۔ جن کے خیال میں دنیا کا چکرورتی راج کوّے کی بیٹھ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہے اور پرتشٹھا یعنی دنیاوی عزت کو سور کے پاخانہ کی بو سے بھی بد سمجھتے ہیں۔ جنکو گور وبعی لوگوں میں زندگی مہان رورو نرک معلوم ہوتا ہے۔ جن کے دل میں کسی قسم کی بھی خواہش نہیں سوائے موکش کے ہر ایک چیز سے علیحدہ رہنا پسند کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو ویدانت شاستر کے پڑہنے کا ادہیکار ہے۔ لیکن آج کل کے ویدانتیوں کا خیال بالکل اس سے علیحدہ ہے۔ وہ تمام وشیوں کی خواہش کئے ہوئے ویدانتی ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ بعض لوگ نوین ویدانت کے بھروسہ پر دنیا کمانے کا ادزار ہو رہے ہیں لیکن ایسے جھگڑوں کو چھوڑ کر صرف اصولوں کا فرق دکھلاتا ہے۔ آج کل ویدانتی لوگ اس بات کا دعوے کرتے ہیں کہ ہم برہم ہیں۔ لیکن جہاں تک پراچین گرنتھوں کو دیکھتے ہیں۔ اُس سے جیو کے شُدہ برہم ہونے کا کوئی پرمان نہیں ملتا۔ لیکن پراچین ویدانت کا یہ دعوے ضرور ہے کہ برہم کے جاننے سے جیو برہم روپ ہو جاتا ہے جسکا مطلب یہ ہے

کہ جیو آتما ست چت تو اس وقت بھی ہے۔ جس وقت برہم کا گیان ہوتا ہے اُس وقت برہم کی اوپاسنا سے اُس میں آنند گن بھی آجاتا ہے۔ گویا وہ برہم روپ سچدانند ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ آگ پر رکھنے سے پانی آگ روپ ہو جاتا ہے تو دوسرا اُس کے معنی پانی آگ روپ ہی ہے ایسا سمجھ لے تو یہ بالکل خلاف ہے کیونکہ پانی میں جو گرمی ہے وہ آگ کے اُس میں پرویش کرنے سے ہے درحقیقت وہ گرمی آگ کی ہے پانی میں گرمی کا نہ ہونا صاف ثابت ہے۔ کیونکہ آگ کے ملاپ سے ہوتی ہے اور آگ کے نہ ملنے سے نہیں ہوتی۔ اب برہم روپ ہونا جو جیو کا برہم گیان کے سبب نیمتک دھرم تھا۔ اُس کو جیو کا سوبھاوک دھرم مان لینا اور یہ کہنا کہ جیو برہم ہی ہے بالکل شاستر وِردھ ہے۔ ہمارے بہت سے دوست کہینگے کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ آنند جیو کا سوبھاوک گن نہیں بلکہ نیمتک گن ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اول تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ برہم گیان سے جیو برہم ہو جاتا ہے وہ جیو کو ایک اوستھا میں برہم ہونا بتلاتے ہیں۔ اگر جیو سوبھاوک یعنی قدرتی طور پر برہم ہوتا تو یہ کہنا کہ برہم گیان سے جیو برہم ہو جاتا ہے سراسر غلط ہو جاتا ہے کیونکہ جب برہم ہی ہے تو برہم گیان سے کیا ہوگا علاوہ اس کے مہرشی کپل جی نے بھی یہ لکھا ہے:

समाधि सुषुप्ति मोक्षेषु ब्रह्मरूपता

یعنی تین حالتوں میں جیو میں برہم روپتا یعنی برہم کے لکشن والا ہونا پایا جاتا ہے ایک سمادھی کی حالت میں، دوسری سشپتی کی حالت میں تیسری مُکتی کی حالت میں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو دھرم کسی اوستھا میں ہوتا ہے وہ اُس کا اپنا دھرم نہیں ہوتا بلکہ جس چیز کے ہونے سے ہوتا اور نہ ہونے سے نہیں ہوتا ہے اُسی کا دھرم کہلاتا ہے۔ اگر جیو آتما ہمیشہ ہی برہم ہوتا کسی اوستھا میں اُس کا ابھاو نہیں ہوتا تو جیو برہم ہی کہا جا سکتا۔ لیکن سدھانت بالکل اس کے برخلاف ہے۔ اگرچہ پراچین ویدانت میں جیو کو پیدا شدہ کہیں نہیں لکھا۔ بلکہ جیو جنم مرن سے رہت مانا ہے۔ آجکل کے ویدانتی جن مہا واکیوں سے ابھید کی سدھی کرتے ہیں۔ اُنہیں واکیوں سے جیو آتما کے نتیہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن مختصراً اس آگے ان پر وچار نے کی ضرورت ہے۔ نوین ویدانتی [illegible] یہ سام وید کا مہاواکیہ ہے۔ اس سے ادویت برہم کی سدھی ہوتی ہے

اور جیو کا برہم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے یعنے اُس واکیہ میں تین پد ملے ہوئے ہیں۔ ایک (तत तت) دوسرے (त्वम توم) تیسرے (असि اسی) ان تینوں کا ارتھ ہے تت وہ یعنی برہم۔ توم تو یعنی جیو۔ اسی یعنی ہی جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہے جیو برہم تو ہے جبکہ سام وید میں یہ واکیہ آیا ہے تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ جیو برہم کا ابھید نوین ویدانت میں ہے پراچین ایسا نہیں مانتے تھے ﴿

(سدھانتی) تم تت پد کا ارتھ وہ یعنی برہم کیسے تبلاتے ہو کیونکہ وہ صرف ضمیر غائب ہے جو ظاہر کرتی ہے جسکا ذکر پیشتر آچکا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ تم نے ساری شرتی کو چھوڑ کر صرف तत्वमसि اتنا ہی کیوں لیا اگر تم ساری شرتی اور اس کے پچھلے مضمون کو دیکھو تو تم کو خود معلوم ہو جاویگا کہ یہ شرتی جیو برہم کا ابھید یعنی ایک ہونا ثابت نہیں کرتی بلکہ اس کے خلاف ہے اور نہ ہی یہ سام وید کی شرتی ہے۔ بلکہ اُدالک رشی نے جو اپنے پتر شویت کیتو کو چھاندوگیہ اپنشد میں اُپدیش کیا ہے وہاں کا واکیہ ہے۔ جبکہ تمہارے پرن میں اسقدر کمزوریاں ہیں تو تمہارا جیو برہم کا ابھید کیسے ثابت ہو سکتا ہے ﴿

(نوین ویدانتی) ارتھ دو قسم کا ہوتا ہے۔ کہ واچیارتھ یعنی لفظی معنی دوسرے لکشیارتھ جو مطلب سے نکلتے ہوں۔ یہاں تت तत لفظ کے لفظی معنی وہ ہیں۔ لیکن مطلب برہم سے ہی ہے اور توم त्वम لفظ کے معنی تو ہیں لیکن مطلب جیو سے ہے اس واسطے اس شرتی کا ارتھ یہ صحیح ہے۔ اور ساری شرتی کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ بھاگ تیاگ لکشنا سے یعنی غیر ضروری حصہ کو چھوڑ کر ضروری حصہ سے ہی مطلب حاصل ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے کہا کہ یہ دیودت جو کاشی میں کمبل پہنے ہوا تھا۔ اب متھرا میں دوشالہ پہنے ہوئے ہے۔ یہاں مطلب دیودت کو تبلانے سے ہے کاشی کمبل اور دوشالہ اور متھرا سے کوئی زیادہ مطلب نہیں۔ اور یہ واکیہ اُدالک منی کا شویت کیتو کو اُپدیش ہے۔ لیکن ہم لوگ چھاندوگیہ اُپنشد کی شرتی کو سام وید ہی مانتے ہیں۔ ہمارے پرمان میں کسی قسم کی کمزوری نہیں اور اگر اسکا کوئی اور مطلب ہے تو ظاہر کرو ﴿

(سدھانتی) تم نے اس شرتی کا مطلب بالکل خلاف کر دیا ہے کیونکہ یہ شرتی تو جگہ

پرسو بیت کیتو کو اُپدیش کی گئی ہے - لیکن برہم سے مطلب ایک جگہ بھی نہیں بلکہ صاف طور پر جیو آتما کا ذکر ہے - دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد چھاپہ کاشی صفحہ

अस्य सोम्य महतो वृक्षस्य यो मूलेऽभ्याहन्या
ज्जीवन् स्रवेद्यो मध्येऽभ्याहन्याज्जीवन् स्रवेद्यो
ऽग्रेऽभ्याहन्याज्जीवन् स्रवेत्स एष जीवेनात्मना
नुप्रभूतः पेपीयमानो मोदमानस्तिष्ठति ॥

(ارتھ) ہے سومیہ یعنی پیارے لڑکے اس بڑے برکش کی اگر جڑ پر کاٹا جاوے تو بھی جیون ہی نکلیگا اگر درمیان سے کاٹا جاوے تو جیون ہی ٹپکیگا - اگر اوپر سے یا آگے سے کاٹا جاوے تو بھی جیون ہی نکلیگا یہ برکش جیو سے بھرا ہُوا ہے اور اُن کے اندر پرماتما موجود ہے اور اُسی کے آنند کو بھوگتا ہُوا یہ برکش قائم رہتا ہے - یہاں پر برکش سے مراد اس جسم سے ہے - کہ اگر پاؤں سے کاٹیں تو بھی دُکھ معلوم ہونے سے چیتن کے گُنوں کا اظہار ہوگا - اگر پیٹ چاک کیا جاوے تو بھی زندگی کا اظہار ہوگا - اگر سر کاٹا جاوے تو بھی زندگی کا ثبوت ملیگا اس تمام جسم میں جیو آتما موجود ہے اور وہ جیو پرماتما سے جو سب کے اندر موجود ہے آنند کو حاصل کرتا ہُوا قائم رہتا ہے اب یہ دکھلاتے ہیں کہ جیو آتما کے نکل جانے سے موت ہوتی ہے - جیو آتما کی موت یعنی ناش نہیں ہوتا ✤

अस्य यदेकां शाखां जीवो जहात्यथ सा शुष्यति
द्वितीयां जहात्यथ सा शुष्यति तृतीयां जहात्यथ सा
शुष्यति सर्वं जहाति सर्वः शुष्यत्येवमेव खलु सोम्य
विद्धीति होवाच ॥

(ارتھ) جب اس جسم کے ایک حصہ کو جیو چھوڑ دیتا ہے یعنی اُس سے علیحدہ ہو جاتا ہے تب وہ حصہ سوکھ جاتا ہے - جب دوسرے حصہ کو جیو چھوڑتا ہے - تب دوسرا سوکھ جاتا ہے جب کل جسم کو چھوڑ دیتا ہے - تب کل جسم سوکھ جاتا ہے - اے پیارے پُتر اس طرح سمجھ لے کہ جیو کے الگ ہو جانے سے یہ جسم مر جاتا ہے - لیکن جیو نہیں مرتا - اب سوال یہ پیدا ہوا کہ وہ جیو کیا چیز ہے کہ جس کے الگ ہونے سے یہ شریر مر جاتا ہے اور وہ خود امر ہے اُس کا جواب دیتے ہیں ✤

जीवापेतं वाव कलेदं म्रियते न जीवो म्रियते इति सय एषोऽणिमैतदा त्म्यमिदं सर्वं तत्सत्यं स आत्मा तत्वमसि श्वेतकेतो इति भूय एव मा भगवान् विज्ञापय त्विति तथा सोम्येति होवाच ॥

ارتھ - جیو کے الگ ہونے سے شریر مرجاتا ہے اور جیو امر ہے جو ایک سوکشم روپ یعنی لطیف ہے - یہ جسم جیکے رہنے کا مکان ہے اور وہ جسم کے ہر ایک حصہ میں موجود ہے اور وہ ستیہ یعنی تین کال رہنے والا ہے - اور اُسی کا نام آتما یعنی تمام شریر میں ویاپک ہوکر رہنے والا ہے - اے شویت کیتو پیارے پُتر یہی جیو آتما ہے - اس شُرتی میں تو جیو کو امر اور سارے جسم میں رہنے والا ثابت کیا ہے - یہاں جیو برہم کے ایک ہونے کا کچھ بھی وچار نہیں ÷

سوال - کیا جیو سارے جسم میں ویاپک ہے یا کسی ایک حصہ میں رہتا ہے یعنی جیو اݨو پرمان ہے یا مدہم پرمان یعنی اندازے سے مبرا اور کل جسم میں رہنے والا یا وبھو یعنی کل سنسار میں رہنے والا ہے +

جواب - یہ تینوں قسم کے پرمان ساکار اور سادیب کے واسطے ہوتے ہیں جیو ان تین قسم کے پرمان یعنی اندازے سے مبرا اور کل جسم میں رہنے والا ہے لیکن لطیف ہونے کے سبب سے جس جسم میں جاتا ہے اُس کل جسم میں رہتا ہے - شریر کے کسی ایک حصہ میں نہیں رہتا اور نہ ہی کل سنسار میں ویاپک ہے بلکہ جیو کو آتما کہنے سے جسم میں ویاپک ہونا ہی ثابت ہوتا ہے +

سوال - بہت سے آچاریوں نے جیو آتما کو وبھو یعنی کل سنسار میں ویاپک یا ہر ایک مورتی مان چیز کے ساتھ تعلق رکھنے والا بتلایا ہے - کیا یہ بات غلط ہے اور آتما شبد کے معنی بھی ویاپک ہی کے ہیں +

جواب - آتما کو جو ویاپک بتلایا ہے - اُس کے دو سبب ہیں ایک تو آتما شبد پرماتما کے واسطے آتا ہے اور پرماتما کل برہمانڈ کا آتما ہونے سے سرو ویاپک مانا ہے دوسرے جہاں جیو آتما کو وبھو بتلایا ہے وہاں سروپ سے وبھو نہیں بتلایا بلکہ جاتی یعنی نوع سے وبھو بتلایا ہے مطلب یہ ہے کہ سنسار میں کوئی چیز ایسی نہیں جسمیں کسی نہ کسی جیو کا تعلق نہ ہو جو

ہے چونکہ یہ ویدانت ہیں اسواسطے جاتی سے جیوؤں کا ہر ایک چیز کے ساتھ تعلق ہے کوئی چیز جیو جاتی کے تعلق سے مبرا نہیں +

سوال - اگر ہم جیو کو سروپ سے سرو ویاپک مانیں تو کیا ہرج ہوگا کیونکہ بہت سے دو والوں کا ایسا ہی خیال ہے +

جواب - جیو آتما کو سروپ سے سرو ویاپک ماننے سے بانو کل سنسار میں ایک ہی جیو ماننا پڑیگا اگر کل سنسار میں ایک ہی جیو تسلیم کیا جاوے تو مکتی اور بندھن کا نیم ٹوٹ جائیگا اور شرتی نے جو مکتی کے واسطے مارگ بتلایا ہے - وہ سب نشپھل ہو جائیگا - چونکہ مکت اور بدھ کا فرق اور کرم بیوستھا یعنی کرم کے تو لقانت کا نیم جیوؤں کے نانا ماننے سے ہی چل سکتا ہے - اگر جیو کو ایک مانا جاوے تو ویدانت کا ادھکاری اور انادھکاری یعنی ویدانت کے سننے کے قابل کا فرق بتلایا ہے وہ سب فضول ہو جائیگا - اگرچہ آجکل کے نوین ویدانتی سادھن کھٹ سمپتی وغیرہ کے ماننے کا دعوے کرتے ہیں - لیکن جب بندھن اور مکتی کوئی چیز نہ رہیگی کیونکہ ایک ہی جیو کے ہونے کی حالت میں بدھ اور مکت کے بھید نہ ہونے سے سب بیوہار بگڑ جائیگا +

سوال - بندھن اور مکتی جیو آتما کا دھرم نہیں ہے بلکہ وہ اُپادھی سے معلوم ہوتے ہیں انتہ کرن اُپادھی سے جیو آتما بندھ جاتا ہے اور انتہ کرن اوپادھی کے الگ ہو جانے سے جیو آتما مکت ہو جاتا ہے - انتہ کرنوں کے انیک ہونے سے جیو آتما انیک معلوم ہوتے ہیں - اصل میں جیو آتما ایک ہی ہے +

جواب - انتہ کرن نتیہ ہے یا انیتہ ہے اُسکا اُپادان اور نمت کارن کیا ہے چونکہ نوین ویدانت میں برہم کے علاوہ کوئی چیز نہیں مانی گئی - اب انتہ کرن کو ست ماننے سے تو برہم کے ساتھ دوسری چیز قائم ہو جاویگی اگر اسنت مانیں تو برہم سے اُس کی پیدائش ماننی پڑیگی جب انتہ کرن کا اُپادان کارن برہم ہی ہوگا تو اُس میں برہم کے دھرم ہونے چاہئیں - چونکہ برہم گیان سروپ ہونے سے مکتی کرنیوالا ہے - بندھن کرنا اُس کا دھرم نہیں اسواسطے انتہ کرن برہم سے پیداشدہ نہیں مانا جاسکتا جب انتہ کرن کا تمہارے مت میں دونوں طرح سے ہونا ثابت نہیں ہوتا تو انتہ کرن سے جیوؤں کا بھید کس طرح ہو سکتا ہے +

سوال - ہم لوگ جیو آتما کو دراصل بدھ اور مکت نہیں مانتے اور نہ ہی برہم سے انتہ کرن کی پیدایش کو مانتے ہیں بلکہ برہم کو انتہ کرن کا ببرت اوپادان کارن مانتے ہیں اس واسطے نہ تو انتہ کرن میں برہم کے دھرم آتے ہیں۔ کیونکہ برہم انتہ کرن کا اُپادان کارن نہیں بلکہ ببرت اُپادان ہے جیسے رسی میں جو سرپ معلوم ہوتا ہے رسی اُس کا اُپادان کارن نہیں بلکہ برت اُپادان ہے کیونکہ رسی بگڑ کر سرپ نہیں بنگئی بلکہ سرپ معلوم ہوتی ہے۔ ایسے ہی برہم بگڑ کر انتہ کرن نہیں بن گیا بلکہ انتہ کرن روپ بھرم سے معلوم ہوتا ہے +

جواب - تم اپنی بات کا آپ کھنڈن کر رہے ہو پہلے تم نے جیو کا ایک مان کر انتہ کرن اُپادھی سے اُسکو نانا پرتیت ہونا بتلایا تھا۔ اب تم نے انتہ کرن اُپادھی کو درحقیقت نہ ہونا اور صرف بھرم سے معلوم ہونا بتلایا ہے۔ جو تمہارا انتہ کرن ہی بھرم سے معلوم ہوتا ہے تو انتہ کرن سے جیو کو نانا نہ معلوم ہونا بھی بھرم سے معلوم ہوتا ہوگا دراصل جیوؤں کا نانا یعنی اننت ہونا ہی صحیح ہے +

سوال - اگر جیو ایک جسم میں وبایک مانا جاوے تو مدہم پریمان والا ہوگا۔ اور ہر ایک مدہم پریمان والا مرکب اور سادیب ہوتا ہے اور جو مرکب اور سادیب یعنی اجزا سے ملکر بنا ہو وہ ناش والا ہوگا اس واسطے شرتی نے جیو کو امر بتلایا ہے تمہارا جیو ناش والا ہو جاویگا۔

جواب - پریمان آکرتی یعنی شکل اور جسم والی چیزوں میں ہوتا ہے۔ چونکہ جیو آتما نراکار ہے اس واسطے وہ مدہم پریمان والا اور مجسم نہیں جب مجسم نہیں تو اُس کا ناش کسطرح ہوسکتا ہے +

سوال - اس قسم کی مثال نہیں کہ کوئی نراکار چیز انو اور وبھو سے علیحدہ ایک دیش میں رہنے والی ہو اس کے واسطے کوئی دلیل نہ ہونے سے ایسا ماننا سراسر غلط ہے۔

جواب - چونکہ جیو آتما اور پرماتما دونو پروکش یعنی اندریوں کے محسوس کرنے والی طاقت سے باہر ہیں اور مثالیں جسقدر دیجاتی ہیں وہ سب اندریوں سے محسوس ہونے والی چیزوں سے دیجاتی ہیں۔ دوسرے جیو آتما اور پرم آتما ست یعنی واجب الوجود ہیں اور مثالیں جسقدر دیجاسکتی ہیں۔ وہ سب ممکن الوجود سے دیجاسکتی ہیں اس

واسطے یہ دونوں چیزیں اوران کے گن انوپم ہیں جنکے واسطے لوک میں کوئی مثال نہیں ملسکتی اور قسم کی دلائل اور شبد پرمان یعنی یوگی کے پرتیکش کرنے کے بید اُسے کے کہنے سے پتہ مل سکتا ہے۔

سوال۔ جب جیوآتما اور پرماتما پرتیکش نہیں ہوتے تو اُن کا گیان انومان ہی سے ہوسکتا ہے اور انومان کے واسطے مثال کا ہونا لازمی ہے جب جیوآتما کے ثابت کرنے کے واسطے کوئی مثال نہیں تو اُس کا صحیح انومان ہوسکتا ہے [illegible] پرتیکش اور انومان، سے ثابت نہ ہونے سے جیو کی ہستی بے دلیل ہے +

جواب۔ جیوآتما اور پرم آتما کا مانسک پرتیکش ہوتا ہے۔ اس واسطے ان کی ہستی بے دلیل نہیں کیونکہ جس طرح آنکھ کو دیکھنے کے واسطے درپن یعنی شیشہ کے بنا اور کوئی پرمان نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ دیکھنا آنکھ کا دھرم ہے آنکھ کے دیکھنے کے واسطے دوسری آنکھ کہاں سے آسکتی ہے اس واسطے آنکھ کے دیکھنے کے واسطے جیسے درپن کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی جیوآتما کی ہستی کے معلوم کرنے کے واسطے من ہی اوزار ہوسکتا ہے +

سوال۔ آنکھ کے دیکھنے کے موافق جیوآتما کو دیکھنے کے لئے تو مانسک پرتیکش ہوسکتا ہے لیکن پرماتما کو دیکھنے کے واسطے مانسک پرتیکش کسطرح ہوسکتا ہے کیونکہ من کا اور پرماتما کا کوئی تعلق نہیں ہے +

جواب۔ جس طرح آنکھ میں سُرمہ ہوتا ہے اُس کو بہ سبب نزدیکی کے آنکھ بغیر شیشہ کے نہیں دیکھ سکتی ایسے ہی پرماتما جو جیوآتما سے بہت ہی نزدیک ہیں اُن کو جیوآتما از خود نہیں دیکھ سکتا اُن کا آنند جب من میں پرتیت ہوتا ہے اور من سب دشیوں سے علیحدہ ہوجاتا ہے تب اُن کو معلوم کرتے ہیں +

سوال۔ چونکہ ہر ایک آتما کو پرماتما اور جیوآتما کا مانسک پرتیکش نہیں ہوتا اس واسطے پرتیکش مانسک کو پرمان مانکر اُس کے ذریعہ سے آتما و پرماتما کو ثابت کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ مانسک پرتیکش اپنی ہستی کے واسطے خود ثبوت کا محتاج ہے۔ اگر مانسک پرتیکش سب کو ہوتا تو پرمان مانا جاسکتا ہے +

جواب۔ سب آدمیوں کو کسی اندری کا بھی پرتیکش نہیں ہوتا جیسے اندھوں کو

روپ کا پرتیکش نہیں ہوتا بہرول کو آواز کا پرتیکش نہیں ہوتا ایسے ہی جیکے اندری دوش ہے اُسکو اُس کے وشئے کا پرتیکش نہیں ہو سکتا۔ جبکہ کل آدمیوں کو کسی اندری کے وشئے کا بھی پرتیکش نہیں ہو سکتا اسواسطے مانسک پرتیکش کو ماننا صحیح ہے یا کل اندریوں کا پرتیکش نہ مانا جاوے۔ یہ صحیح ہے +

سوال۔ اندریوں میں تو دوش آنیکی وجہ سے پرتیکش نہیں ہوتا جنکی اندری میں دوش نہ ہو اُسکو ضرور پرتیکش ہوتا ہے لیکن مانسک پرتیکش کسی کو بھی نہیں ہوتا صرف یوگیوں کو ہونا سُنا جاتا ہے۔

جواب۔ جس طرح جنکی اندریوں میں دوش نہ ہو اُس کو پرتیکش ہوتا ہے جنکی اندریوں میں دوش ہو اُس کو پرتیکش نہیں ہوتا۔ اسی طرح جنکے من میں دوش ہو اُس کو جیو آتما اور پرماتما کا پرتیکش نہیں ہوتا اور جنکے من میں دوش نہ ہو اُسکو جیو آتما کا پرتیکش ہوتا ہے +

سوال۔ من میں کیا دوش ہوتے ہیں +

جواب۔ من میں تین قسم کے دوش ہوتے ہیں ایک مل دوش۔ دوسرے وکشیپ دوش۔ تیسرے آورن دوش +

سوال۔ مل دوش کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ جب من بُری خواہشوں میں لگا رہے اُس وقت من میں مل دوش ہوتا ہے یعنے مل تموگن کو کہتے ہیں۔ جب تموگنی خواہشیں ہوں تو اُسکو مل کہتے ہیں۔ تموگن کے ہونے سے منش کا گیان بہت ہی کمزور ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ بُرے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ یعنی ہنسا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ بیوبھچار۔ جھوٹ وغیرہ کام من میں مل دوش ہونے کے نشان ہیں +

سوال۔ وکشیپ دوش کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ جب من ہر وقت کسی نہ کسی چیز کی خواہش میں لگا رہے اور شانت ہو کر ایک طرف نہ لگ سکے۔ وکشیپ رجوگن سے ہوتا ہے۔ جب رجوگن زیادہ ہوتا ہے تو شہرت۔ عزت کی خواہش اور غرور وغیرہ بڑھ جاتے ہیں +

سوال۔ آورن دوش کسے کہتے ہیں +

جواب - جب شیشہ کی طرح شدہ ہو صرف آتما اور من کے درمیان کسی سنکار کا پردہ باقی ہو۔ یہ سوگنی خواہشوں کی موجودگی میں ہوتا ہے یعنی دوسروں کے اوپکار یا دان وغیرہ کا خیال ہونا +

سوال - مل دوش کے دور کرنے کا کیا علاج ہے +

جواب - چونکہ مل دوش کی وجہ سے من میں ہر وقت بُرے کاموں کے کرنے کا خیال بھرا رہتا ہے - اس واسطے ہر وقت کسی نہ کسی نیک کام میں لگے رہنا مل دوش کے دور کرنے کا سبب ہوتا ہے - کیونکہ جب من ضروری اور اچھے کام سے کبھی فارغ ہی نہ ہوگا - تو اُسے بُرے خیالات کے دوڑانے کا موقع ہی کسطرح ملے گا اس واسطے مل دوش کے دور کرنے کے واسطے وید وکت کرم یگیہ دان جپ وغیرہ ہیں +

سوال - وکشیپ دوش کس طرح دور ہو سکتا ہے +

جواب - چونکہ وکشیپ دوش کی علامتیں من بہت چنچل اور زیادہ لوبھی اور وشئی ہو جاتا ہے - اس واسطے اُس کے دور کرنے کا طریق ایشور کی اوپاسنا اور جگت کی چیزوں میں دوش بُدھی کر کے ویراگ پیدا کرتا ہے جب تک کسی آدمی کو ویراگ اور اُپاسنا کرنے کا پورا ارادہ نہ ہو تب تک اُس کی خواہشیں رُک نہیں سکتیں +

سوال - آورن دوش دور کرنے کا کیا طریق ہے +

جواب - آورن دوش صرف وید کے جاننے والے اور شاستری دلائل سے ثابت کر کے دکھلانے والے گورو کے اُپدیش سے دور ہو سکتا ہے - سوائے گورو اُپدیش اور سادھی میں مانک پرتیکش ہونے کے اس کا دوسرا علاج نہیں +

سوال - آج کل بہت سے لوگ وید کے موافق کرم اور ایشور کی اُپاسنا کرتے اور گورو سے اُپدیش بھی لیتے ہیں لیکن اُن کے من کے دوش دور نہیں ہوتے +

جواب - اول تو لوگ بے قاعدہ کام کرنے سے کامیاب نہیں ہوتے دوسرے اکثر دکھاوے کے واسطے مندروں دریا کے گھاٹوں پر سندھیا اوپاسنا وغیرہ کرتے ہیں جس سے من بجائے شانت ہونے کے وکشپت ہو جاتا ہے +

سوال - نوین ویدانت اور پراچین ویدانت میں مکت جیو آتما کے سروپ بیں کیا

فرق ہوتا ہے ٭

جواب - نوین ویدانتی تو جیو کو برہم سروپ ہو جانا بتلاتا ہے اور پراچین ویدانت برہم روپتا یعنی برہم کے گنوں کا اُس میں آجانا بتلاتا ہے۔ دونوں کا برہم سروپ ہونا تو ہر طرح سے ثابت ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ پراچین مت میں آنند گن جیو میں برہم کے تعلق سے نیمتک آتا ہے اور نوین لوگ جیو کو سوبھاوک طور پر آنند سروپ مانتے ہیں یعنی آنند کو بجائے برہم سے حاصل ہونے کے جیو کا ذاتی خاصہ جانتے ہیں ٭

سوال - پراچین ویدانت میں جیو اور برہم کا بھید ہے یا ابھید۔

جواب - جیو اور برہم کا بھید ہے جیسا کہ لکھا ہے۔

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते:
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्योऽभिचाकशीति॥

ارتھ - ایک درخت پر دو پکشی بیٹھے ہوئے ہیں جو آپسمیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ اور اُن میں آپسمیں پریم بھی ہے ایک تو اُسمیں سے اُس درخت کے پھلوں کو کھاتا ہے۔ دوسرا اُس کے پھلوں کو بالکل بھوگ نہیں کرتا۔ یہاں دو پکشیوں سے مراد جیو اور برہم سے ہے جو پرکرتی نامک درخت میں رہتے ہیں۔ جیو پرکرتی کے پھلوں کو بھوگتا ہے برہم اُس سے بالکل علیحدہ رہتا ہے ٭

نوین ویدانتی - اس شرتی کا یہ ارتھ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو قسم کے جیو پرکرتی میں رہتے ہیں۔ ایک بدھ جیو ہیں جو پرکرتی کے پھلوں کو بھوگتے ہیں۔ دوسرے مکت جیو ہیں جو پرکرتی کے پھلوں سے بالکل علیحدہ رہتے ہیں ٭

سدھانتی - تمہارا یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شوتیا شوتر میں جہاں پر یہ شرتی ہے۔ اس سے پہلے ایک شرتی دی ہے جسمیں تین اج یعنی جیو آتما و پرماتما اور پرکرتی بتلائے ہیں۔ اور اس شرتی میں اُنہیں جیو آتما اور پرماتما سے مراد ہے۔ کیونکہ وہاں بھی لکھا ہے۔ کہ ایک اج یعنی قدیم رہنے والا اور جسکا جنم یعنی پیدائش نہ ہوا ایسا ہی کہ جو پرکرتی کے بھوگوں کو بھوگتا ہے دوسرا اج پرکرتی

کے بھوگوں سے علیحدہ رہتا ہے وہاں اج کہنے سے مراد جیوآتما - پرماتما پرکرتی ہی سے ہے ایسے ہی اس شرتی میں دو کپشیوں سے مراد جیو اور برہم سے ہے +

نوین ویدانتی - چونکہ دونوں شرتیوں کے دونوں قسم کے ارتھ ممکن ہیں پھر بدھ اور مکت جیو نہ مان کر جسکو بڑے بڑے پنڈتوں نے مانا ہے خواہ مخواہ تمہارے کہنے سے جیو اور برہم کسطرح مان لیں +

سدھانتی - چونکہ مکت اور بدھ دو اوستھائیں ہیں جو سادھنوں سے پیدا ہوتی ہیں جنکو کسی طرح پر اج نہیں کہہ سکتے اگر کہو جیو اج ہے اسواسطے بدھ اور مکت دو قسم کے اج مان لینگے تو یہ کہنا بالکل بے دلیل ہے - کیونکہ اج ہونے کی دشا میں کل جیو آ اج میں یعنی ناپیداشدہ میں آجاتے ہیں - ان کو الگ الگ کرنیوالی بدھ اور مکت اوستھا اج یعنی پیدائش سے مبرا نہیں ہیں - اس واسطے اج ماننے کی حالت میں جیو اور برہم ہی ماننا پڑیگا - اور اس بھید کو شرتی نے بھی تسلیم کیا ہے - جیسا کہ لکھا ہے :-

एको वशी सर्व भूतान्तरात्मा एकं रूपम्ब हुधाय: करोति । तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां सुखं शाश्वतन्नेतरेषाम् ॥

ارتھ - کل سنسار میں ویاپک ہر ایک جیو آتما کے کرموں کو دیکھنے والا اور پرکرتی سے جگت کے رچنے والا اور آتما کے اندر بھی قائم رہنے والا پرماتما ہے جو اس کو پرکرتی کے اندر ویاپک دیکھتا ہے وہی مکتی سکھ کو حاصل کرتا ہے - اس شرتی میں پرماتما کا آتما کے اندر موجود ہونا دکھلایا ہے جس سے جیو آتما اور پرماتما کا ویاپیہ یعنی محاط ویاپک یعنی محیط کا تعلق تسلیم کیا ہے اور بھی شرتی میں لکھا ہے +

नित्योऽनित्यानाञ्चेतनश्चेत नानामेको बहूनां यो विदधाति कामान् । तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां शान्तिः शाश्वती नेतरेषाम् ॥

ارتھ - وہ پرماتما نتیہ جیو آتما اور پرکرتی سے بھی نتیہ ہے اور چیتن جیو آتما سے بھی چیتن ہے - ایک ہوکر بہت لوگوں کو کرموں کا پھل دیتا ہے یعنی بہت جیووں کی خواہش پوری کرتا ہے - اس آتما میں رہنے والے کو جو لوگ دیکھتے ہیں

اُنہیں کو دیر تک قائم رہنے والا سُکھ حاصل ہوتا ہے دوسروں کو نہیں۔

سوال۔ اگر جیو آتما بھی نتیہ ہے اور پرماتما بھی نتیہ ہے اور پرکرتی بھی نتیہ ہے تو پرماتما نتیوں میں نتیہ کس طرح کہلا سکتے ہیں کیونکہ نتیہ کے پیدائش نہ ہونے سے مقدم و موخر تو ہو نہیں سکتا اسواسطے نتیوں میں نتیہ کہنا صحیح نہیں۔

جواب۔ چونکہ جیو آتما جنم مرن اور بدھ مکت کی اوستھا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس واسطے مورکھ لوگ اس کو پیدا شدہ بھی مانتے ہیں لیکن پرماتما ایسا نتیہ ہے کہ اُسمیں کسی قسم کا وکار نہیں ہوتا اور پرکرتی جگت کی پیدائش کے سبب متغیر یعنی حالت بدلنے والی ہے اسواسطے ہمیشہ ایک رس رہنے والا پرماتما ان ہمیشہ رہنے والے لیکن حالت بدلنے والوں سے بھی نتیہ ہے۔ اور چیتنوں میں چیتن کہنے سے جیو اور برہم کا بھید بھی صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

سوال۔ جبکہ جیو اور پرکرتی حالت بدلتے ہیں تو وہ نتیہ کس طرح کہلا سکتے ہیں کیونکہ کوئی متغیر چیز نتیہ یعنی واجب الوجود نہیں ہو سکتی وکار ممکن الوجود میں ہوتے ہیں واجب الوجود میں نہیں ہوتے۔

جواب۔ وکار چھ ہوتے ہیں اول پیدا ہونا سو پرکرتی اور جیو پیدا نہیں ہوئے دوسرے بڑھنا وہ سروپ سے بڑھتے نہیں۔ تیسرے ایک حد پر پہونچکر سلسلہ ترقی کا رکنا۔ چوتھے شکل و شباہت میں فرق آنا۔ پانچویں گھٹنا۔ چھٹے ناش ہونا پرکرتی اور جیو میں اس قسم کا کوئی وکار نہیں ہوتا بلکہ نہ تو پرکرتی کا ایک ذرہ بڑھ سکتا ہے اور نہ گھٹ سکتا ہے۔

سوال۔ پیدا ہونا وغیرہ وکار ہی تو زیر بحث ہیں اسکی نفی کسطرح دلیل ہو سکتی ہے کیونکہ جب تک پرکرتی کا نتیہ ہونا ثابت نہ ہوے تب تک اُس کے وکاروں کا ہونا زیر بحث ہے اور تم خود پرکرتی میں تغیرات کا ہونا اور جیو آتما میں ہونا تسلیم کر چکے ہو اس واسطے پرکرتی کے غیر متغیر اور چھ وکاروں سے مبرا ہونے میں کوئی دلیل نہیں۔

جواب۔ چونکہ ہر ایک مدلول تین قسموں سے خالی نہیں یا وہ واجب الوجود ہو یا ممکن الوجود ہو۔ یا ممتنع الوجود ہو۔ اب اگر پرکرتی کو واجب الوجود نہ مانا

جاوے اور ست ہونے سے وہ ممتنع الوجود بھی نہیں اس واسطے یہ بحث ضروری
ہے کیونکہ ممکن الوجود محتاج بالغیر ہوتا ہے اُسکو ہر ایک علت کی احتیاج ہوتی ہے
بغیر علت کے کوئی معلول ہو نہیں سکتا۔ اب پرکرتی کی علت کیا ہے بعض لوگ
کہیں گے کہ پرکرتی کی علت خدا ہے کیونکہ وہی علت العلل ہے۔ لیکن سوال ہوتا
ہے کہ فاعل کون ہے۔ کیونکہ فاعل کے بغیر علت سے معلول بننا ممکن نہیں۔ اگر کہو
خدا ہی فاعل ہے اب یہ بات ہو نہیں سکتی کیونکہ اگر خدا کو علت مان لیا جاوے
تو پرکرتی وغیرہ تمام تغیرات خدا پر بھی عائد ہونگے۔ کیونکہ علت ہی متغیر ہو کر معلول کی
شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ جب خدا علت اور پرکرتی اور کل دنیا معلول ہے تو خدا میں
تغیر پایا جائیگا اس سے وہ خود واجب الوجود نہیں رہیگا۔ کیونکہ کبھی تو خدا دنیا کی
شکل اختیار کرتا ہے۔ بعض لوگ یہ کہینگے کہ ہم ایسا نہیں مانتے کہ خدا یعنی برہما ہی
دنیا کی شکل میں متغیر ہوتا ہے۔ لیکن ایسا کہنے والے خدا کو علت نہیں ٹھہرا سکتے
بیشک وہ فاعل اور صانع ہو سکتا ہے۔ چونکہ ممکن الوجود کے فاعل اور علت کا واجب الوجود
ہونا لازمی ہے کیونکہ جسقدر ممکن الوجود ہیں وہ سب تو ممکن الوجود کہنے سے اس
دائرہ میں آگئے اب اس کی علت کا اس سے علیحدہ یعنی واجب الوجود ہونا لازمی
ہے اسواسطے پرکرتی کو نتیہ مانے بغیر خدا کو نتیہ یعنی واجب الوجود قائم نہیں کر سکتے
برہم کو نتیوں میں نتیہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فاعل از خود ہے اس کی کوئی
صفت نہیں بدلتی۔ پرکرتی اور جیو کے اندر پرمیشور کی صفات موجود ہیں لیکن
پرمیشور کے اندر پرکرتی کی کوئی صفت موجود نہیں نہ ہی جیو کی کوئی صفت اُسمیں
پائی جاتی ہے۔ اسواسطے وہ نتیوں میں نتیہ ہے۔ اور جیو جسقدر چیتن ہیں وہ الپگیہ
ہونے کے سبب بہت چیزوں کا گیان نہیں رکھتے اس گیان کے نہ ہونے سے اُنہیں
کامل چیتن نہیں کہہ سکتے۔ لیکن ایشور سروگیہ ہونے سے کامل چیتن ہے یعنی
وہ ہر ایک صفات کا علم کامل رکھتا ہے۔

سوال ۔ پرمیشور پرکرتی اور جیو کے بنانے کی ترکیب جانتا ہے یا نہیں

جواب ۔ جو چیزیں واجب الوجود اور مفرد ہوں اُن کی ترکیب کس طرح ہو سکتی
ہے اور جسکی ہستی نہیں اُسکو ست جاننا متھیا گیان ہے جو محدود علم والے جیو ہیں تو

ممکن ہے لیکن سروگیہ الیشور کبھی متھیا گیان میں نہیں پھنستا اس واسطے وہ پرکرتی اور جیو کے بنانے کی ترکیب کو نفی جانتا ہے ۔ کیونکہ اُسکی ترکیب نفی ہے۔

سوال - جو پرکرتی اور جیو کے پیدا کرنے کی ترکیب کو نہیں جانتا وہ سروگیہ کیسے ہو سکتا ہے

جواب - گیان یعنی علم گیہ یعنی معلومات کا ہونا ہے اور کل گیہ کا گیان ہونے سے الیشور سروگیہ کہلاتا ہے - جو گیہ ہے ہی نہیں اُسکے نفی جاننے سے الیشور کی سروگیتا میں کس طرح دوش آسکتا ہے - کیونکہ اگر کسی ہستی کا اُسے گیان نہ ہو تو اُسے سروسے علیحدہ کرنے کی وجہ سے الیشور کی سروگیتا میں فرق آسکتا ہے لیکن نفی کو نفی جاننے سے سروگیتا میں فرق نہیں آسکتا -

سوال - اگر الیشور چیتنوں میں چیتن یعنی سروگیہ ہے تو وہ ایک ہی وقت کی چیزوں کو جانتا ہے یا بھوت یعنی ماضی بھوشیت یعنی مستقبل ورتمان یعنی حال تینوں زمانوں کی چیزوں کو جانتا ہے -

جواب - الیشور کی نظر میں یہ تین کال ہیں ہی نہیں کیونکہ کال کا تعلق کاریہ یعنی معلول کے ساتھ ہوتا ہے - اور جو معلول نہیں وہ زمانہ یعنی کال کے حلقہ سے باہر ہے یعنی کسی ممکن الوجود کے واسطے تو زمانہ ہو سکتا ہے - لیکن واجب الوجود کے واسطے بسبب تینوں زمانوں میں رہنے کے کوئی زمانہ نہیں -

سوال - اچھا اگر الیشور سروگیہ ہے تو ہم نے جو فعل کرنے ہیں اُسکو بھی الیشور جانتا ہے یا نہیں اگر کہو جانتا ہے - تو الیشور کا گیان سچا ہونے سے اُن کاموں کا اسی طور پر ہونا ضروری ہے - پھر ہم کرم کرنے میں مختار کس طرح ہو سکتے ہیں جب ہم مختار نہیں تو ہمیں سزا و جزا کس طرح ہو سکتی ہے کیونکہ ہم نے الیشور کے سچے گیان سے مجبور ہو کر وہ فعل کیا ہے -

جواب - یہ سوال پہلے سوال کے اندر آجاتا ہے - اسواسطے اس کا جواب وہی ہے -

سوال - جیو شریر کے کسی ایک حصہ میں رہتا ہے یا کل شریر میں -

جواب - جیو آتما شبد سے ہی اُس کا کل جسم میں رہنا پایا جاتا ہے کیونکہ آتما کا لفظ ویاپک کے واسطے آتا ہے -

سوال - اگر آتما کو ایک ستھان میں رہنے والا تسلیم کریں کیونکہ وہ انو ہے - اور انو

ہونے سے ویبھو تو ہو نہیں سکتا ہے اور نہ ہی غیر مجسم ہونے سے مدہیم پری مان یعنی درجہ اوسط کے حدووالا ہو سکتا ہے۔

جواب۔ آتما شبد کے معنے ہیں ویاپک۔ اسلئے اگر آتما کو انو مانا جاوے تو پرماتما کو بھی محدود ماننا پڑیگا۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جگت میں ویاپک ہونے سے وہ پرماتما کہلاتے ہیں اور جسم میں ویاپک ہونے سے یہ جیو آتما کہلاتا ہے۔ اور جس شرتی میں شویت کیتُو کو یہ دکھلایا ہے کہ جیو جب شریر کے ایک حصہ کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ حصہ سُوکھ جاتا ہے۔ جب دوسرے حصہ کو چھوڑتا ہے تب دوسرا حصہ سُوکھ جاتا ہے جب تیسرے حصہ کو چھوڑتا ہے تب تیسرا سُوکھ جاتا ہے۔ اور جب کل جسم کو چھوڑتا ہے۔ تب کل جسم سُوکھ جاتا ہے۔ اگر جیو آتما انو ہوتا تو وہ جسم کے ایک حصہ میں رہتا اُس حالت میں دوسرے حصہ سے اُسکو تعلق ہی کیا تھا جسکو وہ چھوڑ دیتا۔

سوال۔ بہت سے لوگ جیو کو انو مانتے ہیں اور اُپنشد میں لکھا ہے۔

वालाग्र शत भागस्य शतधा
कल्पितस्यच इत्यादि ॥

ارتھ۔ یعنی بال کے اگلے حصہ کے سویں حصہ کا سواں حصہ اگر فرض کیا جائے تو جیو کا سروپ سمجھ میں نہیں آسکتا۔

اس شُرتی سے جیو کا انو ہونا صاف طور پر ظاہر ہے۔

جواب۔ یہ شُرتی جیو کے انو ہونے کا اظہار نہیں کرتی بلکہ سُوکشم یعنی لطیف ہونے کا اظہار کرتی ہے یعنی جیو آتما اتنا لطیف ہے کہ بال کے دس ہزارویں حصہ کی برابر بھی اُس کی شکل نہیں۔ جس سے وہ غیر مجسم ہے۔

سوال۔ یہ شُرتی تو جیو کے انو ہونے کا ثبوت ہے تمہارا کہنا صرف فرضی ہے کیونکہ اگر جیو کو انو نہ مانا جاوے تو خواہ مخواہ یا تو سرو ویاپک ماننا پڑیگا اور یا مدہیم پری مان والا۔ لیکن مدہیم پری مان یعنی ایک جسم میں رہنے والا تو کسی طرح مان نہیں سکتے اور جہانتک وچار کیا جا سکتا ہے اس سے صاف پتہ ملتا ہے۔ کہ ایک جسم کے برابر جیو آتما ماننے سے تو اُسمیں گھٹنا بڑھنا بنا رہیگا کیونکہ جب جیو آتما ہاتھی کے جسم میں جائیگا تو بڑا ہونا پڑیگا اور جب چیونٹی کے جسم میں جائیگا تو سُکڑنا پڑیگا۔ اور جو شُرتی چھاندوگیہ کی تم نے

پیش کی ہے کہ جیو جسم کے جس عضو کو چھوڑ دیتا ہے وہ عضو سوکھ جاتا ہے۔ اور جب کل کو چھوڑ دیتا ہے تو کل سوکھ جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جیو کسی حصّہ سے باہر نکل جاتا ہے بلکہ اس کے ابھیمان کو چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ جیو آتما کو ایک جسم میں ہر جگہ موجود ماننے سے اول تو اُن شرتیوں کے ساتھ اختلاف آتا ہے جہاں آتما کو انو مانا ہے اور انو اور سرب دیاپک ماننے میں بھی اس میں اختلاف ہے۔ اسواسطے جہاں شرتی آتما کو سرب دیاپک بتلاتی ہے وہاں پرماتما اور جہاں انو بتلاتی ہے وہاں جیو آتما لینے سے اختلاف دور ہو جاتا ہے۔ لیکن جب پورے جسم میں مانتے ہیں تو یہ اختلاف دور نہیں ہوتا۔

جواب۔ شرتی کا مطلب تو جیو کو سوکشم ہی بتلاتا ہے۔ کیونکہ جہاں پرماتما کے واسطے بھی انو شبد آیا ہے اُسکا مطلب بھی لطیف ہے جیسے اس شرتی میں بتلایا ہے کہ وہ انوؤں سے بھی انو ہے اور بڑوں سے بھی بڑا ہے اب انو پرماں ماننے سے خواہ مخواہ ضد حائل ہوتی ہے۔ یہاں انو کا مطلب سوکشم یعنی لطیف ہے کہ پرماتما سب انوؤں سے بھی چھوٹا یعنی لطیف ہے۔ اور بڑوں سے بڑا یعنی سرب دیاپک ہے ایسے ہی جیو آتما کو سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ لطیف اور سارے جسم میں دیاپک ہے جو لوگ جیو آتما کو وبھو مانتے ہیں وہ صرف جیو آتما اور پرماتما کو ایک ثابت کرنے کے واسطے ایسا کہتے ہیں۔ لیکن سُکھ دُکھ کی بیوستھا سے جیو آتما انیک اور برہم سے علیحدہ معلوم ہوتے ہیں اور جیو اور برہم کے گنوں کی تفریق سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور رہا بڑا ہوتا یا گھٹ جانا وہ مرکب اور ساکار کے واسطے دوش ہو سکتا ہے لیکن نراکار کے واسطے کسی طرح بھی نقص پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر چراغ کی روشنی کو ایک لوٹے میں بند کر دیا جاوے تو اُسکا آکار ویسا ہی ہوگا اور اگر گھڑی میں بند کیا جاویگا تو اُسکی شکل ویسی ہی ہوگی۔ اگر ایک کوٹھڑی میں ہو تو اُسکی شکل ویسی ہی ہوگی اب تینوں حالتوں میں روشنی کے رہنے کے مکانوں میں فرق آیا ہے روشنی کی حالت میں نہیں آیا۔ ایسے ہی جیو آتما کی حالت ہے کہ وہ کسی جسم میں رہے اُسکی حالت میں ذرا بھی فرق نہیں آئیگا اور وہ اُسی جسم میں دیاپک ہو کر رہیگا۔ اور یہ خیال کرنا کہ چھاندوگیہ کی شرتی میں جہاں کسی عضو کو جیو آتما کے چھوڑ دینے سے

سُوکھ جانا لکھا ہے وہاں شرتی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جسم کے اُس عضو سے علیحدہ ہو جاتا ہے بلکہ اُسکا ابھیمان چھوڑ دیتا ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو جیو آتما سشپتی یعنی خواب غفلت کی حالت میں جسم کا ابھیمان چھوڑ دیتا ہے۔ اگر جیو آتما کے صرف ابھیمان چھوڑ دینے سے موت ہوتی یا انگ سوکھ جاتے تو سشپتی کا نام ہی موت ہو جاتا دوسرے جیون مکت کو بھی جسم کا ابھیمان نہیں ہوتا اُسے بھی مُردہ ہی سمجھنا چاہئے۔ اس طرح کے اور بھی بہت سے نقص ہیں۔ جو اس خیال کو غلط جتلا رہے ہیں۔ علاوہ ان کے جب شرتی نے صاف الفاظ میں یہ دکھلا دیا کہ جیو کے علیحدہ ہو جانے سے یہ شریر مرتا ہے جیو نہیں مرتا۔ تو اس سے جیو کا کل جسم میں موجود ہونا اور اُس کے کسی عضو کو چھوڑ دینے سے اُسکا سوکھ جانا ثابت ہوتا ہے۔

سوال۔ اگر جیو آتما کو کسی جسم میں ہر جگہ ویاپک یعنی محیط مانا جاوے تو جس وقت جیو کا ایک انگ کاٹئے تو جیو گھٹ جانا چاہئے۔ لیکن بتلایا گیا ہے کہ جیو آتما کو شستر کاٹ نہیں سکتے جیسا کہ مہاتما کرشن جی نے گیتا میں لکھا ہے۔

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः।
न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुतः॥ गी०२

ارتھ۔ اس جیو کو نہ تو ہتھیار کاٹ سکتے ہیں اور نہ ہی اسے آگ جلا سکتی ہے اور نہ ہی اسے پانی گلا سکتا ہے اور نہ ہوا سکھا سکتی ہے۔ اس طرح پر جیو آتما کا گھٹ جانا ممکن نہیں معلوم ہوتا اسواسطے یا تو جیو آتما کو سرب ویاپک ماننا چاہئے کہ جسکو سرب ویاپک آکاش کسی طرح نہیں گھٹ سکتا یا انو ماننا چاہئے ورنہ جیو آتما ضرور گھٹ جائیگا۔

جواب۔ یہ اعتراض بھی صحیح نہیں کہ جسم کے کسی انگ کے کٹنے سے جیو آتما کٹ جائیگا کیونکہ جس مکان میں روشنی ہوتی ہے۔ اگر اس مکان میں کوئی پردہ ڈالدیا جاوے تو آدھی سے وہ روشنی گھٹ نہیں جائیگی۔ ورنہ اس طرح وہ ہٹ (رُک) آئیگی ایسے ہی جیو آتما گھٹتا نہیں بلکہ اس طرح وہ ہٹ آتا ہے۔

سوال۔ روشنی گن ہے اور جیو آتما دربیہ ہے چونکہ گن اپنے گنی کو چھوڑ کر علیحدہ نہیں ہو سکتا اس واسطے روشنی پردہ کے اُس طرف نہیں جاتی بلکہ اپنے موصوف

کی طرف ہٹ آتی ہے لیکن جیو آتما تو کسی کا گُن نہیں وہ کسطرف ہٹ آیگا۔

جواب۔ چونکہ روشنی نراکار ہے جیو آتما بھی نراکار ہے جس طرح نراکار آکاش روشنی وغیرہ گھٹتی نہیں اسی طرح جیو آتما بھی کٹتا نہیں جسطرح روشنی اپنی موصوف چراغ کی طرف چلی آتی ہے ایسے ہی جیو آتما اپنے رہنے کے مکان جسم کی طرف ہٹ آتے ہیں۔ جسطرح چراغ اور روشنی میں صفت و موصوف کا تعلق ہے اسی طرح جیو آتما اور جسم میں مکان و مکین کا تعلق ہے یا کرم سمبندھ سے آدھار اور آدھیہ کا تعلق ہے جسطرح گُن کا آدھار گُنی ہے۔ اسی طرح مکین کا آدھار مکان ہے۔

سوال۔ جیو برہم کا بھید ماننا ٹھیک نہیں کیونکہ ایک جسم میں دو چیتن نہیں رہ سکتے پرماتما کے سرب ویاپک ہونے سے تو وہ ہر جسم میں ضرور ہی موجود ہونگے اور دوسرے جیو آتما بھی اگر ویاپک مانے جاویں۔ تو دونوں میں کیا تعلق ہوگا۔

جواب۔ جیو آتما پرماتما دونوں ہر ایک جسم میں رہتے ہیں اور ان میں ویاپیہ ویاپک کا تعلق ہے۔ یعنی پرماتما جیو آتما کے اندر باہر ہر طرف موجود ہیں اگرچہ جیو آتما سوکشم یعنے لطیف ہے لیکن پرکرتی کی نسبت سے ورنہ پرماتما کی نسبت سے کثیف ہے اسواسطے کثیف کے اندر لطیف رہ سکتا ہے۔ ایسے ہی جیو آتما کے اندر پرماتما رہتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ جب جیو آتما بیرونی محسوسات کو چھوڑکر اندر کی طرف دھیان کرتا ہے تو اُسے آنند ملتا ہے۔ سمادھی اور سشپتی کی حالت اس بات کی شہادت دیتی ہیں۔ اگر جیو آتما کے اندر پرماتما موجود نہ ہوتے تو سشپتی کی حالت میں دُکھ کو ناش کرنیوالا کون ہوتا ہے کیونکہ یہ تو سدھانت مسلمہ ہے۔ کہ بلا سبب کے کوئی فعل ہو نہیں سکتا اور نہ ہی متضاد طاقت کے بغیر کسی کا ناش ہو سکتا ہے۔ اب دن بھر کی تکلیف سے جو جیو آتما کا من چنچل اور جسم میں تکلیف ہے اُسکے دور کرنے کا کیا سبب ہوگا۔ اسواسطے دُکھ کا متضاد آنند ہے۔ جب تک آنند نہ آوے تب تک دُکھ دور ہو ہی نہیں سکتا اور آنند پرماتما کا گُن ہے۔ وہ سوائے پرماتما کے دوسرے سے حاصل نہیں ہوتا۔ اسواسطے جب جیو بیرونی تعلقات کو چھوڑکر اندر کی طرف دیکھتا ہے۔ تو پرماتما کے آنند گُن کے حاصل ہونے سے اُسکے تمام دُکھ دور ہو جاتے ہیں اور جبتک پرماتما کی طرف نہیں لگتا

تب تک دُکھ بڑھتا ہی جاتا ہے۔
سوال۔ دو نرا کار چیزوں میں کثیف و لطیف کی نسبت کس طرح قائم ہو سکتی ہے یہ نسبت تو مرکب اشیا میں ہوتی ہے۔ جبکہ جیو آتما لطیف ہے اُسکے اندر اور باہر دو اطراف ہو نہیں سکتے اور جسکے اطراف ہونگے وہ مرکب ہوگا جسکے اندر باہر ہوں ہی نہیں اُسمیں کوئی کسطرح رہ سکتا ہے۔
جواب۔ ہوا اور آکاش دونو نرا کار ہیں لیکن ہوا کی نسبت آکاش سوکشم یعنی لطیف ہے اور وہ سرب ویاپک بھی اسطرح جیو آتما کی نسبت پرماتما لطیف ہیں جسطرح ہوا کسی حالت میں آکاش سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اسی طرح جیو آتما کسی طرح پر پرماتما سے جُدا نہیں ہو سکتا۔ جسطرح ہوا اور آکاش دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ اسی طرح جیو آتما اور پرماتما بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پرماتما آنند سروپ ہے لیکن جیو آتما آنند سے خالی ہے اور اُسی آنند کی خواہش ہوتی ہے۔
سوال۔ جیو آتما بھی آنند سروپ ہے لیکن اوِدّیا سے بھول کر اپنے کو آنند سروپ نہیں جانتا۔
جواب۔ جیو آتما ست چت سروپ ہے آنند سروپ نہیں اگر وہ آنند سروپ ہوتا تو اُسے آنند کی خواہش ہی نہ ہوتی کیونکہ خواہش یعنی اچھا اپراپت اور اِیشٹ کی ہوتی ہے اگر جیو آتما کو آنند پراپت ہوتا یا وہ اُس کے واسطے مفید نہ ہوتا تو اُس کی خواہش ہی نہ ہوتی لیکن جیو آتما کو آنند پراپت نہیں ہے اسواسطے اُسکی خواہش ہوتی ہے۔
سوال۔ جو چیز اپراپت ہو اُس کا گیان نہیں ہوتا اور جسکا گیان نہ ہو اُس کی خواہش نہیں کیونکہ کسی چیز کو سُکھ کا سبب سمجھ کر اُسکے حاصل کرنے کی حرکت کا نام خواہش ہے۔ اس واسطے آنند کی اِچھا ہی تبلاتی ہے کہ جیو کو آنند پراپت ہے۔ اور گیان کے نہ ہونے سے خواہش کرتا ہے۔ جیسے کستوری والا ہرن اپنے پیٹ کی کستوری کی خوشبو سے ناواقف ہو کر اُسکی خواہش میں دوڑتا دوڑتا مر جاتا ہے۔ اسی طرح جیو آتما بھی آنند کی خواہش کرتا ہے۔ دراصل آنند اُس کے سروپ میں ہی ہے ؛
جواب۔ جو چیز سروپ ہو وہ اُسے کسی حالت میں اپنے سے علیحدہ نہیں

معلوم ہوتی لیکن بیرونی چیزیں جو کسی سبب سے حاصل ہوتی ہیں اور اُس سبب کے الگ ہو جانے سے علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ اگر وہ جیو کے واسطے سکھ دینے والی ہوتی ہیں تو اُس کے دوبارہ ملنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اگر دُکھ دینے والی ہوتی ہیں تو اُن سے نفرت ہوتی ہے۔ اس واسطے سروپ سے علیحدہ چیزوں میں ہی خواہش ہو سکتی ہے۔ اور سروپ کی خواہش نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہر وقت میسّر ہے۔

سوال۔ جس طرح کسی تندرست آدمی کو بیماری ہو جاوے تو ہر وقت تندرستی کی خواہش کرتا ہے۔ اب یہ تندرستی کوئی بیرونی چیز نہیں بلکہ انسان کا ذاتی خاصہ ہے جس کو بیماری نے دبا لیا ہے۔ اور دوائی کے سبب سے بیماری دور ہو جاویگی تو اُس کا ذاتی خاصہ پھر ظاہر ہو جاویگا۔ ایسے ہی جیو آنند سروپ ہے متھیا گیان کے ہونے سے آنند سے علیحدہ ہو جاتا ہے یعنی وہ آنند کا گیان دب جاتا ہے۔ جب تتو گیان سے متھیا گیان کا ناش ہو جاتا ہے تو پھر وہی آنند سروپ ہو جاتا ہے۔

جواب۔ چونکہ تندرستی جیو آتما اور شریر کی ترکیب کے بعد ہوتی ہے یعنی جب جسم میں جیو آتا ہے تب تندرستی نصیب ہوتی ہے اس واسطے وہ جیو کا ذاتی خاصہ نہیں۔ جس وقت جیو کو جسم صحیح ملتا ہے تو اُس سے وہ اپنی منزل کی طرف چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر جسم میں کوئی خرابی آجاتی ہے تو اُس کے کاموں میں رکاوٹ ہوتی ہے چونکہ پہلے جسمانی صحت کو جیو آتما نے محسوس کیا ہے اسی واسطے اُسکی خواہش ہوتی ہے لیکن جسمانی صحت بھی جیو کو جسم کے سبب سے نصیب ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُس کی خواہش ہوتی ہے۔

سوال۔ اگر پرماتما کو جیو آتما کے اندر بیاپک مانا جاوے تو آنند بھی پرماتما کا گُن ہونے سے جیو آتما کو ہمیشہ رہیگا۔ اور جو چیز ہمیشہ رہے وہ آتما کا باوک گن یعنی صفت ہوتی ہے۔

جواب۔ جس وقت پرماتما کے ساتھ سمبندھ پیدا کرتا ہے اُس وقت اُسے

آنند ملتا ہے۔ اور جب پرماتما سے علیحدہ ہو جاتا ہے تب اُسے دُکھ ہوتا ہے جس طرح ایک کیڑے کے مُنہ میں چاول ہو اور وہ مصری کے کوزہ پر بیٹھا ہو تو اُسے مصری کا آنند نہیں آئیگا کیونکہ رس معلوم کرنے والی اندری یعنی رسنا کا تعلق چاول سے ہے اور جسکا تعلق مصری سے ہے اُسے گرہن کرنے کی طاقت نہیں۔

سوال۔ چونکہ جیوآتما اور پرماتما کا ویاپیہ ویاپک بھاو سمبندھ تم نتیہ مانتے ہو اس واسطے اُن کا تعلق بنا رہتا ہے جب سمبندھ یعنی تعلق ہمیشہ رہیگا تو اُس کا آنند ہمیشہ ملنا چاہیئے اور جیوآتما کا جب نتیہ سمبندھ ہے تو اُس کا ہونا اور دور ہونا بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ جبکہ جیوآتما اور پرماتما کا سمبندھ یعنی تعلق ویاپیہ ویاپک یعنی محیط و محاط کا ہے۔ تو پرماتما کے گُن آنند کا جیو میں ہمیشہ رہنا ثابت ہے۔

جواب۔ چونکہ چیتن کا تعلق جب تک گیان سے نہ ہو تب تک وہ تعلق نہیں کہلاتا جیسے سشپتی اوستھا میں یعنی خواب غفلت کی حالت میں جیوآتما اِس جسم کے اندر رہتا ہے لیکن وہ اسکے سُکھ دُکھ کو محسوس نہیں کرتا۔ اگرچہ جیوآتما اور پرماتما میں دیش اور کال کا فرق نہیں یعنی جب سے پرماتما ہے تب سے جیوآتما ہے دونوں میں سے کوئی نیا پیدا شدہ نہیں بلکہ دونوں انادی ہیں اور جس دیش یعنی مکان میں جیوآتما رہتا ہے اُس میں پرماتما بھی رہتا ہے اس واسطے دیش کا فرق بھی نہیں لیکن جیوآتما کو الپگیہ ہونے سے برہم کے سروپ کا ٹھیک علم نہیں ہوتا اور علم کے نہ ہونے سے جیو برہم کے آنند کو محسوس نہیں کرتا اور جب برہم کا گیان ہوتا ہے تب اُسکا آنند بھی محسوس ہوتا ہے۔

سوال۔ چونکہ چیتن جیوآتما کسی وقت بھی اپنے گُن گیان سے علیحدہ نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے اُسکو ہر وقت برہم کا گیان ہونا چاہیئے۔ اگر کہو جیو اور برہم کے درمیان میں کسی قسم کا پردہ ہے تو ممکن نہیں کیونکہ ایسی حالت میں برہم سرب ویاپک نہیں ہو سکتا۔

جواب۔ جیوآتما چیتن ہے لیکن سروگیہ نہیں ہے اسواسطے یہ ضروری نہیں

کہ اُسے ہر چیز کا گیان رہے اور جو یہ کہا ہے کہ جیو آتما کے اندر جب پرماتما رہتے ہیں تو اُسے کسطرح نہیں جانتا اسکا جواب یہ ہے کہ جسطرح آنکھ میں سُرمہ ہوتا ہے آنکھ اُسکو دیکھ نہیں سکتی جو آنکھ کل چیزوں کو دیکھتی ہے وہ اپنے نزدیک والے سُرمہ کو جس سے آنکھوں کا ذرا بھی فاصلہ نہیں دیکھ نہیں سکتی آنکھ اور سُرمہ کے درمیان کوئی پردہ ہوتا ہے یہ بھی نہیں بلکہ یہ خیال کہ جب تک جیو اور برہم کے درمیان کوئی پردہ نہ مان لیا جائے تب تک جیو کو برہم کا ہر وقت گیان ہونا چاہیئے صحیح نہیں کیونکہ موجودہ چیزوں کا گیان نہ ہونے کے باعث چھ ہوتے ہیں صرف پردہ کا ہونا ہی اُسکا سبب نہیں۔

سوال۔ وہ چھ کون سے اسباب ہیں جنکے سبب سے موجودہ چیزوں کا گیان نہیں ہوتا اور جیو اور برہم کے درمیان اُن میں سے کونسا سبب ہے:

جواب۔ اول جو چیز آنکھ سے بہت نزدیک ہو وہ نظر نہیں آتی جیسے آنکھ میں لگا ہوا سرمہ دوسرے وہ چیز جو بہت دور ہو وہ کبھی نظر نہیں آتی جیسے یہاں سے لاہور کی موجودہ اشیاء کا گیان نہیں ہوتا۔ تیسرے جو چیز بہت سوکشم ہو وہ بھی نظر نہیں آتی جیسے پرمانو یعنی ذرہ۔ چوتھے وہ چیز جو بہت بڑی ہو پوری نظر نہیں آتی جیسے ہمالیہ پہاڑ۔ پانچویں جس چیز اور آنکھ کے درمیان پردہ ہو اور چھٹے جب اندری یعنی آنکھ میں کوئی خرابی آجاوے تو اُس وقت موجودہ چیزوں کا بھی گیان نہیں ہوتا چونکہ برہم جیو آتما سے بہت ہی نزدیک ہے یعنی اُس کے اندر باہر ہر جگہ موجود ہے اسواسطے اُسے جیو دیکھ نہیں سکتا۔

سوال۔ اگر بہت نزدیک ہونے سے جیو آتما برہم کو دیکھ نہیں سکتا تو کسی حالت میں بھی برہم کا گیان نہیں ہوگا اور برہم کا گیان نہ ہونے سے کبھی آنند حاصل ہی نہوگا تو جیو کو آنند کی خواہش کرنا فضول ہے کیونکہ اُسکا حاصل ہونا ناممکن ہے۔

جواب۔ جس طرح آنکھ سے نزدیک والے سُرمہ کو آنکھ دیکھ نہیں سکتی لیکن اُس کا ایک طریقہ ہے کہ شیشہ میں آنکھ اپنے سروپ کو دیکھتی ہے تو اُسے

سرمہ بھی نظر آجاتا ہے اسی طرح جب شدھ من کے شیشہ میں جیوآتما اپنے سروپ یعنی ست چت کو دیکھتا ہے تو اُسے سچدآنند پرماتما کا بھی گیان ہوتا ہے جس سے آنند نصیب ہوتا ہے جو آنکھ اپنے سروپ کے دیکھنے کے واسطے شیشہ سے کام نہ لے اُسے اپنے نزدیک رہنے والے سرمہ کا گیان نہیں ہو سکتا ایسے ہی جو جیو اپنے سروپ کو نہ جانے وہ پرماتما کو نہیں جان سکتا اور نہ ہی اُسے آنند حاصل ہوتا ہے۔

سوال - آنکھ اور سرمہ دو ساکار چیزیں ہیں اسواسطے اُن کا عکس آئینہ میں پڑتا ہے اور وہ نظر آتے ہیں لیکن جیو اور برہم تو نراکار ہیں اُن کے گنوں کا عکس کسی طرح نہیں پڑ سکتا جب اُس کا عکس نہ ہؤا تو نظر نہیں آئینگے۔

جواب - ہوا اور گرمی دونوں نراکار ہیں اور اُنکا عکس تو جابجا کھال پر پڑتا ہے جس سے اُس کا گرم وغیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے عکس پڑنے کے واسطے ساکار نراکار کی زیادہ قید نہیں بلکہ محدود اور پرمان سے محسوس ہونیکے قابل ہوتا ہے۔

سوال - عکس کے یہ معنی تم نے کہاں سے لئے کیونکہ سرد گرم ہوا کا کھال سے سپرش ہوتا ہے اُسکا عکس نہیں پڑتا کیونکہ عکس کا پڑنا یہ ہے کہ چیز اپنی جگہ پر قایم رہے اور اُسکا عکس دوسرے میں محسوس ہو اگر چیز خود چلکر اُس سے مس کرے اور اُس کا اثر محسوس ہو تو اُسے عکس نہیں کہینگے کیونکہ وہاں چیز خود چلی گئی ہے۔

جواب - عکس کے معنی یہ ہیں کہ کسی دوسری چیز میں اُس کے گنوں کا ظاہر ہونا یا پایا جانا۔ جیسے شیشہ کے اندر انسان کی شکل موجود نہیں تھی جب انسان شیشہ کے نزدیک گیا تو اُس میں اُسکی شکل نظر آئی اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ شکل انسان کے جسم سے اُٹھکر شیشہ میں گئی یا شیشہ میں پیدا ہوئی تو بلا انسان کے جسم اور روشنی کے پیدا ہو سکتی ہے لیکن جہاں روشنی نہ ہو وہاں عکس محسوس نہیں ہوتا اسواسطے معلوم ہوتا ہے کہ سورج کی کرنیں اُس شکل کو شیشہ میں لے جاتی ہیں اور اُس سے عکس معلوم ہوتا ہے۔

سوال - چونکہ سورج کی کرنیں ہر چیز پر پڑتی ہیں اس واسطے ہر چیز میں عکس نظر آنا چاہیے لیکن عکس ہر چیز میں نظر نہیں آتا بلکہ صاف شیشہ یا پانی میں نظر آتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عکس صاف چیز کے اندر سے پیدا ہوتا ہے اور اندھیرے میں عکس اسواسطے نظر نہیں آتا کہ اس وقت آنکھ دیکھ نہیں سکتی اور یہ پہلے کہا گیا ہے کہ اندر کا بیں روشن ہونے سے موجودہ چیزیں بھی نظر نہیں آتیں۔

جواب - اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ اندھیرے میں بسبب آنکھ کے ناقابل ہونے کے عکس نظر نہیں آتا تو شیشہ وغیرہ شفاف چیزوں کے سوا اور چیزوں میں بھی عکس پڑتا ہے لیکن اُن چیزوں کے میلا ہونے سے آنکھ اُس باہر کی چیزوں کو دیکھنے کے لایق نہیں کیونکہ عکس اور آنکھ کے درمیان پردہ ہے۔ اس واسطے جیسا تمہارے لئے اندھیرے میں نظر نہ آنے کا سبب ہے ایسے ہی ہر چیز میں نظر آنے کا سبب ہے۔

سوال - کیا جیو آتما کو پرماتما کا گیان من کے سبب ہوتا ہے اور بلا من کے نہیں ہوتا تو من کے نہ ہونے کی حالت میں مکتی کا آنند نہ رہیگا۔ لیکن من خوراک سے بنتا ہے اور ناش ہوتا ہے اس واسطے جسم کے ساتھ ہی جیو کے کرم سمبندھ نہ رہنے سے من کا بھی ناش ہو جاوے گا اور من کے ناش ہونے سے مکتی میں آنند نہ ملیگا۔

جواب - جیو آتما کو پرماتما کے گیان کے واسطے من کی ضرورت ہے لیکن ایک دفعہ گیان ہو جانے پر مدت تک من کے نہ رہنے پر بھی وہ گیان قائم رہتا ہے جیسے آنکھ سے دیکھے بغیر روپ کا گیان نہیں ہوتا۔ لیکن آنکھ کے بند ہونے پر وہ گیان دیر تک بنا رہتا ہے۔ اسی طرح من کے سبب سے جیو آتما کو آنند سروپ پرماتما کا گیان ہوتا ہے اور اُس سے آنند ملتا ہے۔

سوال - اگر گیان کا ہونا من پر ہی منحصر رکھا جاوے تو من سب انسانوں کو نصیب ہے اس لئے سب کو پرماتما کا گیان اور مکتی کا آنند

حاصل ہونا چاہیئے - لیکن سب کو آنند ملنے کی حالت میں آنند کی خواہش نہیں رہتی اور نہ ہی سب کو آنند معلوم ہوتا ہے -

جواب - چونکہ صاف شیشہ میں آنکھ میں رہنے والے لطیف سُرمہ کا عکس معلوم ہوتا ہے - لیکن میلے شیشہ میں اُسکا عکس معلوم نہیں ہوتا اسی طرح جنکا من شُدھ ہے اُنہیں کو پرماتما کا گیان ہو سکتا ہے اور جن کا من خراب خواہشوں کے سبب سے ہر وقت میلا رہتا ہے اُن کو آتم گیان نصیب نہیں ہوتا اور جن کو آتما کا گیان نہ ہو اسے پرماتما کا گیان اور آنند کس طرح مل سکتا ہے -

سوال - بہت سے لوگ ہیں جن کو کسی وقت خراب خواہش ہوتی ہی نہیں وہ رات دن یگیہ ہون جپ تپ اور پرا اوپکار کے کاموں میں لگے رہتے ہیں لیکن اُن کو بھی برہم گیان اور برہمانند حاصل نہیں ہوتا - اس سے یقین ہوتا ہے کہ جب تک اپنے آپ کو برہم نہ جان لے تب تک اس کو ٹھیک ٹھیک برہم کا آنند نہیں ملیگا -

جواب - جو لوگ شُبھ یعنی نیک کام کرتے ہیں اگرچہ وہ اَشُبھ خواہش والوں سے لاکھ درجہ اچھے ہیں - لیکن برہم گیان کا اُن کو بھی ادھکار یعنی حق نہیں کیونکہ اگر شیشہ شُدھ بھی ہو تو بھی اُس کی تیزی سے ہلنے پر اُس میں عکس صاف طور پر معلوم نہیں ہوتا - اس واسطے اُن کی من کی ہر وقت خواہشوں میں چلنے سے اُن کو برہمانند حاصل نہیں ہوتا -

سوال - بہت سے ایسے آدمی ہیں کہ نہ تو وہ نیک کام کی خواہش رکھتے ہیں اور نہ ہی بُرے کام کرتے ہیں اُن کو بھی برہمانند نصیب نہیں ہوتا -

جواب - اوّل تو ایسے لوگ سنسار میں کم ہونگے لیکن اُن کو بھی اودیا کا پردہ موجود ہوتا ہے - اگر آنکھ اور شیشہ کے درمیان پردہ ہو تو بھی اُس میں عکس نظر نہیں آتا اس واسطے جو لوگ جیو و شری بھگوان کی ماہیت سے ناواقف ہیں اور جیو آتما کو جسم سے علیحدہ کرکے نہیں دیکھ سکتے

اُن کو بھی برہم گیان نصیب نہیں ہوتا۔
سوال۔ جبکہ من کی موجودگی میں بوجوہ بالا گیان اور آنند حاصل نہیں ہوتا تو کون سے اسباب ہیں کہ جن سے یہ سمجھ لیا جاوے کہ جیو آتما کا سروپ آنند سے مبرا ہے اور آنند اُس کو نیمتک یعنی دوسرے کے تعلق سے نصیب ہوتا ہے۔
جواب۔ اول تو آنند کا ہر وقت نہ ہونا ہی اس کا سبب ہے کیونکہ جو چیز جس کا خاصہ ہوتا ہے وہ اُس سے کسی حالت میں علیحدہ نہیں ہو سکتا اگر کوئی شخص کہے کہ اُس کا تروبھاو ہو گیا ہے یعنی وہ کسی پردے سے ڈھنپ گیا ہے۔ جب آوربھاو ہوتا ہے یعنی پردہ دور ہو جاتا ہے۔ تب اُس کا اظہار ہوتا ہے اور جب تروبھاو یعنی چھپ جاتا ہے تب معلوم نہیں ہوتا یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ دو چیزوں کے درمیان پردہ آ سکتا ہے۔ گن گنی یعنی ایک چیز کے درمیان اور صفت اور موصوف کے اندر کسی طرح پردہ آ ہی نہیں سکتا جبکہ کسی چیز اور اُس کے خاصہ کے درمیان پردہ کا آنا ناممکن ہے تو جیو کا خاصہ آنند مانکر آنند کا تروبھاو جیو کے گیان سے تبلانا سراسر جہالت ہے۔
سوال۔ ہم دیکھتے ہیں بہت سے لوگ اپنی بیماری کا گیان نہیں رکھتے تو کیا بیماری اُن کا خاصہ نہیں۔
جواب۔ بیماری کہکر اُسکو جیو کا خاصہ تبلانا بالکل غلطی ہے کیونکہ خاصہ وہ ہے جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے اور جسکے ناش سے چیز کا ناش ہو سکے لیکن بیماری کے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے نہ تو بیماری ہمیشہ سے ہے اور نہ ہی اُس کے ناش سے جیو کا ناش ہوتا ہے اسواسطے وہ جیو کا خاصہ نہیں اُس کا گیان نہ ہونا دوسری بحث ہے۔
سوال۔ اگر جیو برہم کا بھید ہے تو شنکر آچاریہ نے جو جیو برہم کا ابھید ملنا ہے کیا یہ ٹھیک نہیں۔
جواب۔ عام طور پر ویدانت کے آچاریہ لوگ تو چھ اُنادی مانتے ہیں اور شنکر آچاریہ بھی اس سے متفق ہیں جہاں اُنہوں نے جیو کا برہم سے ابھید تبلایا ہے وہاں

اُن کا یہ مطلب نہیں کہ جیو ہی برہم ہے - بلکہ جیو کے اندر باہر برہم کے ہونے سے جیو سے علیحدہ کسی دوسری جگہ برہم نہیں ہے یعنی جیو اور برہم میں دیش اور کال کا فرق نہیں ہے -

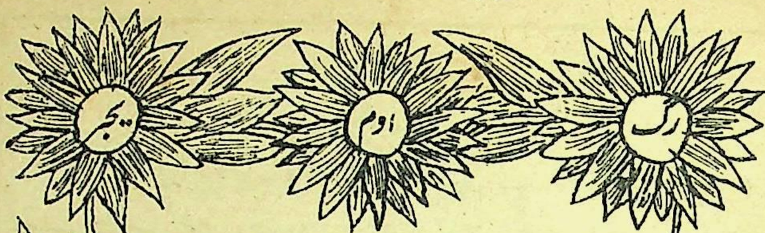
سوال - جہاں ویدانت کے آچاریوں نے چھ اناد ی مانے ہیں - وہاں انادی اور اننت تو ایک ہی برہم کو مانا ہے برہم کے علاوہ کوئی دوسرا اننت نہیں تو جب سب چیزیں برہم میں شامل ہو جاتی ہیں تو جیو بھی ناش ہو کر برہم میں شامل ہو سکتا ہے - یہ سب کہنا تو بیوہارک دشا میں سمجھانے کے واسطے ہے -

جواب - کوئی انادی چیز ناش ہونیوالی نہیں ہو سکتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیو اور پرکرتی محدود ہیں - کیونکہ وہ برہم کے اندر ہیں اور جیو نانا یعنی بہت ہیں جس سے اُن کا محدود ہونا مانا جاتا ہے یہاں سانت کا مطلب یہ نہیں کہ اُس کا ناش ہوتا ہے بلکہ سانت کا مطلب محدود اور اننت کا مطلب لامحدود ہے جیو اب بھی برہم کے اندر ہی ناش ہو کر برہم میں کسطرح ملیگا کیونکہ ایک کنارہ والی چیز نہیں ہوتی اس کے واسطے دنیا میں کوئی مثال نہیں +

سماپت ہوا

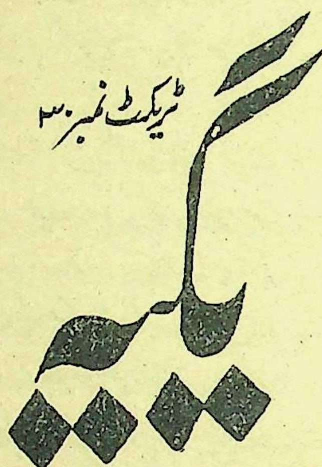
نوین و پراچین ویدانت کا پہلا حصہ ختم ہوا -

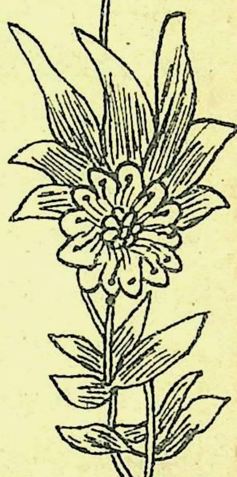
مطبوعہ گردہ شیم پریس ہسپتال روڈ لاہور باہتمام لالہ رام رکھا چڈہ پرنٹر -





ٹریکٹ نمبر ۳۰





مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور روڈ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں کشن گوپال کے اہتمام سے

بار ششم — چھپوایا — تعداد....

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ بکرمی سمت ۱۹۸۱ دیانند ابد ۱۰۰ فروری سنہ ۱۹۲۵ع

سام

اتھرو

دھرتی۔ کشما۔ دم۔ استیہ۔ شوچ۔ اندری نگرہ۔ دھی۔ ودیا۔ ست۔ اکرودھ دھرم کے دس لکشن ہیں

اوم

یگیہ

پیارے ناظرین آج کل یگیہ کے معنی شاستر کی اصلیت سے ناواقف لوگ قربانی یا جیو ہنسا کے لینے لگ گئے ہیں - جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم یگیہ کے معنی ہنسا کے کہاں سے لاتے ہو اس وقت وہ وام مارگیوں کی کریا اور ان کے بنائے یا گرنتھوں میں ملائے ہوئے جملے پیش کر دیتے ہیں - جس میں بعض جگہ تو صرف پد چھید اور سماس کو بدل کر ہی لوگوں کو غلطی میں ڈالا جاتا ہے - اس واسطے آج ہم یگیہ کے مضمون پر بحث کرنا چاہتے ہیں جس سے عام لوگوں کو اس مفید عام کام کی خوبی معلوم ہو اور سنسار میں اس کا پرچار ہو جاوے اور جو لوگ جین بودھ وغیرہ بلا سمجھے صرف پورانوں کی گپوں اور وام مارگیوں کی کریا کے بھروسے اس مفید عام کام کی نندا کر رہے ہیں وہ اپنی غلطیوں سے واقف ہو کر بجائے اس کی مخالفت کے معاون بن جاویں اور جو ویدوں کی نندا کے سبب سے ناستک کہلاتے ہیں وہ پھر ورنا شرم دھرم کو مان کر آستک ہو جاویں اور سنسار میں سے پھوٹ کا جھنڈا اکھڑ کر محبت کا لگ جاوے -

پیارے دوستو! یگیہ کا لفظ یج دھاتو سے نکلا ہے - جس کے معنی دیو پوجا سنگتی کرن اور دان کے ہیں آجکل جو لوگ یگیہ کے معنی قربانی کے لے رہے ہیں - وہ صرف دیو پوجا کے واسطے بلیدان کرنا اس لفظ کے معنی بتلاتے ہیں اور دیو پوجا سے سورگ کا حصول بتلایا جاتا ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا دیو پوجا سے سورگ حاصل ہوتا ہے یا نہیں اور وہ دیو پوجا کسی پشو کو بلیدان کرنے کا نام ہے یا نہیں -

ہم جہاں تک ویدک گرنتھوں کو دیکھتے ہیں تو "سورگ" سکھ وشیش کا نام معلوم دیتا ہے کوئی مقررہ استھان کا نام نہیں اور سکھ اس حالت میں ہوتا ہے جب دکھ کا نام نہ ہو سنسار میں سب سے بڑا دکھ - بیماری - دکھ - وبا - اختلاف رائے اور احتیاج ہیں اور ان سب کے دور کرنے کا یگیہ ایک ماتر سادھن ہے - جیسا کہ لکھا ہے -

یگیہ تین قسم کے پدارتھوں سے کرنا چاہیئے کہ جس میں اول پشٹی کرنے والے - دوم درگندھی کو دور کرنے والے - سوم روگ ناشک دوائیں ہوں - پشٹی کرنے والی چیزیں بارش کا سبب ہوتی ہیں اور سگندھی کارک چیزیں وایو اور جل کی شدھی پیدا کرتی ہیں اور

روگ نوارک دوائیں یگیہ میں بیٹھنے والوں اور سنسار میں سے وبائی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔
پیارے دوستو یگیہ صرف اعلےٰ قسم کی تکلیفوں کے دور کرنے کا علاج ہے اور آجکل
بیوقوفوں نے یگیہ کو بدنام کر دیا ہے۔ بہت سے لوگ کہینگے کہ یگیہ قربانی کا نام ہے اور بلی
بابا آتمارام جی نے تو اسپر بہت زور دیا ہے کہ یگیہ میں ہنسا ہوتی تھی۔ بابا جی نے سنگھتاؤں
کا تو کوئی پرمان نہیں دیا بلکہ اِدھر اُدھر کے وام مارگیوں کے گرنتھوں کو لے کر یا راجہ
شِو پرشاد جینی وغیرہ کی تواریخ سے حوالہ دیکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن بابا
جی کا یہ پرشارتھ نشپھل پرتیت ہوتا ہے۔ جب کہ ویدوں میں یگیہ میں ہنسا کا نشیدھ
پایا جاتا ہے۔ دیکھو رگوید۔ ادھیائے پہلا۔ انوواک پہلا منتر ۵ - ۸ سائن بھاشیہ

अग्ने यं यज्ञमध्वरं विश्वतः परिभूरसि स इद्देवेषु
गच्छति ।१।१।४।।

پیارے ناظرین ہم نے صرف دو منتر اور سائن آچاریہ بھاشیہ میں آپ کو دکھلا دیا کہ
یگیہ میں ہنسا کرنا مہان پاپ ہے ہم اس کے واسطے آپ کو ایک موٹی مثال دیتے ہیں جس
سے آپ لوگ سمجھ جائینگے۔ آپ لوگوں میں بہت لوگوں نے رامائن کو پڑھا ہوگا اور بہت
لوگوں نے رام لیلا میں دیکھا ہوگا کہ جسوقت وشوامتر کے یگیہ کو راکشس لوگ۔ یعنی ڈاکو
پورا نہیں ہونے دیتے تھے۔ اسوقت وشوامتر باوجودیکہ کشتری بیر تھا تو بھی ہنسا کے خوف
سے رامچندر کو مدد کے واسطے بلانے گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بغیر کرودھ کئے تو ہنسا
ہو نہیں سکتی اور کرودھ کرنا دیکشت یعنی یگیہ کرنے والیکے واسطے مہا پاپ ہے اسواسطے اُسنے رامچندر کو بلایا
پیارے دوستو جب کہ یگیہ میں کرودھ کرنا بھی مہان پاپ گنا جاتا ہے تو کون بیوقوف کہہ سکتا
کہ یگیہ میں ہنسا ہوتی ہے اور آجکل جو وام مارگی لوگ اس قسم کے ہنسک یگیہ کرتے ہیں اگرچہ وہ ہنسا
کرتے ہیں۔ لیکن ان کے سنسکاروں میں کچھ کچھ نشان اب بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً انکا اس قسم کے یگیوں کو
کامیہ کرم بتلانا پرائشچت کرنا جیسے وگیان بھکشو اپنے سانکھیہ بھاشیہ میں لکھتے ہیں:-
بہت سے یگیوں میں دیکھا گیا ہے کہ پہلے تو لوگوں نے پشو میدھ یگیہ کیا اور بعد میں پرائشچت
کیا اور جب اُن سے سوال کیا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ کامیہ
کرم ہے اور جہاں گرہیہ سوتروں میں یگیوں کا ذکر ہے وہاں بھی اس قسم کے یگیہ کو کامیہ کرم
ہی بتلایا گیا ہے غرضیکہ پشو ہنسا والا یگیہ اور یک ہے اور یگیہ ہمیشہ ہنسا رہت ہوتا ہے۔ اور
آجکل جتنے یگیہ ہوتے ہیں سب میں تو ہنسا ہوتی نہیں ہاں کہیں کہیں ہوتی ہے لیکن اس کے

ساتھ ہی وہ لوگ پرائشچت کرتے ہیں۔ اگرچہ اس پرائشچت سے ہنسا کا دوش دور نہیں ہوتا لیکن اتنا ضرور ہوتا ہے کہ سمجھدار آدمی سمجھ لیتا ہے کہ یہ وید ورودھ کام ہے۔ کیونکہ وید انوکول کام کا پرائشچت ویدک لوگ کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے دھرم میں تو ویدوں کو چھوڑ اور کوئی پرمان ہی نہیں مانا جاتا جیسا کہ مہاتما منو کہتے ہیں :—

अर्थ कामेषु ऽ शक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते।

धर्मजिज्ञा समानाय प्रमाणं परमं श्रुति :॥

ارتھ۔ جن کا دل ارتھ اور کام سے علیحدہ ہو گیا ہے اُن کے واسطے دھرم کا گیان لازمی ہے اور دھرم کے جاننے والے کے واسطے پرم پرمان شرتی یعنی وید ہے۔ ایسا ہی مہاتما جیمنی مُنی نے کہا ہے ॥ चोदना लक्षणोऽर्थो धर्म:॥१।१।२॥ یعنی جس کرم کے کرنے کی وید میں پریرنا کی گئی ہو وہی دھرم کہلاتا ہے۔

جب ویدک لوگوں کا دھرم ہی وید انوکول ہے تو اگر ہنسا کو وہ وید انوکول سمجھتے تو کس طرح پر وید انوکول ہنسا کرنے کے واسطے پرائشچت کرتے۔ یگیہ کرنے والوں کا پرائشچت کرنا بھی ہنسا کو وید ورُدھ ہی ٹھہراتا ہے۔ اور جہاں لوگ کہتے ہیں کہ "ویدکی ہنسا ہنسا ناستی" اس کے معنی یہ ہیں کہ وید میں جو راجا کو آگیا دی گئی ہے کہ وہ دشٹ ہنسک ڈاکو آدمی منشیوں کو اور شیر۔ سؤر آدمی ہانی کارک حیوانوں کو مارے تو راجا کا مارنا ہنسا نہیں کہلاتی۔ سبب یہ ہے کہ راجا کو ان کا مارنا اپنی غرض یا ہنسا کی نیت سے نہیں بلکہ دوسروں کی رکشا کے واسطے چونکہ کمزوروں کی زور والوں سے رکشا کرنا راجا کا دھرم ہے۔ اسواسطے راجا کو اس ہنسا کا پاپ نہیں ہوتا۔

پیارے ناظرین اگر آپ ذرا سوچیں کہ پاپ کیا چیز ہے اور دھرم کیا چیز ہے۔ پاپ درپن صرف من کی اشبھ برتیوں کا نام ہے۔ چونکہ من ہی اس قسم کے پاپ کرتا ہے اور من ہی ان کی سزا بھی بھوگتا ہے اور اسی واسطے لکھا ہے :—

क्षुधा पिपासा प्राणस्य शोक मोहो मनसस्तथा।

जरा मरण शारीरस्य षडो र्मि उदाहृत: शिवा॥

یعنی بھوک اور پیاس پرانوں کا دھرم ہے کیونکہ پرانوں کے ساتھ جسقدر اگنی جل کے پرمانو باہر نکلتے ہیں اسیقدر شریر کی کمی ہوتی جاتی ہے اور اس کمی کا نام ہی

بھوک اور پیاس ہے یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جب سخت محنت کرتے ہیں تو پران وایو تیز چلتی ہے۔ اس واسطے پرمانو جلد جلد نکلتے ہیں اور بھوک زیادہ معلوم دیتی ہے۔ اور سستی کی حالت میں پران کم چلتے ہیں اس کا حال نبض سے معلوم ہو جاتا ہے۔ دوسرے رنج اور خوشی من میں ہوتی ہے کیونکہ اگر من کسی دوسرے خیال میں لگا ہو تو خوشی رنج کے سامان سے تعلق ہونے پر بھی رنج اور خوشی نہیں ہوتی۔ اور بوڑھا ہونا اور مرنا یہ شریر کا دھرم ہے۔ یعنی جب شریر سے جیو آتما نکل گیا تو موت ہو گئی۔ اور پاپ پن کا کرنا بھی من کی شکتی یا ارادہ پر منحصر ہے۔ جب تک کسی کا ارادہ نہ ہو تب تک وہ اس فعل کا ذمہ وار نہیں ٹھہرایا جاتا۔

بہت سے جین لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ یگیہ کرنے میں اکثر جیووں کا نقصان ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی جیو لکڑی میں ہوتا ہے۔ کوئی سامگری میں ہے۔ کوئی ہوا سے آگرتا ہے۔ اسیواسطے یگیہ سے ہنسا ہوتی ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں کیونکہ بہت سے آدمی بیماری سے مر جاتے ہیں تو وہ ہنسا کس کو لگ جاتی ہے یا جو حکیم دوائی دیتا ہے کیا وہ اس ہنسا کا مجرم خیال کیا جاتا ہے۔ بالکل نہیں۔ اسی طرح جو لوگ یگیہ کرتے ہیں وہ سنسار کے اپکار کے خیال سے کرتے ہیں اور ان کا ارادہ کسی کو دکھ پہنچانے کا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی جیو یگیہ کے سبب مر جائے تو یگیہ نہ کرنا ٹھیک نہیں کہلا سکتا۔ گھی سامگری لکڑی وغیرہ کو اچھیطرح شدھ کرنے اور دیکھ لینے کی آگیا وید نے خود دی ہے اسیواسطے جو اس آگیا میں غفلت کرتا ہے۔ وہ بیشک غفلت کے جرم کا مجرم ہے۔ لیکن ہنسا کے جرم کا مجرم نہیں۔

پیارے ناظرین! بہت سے جینی لوگ یہ کہتے ہیں کہ ویدوں میں یگیہ میں ہنسا کرنے کی بدھی لکھی ہے۔ جب ان سے پوچھتے ہیں کہاں لکھی ہے؟ تو کہتے ہیں:۔ यज्ञार्थं पशुमालभेत یہ وید کی شرتی ہے۔ لیکن جب اس شرتی کی کھوج کی جاتی ہے تو ویدوں میں تو اس کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ ہاں ان سوتروں میں ہو جو وام مار کے بعد پیدا ہوئے یا جن میں وام مارگ کی بہت ملاوٹ پائی جاتی ہے۔ اسیطرح پر اور بہت سے پرمان تیتری شاکھا اور تیتری ارنیک اور تیتری براہمن کے باوا آتمارام جی نے لکھے ہیں اور بھی جین لوگ انہیں گرنتھوں میں سے ثبوت دے کر یگیوں میں ہنسا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جہانتک خیال کیا جاتا ہے تو ان کی تحقیقات اسقدر کمزور ہوتی ہے کہ انہوں نے آجتک کسی وید کا بھاشیہ نہ تو دیکھا ہے نہ کسی سے سنا بلکہ دھرم شاستر براہمنوں

نے کہنے پر ہی مان لیا کہ یہ تیتری وغیرہ شاکھا وید ہیں ورنہ جب مہیدھر آچاریہ یجر وید کے بھاشیہ بھومکا میں تیتری شاکھا کی اُتپتی یاگولک کے زمانے میں بتلاتے ہیں اور یاگولک ویاس جی مہاراج کے چیلے ویشم پائن کے شش ہیں جنکا زمانہ مہابھارت سے قریباً سو برس بعد معلوم ہوتا ہے تو تیتری شاکھائے قدیم نہ ہوئیں۔ تے بتلائے ہوئے ہنسک یگیوں کا بھی اُبھاو معلوم دیتا ہے اور تیتری ارنیک اور یہ سوتر جو آج مشرد شاسوتر کہے جاتے ہیں۔ جن میں تیتری شاکھا کے بہت سے حوالے موجود ہیں یہ بھی موجود تھے اور جسقدر حوالے باوا آتمارام جی جینی نے یگیہ میں ہنسا دکھانے کے واسطے دئے ہیں وہ سب انہیں گرنتھوں کے ہیں اور بعض جگہ آتمارام جی نے خواہ تو اپنی سنسکرت ودیا کی کمی سے یا پکشپات سے ارتھ کا انرتھ کیا ہے۔ کیونکہ سنسکرت زبان اسقدر وسیع اور پُر معنی ہے کہ ذرا سا پد چھید یا سماس کے تبادلہ سے مطلب سینکڑوں کوس دور چلا جاتا ہے مثلاً کسی نے کہا मद्याजि परमं गतः یعنی میری پوجا کرنے والا پرم گتی کو جاتا ہے دوسرے نے کھینچکر پد چھید ایسا کیا मद्या ऽजि - परमं गतः یعنی شراب پینے والا اور بکرا کھانے والا پرم گتی کو پاتا ہے۔

پیارے ناظرین! بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یگیہ سے دیو پوجا کسطرح پر ہو سکتی ہے کیونکہ اگنی وغیرہ جڑ پدارتھوں کے خوش کرنے کے واسطے گھی۔ میوے اور خوشبودار چیزوں کا ڈالنا فضول ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ جڑ پدارتھوں پر ہی انسان کی زندگی کا مدار ہے۔ اگر جڑ پدارتھ خوش نہ ہوں تو منشیہ کی زندگی ایک وبال ہو جائیگی۔ مثلاً جس شہر کا پانی موافق نہ ہو وہاں کا رہنا ہر ایک انسان کو مشکل معلوم دیتا ہے۔ جہاں کی ہوا میں بیماری ہو وہاں تو کوئی رہنا پسند ہی نہیں کرتا۔ آپنے مرض طاعون اور ہیضہ کے حالات سے معلوم کر لیا ہوگا کہ جل۔ وایو جڑ چیز نہیں۔ کیا ان کا خوش کرنا ہمارے واسطے سورگ یا سکھ دینے والا نہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہم بغیر ان کے خوش کئے آرام حاصل کر سکتے ہیں۔ بعض دوست کہتے ہیں کہ جناب جڑ ہو کر خوش اور ناخوش کیسے ہو سکتا ہے لیکن کیا جڑ کے معنی ناخوش ہونیکے ہیں۔ جسوقت کوئی چیز ہماری طبیعت کے موافق ہوتی ہے ہم کہتے کہ یہ خوش ہے۔ جیسے خوشبو۔ کیا بو میں خوشی کا مادہ ہے بالکل نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے موافق ہونے سے ہی خوشبو کہلاتی ہے۔ ایسی خوش رنگ وغیرہ بہت سی مثالیں ہیں جہاں چیزوں کے ساتھ ہم خوشی کا تعلق کرتے ہیں۔

پیارے ناظرین! یگیہ سے بڑھکر سنسار میں اپکارک کام کوئی دوسرا نہیں کیونکہ جل وایو کی شدھی کے بغیر سنسار کے پرانیوں کو جو تکلیف ہوتی ہے اس سے بچانے کا نام یگیہ ہے - اور جب بھارت ورش میں یگیہ ہوتے تھے تب کبھی ہیضہ وغیرہ وبائی بیماریوں کا نام ونشان بھی نہ تھا - جب سے وام مارگیوں کے ہنسک یگیوں نے یگیہ جیسے اتم کام کو بدنام کردیا ہے تب سے یہاں اکال یعنی قحط - ہیضہ اور طاعون وغیرہ بہت قسم کے وبائی امراض آگئے ہیں - جن سے پرانی ماتر کو تکلیف ہو رہی ہے -

اگرچہ گورنمنٹ صفائی وغیرہ کے ذریعہ سے بہت کچھ ان بیماریوں کے روکنے کے واسطے انتظام کرتی ہے - لیکن جب تک اندرونی صفائی یعنی خوراک - جل اور وایو کی صفائی نہو تب تک ان بیماریوں کا ناش ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے - تمام کھاد گندہ ڈالا جاتا ہے جس سے خوراک گندی ہو رہی ہے - تمام ندیوں میں کپڑے دھونے اور گندہ نلوں کے ملنے سے اور زمین میں مردہ گاڑنے سے زمین کا پانی خراب ہوگیا ہے - اور مٹی کے تیل جیسے بدبودار چیزوں کو جلاکر ان کے دھوئیں سے تمام ہوا کو مضر صحت بنادیا ہے - اور ہندوستان کی پرانی عمدہ چیزیں بالکل الگ کردی گئی ہیں - ایسی حالت میں اگر بیماری نہ پھیلے تو دنیا کے بنانے والے کے سارے نیم نکمے ہو جاتے ہیں

پیارے ناظرین جب تک بھارت ورش میں یگیہ کا رواج تھا تب تک اگنی - وایو اور جل وغیرہ ہر ایک پدارتھ منشیوں کے انوکول بنا رہتا تھا اس یگیہ کے بہت سے نام اور مختلف ضرورتوں کے واسطے مختلف اقسام ہیں - مثلاً پترلیشٹی یگیہ - اماوس پورن ماسی کے دن یگیہ اسطرح بہت قسم کے یگیوں کے بہت سے فوائد مدنظر رکھے گئے ہیں - مثلاً اگر کسی کے لڑکا نہ پیدا ہو تو اس کے واسطے پترلیشٹی یگیہ کی ضرورت ہے اور ہر ایک یگیہ کے واسطے مختلف قسم کی سامگری مقرر ہے جسطرح ہر ایک بیماری کے واسطے جداگانہ دوائی ہوتی ہے

آجکل جو اکثر یگیوں میں ناکامیابی نظر آتی ہے - اس کی بڑی بھاری وجہ یگیوں کی سامگری کا اگیان ہے - ورنہ ممکن نہیں کہ جس کام کے واسطے یگیہ کیا جاوے وہ کام پورا نہ ہو -

جس وقت راجا دشرتھ کے اولاد نہ ہوتی تھی تب اس وقت پترلیشٹی یگیہ کیا گیا اور

اس یگیہ کا پرساد راجا کی رانیوں نے کھایا تو چار پتر پیدا ہو گئے۔ آپ حیران ہونگے کہ قانون قدرت کے خلاف کس قسم کا بکھیڑا پیش کر دیا لیکن دوستو یہ بات ستیہ اور قانون قدرت کے بالکل موافق ہے کیونکہ اگر پرش میں پتر پیدا کرنے کی شکتی نہ ہو تو اس کو یگیہ میں بٹھلایا جاتا ہے اگر استری پرش دونوں میں نہ ہو تو دونوں مل کر یگیہ کرتے ہیں اور گیارہ دن اُن اوشدھیوں کے پرمانوں جن سے یگیہ کیا جاتا ہے۔ سوگشم ہو کر پران وایو کے ذریعہ ان کے شریر میں پرویش کرتے ہیں اور اگنی کے سامنے بیٹھنے سے خراب پرمانو بذریعہ پسینے کے نکلتے رہتے ہیں۔ جس سے گیارہ دن میں پتر پیدا کرنے کی شکتی پیدا ہو جاتی ہے ایسے ہی بارش وغیرہ کے واسطے یگیہ کئے جاتے ہیں۔ مورکھ لوگوں نے یگیہ کی اصل وِدیا کو نہ سمجھکر اس پر ہزاروں اعتراض کئے لیکن معقول اور واقفیت کا ایک بھی نہیں۔

پیارے ناظرین بھارت ورش جسقدر دوان ہوئے ہر ایک نے یگیہ کی فلاسفی پر زور دیا تھا۔ بلکہ پارسیوں کی آتش پرستی اور یہودیوں کی سوختنی قربانیاں اس یگیہ کو بگاڑ کر بنائی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں کل دنیا یگیہ کو اپنا دھرم سمجھتی تھی لیکن جسوقت سے وام مارگ پیدا ہوا اور انہوں نے ہنسک یگیہ شروع کئے تو سنسار میں یگیوں کی نندا پھیل گئی اور لوگ اس سروا پکارک کام سے الگ ہو گئے۔ جسطرح پرہی ایک عمدہ چیز ہے لیکن جسوقت تانبے کے برتن میں ڈالدیا جاوے تو وہی جسکو تھوڑی دیر پہلے ہر شخص کھانا پسند کرتا تھا اب زہر سمجھ کر کوئی بھی کھانا پسند نہیں کرتا۔ ہر شخص کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے یہی حالت یگیہ کی ہے کہ سرب سکھدائک کام جس سے باموقع بارش۔ سنتان کی پیدائش۔ ہوا اور جل کی شدھی اور روگوں کا علاج ہوتا تھا۔ آج سب لوگ اس سے بالکل الگ ہو کر تکلیف اٹھاتے ہیں۔ آریہ گن! اگر اب بھی آپ سکھ چاہتے ہیں تو وید ودیا کی تعلیم کو حاصل کر کے یگیہ کے مضمون کو صاف کر کے اس کا رواج دو تاکہ بھارت ورش ہی نہیں سب کے سب دکھ سے دور ہوں۔ سنسار میں سکھ اور شانتی پھیل جاوے

اوم۔ شانتی! شانتی!! شانتی

سمال اندھیر اری

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصلِ ہریگیان مندر

نے

پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام پنڈت رگھونندن شرما چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ بکرمی سمت ۱۹۸۱ دیانند ابد ۱۰۰ جنوری ۱۹۲۵

مہاں اندھیر انڑی

پیارے ناظرین ایکدفعہ برسات کے موسم میں جب کہ چاروں طرف گھنگور گھٹا چھا رہی تھی۔ اور اندھیرا اس قدر ہوگیا تھا۔ کہ اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اُس وقت ایک استری اور پُرش اپنے گھر میں بے خبر سو رہے تھے۔ چوروں نے اُنکے گھر میں کومل لگاکر بہت روشنی کر لی تھی۔ اور بے تحاشا اس کا مال لے جا رہے تھے۔ انہیں اپنی اور اپنے مال کی کچھ سدھ نہ تھی۔ اور نہ ہی یہ معلوم تھا۔ کہ ہمارے گھر میں چور گھس آئے ہیں۔ سونے کے وقت یہ اپنے گھر کو مضبوط سمجھ کر بے خطر سوئے تھے۔ اس وقت انہیں کبھی بھی یقین نہ تھا۔ کہ ایسے مضبوط گھر میں کس طرح پر چور آسکتے ہیں۔ لیکن برسات کے زور اور زمانہ کے بھاؤ نے اس مکان کو ایسا مضبوط نہیں رہنے دیا تھا۔ جیسا کہ وہ سمجھ کر سوئے تھے۔ چوروں نے مختلف راستے اُس گھر سے مال نکالنے کے واسطے پیدا کر لئے تھے۔ جن کا حال گھر والوں سے بالکل چھپا ہوا تھا۔ اس طرح جب ایک چوتھائی کے قریب مال نکل گیا۔ اور یقین تھا۔ کہ باقی بھی نکل جاتا۔ کہ اُسی بارش میں ایک بجلی کا گولہ چھوٹا جس نے خفتگان خواب غفلت کو بیدار کر دیا۔ اور بجلی کڑکی۔ پہلے پرش جاگا۔ اور اس نے دیکھا۔ کہ گھر میں ہر طرف چھید ہو رہے ہیں۔ اس نے اُن کو اچھی طرح دیکھنے کے واسطے کہ کسقدر مال گیا ہے۔ سامان روشنی کی تلاش شروع کی۔ کچھ تو اندھیرے کے سبب سے اور دوسرے اس سبب سے کہ چور سامان روشنی کو پہلے لیگئے۔ کیونکہ وہ ان استری پُرش کے بل اور پراکرم کا اتہاس سن چکے تھے۔ انہیں خیال تھا۔ کہ جبتک یہ سوئے ہوئے ہیں تب تک ہم انکا سب کچھ لیجا سکتے ہیں۔ لیکن ان کے جاگتے پر مال لیجانا بلکہ اپنی جان بچانا بھی مشکل ہوگا اور روشنی کے نہ ہونے سے اگر یہ جاگ بھی جاویں تو ہمارا کچھ بھی نہ کر سکینگے کیونکہ اول تو اندھیری رات میں انکو ہمارا سر دیا بھی نظر نہ آئیگا اور دوسرے انکو اپنے کھوئے ہوئے مال کا حال بالکل معلوم نہ

ہوگا۔ جسکے واسطے یہ ہمارا اپدیش کرنیکو تیار ہو جاوینگے انکا یہ ارادہ تھا کہ وہ اُنکے مال لیجانے کے بعد اُنکو جان سے بھی مار ڈالیں لیکن ابھی تک اسکا پورا انتظام نہیں ہونے پایا کہ اچانک بجلی کی کڑک نے پرش کو جگا ہی دیا۔ اُس نے اُٹھتے ہی سامان روشنی کی تلاش شروع کی لیکن روشنی کے نہ ہونیسے سامان روشنی کا تلاش کرنا بھی اسکے واسطے مشکل ہو رہا تھا۔ لیکن بجلی کی روشنی اسکو ذرا ذرا سی مدد دے رہی تھی جسکے ذریعہ سے اس نے یہ معلوم کرلیا تھا۔ کہ میرے گھر میں چوروں نے بہت سے چھید کر لئے ہیں۔ اور بہت سا مال بھی لیگئے ہیں۔ اُس نے چاہا کہ اُن سوراخوں کو بند کرکے چوروں کے پیچھے اپنا مال چھیننے کے واسطے جاوے۔ اور جس قدر ہو سکے اپنا مال واپس لے اُسکا خیال تھا۔ کہ جبتک یہ سوراخ بند نہیں ہونگے۔ تبتک چوروں کے ہاتھ سے مال بچانا بہت ہی مشکل ہوگا۔ اتنے میں اُسکی استری بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اُسنے پرش سے پوچھا۔ کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ اُسنے کہا۔ کہ ان سوراخوں کو بند کرکے ان چوروں کے پکڑنے اور مال واپس لانیکی کوشش کرونگا۔ استری نے کہا۔ میں ہرگز نہیں کرنے دونگی۔ یہ سوراخ تو گھر کا ساز و سامان دوسروں کو دکھلاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے دروازہ سے تو بہت سے لوگ ہمارے گھر کے پدارتھوں کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور تم کسی چور کو مت پکڑو۔ اگر ہمارا کچھ مال لیگئے۔ تو لیجانے دو۔ وہ ہماری قسمت کا نہیں۔ وہ انہیں کا ہوگا۔ ہمارے گھر میں کچھ کمی نہیں۔ پرش نے اسکو سمجھایا۔ کہ اگر تھوڑا تھوڑا اسی طرح لیجاتے رہینگے۔ تو تم ایکدن کنگال ہو جاوگی۔ میرے پاس اتنا مال ہے۔ کہ ہزاروں برسوں میں ختم نہ ہوگا۔ اور آگے کا حال کون جانتا ہے۔ غرضیکہ اسی طرح بحث مباحثہ کرتے ہوئے استری پرش کے پیچھے ایسی لپٹی۔ کہ اسکو یا مر جانا اور سوراخوں کا بند کرنا اور اپنا مال واپس لانا بہت ہی مشکل ہوگیا۔ جب چوروں نے دیکھا۔ کہ استری اُسکے پیچھے بھوتنی ہوکر چمٹ گئی ہے۔ یہ کسی طرح بھی اپنا مال واپس نہیں لے سکتا۔ اور نہ ہی ایسی دشا میں ہم سے مقابلہ کرسکتا ہے تو اُنہوں نے دلیر ہوکر پرش پر حملے کرنے شروع کئے۔ اور سوراخوں کے راستہ سے اور بھی مال لیجانے لگے۔ بیچارہ پرش جس کو اپنے بزرگوں کا مال جاتا ہوا دیکھ کر بہت ہی افسوس ہو رہا تھا۔ حیران تھا۔ کہ کیا کرے ادھر چوروں کا مقابلہ ادھر استری کی سینہ زوری اور زبان درازی اس پر روشنی کی کمی۔ غرض ایک مصیبت ہو تو اُس کا بندوبست بھی ہو سکتا ہے۔ اُس کا ایک متر بھی دشمن ہو رہا تھا۔ لیکن پرش جس کو اپنے بزرگوں سے استقلال اور عقلمندی سے کام کرنے کا سبق مل چکا تھا۔ وہ برا

اپنا کام کرتا چلا گیا۔ تھوڑے عرصہ میں استری اُسکو روکتے روکتے تھک گئی۔ اور اُس نے چھوڑ کر کہا۔ جا نپوتے جا میرے گھر سے باہر نکل۔ تیرا یہاں کیا کام جا چوروں کے پیچھے جا۔ اپنا کام کر۔ لیکن سوراخ جو ہیں۔ کبھی بند نہ کرنے دونگی۔ اور نہ ہی اُس اسباب کو جو چوروں کے ہاتھ میں گیا ہے جس کے چھوٹنے سے مجھے پاپ معلوم ہوتا ہے۔ اِس گھر میں نہ لانے دونگی۔ مرد نے کہا۔ یہ تمہاری بات اچھی نہیں۔ کیا تمہارا مال جو چوروں کے ہاتھ میں چلا گیا ہے وہ کسی طرح بھی شدھ نہیں ہو سکتا ہمیں اُس کی شُدھی کیواسطے کوشش کرنی چاہئے۔ جبکہ تمہارے دھرم میں جو وستو اپوتر ہوگئی ہو شدھ کرنے کا طریقہ موجود ہے۔ تو پھر تم کیوں نہیں اُس دھرم کو مانتے۔

پیارے ناظرین آپ اِس درشٹانت کو سُن چکے۔ شاید آپ میں سے کئی سجن اِس درشٹانت کے مطلب کو سمجھ گئے ہونگے۔ لیکن بہت سے بھائیوں کو اس کے اصل حال جاننے کی خواہش ہوگی۔ اسواسطے مضمون کی اصلیت کی تشریح کیجاتی ہے۔ پیارے صاحبان مہان بھارت کے بعد بھارت ورش میں وید کا سورج چھپ گیا۔ تو گیان کی گھٹاؤں سے مہان اندھکار ہو گیا اور بام مارگی آچار بیوہار کی خرابی نے ایسا زور ڈالا۔ کہ بھارت باسیوں کو دھرم کرم کا ذرا بھی گیان نہ رہا۔ ہر ایک آدمی بے سُدھ آلس کی نیند میں مست ہو گیا۔ بھارت ورش کی ایسی دشا ہو گئی کہ ویدک دھرم کی جگہ بہت سی بناوٹی سمپردائیں پیدا ہو گئیں۔ لوگ اپنی سمپردا ہونکے بڑے بُرے کرموں کو بھی اچھا بتلانے لگے۔ بعضوں نے شراب کباب اور بھوگ کو دھرم بتلا دیا بعضوں نے اُس سے بھی بہت خراب باتوں کو جائز کر دیا۔ ایسا ہوتے ہی چاروں طرف سے غیر ملک اور غیر مذہب والوں کے حملے بھارت ورش پر ہونے لگے۔ اور اُنہوں نے ویدک دھرم کے ماننے والوں کو اپنے مت میں لانا شروع کیا۔ ویدک دھرم میں بام مارگ کیساتھ مدت پرورش رہنے سے ایسی بہت سی باتیں آگئی تھیں جس سے ویدک دھرم ایسا مضبوط نہیں رہا تھا جیسا کہ سرشٹی کے آغاز سے لیکر مہان بھارت کے زمانہ تک اُسکی کمزوری اور بام مارگ کی بوماس نے یہاں پر بودھ جینی۔ مسلمان اور عیسائی چاروں مذہبوں کو ویدک دھرم کے انویائی یعنی وید کے ماننے والوں کو اپنے دھرم میں لانیکا موقعہ دیا۔ یہانتک کہ بھارت ورش میں بودھ اور جین مت پھیلنے کے بعد قریباً چھ کروڑ آدمی مسلمان ہوگئے اور عرصہ ڈیڑھ سو سال میں قریباً ۵ لاکھ ہندو عیسائی دھرم میں چلے گئے۔ ایسی حالت میں دنیا

کے سارے مذاہبوں کا خیال تھا۔ کہ اسیطرح ایکدن ویدک دھرم کا خاتمہ ہوجاویگا۔ اور کل ویدکے ماننے والے انہیں مذاہبوں کے پیرو ہو جاوینگے۔ لیکن پرماتما کو یہ بات منظور نہ تھی کہ اُسکا دیا ہوا گیان سنسار میں سے الگ ہو جاوے۔ اور لوگ ہمیشہ کیلئے اِس مہاں اندھیری راتری میں پڑے رہیں اِس واسطے اُسنے اپنی کرپا سے اِس گھنگور راتری میں ایک بجلی کا گولہ چھوڑا ہے جسنے ایکدفعہ سارے سنسار کی نیند کو دفعہ کردیا۔ اگرچہ بہت سے آدمی تھوڑی دیر بعد پھر خواب میں چلے گئے لیکن ایک بار تو سب کیلئے ہلچل پڑ گئی۔ وہ گورو سوامی دیانند کے اُپدیش کا زوردار نعرہ تھا۔ جس نے بھارت ورشیوں کو ہی نہیں بلکہ کل دنیا کو دھرم کی تحقیقات کی طرف رجوع کردیا۔ امریکہ اور انگلینڈ سے مادہ پرست ملکوں میں جہاں پرناستکتا کا زور حد سے بڑھ گیا تھا۔ ہزاروں آدمیوں کو دھرم کی تحقیقات کا شوق ہوا۔ اور لوگ ایشوری گیان کی تحقیقات میں لگ گئے اُس مہاتما کے اپدیش سے آریہ سماج نے جاگ کر اسباب کی تلاش کی۔ کہ کس طرح پر ہمارے ملک کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ لیکن مسلمانوں نے ہندوں کے مذہب کی کل کتابیں جو اُن کے ہاتھ لگیں جلادی تھیں۔ اور بہت سی کتابیں ہندوستان کی جرمن وغیرہ ویورپ کے ملکوں میں چلی گئیں۔ اسواسطے آریہ سماجکو بڑوں کی کتابوں کی تلاش کی بہت ضرورت معلوم ہوئی۔ جیس سے وہ اپنے بھائیوں کو جو بام مارگ سے پیدا ہوئی بدرسموں کو دیکھکر ویدک دھرم کو چھوڑ عیسائی اور مسلمانوں کے مذہبوں میں جارہے ہیں۔ کسی طرح ان بدرسومات کو دور کر انکو پتت ہونیسے بچاوے اور جو لوگ ویدک دھرم سے پتت ہوچکے ہیں انکو واپس لانیکی کوشش کرے تاکہ ویدک دھرم پھر ویسی ہی حالت میں آجاوے جیساکہ وہ مہاں بھارت سے پہلے تھا لیکن آریہ سماج کے بعد ہی ایک استری دھرم سبھا کے نام سے اُٹھی جس نے آریہ سماج کا دامن پکڑ لیا اور کہا۔ خبردار تم ان برائیوں کو درست کرو۔ انسے ہمارے دھرم کی خوبی اور بزرگی ظاہر ہوتی ہے اور تمکو کیا پڑی ہے کوئی دھرم پر رہے یا نہ رہے۔ اور آریہ سماج کا جو خیال تھا کہ ویدک دھرم کے ماننے والے جو عیسائی و مسلمان وغیرہ مذہبوں میں بسبب اپنی غلطی یا کسی وشے کے لالچ سے گئے ہیں۔ اور جو باوجودیکہ ہماری طرح رشیوں کی اولاد ہیں لیکن اپنے بزرگوں کے سچے دھرم کو بسبب نادانی کے نقصان پہنچارہے ہیں۔ انکو سمجھا کر اور پرائیشچت کراکر پھر انکو رشی سنتان بنادیا جاوے باوجودیکہ شریمان سرگباشی مہاراجہ جموں و کشمیر نے کاشی وغیرہ کے پنڈتوں سے ثابت کرادیا ہے۔ کہ دھرم کی ناواقفیت سے جو عیسائی یا مسلمان ہوجاویں اُنکو پرشچیت کرا شدھ کرلینا بالکل دھرم شاستر اور ویدوں کے موافق ہے جسکے واسطے مہاراجہ نے رنبیر پرکاش نامی کتاب بھی

بہت سے پنڈتوں کے دستخط بھی کرا دیئے ہیں لیکن بھارت ورش کی بدبختی نے اب بھی دہرم سبھا مورکھ اور خود غرض لوگونکو پرائشچیت کا دشمن بنا رکھا ہے جس سے ویدک دہرم کی وہ کمی جو مسلمان بادشاہوں کی زبردستی سے پیدا ہوگئی تھی پوری ہونی مشکل معلوم ہوتی ہے باوجودیکہ دہرم سبھا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جو مسلمان ڈاکٹروں کی دوائی استعمال کرتے ہیں جس میں اُنکا پانی ملا ہوتا ہے مسلمانوں کے ہاتھ کا سوڈا واٹر پی لیتے ہیں مسلمان رنڈیوں کے ساتھ کھا لیتے ہیں۔ اور اس قسم کے مسلمانوں کیساتھ کھانیوالے تو صد شدھ کرکے ملا لیتے ہیں۔ وہ اشدھ ہیں پیح ہے۔ گھور کلجگ کا یہی دھرم ہے۔ کہ دھرم کے رکھشک اپوتر اور ویشیا گانی اور شرابی کبابی پوتر۔ اگر اتنا اگیان نہ چھا جاتا۔ تو بھارت کا ادھار کیسے کس طرح کامیاب ہوتا۔

پیارے ناظرین۔ آریہ سماج جو بھارت ورش کے دہرم اور ودیا کا محافظ ہے جس کا اپدیش ہی سارے سنسار کو سکھ پہنچاتا ہے جو اپنے تن من سے آپ کی سیوا میں لگ رہا ہے۔ اُسکو خود غرضوں نے جھوٹی گپّوں اور دھوکے کی چالوں سے دیکھتے ہیں۔ جہاں پر اس قسم کی مہا اندھیر اتری ہو۔ وہاں ترقی کی آشا کرنا بہت ہی کٹھن ہے۔ افسوس ناک واقعہ تو یہ ہے۔ کہ آج رشیوں کے سنتان کا دہرم روٹیوں پر ٹک رہا ہے عوام ایسے جاہل ہیں کہ وہ دہرم کے لفظ کی اصلیت سے بھی آگاہ نہیں۔ اور لوگ ہماشتے ہیں۔ اُنکا روزگار انہی خرابیوں اور بدرسموں پر منحصر ہے۔ بعضے اسی خیال میں ہیں۔ کہ اگر آج ہم سچائی کیطرف راغب ہونگے۔ تو لوگونمیں ہماری ودیا کی پول کھل جائیگی۔ وہ کہینگے کہ آجتک پنڈت ہوکر غلط رسوم کے قائل رہے۔ غرضیکہ پڑھے لکھے اور پنڈت تو اس آفت میں مبتلا ہیں۔ اور ان پڑھ جہالت کے سبب منجدھار میں ڈوب رہے ہیں ان لوگونکی خود غرضی اور بیوقوفی سے ویدک دہرم روزمرہ تباہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ انکی بیوقوفی سے ۶ کروڑ ہندو مسلمان ہوگئے اور ۲۵ لاکھ آدمی عیسائی ہوگئے آج جسقدر نقصان ہندو مسلمانوں کے جھگڑوں میں ہورہا ہے۔ اگر یہ بھائی جو مسلمان ہوئے ہیں نہ ہوتے تو کبھی ممکن نہ تھا۔ کہ بھارت ورش کی یہ دشا ہوتی لیکن آج وہی طاقت جس سے ملک کا کچھ فائدہ ہوتا۔ آپس کے جھگڑوں میں خرچ ہورہی ہے۔ اب جو آریہ سماج نے اس بات کی کوشش کی۔ کہ ہندوؤں کو مسلمان اور عیسائی ہونے سے بچائے۔ اور جو لوگ غلطی سے ہوچکے ہیں۔ اُنکو پرائشچیت کراکر واپس لے۔ تو یہ خود غرض لوگ بیوقوف لوگوں کو بہکاکر آریہ سماج کو دہرم رکھشا سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پیارے ناظرین سناتن دہرم سبھا اگر کسی اچھے کام کا پرچار کرتی تو آریہ سماج کو بہت ہی مدد

ہو ایسا بدنام کردیا ہے کہ جس سے بھارت باسی اپنے پرم ہتکارک کو نفرت کی نگاہ سے

ہو۔ شدھ ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ دھرم رکشا کیواسطے مسلمان اور عیسائیوں کو جو پہلے ہندو تھے

ملتی۔ لیکن وہ توبجائے اوپکار کے جھگڑے میں ڈالنے کا بندوبست کرتی ہے۔ اگرچہ آریہ سماج روزمرہ بہت ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن دہرم سبھا کے جھگڑوں نے آریہ سماج کی اس سپرٹ کو بالکل بدل دیا ہے۔ آریہ سماج کا ادیش یہ نہیں تھا۔ کہ وہ ویدک دہرم کے ماننے والوں میں اور جھگڑے قائم کرے جہاں پہلے ایک ہزار مت موجود تھا۔ وہاں ایک نیا مت کھڑا کر دے۔ اسکا ادیش تو صرف ویدک دہرم کی رکشا کرنا تھا۔ اور جو ہندو رہین بودھ اور عیسائی اور مسلمان لوگوں کی تعلیم سے ویدک دہرم میں پیدا ہو گئے ہیں۔ انکو بالکل الگ کر کے یعنی غلط مسائل کی تعلیم کو ویدک دہرم سے بالکل کنارہ کش کرکے شدھ ویدک دہرم کو جسکے سامنے دنیا کے کسی مت کی طاقت نہیں۔ کہ اپنے مت کو قائم رکھ سکے۔ سنسار بھر میں پھیلاوے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے۔ کہ بھارت ورش کے سب سے اتم ورن اور سب سے اعلےٰ درجہ کے آدمی یعنی براہمن اور سادھو اب انہیں غلطیوں کے محافظ ہو گئے ہیں۔ جو غیر مذہبوں کے تعلقات سے پیدا ہوئی ہیں۔ پیارے ناظرین کیا کوئی سناتن دہرم کا پنڈت بتلا سکتا ہے۔ کہ وید اور وید انکول پستکوں میں کہیں مسلمان مردوں کی قبر کی پرستش لکھی ہے۔ آپ میں سے کوئی اسکا ثبوت دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ سناتن رشی منی اسی طرح پر دہرم کرم سے الگ رہ کر صرف دنیا کی دولت کمانے کو ہی دھرم کرم مانتے ہیں جیسا کہ آجکل ہمارے بہت سے بھائی کر رہے ہیں۔ کیا یہ راس لیلا کا کھیل کوئی سناتن ثابت کر سکتا ہے۔ کیا اپنے بزرگوں کو چور اور یار بتلا سکتا ہے جسطرح کہ ہمارے سناتن دہرمی لوگ مہاتما کرشن جیسے یوگی راج کو بتلا رہے ہیں کیا کہیں ایک بات ہو تو بتلائیں۔ جدہر دیکھو ادھر چوپٹ کام ہو رہا ہے۔ صرف اسلئے کہ ہمارے دیش کے کھتری بنئے اپنی دہرم پستک لے پڑھنے کیواسطے ودیا کی آنکھیں نہیں رکھتے۔ اسلئے انکو اندھے کیطرح دوسروں کی اندھا دھند تعلیم کھوتی چلی جاتی ہے۔ جسطرح ایک اندھا دوسرے اندھے کے اندھا ہونیکو نہیں جان سکتا ایسے ہی یہ مورکھ لوگ ان پڑھ براہمنوں سادھوؤں کی مورکھتا اور غلط تعلیم کو بالکل نہیں سمجھ سکتے۔ اسواسطے ہر ایک آدمی کو حوصلہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ جو چاہے شاستروں کا نام لیکر انکو سمجھاوے۔ پیارے ناظرین اگرچہ شاستروں اور بزرگوں میں انکی شردھا قابل فخر ہے۔ لیکن گیان کی کمی سے مضر ہو رہی ہے۔ اگر یہ لوگ وید ودیا کی کچھ تعلیم پاکر خود وچارتے۔ اور جسپر انہی شردھا ہے عمل کرتے۔ جیسا کہ آجکل کرتے ہیں تو ضرور موکش پد کے بھاگی ہوتے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ یہ دہرم سبھا کے لوگ ایسے خود غلط ہو رہے ہیں کہ اپنے اصولوں کی آپ جڑ کاٹتے ہیں۔ کہتے تو یہ ہیں کہ ورن آتمی سے ہے اور آریہ سماج جسے ورن ات اسبات پہ جھگڑا کرتے ہیں۔ کہ گن کرم سے ورن نہیں۔ بلکہ نطفہ سے ہے لیکن عملی طریقہ اسکے بالکل خلاف ہے۔ انکی سبھا

بڑے بڑے اُپدیشک جو بڑھئی اور دیگر وغیرہ جاتیوں کے ہیں کوئی تو سا گر سنیاسی بن گیا ہے کوئی کوئی اودا سی کوئی نرملا غرضیکہ لوگوں نے سادھوؤں کا بھیس بدل لیا ہے اب ذرا سے بھیس سے تو اُنکا ورن بدل گیا کہ اب انکو سب برہمن تک سوامی جی مہاراج کہتے۔ اور انہی عزت مثل اپنے گورو سنیاسیوں کے کرتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ نطفہ سے بڑھئی ہیں یا شودر ہیں۔ انکو ورن سے کوئی غرض نہیں۔ صرف بھیس سے غرض ہے۔ پیارے ناظرین اپنی غلط فہمی کمبراں سناتن دہرم سبھا عمل ہم ہی کرتے ہیں۔ کہ جو آریہ سماج کے موافق ہے۔ لیکن زبانی طور پر دن رات سوامی دیانند سرسوتی جیسے دہرماتما پروپکاری کو کہ جسنے ویدک دھرمیوں کی کایا پلٹ دی یعنی جو ویدک دھرمی مسلمان اور عیسائیوں کے مباحثہ میں گھبرا گئے تھے آج مُسلمان اور عیسائی اُنکے مقابلہ میں بحث کرنے سے گھبرا رہے ہیں۔ اور پہلے ہندو لوگ ذرا ذرا سی بات پر مسلمان اور عیسائی ہو رہے تھے اب بہت ہی کم لوگ ہیں۔ جو دہرم سمجھکر مسلمان یا عیسائی ہوں بلکہ اُنکو کمزور دھرم سمجھکر واپس آ رہے ہیں۔ کئی ہزار آدمی واپس آ چکے ہیں۔ یہ سناتن دہرم کے پنڈت جانتے ہیں کہ سوامی دیانند کے سدہانت بالکل وید انکول ہیں۔ اور اُسنے رشیوں کی رائے کیخلاف کچھ نہیں لکھا۔ اور اُنکی محنت اور گالیوں سے آریہ سماج کا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا لیکن اُنے روزگار کی ہانی سمجھکر ایسے ادہرم اور کرتگھنتا کو کر رہے ہیں۔ پرمیشور اس مہا اندھیر اتری کو مٹا کر ہمارے بھائیوں کو شدھی دے جسسے وہ سناتن ویدک دہرم کو گرہن کر کے اُسی کا پرچار کریں۔ اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

آریہ سماج کے اصول

(۱) سب ستیہ ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سبکا آدی مول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان۔ نیا کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے نیتہ۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اُسی کی اُپاسنا کرنا یوگیہ ہے۔

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ست کے گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔

(۵) سب کام دہرم انوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہیئں۔

(۶) سنسار کا اوپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدّیش ہے۔ ارتھات شاریرک آتمک اور سماجک اُنتی کرنا

(۷) سب سے پریتی پوروک دہرم انوسار یتھا یوگیہ برتنا چاہیئے (۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی ورِدھی کرنی چاہیئے

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے۔ کنتو سبکی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

(۱۰) سب منشیوں کو سماجک ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں

رگوید

یجروید

ویدک دھرم سے متعلق ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوا سکتے ہیں

شرادھ ویوستھا

آریہ سمت ۱۹۶۲۹۴۹۰۲۵

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

دیانند ابد ۱۰۰

جسکو

وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ متصل

ہری گیان مندر لاہور

نے

گردھر سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام پنڈت سنت رام پرنٹر چھپوایا۔

بار ششتم

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گورکل چوہا بھگتاں ضلع راولپنڈی ہی ہے جس میں ادھیاپک ودیا دان کرتے

دھرتی۔ کشما۔ دم۔ استیہ۔ شوچ۔ اندری نگرہ۔ دھی۔ ودیا

ست اکرودھ دھرم کے دس لکشن ہیں

سام وید

اتھروید

اوم

شرادھ ہو ستھا

या मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते
तया मामद्य मेधयाग्ने मेधाविनं कुरु स्वाहा

ارتھ۔ ہے گیان سوروپ اگنے پرماتما! جس میدھا نام دھارناوتی بدھی کو دیوگن ارتھات ودوان لوگ پراپت ہیں۔ اور جس کو پراچین رشی منی پراپت تھے۔ آپ اس دھارناوتی بدھی سے ہم کو بدھیمان کیجئے۔

دھرم ادھرم کے وچار نے میں سمرتھ استیہ شیلو! ویدآدی ستیہ شاستروں کے ماننے والو! ورن آشرمی دھرم کے سہایکو! آپ لوگ تھوڑے کال کے لئے سنسار کے سنسکاروں کو الگ کرکے ستیا ستیہ (سانچ جھوٹ) وچار کرنے والی بدھی کی کسوٹی کو ہاتھ میں لیکر اپنے نیمتک بیوہاروں کو جانچو۔ اور سنسار کی پرمالی (سلسلہ) سے جگت کرتا کی مہما کو سوبھاوک گنوں کے انوسار تلاش کرو۔ وچار کر دیکھو ایشور نے کیسے کیسے اتم نیم (قاعدے) تمہیں دکھوں سے چھڑانے کو بنائے ہیں۔ کیسی کیسی اتم اتم چیزیں تم کو جگت روپی شترو (دشمن) سے بچنے کو دی ہیں۔ پرماتما کے نیموں کو دھیان دو پرماتما نے جگت میں جب جیو کو اتپن کیا تو ساتھ ہی اسکی اپگیتا کو دیکھ کر ماتا پتا کے دل میں محبت پیدا کر دی۔ جس سے یہ اسمرتھ (ناطاقت) جیو سہایتا پاکر سمرتھ ہو جاوے۔ اور ایشور کے نیم کو پلٹنے کے نام سے اس نے پرچار کیا ہے۔ سنسار کے لوگ بھلی بھانت جانتے ہیں جو بیج بھومی (زمین) میں سنسار میں بویا جاتا ہے۔ وہ بیج تھوڑے دنوں کے بعد بہت زیادہ ہو کر ملتا ہے۔ جڑ بھومی بھی بوئے ہوئے بیج کا پلٹا (عوض) دیتی ہے اور بیج کے لگانے میں جو محنت (کشٹ) ہوئی ہے۔ اس کے عوض میں دیئے ہوئے بیج سے کئی گنا بیج واپس آتا ہے۔ اسی طرح جو جل سورج کی کرنوں کو زمین دیتی ہے۔ سورج اس کے بدلے میں اس کی ہستی (طاقت) برشٹی دوارا (بارشوں سے) کرتے ہیں جس پشو (حیوان) کو آدمی ہمیشہ سے پالتا ہے۔ وہ پشو اس کی سیوا کر کے اسکو بدلہ

دیتا ہے جس کُتّے کو دو دن روٹی ڈالو۔ وہ اُس کے بدلے اُس کے گھر کی رکھوالی (چوکیداری) کرتا ہے۔ اسی طرح سنسار کے جڑ چیتن پدارتھ پلٹے (عوضانہ) کے نیم سے بندھے ہوئے ہیں۔ پیارے پاٹھکو! جب انسان کو ماں باپ سنسار میں اسمرتھ اوستھا (ناطاقت حالت) سے پالن کر کے طاقتور بناتے ہیں۔ اگیان روپی غار سے نکال کر گیان روپی چوٹی پر بٹھا دیتے ہیں۔ ماتا پتا خود لاکھوں مصیبتیں اُٹھا کر پُتر کو سُکھ دینے کا یتن (کوشش) دن رات کرتے ہیں۔ ماتا گرمی کے دنوں میں جب سخت لو چلتی ہے۔ بچے کو پنکھا جھلا کر سُلاتی ہے۔ سردی کے دنوں میں جب بستر پر بچہ پیشاب کر دیتا ہے۔ آپ اس گیلے حصے پر لیٹتی ہے۔ بچے کو اچھی جگہ سلاتی ہے۔ یہ کیا ہی سچا پریم ہے! یا ریک بینی سے غور کیجئے۔ کیا ہی ایشور کی مایا کا وچتر چمتکار (عجیب وغریب کرشمہ) ہے۔ کہ پتا اپنی زندگی میں تکلیف اُٹھا کر جو کماتا ہے۔ وہ بچے کے پرورش و دیگر سنسکاروں۔ تعلیم۔ بیاہ شادی میں خرچ کر دیتا ہے۔ جو کچھ روپیہ وغیرہ بچ رہتا ہے۔ اُس کا بھی پُتر کو مالک بنا دیتا ہے۔ کیسا موہ جال (دامِ محبت) ہے۔ کہ ساری عمر اُس کے لئے صرف کر دیتا ہے۔ کیا اس کا بدلہ منشیہ کو نہ دینا چاہئے۔ جب بھومی آدی جڑ پدارتھ سنسار میں پلٹا دیتے ہیں۔ تو منشیہ کو چیتن ہو کر پلٹا نہ دینا چاہئے۔ جب کُتے وغیرہ نیچ یونی کے جیوان کرتگھنتا نہیں کرتے تو کیا منشیہ کو یہ واجب ہے۔ کہ جن ماتا پتا نے لاکھوں تکلیفیں اُٹھائیں یہ اُن کا بدلہ نہ دے۔

اگر آپ وچار کر دیکھیں۔ تو اوشیہ کہینگے۔ کہ منشیہ کو ضرور بدلہ دینا چاہئے۔ جیسے ماتا پتا پُتر کا محبت سے بندھے ہوئے دُکھ دور کرتے ہیں پُتر کو شردھا سے اُس کا بدلہ دینا چاہئے۔ بھارت ورش کے لوگ جو سناتن (قدیم) سے آریہ دھرم کو مانتے چلے آتے ہیں یہ آریہ دھرم ایشوری ودیا ارتھات ویدوں کے انوکول (مطابق) سدا چلا آتا ہے ویدوں میں اُس بدلے کا نام جو پُتر کو ماتا پتا وغیرہ کے نمت کرنا چاہئے۔ پتری شرادھ کے نام سے بیان کیا ہے۔ اے آریہ ورت کے رہنے والو آپ کے بڑے رشی منی سناتن سے شرادھ کرتے ہیں پرنتو بھارت میں مذہبی اختلافات کے پھیلنے سے یہ رسم کچھ پلٹ گئی ہے اب اس چھوٹے سے پُستک میں پرشنوتر میں پورانک اور آریہ سماجک کے وچار سے

اس کا تتو وہ کہلاتے ہیں۔

ایک روز ایک پورانک مہاتما ایک بنیئے کی دکان پر بیٹھے سوامی دیانند جی کو برا بھلا کہہ کر بنیئے کو سمجھا رہے تھے۔ کہ آریہ سماجی پتروں کا شرادھ نہیں کرتے۔ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم وید کو مانتے ہیں۔ پرنتو وید میں لکھے شرادھ کو کبھی نہیں کرتے۔ یہ ناستک ہیں ان کا منہ دیکھنا بھی پاپ ہے۔ وغیرہ۔ اسی وقت ایک آریہ سماجی بھی آ نکلے انہوں نے یہ باتیں سن کر کہا مہاراج! جھوٹ کہتے ہو اگر آپ کو اپنے پکش کی سچائی پر بھروسہ ہے تو شاستراتھ کر کے پرسپر تصفیہ کر لو۔ پورانک نے کہا۔ اچھا شاستراتھ ہو جائے تم کچھ پڑھے بھی ہو! اس کے بعد سوال جواب شروع ہوئے۔

آریہ۔ کہو مہاتما جی پتری کرم نتیہ ہے یا نیمتک ہے؟

پورانک۔ یہ نتیہ کرم ہے۔

آریہ۔ تب مہاراج سب کو ہر روز کرنا چاہیے

پورانک۔ ہاں روز کرنا چاہیئے۔ نہ ہو سکے تب سال میں ۱۵ دن پتر پکش کے۔ اور جس دن پتر مرے ہوں۔

آریہ۔ مہاراج جس کے پتر جیتے ہوں۔ وہ کس دن کریں۔

پورانک۔ اس کو کرنے کا ادھیکار نہیں۔ وہ نہ کرے۔

آریہ۔ تب مہاراج جو منش کے لئے پنچ یگیہ کرنا نتیہ کرم لکھا ہے۔ وہ نہ کرے۔

پورانک۔ اور یگیہ تو کرے پرنتو پتری یگیہ اس کے باپ وغیرہ کریں گے

آریہ۔ تب مہاراج باقی چار یگیہ بھی وہی کریں گے۔

پورانک۔ نہیں باقی ضرور کرنے چاہئیں۔

آریہ۔ مہاراج! جب ایک حصہ چھوڑنے کا دوش نہ ہوگا۔ تو سب حصوں کو چھوڑنے کا بھی نہیں۔

پورانک۔ سندھیا آدی کرم کرلے۔ باقی ماتا پتا نے کرلئے۔

آریہ۔ تو کیا پتر کے لئے پتا کو اور پتا کے کئے ہوئے کرم سے پتر کو پھل ملتا ہے

پورانک۔ ہاں بھائی ہوتا ہے۔ تب ہی تو سنسار کرتا ہے۔

آریہ۔ کیا مہاراج پتروں کا مرنے کے بعد شرادھ ہو۔ جیتے جی نہیں؟

پورانک۔ ہاں بھائی۔ مرے ہوئے پتروں کا شرادھ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جیتے جی وہ خود کھاپی لیتے ہیں جب مرنے کے بعد پترلوک میں اُن کو بھوکھ لگتی ہے۔ تو پتر کا دیا ہوا ان (غذا) اُنکو مل جاتا ہے۔ اس کارن اُنکے مرنے کے بعد براہمنوں کو کھلاتے۔

آریہ۔ مہاراج سب لوگ مرنے کے بعد پترلوک کو جاتے ہیں۔ خواہ وہ دھرماتما ہوں یا پاپی ہوں۔ سب ایک مقام پر جاویں۔ یہ بے انصافی ہے۔ اور آپ یہ بتائیں کہ پترلوک میں پتر کب تک رہتے ہیں۔

پورانک۔ اس کا حال (وقت) تو ٹھیک معلوم نہیں۔ کہ وہ کب تک۔ لیکن پنڈتوں سے سنتے ہیں۔ سینکڑوں برس تک رہتے ہیں۔

آریہ۔ جب آپ کو گیان (علم) نہیں۔ کہ وہ کب تک رہیں گے۔ تو آپ اُن کو بغیر معلوم کئے کیوں مال بھیجتے ہیں؟

پورانک۔ اس میں کچھ ہرج نہیں۔ جب تک پترلوک وہاں رہیں گے۔ اُن کو پہنچیگا۔ بعد میں ہمارا پُن ہوگا۔

آریہ۔ کہئے تو مرے ہوئے کے ساتھ زندوں کا سمبندھ (رشتہ) بنا رہتا ہے؟

پورانک۔ ہاں سمبندھ بنا رہتا ہے۔

آریہ۔ تب مرنے کے روز جو لوگ تنکا توڑ کر کہتے ہیں۔ کہ جس نے کیا اُس کو ملے۔ یا جیسا کرتا ہے۔ ویسا پھل پاتا ہے۔

پورانک۔ یہ سنسارک ووہار (دنیاوی برتاؤ) ہے۔

آریہ۔ مہاراج پتا پتر کا سمبندھ جیو میں رہتا ہے۔ یا شریر (جسم) میں یا جیو اور شریر وششٹ میں؟

پورانک۔ جیو اور شریر وششٹ میں۔

آریہ۔ جب جیو اور شریر وششٹ میں پتا پتر کا سمبندھ رہتا ہے۔ تو جب شریر نشٹ ہو گیا۔ جیو الگ ہو گیا اُس سے سمبندھ تو نہ رہا۔ جب سمبندھ نہ رہا تو اس کا نام پتری شرادھ کیسے ہوگا؟

پورانک۔ کیا جو شرادھ ویدوں میں لکھا ہے۔ وہ جھوٹ ہو سکتا ہے۔

آریہ۔ کیا ویدوں میں مرے ہوئے پتروں کا شرادھ لکھا ہے۔

پورانک۔ کیا جینے کا بھی شرادھ ہوتا ہے؟
آریہ۔ شرادھ تو زندوں کا ہی ہوتا ہے۔ اور زندوں کا بھی تعلق (سمبندھ) ہے
پورانک۔ اس میں کیا پرمان ہے؟
آریہ۔ اس میں ایشور کا سرشٹی نیم اور تمہارا تین پشت تک پتروں کا شرادھ کرنا ہی پرمان ہے۔
پورانک۔ اس میں ایشور کا سرشٹی نیم کس پرکار سے پرمان ہے؟
آریہ۔ دیکھو جب بچپن میں پتر نا طاقت تھا۔ تب ماتا پتا نے پالن رکھشا کی اسی طرح جب بڑھاپے میں ماں باپ کم طاقت (اسمرتھ) ہو لیتے ہیں۔ تب پتر اپنے دھرم کے انوسار شردھا پوروک اُن کی سیوا کرے۔
پورانک۔ کیا پتروں کی شردھا پوروک سیوا کرنے کا نام شرادھ ہے۔ اور وہ جیتے پرشوں کا ہونا چاہیے۔ اس میں کیا پرمان ہے۔
آریہ۔ تمہارا تین پشتوں کے پتروں کا شرادھ کرنا اوروں کا نہ کرنا۔
پورانک۔ اس سے کیا جیتے ہوئے پتروں کا شرادھ سدھ ہوتا ہے۔
آریہ۔ ہاں ٹھیک ٹھیک یہ ہمارے پکش کو سدھ کرتا ہے
پورانک۔ کس پرکار سدھ (ثابت) کرتا ہے۔ یکتی (دلیل) تو بتاؤ۔
آریہ۔ دیکھو ویدوں میں منشیہ کی عمر سو برس کی لکھی ہے۔ اور ۲۵ برس تک کم از کم بیاہ کرنا لکھا ہے۔ تو کم از کم ۲۶ برس کی عمر میں بیٹا۔ اور ۵۲ برس کی عمر میں پوتا اور ۷۸ برس کی عمر میں پرپوتا ہو سکتا ہے۔ اب جب تک اس کے پتر ہوں۔ تب تک اُس کا پر پتامہ ارتھات پڑدادا مر گئے۔ اس کا پرپوتا اپنے پتا پتامہ۔ پردھ پتامہ تین پشت والوں کی شردھا پوروک سیوا کر سکتا ہے۔ اور اس سے یہ نہا گیا جو کہ نتیہ کرم ہیں۔ سدھ ہو سکتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی نتیجہ پرتیت ہوتا ہے۔ کہ جتنے سمے تک ایک پرش اپنے پتروں کا جیون (سیوا) کر سکتا ہے اس میں پتری لوک میں جو پاپی اور پُنی آتماؤں کے ایک سنگ رہنے سے ایشور کے انشانتی دنیائے) میں دوش آتا ہے۔ وہ بھی نہ رہے گا۔
پورانک۔ تمہاری ان باتوں سے تو گرڑ پوران جھوٹا پرتیت (معلوم) ہوتا ہے۔ کیا

ویاس جی کا بنایا جھوٹا ہو سکتا ہے۔

آریہ سماجی۔ تمہارے گرڑ پوران کا متھیا ہونا تو اُس کی باتوں سے خود ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور کرشن جی کی بنائی ہوئی گیتا اور گوتم رشی کے بنائے نیائے درشن کے پڑھنے سے یہ سروتھا متھیا پرتیت ہوتا ہے۔

پورانک۔ کیونکر متھیا ہے؟ ذرا کہو!

آریہ سماجی۔ سُنو تمہارے گرڑ پوران میں لکھا ہے۔ کہ جب جیو مرتا ہے۔ تب یم کے دُوت اس کو لینے آتے ہیں۔ اور پھر لکھا ہے ویترنی ندی کے کنارے تک پہنچاتے ہیں جس کے پُتر ویترنی پار کرانے کو گئو دان کر دیتے ہیں۔ وہ پار جاتا ہے۔ نہیں تو ندی میں ڈوب جاوے۔ بھلا اگر کوئی پوچھے۔ مہاراج یم کے دوت نکمے ہیں کیا جس کو یم دوار میں لیجانے کو وہ لائے تھے۔ وہ ندی میں ڈوب جاوے۔ تو پھر یم کے دُوت کیوں آئے تھے۔ اور جو یہاں ندی میں ڈوب جاویں وہ تو یم کے دونوں کے ساتھ یم لوک میں جاویں۔ ویترنی میں ڈوب کر کہاں جانا ہوگا۔ کیونکہ جیو تو نتیہ ہے۔ اور ندی آدی میں شریر ڈوبتا ہے۔ پس وہ تو یہاں جلایا گیا۔ ہمارے بہت سے بھولے بھائی یہ کہدینگے۔ کہ دشگاتر کرنے سے دس روز میں شریر تیار ہو جائیگا پرنتو دس روز تک جیو کہاں رہیگا۔ اور جو لوگ بن میں مر جاتے ہیں، اُن کا دشگاتر آدی کبھی کچھ نہیں ہوا۔ وہ کہاں جائینگے؟ ہمارے پورانک بھائی کہینگے کہ وہ پریت ہوگا۔ پرنتو اُن سے پریت بھاو پوچھا جاوے۔ تو وہ یونی (عالم جنات) بتادینگے پرنتو گوتم رشی کے سوتر سے

"पुनरुत्पत्तिः प्रेत्यभावः"

یہ سدھ ہوتا ہے۔ کہ پریت بھاو پُنر جنم کا نام ہے۔ اس سوتر کے ویاکھیان میں واتسیاین مُنی نے اچھی طرح نرنے کر دیا ہے۔ اور کرشن چندر مہاراج گیتا میں لکھتے ہیں

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय। नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि

। तथा शरीराणि विहाय जीर्णान्यन्यानि संयाति नवानि देही ॥

ارتھ۔ جیسے منشیہ پُرانے کپڑوں کو چھوڑ کر نئے کپڑوں کو پہن لیتا ہے۔ اسی طرح جیو پُرانے جسم کو چھوڑ کر نئے جسم (شریر) کو دھارن کرتا ہے۔ اسے دیش کے سپوتو! اب

جیتے ماتا پتا کا ستکار اور سیون کیجیئے۔ دھرم کے سوائے اور سب پدارتھ دیکر بھی اُن کا مان (ادب) کیجیے۔ جہاں تک ہو سکے اُن کی آگیا کا پالن کرو۔ کبھی بھی اُن کی بے عزتی (انادر) نہ کرو۔ اسی میں تمہارا کلیان ہے۔ یہی منشیہ جیون کا پھل ہے ۔ اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

شری سوامی درشنانند سرسوتی جی کرت پستکیں شاستروں اُپنشدوں کے اردو ترجمے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نیائے درشن مصنفہ مہامنی گوتم جی بمعہ اردو ترجمہ	عہ ر	وچیتر برہمچاری اردو	۵ر
وشیشک درشن مصنفہ مہامنی کناد جی ،،	عہ ر	،، ،، ہندی	۳ر
سانکھیہ درشن مصنفہ مہامنی کپل جی ،،	عہ ر	درشنانند گرنتھ سنگرہ بھاشا	ھ ر
ویدانت درشن جلد اول ،،	سہ ر	بال سکشا بھاشا	۰ر
آریہ سدھانت ہندی	۱۰ر	دیاکھیان مکتا ولی اردو کلاں دونوں حصہ	ے ر
نیائے درشن آریہ بھاشیہ ہندی	عہ ر	سوامی شنکر آچاریہ کے پرم گورو گوڑ	
وشیشک ،، ،، ،،	عہ ر	پادآچاریہ کی مانڈوکیہ اُپنشد پر	
سانکھیہ ،، ،، ،،	عہ ر	لکھی ہوئی آگم پاد۔ تتھ واد۔ ادویت	
ایشور سدھی وپراپتی اردو	۳ر	واد اور آلات شانتی پرکرن کارکائیں	
ست برتی مہان تند ،،	۸ر	بمعہ ترجمہ اردو و ریویو۔	
کتھا چندراودے ،،	۶ر	اُپنشد پرکاش یعنی چھ اُپنشدیں بمعہ	
ملہمان و قرآن کی سوانحمری و تعلیم اردو	۴ر	لفظی اردو ترجمہ اور ویاکھیا بطور سوال و	عہ
عقاید اسلام پر عقلی نقرسات نمبر	۳ر	جواب ایک جلد میں تقریباً ۸ سو صفحے کلاں	۱۲ر
نئی اور پُرانی تعلیم کا مقابلہ اردو	ار	تتو ویتا رشی کی کتھا اردو	۸ر
مکتی سے جیو لوٹتا ہے ،،	ار	کیا کپل ناستک تھا؟	ار
		دھرم ویر اردو	۸ر
اوڈیات کے چار انگ ،،	۲	وید اور بائیبل	۶ر

مرتک شرادھ

مصنفہ

شریمان سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

نیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور روڈ

لاہور

پوہ بکرمی سمبت ۱۹۸۱

آریہ سمبت ۱۹۶۰۸۵۳۰۲۵

دیانند ابد ۱۰۰

جنوری ۱۹۲۵ء

نے

پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام رگھونندن شرما پرنٹر کے

چھپوایا

بار ششم

تعداد ۱۰۰۰

مرتک شرادھ
اوم

شرادھ شبد کا ارتھ شردھا یعنی دل میں عزت دکھلا کرنا ہے۔ اور جو دل میں رشیوں کی عزت قائم کر کے کیا جاتا ہے۔ وہ رشی شرادھ کہلاتا ہے۔ اور جو پتروں کے واسطے کیا جاتا ہے۔ وہ پتری شرادھ کہلاتا ہے۔ انسان کے روزانہ کے فرائض جو پنچ مہایگیہ کہلاتے ہیں۔ اس میں پتری شرادھ موجود ہے۔ گویا یہ کرم نتیہ کرم میں شامل ہے جس کو کرنا ہر انسان کے واسطے لازمی ہے۔ لیکن آج کل اس شرادھ کے معاملہ میں ایک اور جھگڑا شروع ہو گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ شرادھ جیتے پتروں کا ہو یا مُردوں کا۔ پورانک لوگ تو جیتے پتروں کی جگہ مُردوں کا شرادھ کراتے ہیں۔ اور آریہ لوگ زندہ پتروں کا شرادھ کرنا بتلاتے ہیں۔ شرادھ کرم تو آریہ۔ پورانکوں میں ایک ہی ہے۔ لیکن پورانک لوگ اسو یعنی کنوار ماس کے پہلے پکش کے پندرہ دنوں میں شرادھ کرنا خاص کر ضروری دھرم مانتے ہیں۔ اور جس دن کوئی مرا ہو۔ اس دن بھی شرادھ کرنا ان کا لازمی ہے۔ اب اس معاملہ کا فیصلہ کرنا کہ شرادھ مُردوں کا ہو یا جیتوں کا زیر بحث ہے۔ لیکن اتنی بات میں دونوں پکش متفق ہیں۔ کہ شرادھ پتروں کا ہوتا ہے۔ زندوں کا پتر ہونا تو مسلمہ فریقین ہے۔ لیکن مُردوں کے پتر ہونے میں آریہ سماج اعتراض کرتا ہے۔ دھرم سبھا اور پنڈت بھیم سین جی جو مُردوں کے شرادھ کو وید وکت کرم مانتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ پہلے مُردوں میں پتری دھرم کو ثابت کریں۔ اور یہ بھی ثابت کریں۔ کہ مُردوں میں پتری دھرم کب تک رہتا ہے۔ پنڈت بھیم سین جی کا یہ لکھنا کہ شرادھ ایک کرم کا نام ہے۔ اس کے ساتھ مرت اور جیوت شبد لگانا شاستر کو ٹھیک نہیں۔ ایسا ہی ہے۔ کہ جیسے کوئی مورتی پوجک کہے کہ اپاسنا یا پوجا ایک کرم کا نام ہے۔ اس میں جڑ یا چیتن کا جھگڑا لگانا ٹھیک نہیں۔ یا شبد پرمان ماننا آستک پن ہے۔ اس میں نئے اور پورانے یا ست اور جھوٹ کا بکھیڑا لگانا ٹھیک نہیں۔ مہاراج یہ تو آپ کی کمزوری ہے۔ کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ آپ کے مانے ہوئے دھرم شاستر کاروں نے لکھا ہے۔

आर्षं धर्मो पदेशं चवेद शास्त्राविरोधिना
यस्तर्केणानु संधत्तेसधर्म वेदने तरः॥ १२। १०६ ॥

ارتھ:- رشیوں کا بتلایا ہوا جو وید شاستر میں لکھا ہوا ہے اور ترکوں سے تحقیقات کیا جاتا ہے۔ وہی دھرم ہے اس کے خلاف نہیں۔ جبکہ منو جی دھرم میں ترک کا دخل مانتے ہیں تو آپ کا یہ لکھنا کہ شرادھ میں مرتک اور جیوت کا شبد لگانا شبد کے موافق ٹھیک نہیں کیا یہ وچار کرنا کہ پتری دھرم مردوں میں رہتا ہے یا جیتوں میں ترک سے باہر ہے۔ ترک کو تو ویدک مضامین میں بھی دخل دیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے :-

श्रोतव्यःश्रुतिवाक्येभ्यो मन्तव्य श्चोप पत्तिभिः।
मत्वाथ सततध्येय एते दर्शन हेतवः॥

ارتھ - شرتی یعنی وید کے واکیوں سے سنو اور اس کو یکتی یعنی دلائل سے تحقیقات کرو اور جب اچھی طرح سے تحقیقات ہو جاوے۔ تب اسے عمل میں لاؤ۔ یہی پھل ہونے کے اسباب ہیں۔ ویدک دھرم کے تمام آچاریوں نے دھرم میں عقل کے دخل کو تسلیم کیا ہے۔ اب اپنے کمزور خیالوں کو بچانے کے واسطے دھرم کو ترک سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں مہاتما منو نے دھرم کے واسطے پرمان مقرر کئے ہیں۔ وہاں بھی لکھا ہے -

श्रुति स्मृति सदाचारः चतुर्थं च प्रिय मात्मनः एतच्चतुर्विधं
प्राहु साक्षा दर्थमस्य लक्षणम॥ २।१२॥

ارتھ - شرتی یعنی وید سمرتی یعنی رشیوں کی پستک۔ سداچار یعنی دھرماتما پرشوں کا آچار اور آتما یعنی بدھی کے موافق ہونا یہ چار قسم کا ساکشات دھرم کہلاتا ہے اگر نیائے درشن کو دیکھا جائے تو وہاں بھی شبد پرمان کی تعریف سے ایسا ہی ملتا ہے۔ جس نے دھرم کو ساکشات کر کے اپدیش کیا ہو۔ دیکھو نیائے درشن : دھیائے

आप्तोपदेशः शब्दः॥१।१।७॥ اول کا ساتواں سوتر اور اس کا باتسیاین بھاشیہ

आप्तः खलु साक्षात्कृत धर्मा यथा दृष्टस्यार्थस्य चिख्या
पयिषया प्रयुक्त उपदेष्टा साक्षात्करणमर्थस्याप्तिस्तया प्रवर्तत

इत्याप्तः ऋष्यार्यम्लेच्छानां समानं लक्षणम् ॥

ارتھ - آپت اسے کہتے ہیں کہ جس نے یقین صفت اور موصوف کے تعلق کو پرتیکش کر لیا یعنی ٹھیک طور پر جان لیا - جیسے دیکھی ہوئی باتوں کو کوئی شخص اُپدیش کرے - ارتھ کو پرتیکش کرنا ہی آپتی کہلاتی ہے - جسکو یہ حاصل ہو وہ آپت کہلاتا ہے - اب اس شبد کو تقسیم کرتے ہیں -

स द्विविधो दृष्टादृष्टार्थत्वात् ।१।८॥

यस्येह दृश्यतेऽर्थः स दृष्टार्थः यस्यामुत्र प्रतीयते सोऽदृष्टार्थः एवमृषिलौकिकवाक्यानां विभाग इति किमर्थं पुनरिदमुच्यते स न मन्येत दृष्टार्थ एवाप्तोपदेशः प्रमाणम् अर्थस्यावधारणादिति। अदृष्टार्थोऽपि प्रमाणम् अर्थस्यानुमानादिति। किं पुनरत्र येन प्रमाणेनार्थं ज्ञात्वा प्रमातव्यमिति

ارتھ - وہ شبد دو قسم کا ہے - جس کا ارتھ یہاں نظر آوے - وہ درشٹارتھ ہے - اور جسکے ارتھ کا آگے ہونا معلوم ہو - وہ ادرشٹارتھ ہے - یہ دنیاوی کاموں کے متعلق ایک شبد کی دو قسمیں کی گئی ہیں -

سوال - پھر یہ کیوں کہتے ہو ؟

جواب - وہ یہ نہ مان لے کہ درشٹارتھ میں ہی آپت اپدیش کا پرمان ہے ارتھ کے معلوم کرنے سے - بلکہ یہ بھی مان لے کہ شبد ادرشٹارتھ میں بھی پرمان ہے - ارتھ کے انومان ہونے سے فقط

ناظرین وہ تمام بالتسائن کے بھاشیہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ جو ارتھ پرتیکش اور انومان سے ثابت ہو سکے اس کے متعلق شبد پرمان ہو سکتا ہے - درشٹارتھ کو تو پرتیکش سے دیکھ سکتے ہیں اور ادرشٹارتھ کو انومان سے معلوم کر سکتے ہیں - جس ارتھ کو پرتیکش اور انومان دونوں نہیں بتلا سکتے ہوں - اس ارتھ کے بتانے والا اپدیش ہی نہیں کہلا سکتا - کیونکہ ایسے ارتھ کے ہونے نہ ہونے کے متعلق پرمان ہی نہیں - اب انومان کے واسطے ویاپتی یعنی تعلق کا ثابت کرنا ضروری ہے - جہاں تعلق ہی ثابت نہ ہو وہاں انومان ہی نہیں ہو سکتا - اسواسطے ترتیب شرادھ کیواسطے جبتک یہ نہ ثابت کیا جاوے - پتاوں میں پتہ ہی دھرم رہتا ہے - اور اسکے شرادھ کا پھل پرتیکش یا انومان سے ثابت ہونیکے لائق ہے

تب تک وہ نرنک شرادھ کا بتلانیوالا آپت نہیں کہلا سکتا - اگر کہو ہم ویدوں میں ثابت کرینگے کہ مرتک میں
پتری دھرم رہتا ہے تو ویدوں سے ثابت ہونے کے بعد تو ہر ایک آستک کا فرض ہے کہ اسے بلا دلیل
صحیح مانے - لیکن آپ بدھی کے خلاف ارتھ کریں گے - اس کے صحیح ہونے کے واسطے آپ کے
پاس کیا پرمان ہے - کیونکہ وید بدھی کی سہائتا کے واسطے بنائے گئے اور اس میں جو
کچھ لکھا ہے - وہ سب بدھی کے انوکول لکھا ہے - جیسا کہ مہاتما کناد جی نے لکھا ہے -

बुद्धि पूर्वा वाक्य कृतिर्वेदे ॥६।१।१॥

ارتھ - ویدوں کی رچنا اس کے بنانے والے نے بدھی کے موافق کی ہے - یا یہ کہ وید بدھی کے
موافق یعنی مدد دینے والے بنائے گئے ہیں - جبکہ وید بدھی کے موافق بنائے گئے ہیں - اس واسطے
ویدک مضامین کی عقلی طور پر تحقیقات کرنے سے کوئی ہرج واقع نہیں اب ہم آپکے پتری شرادھ
کی تحقیقات کرنا چاہتے ہیں - تو پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پتا پتر کا سمبندھ جیو میں ہے یا
شریر میں یا وششٹ میں یعنی دونوں کے ملاپ میں - کیونکہ جس میں ہمارا پتری سمبندھ ہوگا -
اس کا شرادھ کرنے سے ہم پتری شرادھ کے کرنیوالے کہلائینگے - پہلے یہ خیال پیدا ہوتا ہے -
کہ پتا پتر کا سمبندھ شریر میں ہے کیونکہ پتا کے ویریہ سے ہمارا شریر پیدا ہوا ہے - لیکن یہ
بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی - کیونکہ اگر پتا پتر کا سمبندھ شریر میں مانا جاوے - تو شریر کے داہ
کرنے سے پتر کو پتری ہتیا کا پاپ لگیگا - کیونکہ شریر ہی پتا تھا - لیکن مہاتما گوتم جی نے شریر کے
داہ کرنے یعنی جلانے میں پاتک یعنی گناہ نہیں مانا - دیکھو نیائے درشن ادھیائے ۳ سوتر ۴ -

शरीरदाहे पातकाभावात् ॥३।१।४॥

ارتھ - یہ سوتر مہاتما گوتم جی نے آتما کی ہستی کے ثبوت میں دیا ہے - جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر
جسم اور اندریوں کے سوائے کوئی آتما نہ ہوتا تو جسم کے جلانے میں یہ پاپ ہوتا - چونکہ جسم کے جلانے
میں پاپ نہیں ہوتا - اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آتما جسم سے علیحدہ ہے پاپ نہیں ہوتا - اسکا
مطلب یہ ہے کہ ویدنے شریر کے جلانے میں پاپ نہیں مانا - جب یہ ثابت ہو گیا کہ پتا پتر کا
سمبندھ شریر میں نہیں - شریر کو جلانے سے پتری ہتیا کا پاپ ہوتا تھا - تب یہ خیال ہوتا
ہے - کہ پتر کا سمبندھ جیو یعنی روح میں ہے - یعنی پتر کا آتما پتا کے آتما سے پیدا
ہوتا ہے - جیسا کہ براہمن گرنتھوں میں لکھا ہے :-

आत्मा वै जायते पुत्रः॥

یعنی آتما ہی پتر روپ ہو جاتا ہے - لیکن تمام شاستر کاروں نے آتما کو انادی اور ننتیہ مانا ہے - جب آتما پیدا ہی نہیں ہوا تو وہ پتر کسطرح کہلا سکتا ہے - جیو آتما نتیہ ہو نیسے لکھا ہیں - اور مہابھارت کو دیکھنے سے اس کا اور بھی ثبوت مل جاتا ہے کہ پتا پتر وغیرہ سب تعلق کرم کے تعلق سے پیدا ہو رہے ہیں - جس وقت سکھدیو جی کو ویراگ ہو گیا اور وہ گھر سے چلے تو دیاس جی نے ان کو پتر کہکر پکارا - تب سکھدیو جی نے کہا - آتما میں پتا پتر سو بہاد نہیں کئی جنموں میں تو میرا پتر ہوا - اور یہ بات کرم سمبندھ سے ممکن بھی معلوم ہوتی ہے - اس واسطے پتا پتر کا سمبندھ وششٹ میں معلوم ہوتا ہے - یعنی پتا کا شریر اور جیو ملکر پتر کے شریر اور جیو کو ظاہر کرنیوالا ہے - جبتک پتا کے شریر کا سمبندھ ہے - اور جبتک پتر کے موجودہ شریر اور جیو کا سمبندھ ہے تب تک ہی ان میں پتا پتر کا سمبندھ ہے اور جب جیو اور شریر کا سمبندھ ٹوٹ جانے سے وششٹ نہیں رہیگا - تب یہ سمبندھ نہیں رہے گا - جیو اور شریر کا سمبندھ زندگی میں رہتا ہے - اسواسطے صاف ثابت ہے کہ پتا پتر کا سمبندھ بھی زندوں میں رہتا ہے - مردوں میں وششٹ کے ناش ہو جانیسے پتری دھرم ہی نہیں رہتا - جہاں پتری دھرم نہ ہو - وہاں پتری شرادھ کیا - کیونکہ جو رشی ہو اس کا شرادھ کرنے سے رشی شرادھ ہوتا ہے - جس میں رشی دھرم نہیں - اس کا شرادھ کرنے سے رشی شرادھ نہیں ہوتا - اس واسطے مہاتما کناد جی نے وشیشک درشن میں لکھا ہے -

वृद्धि पूर्वो ददाति:६।१।३।स्वर्गका मस्पी दयामदेवहान
प्रति पादनं सहति साधनंनाज्ञ तनजन्यं ॥

ارتھ - شرادھ آدی دان وغیرہ سب ودھی پوروک کئے جاتے ہیں - جب یہ جان لیتے ہیں - کہ جس کے واسطے ہم دان کرتے ہیں - وہ دان کا پاتر ہے - تب ہی اس کا پھل ملتا ہے - اگر وہ دان کا پاتر نہ ہو تو اسکو دان دینے سے دان کا پھل نہیں ملتا - لوک میں بھی دیکھا جاتا ہے - کہ جو جس کام پر مقرر ہے اسی کو دینے سے گورنمنٹ ذمہ وار ہوتی ہے - راہ چلتے ادھکاری کو دینے سے خواہ وہ گورنمنٹ ہی کا کیوں نہ ہو - گورنمنٹ اس کی ذمہ دار نہیں ہوتی - اس طرح پر جس میں پتری دھرم ہے - وہی پتری شرادھ کا ادھیکاری ہے - جس میں پتری دھرم نہیں - وہ پتری

شرادھ کا ادھیکاری ہی نہیں - اور جو پتری شرادھ کا ادھیکاری نہ ہو - اس کا شرادھ کرنا پتری شرادھ کہلا ہی کسطرح سکتا ہے - رہا یہ کہ پہلے سوامی جی مانتے تھے یہ ممکن ہے - کیونکہ سوامی جی نے کل ویدوں کا ایک دن میں ہی فیصلہ نہیں کر لیا تھا - جس طرح پرودہ ویدوں کا دچار اور وید بھاشیہ کرتے گئے - اسی طرح جتنا اویدک پاتے گئے چھوڑتے گئے - لیکن آخر میں سوامی جی مانتے تھے - آپ کا یہ لکھنا بالکل سچائی کے خلاف ہے - آپ سوامی جی کو ہر جگہ آپ جیسا بتلانے کی کوشش کرتے ہیں - یہ سراسر بھول ہے - چراغ مردہ کجا چشمہ آفتاب کجا - کہاں وہ شخص جو آٹھ برس ہوئے صرف تیس روپے ماہوار کا نوکر تھا - جو اب تک عورت بچوں کی محبت میں پھنسا ہوا گول مول لکھنے کا عادی تھا - اور کہاں بال برہمچاری پر اُپکاری سنیاسی - کہ جس نے تمام دنیا کی اویدک کوریتیوں کو دور کرنے کا بیڑا اٹھایا - اور کاشی جیسے ودیا کے نگر پوپ گڑھ میں اکیلے سینکڑوں پنڈتوں سے شاستراتھ کیا عجب تک آپ کاشی میں جا کر شاستراتھ نہ کر لیں - تب تک آپ کو شاستروں اور براہمن گرنتھوں کا جاننے والا نہیں مان سکتے - آپ اپنے منہ سے کچھ ہی کہیں اور اپنی قلم سے کچھ ہی لکھدیں - یہ آپ کا اختیار ہے - اور آپ نے جو سنسکار ودھی کا یہ واکیہ لکھا ہے

पितरः शुन्धध्वम् ॥

اس منتر سے ترپن کرنا لکھا ہے - کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں - کہ مرتک پتروں کا ترپن کرنا لکھا ہے - نہیں تو یہ منو کے اس شلوک کے جو مہا درتن کے متعلق ادھیائے تین میں لکھا ہے - کہ اپنے پتا کو پلنگ پر بٹھلا کر اپنے دھرم اظہار کے واسطے دل یا پانی یا گھی وغیرہ اشیاء سے اس کی پوجا کرے -

گر یہ سوتر میں ترپن ہی اس منتر سے لیا ہے اور سوامی جی نے اس منتر سے ترپن لیا ہے - اس لکھ دینے سے یہ کسطرح ثابت ہو گیا - کہ مرتک پتروں کا ترپن لکھا ہے - جب تک مرتک میں پتری دھرم کا ہونا ثابت نہ کر لیں - تب تک آپ کی تحریر سراسر غلط سمجھی جاوے گی - جب کہ مرتک میں پتری دھرم ہی نہیں رہتا تو مرتک شرادھ کے اویدک ہونے میں شک ہی کیا - آپ کا یہ دعوے کہ جیسے سورتی پوجنے لوگ مورتی وید انوکول نہیں ٹھہرا سکتے ہیں - آپ یہ مرتک شرادھ

کو وید وردھ ثابت ہنیں کر سکتے -

پنڈت جی مہاراج ہم آپ کو زور سے چیلنج دیتے ہیں کہ پہلے آپ ویدک پرمان اور دلائل سے مرتکوں میں پتری دھرم کا ہونا تو ثابت کریں - جب کہ مرتکوں میں پتری دھرم ہی ہنیں رہتا - تو مرتک شرادھ وید وردھ صاف ثابت ہی ہے - پتری شرادھ تو وید الوکول ہے - جسکو ہر ایک آریہ مانتا ہے - پنچ مہایگیوں میں پتری یگیہ موجود ہے - بحث مرتک میں پتری دھرم کی ہے - جسکو آپ نے چھپانے کی کوشش کی ہے - آریہ سماج کا یہ دعوےٰ اگر ہوتا کہ پتروں کا شرادھ ہنیں ہونا چاہئے تب تو آپ کا یہ لیکھ کچھ وقعت بھی رکھتا تھا - آریہ سماج کا یہ دعوےٰ کہ مرتک میں پتری دھرم ہنیں رہتا - جس میں پتری دھرم نہ ہو اس کے شرادھ کو پتری شرادھ کہنا سراسر غلط ہے - پرشن کرنے والے نے بھی مرتک شرادھ کے متعلق پرشن کیا تھا - آپ نے مرتک شرادھ کو علیحدہ کرکے پرشن کرتا کی منشا کے خلاف کر دیا - سچ مچ آپ نے وہی مثال ثابت کر دی کہ سوال دیگر جواب دیگر

अस्मान् पृष्टको वदाराम चहै ॥

مہاشے جی میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ سوامی دیانند سرسوتی کے جس سدھانت کا کھنڈن کرنا چاہتے ہیں - اس کے منڈن کے واسطے تیار رہوں سب سے اول اس مرتک شرادھ پر لیکھ دوارہ بحث ہو -

چونکہ آپ نے مرتک میں پتری دھرم ثابت کرنے کے واسطے کوئی پرمان ہنیں دیا - اس واسطے یہاں زیادہ بحث ہنیں - جب آپ پرمان دینگے - تب دیا جاویگا -

اوم شانتی - شانتی - شانتی

****

رگوید — یجروید

اوم

نیوگ اور اُسکے دشمن

مصنفہ

شری سوامی درشنانند سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہریگیان مندر

نے

شری بالکنیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال پرنٹر کے چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۶ بکرمی سمت ۱۹۸۲ دیانند ابد ۱۰۱ سنہ ۱۹۲۵ء

دھرتی۔ کشما۔ دم۔ استیے۔ شوچ۔ اندری۔ نگرہ۔ دھی۔ ودیا۔ ست
اکرودھ دھرم کے دس لکشن ہیں

سام وید — اتھروید

بار چہارم

نیوگ اور اسکے دشمن

زمانہ کی عجیب رفتار ہے۔ کہ رشیوں کی سنتان کہلانیوالے لوگ رشیوں کے سدھانت کو تلانجلی دے کر من گھڑت باتوں کے ذریعے اپنے دھرم کو چلانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ مسلمان اور عیسائی صاحبان اس مسئلہ کی ماہیت کو نہ سمجھتے ہوئے اس کے مخالف تھے ہی۔ لیکن آجکل اپنے آپکو ویاس اور وششٹھ کی اولاد کہلانیوالے براہمن اور نام دھاری پنڈت آریہ سماج کے مقابلہ کیواسطے اور کسی عمدہ دلیل کے پاس نہ ہونیسے اس مسئلہ کو غلط طور پر بیان کرکے ناواقف بھولے بھالے بنیوں کشتریوں وغیرہ کو ویدک دھرم سے متنفر کرانے کی کوشش کرتے ہیں اس واسطے ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ کہ آج ہم اس بات پر وچار کریں۔ کہ آیا نیوگ کیا ہے۔ اور اس کے دشمن کون ہیں۔ جن لوگوں نے سدھانتوں کی تحقیقات کی۔ وہ کرم کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اول دھرم ان کرموں کا نام ہے جن کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں عذاب ہوتا ہے۔ دوسرے ادھرم جن کے کرنے میں عذاب اور نہ کرنے میں ثواب ہوتا ہے۔ تیسرے آپت دھرم جن کے کرنے میں نہ ثواب اور نہ ہی عذاب ہوتا ہے۔ جیسے سندھیا اگنی ہوتر وغیرہ پنچ یگیہ کرنا دھرم ہے۔ اور گوشت شراب چوری وغیرہ کی عادت ادھرم ہے۔ اور بیماری کا علاج اور جان بچانے کے واسطے لڑائی یا نیوگ وغیرہ آپت دھرم ہیں۔ بہت سے لوگوں کو یہ دھوکا دیا جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج دوسرا خاوند کرانے کی آگیا دیتا ہے۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی کہتے ہیں لیکن جو آدمی ستیارتھ پرکاش کو غور کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی دیانند نے جو لکھا ہے۔ وہ ایسا صحیح لکھا ہے۔ کہ جسکی تردید کوئی منصف مزاج آدمی نہیں کر سکتا۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش نواں ایڈیشن صفحہ ۱۱۵ و

سوال۔ جب ونش اچھیدن ہو جاوے۔ تب بھی اسکا کل نشٹ ہو جائیگا۔ اور استری پرش وبھچار آدی کرم کرکے گربھ پاتنادی (اسقاط حمل وغیرہ) بہت دشٹ کرم کرینگے۔ اسلئے پنرووا ہونا اچھا ہے۔ اس پر سوامی دیانند جی جواب دیتے ہیں۔

جواب۔ نہیں نہیں جو استری پرش برہمچریہ میں استھت رہنا چاہیں تو کوئی بھی اپدرو نہ ہوگا۔ اور جو کل کی پرم پرا رکھنے کیلئے کسی اپنی سوجاتی کا لڑکا گود لے لینگے

اس سے کل چلیگا اور ویبھچار بھی نہ ہوگا۔ اور جو برہم چریہ رکھ سکیں تو نیوگ کر کے سنتان اوتپن
کریں۔ ہم ناظرین اس عبارت کی موجودگی میں پنڈت تان سناتن دھرم سبھا کا سوامی دیانند
پر الزام لگانا کیا اُن کی سیاہ دلی کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ سوامی دیانند اس حالت میں نیوگ
کی اجازت دیتے ہیں جب برہم چریہ نہ رکھ سکیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو برہم چرج
سے استری پرش رہ سکتے ہیں۔ اُن کیواسطے نیوگ کرنیکی اجازت نہیں۔ جو برہم چرج
سے نہیں رہ سکتے ہیں ان کے واسطے لازمی طور پر دو کاموں میں ایک کرنا پڑے گا۔
خواہ وہ نیوگ کریں یا ویبھچار یعنی زناکاری کریں۔ لیکن زناکاری میں دو خرابیاں لازم
آتی ہیں۔ اول تو زناکاری کرانیوالے کسی ورن کا لحاظ نہیں رکھتے جس سے اگر اولاد پیدا ہوگی
تو ورن سنکر ہوگی۔ دوسرے زناکاری چھپ کر کی جاتی ہے۔ اس سے جب اولاد کی پیدائش ہونے
کا امکان ہوگا۔ تو شرم کے مارے عورت یا اس کے خاندان کے لوگ اسقاط حمل کراویں گے
جس سے ایک انسان کی جان جانیکے علاوہ راج دنڈ بھی بھوگنا پڑیگا۔ پس نیوگ ویبھچار یعنے
زناکاری سے پیدا ہونیوالے ورن سنکر۔ اسقاط حمل اور راج دنڈ کی بیماری کا علاج ہے۔
پس جو نیوگ کی تردید کرتا ہے۔ وہ درحقیقت زناکاری پھیلا کر دیش میں ورن سنکروں
کی امداد اور اسقاط حمل کا رواج دینا چاہتا ہے۔ چونکہ ہر شخص اپنے ہم جنس بڑھانے چاہتا
ہے۔ عیسائی عیسائی مذہب کو پھیلانا چاہتے ہیں مسلمان اسلام کے پھیلانے میں اپنا وقت
خرچ کرتے ہیں سنیاسی اپنے فرقہ کی ترقی چاہتے ہیں۔ غرضیکہ دُنیا کے اس نیم کیمطابق
معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیوگ کے دشمن یا تو ورن سنکر ہیں۔ جو اپنے ہم جنس بڑھایا چاہتے ہیں۔
یا ویبھچاری اور اسقاط حمل کے عادی ہیں۔ اور لوگوں کو اس عادت سے بہرہ ور کر کے
اپنے ہم جنسوں کی ترقی چاہتے ہیں۔ اگر کوئی کہے۔ کہ ہم پوتر دواہ سے کام لینگے۔ جیساکہ پرشن کرتا
کا مت ہے۔ تو دھرم سبھا پوتر دواہ کے بھی خلاف ہے۔ اس واسطے اس کو تو اس جواب
سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر پنڈت جوالا پرشاد جی نے ایک اور اعتراض کیا ہے
کہ سوامی دیانند نے دس خاوند کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگرچہ سوامی دیانند نے دس
خاوند کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ نیوگ کرنے کی حد بتلائی ہے۔ کہ اگر برہم چریہ قائم
نہ رکھ سکے تو نیوگ بھی کرے۔ تو دس سے آگے کا ٹرہے۔ جیسے ویدمنتر نے دس
پتر پیدا کرنے کا اپدیش کیا ہے۔ کیا وید کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان کیواسطے
دس اولاد پیدا کرنا لازمی ہے ہرگز نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ پچیس ۲۵ برس

جو گرہست آشرم کی حد ہے اسمیں سے زیادہ اولاد پیدا نہ کرے ۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ اُس حالت میں
اولاد کمزور ہو جاویگی۔ اگر کوئی آدمی ساری عمر تک برہمچاری رہے۔ تو وید اُسے پاپی نہیں بتلاتا
اگر دس اولاد پیدا کرنا لازمی ہوتا تو بھیشم وغیرہ تمام مہاتما جنھوں نے بواہ نہیں کیا پاپی ہوتے
لیکن وید کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر برہمچاری زندگی بھر نہ رہ سکے تو بواہ کرے لیکن دس سے زیادہ اولاد پیدا
نہ کرے۔ اگر بواہت پتی مرجاوے۔ یا استری مرجاوے تو زناکاری نہ کرے۔ بلکہ نیوگ کرے۔
لیکن نیوگ کی حالتمیں بھی دس اولاد سے زیادہ پیدا نہ کرے۔ افسوس جو لوگ ودھی واکیہ اور
حد کرنیوالے واکیہ کو بھی تمیز کر سکیں۔ وہ مہا اپدیشک کہلائیں مہاتما منو نے تو پہلے ہی
لکھ دیا تھا۔ کہ جس دیش میں ایسے لوگ جو پوجا کرنے لائق نہیں پوجے جاویں اور جو پوجا
کرنے لائق ہیں اُنکی پوجا نہ ہو۔ اُس دیش میں افلاس لڑائی وغیرہ بیماریاں پیدا ہو کر دکھ دیا
کرتی ہیں۔ ایسے مہا اپدیشکوں کے اُپدیش اور پوجا کا پھل ہے۔ کہ ویدک دھرم ماننے والی ہندو
جاتی آج مردوں میں شمار ہوتی ہے۔ ۷ کروڑ ہندو مسلمان ہو چکے۔ ۳۰ لاکھ ہندو عیسائی ہو
چکے۔ زناکار دغاباز اور ناستکوں کی تو کوئی تعداد ہی نہیں ہے۔ جگدیشور تو اس دیش
باسیوں کو بدھی دے۔ جو اپنے پوجیہ اور اپوجیہ میں تمیز کر سکیں۔ **سوال** سوامی دیانند
نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے۔ ہے وِدھوے تو اس مرے ہوئے پتی کی آشا
چھوڑ کے باقی پرشوں میں سے جیتے ہوئے پتی کو پراپت کیا اس سے بڑھکر کوئی خراب تعلیم ہو سکتی ہے
جواب: اگر وہی نیوگ کا ادھکار بتلانیوالا پہلا فقرہ جس کو سوامی دیانند صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵ میں بتلا
چکے اس سے ملا کر پڑھیئے۔ تو معلوم ہو۔ کہ یہ تعلیم خراب ہے۔ یا اچھی اس عبارت کو اسطرح پڑھو۔
اے ودھوا عورت اگر تو برہمچریہ سے رہ کر اپنے خاندان سے کسی لڑکے کو گود لیکر کام چلا سکے
تو بہتر ورنہ اس مرے ہوئے پتی کی آشا چھوڑ کے باقی اپنے خاندان کے ادھکاری
پرشوں میں سے جیتے ہوئے پتی کو پراپت ہو +
سوال کیا اس حالتمیں یہ تعلیم ایسے وقت میں جبکہ سامنے پتی مرا پڑا ہے بری نہیں معلوم ہوتی کیونکہ
پتی کا شوک کرنیوالی استری کو ایسے الفاظ کہنا بہت ہی برے معلوم ہوتے ہیں۔
جواب۔ روزمرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی عورتیں تو پتی سے پریم
رکھتی ہیں۔ اور اکثر جگہوں میں نفاق ہوتا ہے۔ اب جو عورت پتی سے پریم رکھتی ہے
اُس کو تو رنج ہو گا۔ وہ پہلے الفاظ کو اختیار کر سکتی ہے لیکن جو عورت پتی سے ناراض
رہتی تھی۔ ممکن ہے کہ وہ پتی کے مرنے سے وبھچارنی ہو جاوے۔ اس لئے اس

زناکاری کو دور کرنے کیواسطے اسی وقت اُپدیش کی ضرورت ہے ورنہ ممکن ہے کہ جب تک آپ شوک وغیرہ سے علیحدہ ہونکا وقت تجویز کر کے اُسے اُپدیش کریں۔ اس سے پہلے وہ زناکاری کا شکار ہو جاوے۔ جس سے نیوگ کا مطلب ہی گم ہو جاوے۔

سوال۔ کیا پتی کی زندگی میں نیوگ کرنا مناسب ہو سکتا ہے۔ یہ بہت ہی شرم کی بات ہے

جواب۔ خواہ پتی مر گیا ہو یا زندہ ہو جس حالت میں زناکاری کا خطرہ ہو۔ اسی حالت میں نیوگ کی آگیا ہے۔ کیونکہ نیوگ جس بیماری کی دوا ہے جس حالت میں اس بیماری کے پیدا ہونے کا یقین ہو جاوے۔ اسی میں نیوگ کی آگیا ہے۔

سوال: سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ اگر گربھ وتی استری سے ایک برس سماگم نہ کرنے کے سمے میں پرش سے یا دیرگھ روگی پرش کی استری سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر لے۔ اعتراض کیا گربھ وتی استری کو بھی نیوگ کراؤ گے۔ یہ کیسی آگیا ہے۔

جواب۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔ افسوس اگر آپ اس عبارت کا مطلب سمجھتے۔ تو ایسا لچر اعتراض نہ کرتے مثلاً ایک پرش کی استری گربھ وتی ہے۔ اس پرش سے ایک سال تک برہمچاری نہ رہا جاوے۔ تو اب یا تو وہ نیوگ کرے یا زناکاری کرے زناکاری سے پھر وہی خرابیاں عاید ہونگی۔ جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اسواسطے وہ شخص نیوگ کرے۔ نہ کہ گربھ وتی استری اور پرش کے دیرگھ روگی یعنی دائم المریض ہونے میں عورت سے نہ رہا جاوے۔ تو وہ زناکاری نہ کرے۔ بلکہ نیوگ کرلے۔ اگر ستیارتھ پرکاش کے اس سے اگلے الفاظ ہی پڑھ دئے جائیں۔ جن کو پڑھنے سے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کے واسطے جوالا پرشاد جی مشر نے رد کیا تھا۔ تو سوامی دیانند جی کی سچائی ظاہر ہو کر پنڈت جوالا پرشاد کے جھوٹ کی قلعی کھل جاوے۔ سوامی جی کہتے ہیں۔ پرنتو ویشیا گمن وا بیبھچار کبھی نہ کریں۔ یہ لفظ صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ جب استری کے گربھ وتی ہونے کی حالت میں پرش سے نہ رہا جاوے۔ تو وہ ویشیا گمن نہ کرے۔ بلکہ نیوگ کرلے ایسے ہی پرش کے دائم المریض ہونے کی حالت میں اگر عورت سے نہ رہا جاوے۔ تو چھپ کر بیبھچار یعنی زناکاری نہ کرے۔ بلکہ نیوگ کرلے۔ اس قسم کے صاف الفاظ کی موجودگی میں جوالا پرشاد جی کا سوامی دیانند جی سرستی پر الزام لگانا اُن کی غرض کا پتہ دے رہا ہے۔

سوال۔ جبکہ پراشر سمرتی میں لکھا ہے۔ کہ کل جگ میں پانچ باتیں منع ہیں

ایک گھوڑے کو مار کر ہون کرنا۔ دوسرے گئو کو مار کر ہون کرنا۔ تیسرے سنیاس چوتھے مانس کے پنڈ دینا۔ پانچویں دیور سے سنتان پیدا کرنا۔

جواب: اس تمہارے ثبوت سے تم کو پتہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ ست جگ۔ دواپر اور تریتا جگ میں نیوگ جائز تھا صرف کلجگ میں اس کی ممانعت ہے۔ گویا نیوگ کرنیوالے ست یگی دھرم کو مانتے ہیں۔ اور نیوگ نہ کرنے والے کلجگی دھرم کو۔ لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ جس کا نام ست یگ رکھا جاوے۔ اس میں گئو مار کر ہون کی جاوے جس کو کہ ویدوں نے اگھنیا یعنی نہ مارنے لائق لکھا ہے۔ کیا کوئی عقلمند تسلیم کریگا کہ ست یگ تریتا یگ اور دواپر میں وید کے ورودھ کرنا دھرم خیال کیا جاتا ہو۔ اور کل جگ میں اس کی ممانعت ہو۔ اس شلوک کے مضمون سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اس زمانہ میں بنا ہے۔ کہ جب بام مارگ کے سبب سے یگیوں میں ہنسا کا پرچار جاری ہو چکا تھا۔ اور مردہ پتروں کے ماننے والے پیدا ہو چکے تھے اور گوشت کے پنڈ دینے کا رواج ہو چکا تھا۔ لیکن اس سے بھی ٹپکتا ہے کہ اس شلوک کو آج تک ودوانوں نے پرمان تسلیم نہیں کیا۔ یہ تو خیال نہیں ہو سکتا کہ اس شلوک کے بننے کے بعد پاراشری پڑھنے پڑھانے والوں نے اسے نہ دیکھا ہو لیکن اس شلوک میں سنیاس کو بھی کلجگ میں منع کیا ہے لیکن کل جگ میں سنیاسیوں کے بڑے بڑے آچاریہ ہوئے ہیں۔ جہاں سنیاسیوں کے گیارہ آچاریہ مانے گئے ہیں۔ ان میں شکدیو، گوڑپاد آچاریہ، گووند آچاریہ اور شنکر آچاریہ تو اس شلوک کے بننے کے بعد سنیاسی ہوئے ہیں۔ کیونکہ پراشر جی ویاس جی کے پتا تھے اور شکدیو جی ویاس جی کے پتر جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو ان لوگوں کے بعد یہ شلوک بنا لیا۔ یا ان لوگوں نے اس شلوک کو پرمان ہی خیال نہیں کیا۔ اس شلوک کو پرمان مانکر کوئی کل جگ میں سنیاسی ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن کاشی میں سوامی وشودھانند سرسوتی سوامی بھاسکرانند سرسوتی گوڑ سوامی نارائن آشرم سوامی ہنسانند جی میرٹھ اور شنکر آچاریہ کے نام پرسدھ ہیں۔ ایک شنکر آچاریہ شاردا مٹھ کے اس پہلے بھیس میں ہی چکر لگا گئے کیا یہ سارے سنیاسی اور آچاریہ [illegible] جو کل جگ میں سنیاس لے رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ودوان لوگ اس شلوک کی ہستی سے واقف ہیں۔ اور اسے کچھ زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ جن پراشر جی کے نام سے یہ شلوک بنایا گیا ہے۔

انہوں نے تو یہ نیوگ کیا ہے۔ اُن کے خلاف اہل سنیہ ویاس جی نے چترانگد اور چترویریہ کی استری
ننیا اور امبالکا سے نیوگ کرکے دھرت راشٹر اور پانڈو کو پیدا کیا۔ اور داسی کے ساتھ نیوگ کرنے
سے بدر جی پیدا ہوئے۔ ارجن وغیرہ پانڈو بھی ایسی نیوگ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر نیوگ سے پیدا شدہ
اولاد حرامی کہلاوے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو یہ غلطی ہے کیونکہ نیوگ کی اگر اولاد حرامی سمجھا ہوتی
(اِس طرح مہاتما کرشن جو کہ سناتن دھرمیوں کے خیال میں ایشور کے اوتار اور یادو کشتری
تھے۔ اپنی بہن کی شادی ارجن سے ہونا پسند کرتے۔ کوئی بھی رشی وسشٹھ اور ویاس کے خاندان
کا نام تک نہیں ہو سکتا۔ اگر نیوگ ناجائز ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دو جنوں میں نیوگ کی
اجازت نہیں گویا وہ ثابت کرتے ہیں کہ ویاس وسشٹھ ارجن وغیرہ دوج نہ تھے یا ان
ایسی سمجھ پر پنڈت جوالا پرشاد جی کے نیوگ کا مسئلہ اُڑانے کے واسطے اس نیوگ کے
متعلق جو پتی کے پردیس جانے کی حالت میں بتایا ہے۔ یہ کہا تھا۔ اگر نیک پتی سے استری
حاملہ ہو جاوے۔ اور اصل پتی آجاوے۔ تو ضرور ہے کہ دونوں میں جھگڑا ہوگا کہ یہ لڑکا ہمارا
ہے۔ گویا لاٹھیوں تک نوبت آئیگی۔ پنڈت جی نے شاید نیوگ کرنے والوں کو مہا منڈل کا
ہی اپدیشک سمجھ لیا ہوگا۔ کہ وہ دکشنا کے خیال یا ایک دوسرے کی عزت زیادہ ہونے
لٹھم لٹھ کرتے ہیں۔ رجسٹرڈ مہا منڈل کا جھگڑا اخبار بنگ باسی بھارت مترا اور ونکٹیشر
کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن پنڈت جی ایسی قسم کا لٹھم لٹھا ویبھچار
یعنی زناکاروں میں ہوتا ہے اور نیوگ کرنیوالے مجبوری کی حالت میں ہر
کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے وہ لڑائی نہیں کیا کرتے۔ اس کا ثبوت پانچ پتی ہونے
سے ہی ہے۔ کیا کبھی لڑائی ہوئی ہرگز نہیں۔ جناب من اپنا نیوگ آپکے دھرم سے
منسرتی ویاس وسشٹھ اور ارجن جیسے مہاتماؤں نے کیا ہے جو ست یگ تریتا اور
دواپر میں ادھیکار کے موافق ہوتا تھا۔ اس کے مخالف وہ لوگ ہیں جو ویشیا گمن کو
پاپ نہیں سمجھتے۔ جو اسقاط حمل کو بُرا خیال نہیں کرتے۔ جو ورن سنکروں کی تعداد
بڑھانا چاہتے ہیں اور ادھرم کے یہانتک عادی ہو گئے ہیں۔ کہ آپ بڈھے ہونے پر دس
سے زیادہ شادی کرتے جائیں اپنی بیچاری عورتوں کو شودر بنا کر ان پر ظلم کرنا جائز خیال کرتے
ہیں۔ رشی دیانند دھرم کا آچاریہ تھا جس کا ثبوت صاف اس بات سے مل جاتا ہے
کہ ایک طرف ۱۲ کروڑ عیسائی ایک طرف ۵۲ کروڑ بودھ ایک طرف ۲ کروڑ مسلمان
ایک طرف ۲۰ کروڑ ہندو یہودی وغیرہ علیحدہ غرضیکہ ڈیڑھ ارب آدمی دوسری

طرف بال برہمچاری پراوپکاری سوامی دیانند سرسوتی جس نے تمام دنیا کو دکھلا دیا۔ کہ ویدک
دہرم کے ماننے والے برہمچاریوں میں طاقت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ایشور کا بھروسہ سے
کر تمام دنیا کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ نہیں نہیں تمام دنیا کو شکست دے سکتے ہیں۔
آپ برہمچریہ سے شونیہ گروہ میں شامل ہیں۔ آپ لوگ دکشنا کے واسطے آپس میں جھگڑ
سکتے ہیں۔ اس حالت میں آپ رشی دیانند کا مقابلہ کرنا تو درکنار کسی آریہ سماج کے
اپدیشک کا جو رشی دیانند کے موٹے موٹے سدھانتوں کو بھی سمجھ چکا ہو۔ مقابلہ نہیں کر سکتے
ہم آپ کو اس ٹریکٹ کے ذریعہ سے چیلنج دیتے ہیں۔ کہ آپ گوروکل بدایوں کے ودیارتھیوں
سے سنسکرت میں لیکھہ دوارا شاستراتھ کریں۔ آپ کی ساری لیاقت کا ثبوت تو
گوناور کے شاستراتھ میں ہو گیا۔ جہاں آپ نے کہا تھا۔ کہ آپ نے مجھے نیائے
درشن کے جھنجھٹ میں ڈال دیا۔ ہم سناتن دھرم کے منتری اور پردھان وغیرہ
مہاشیوں کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ سچ مچ اپنے دھرم کو سچا سمجھتے ہیں۔ تو پنڈت
بھیم سین جی اور جوالا دت مشر کو بلا کر انکا آریہ سماج کے پنڈتوں سے شاستراتھ کرا کر نرنے کریں۔ اگر جوالا دت
وغیرہ کا پکش سچا ہو تو اس کو قبول کریں ورنہ ویدک دہرم کی شرن میں آویں۔ لیکن پورانک دہرم
کا سچا ثابت ہونا محال ہے۔ جسکے وجوہات درج ذیل ہیں (۱) جس دہرم میں وشنو بھگوان پر جالندر دیت
کی استری برندا کا پتی ورت دہرم گرانیکے واسطے دھوکے سے زنا کرنیکا الزام لگایا گیا ہو اور برندا کے شاپ سے شو کا پتھر ہو جانا
اور وشنو کا شاپ سے برندا کا درخت ہونا لکھا ہو۔ اسکو کون سچ ثابت کر سکتا ہے۔ دیکھو پدم پوران یا کارتک مہاتم
تلسی سالگرام کی کتھا (۲) جس دہرم میں وشنو کا نر کٹ جانا لکھا ہو۔ کیا اسے کوئی سچ ثابت کر سکتا ہے۔ دیکھو
بھاگوت سے نگر یودیوتا کی کتھا (۳) جس دہرم میں بکرے کا سر بلیدان کرنا لکھا ہو اسکو کوئی کیسے سچ ثابت
کریگا۔ یہ پیلا تو جوالا مکھی کانگڑہ بندھیاچل کاشی کلکتہ کی کالی کے مندروں کے دیکھنے سے سپشٹ ثابت ہے
(۴) جس دہرم میں چکرانکت یعنی رامانوجی لوگوں کے ساتھ رہنے سے ہی برہم ہتیا کا پاپ ہے۔ اسے سچا ثابت
کرنا ناممکن ہے (۵) جس دہرم میں پانچ پتی والی دروپدی کی گئی جسنے نیوگ سے پانچ سنتان پیدا کیے۔ نارا
جس نے نیوگ با پتیورتا کیا۔ مندودری اہلیا وغیرہ کنیا کہلائیں۔ وہ دہرم کس طرح سچ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہم نہیں
چاہتے۔ کہ پورانوں کی قلعی کھولکر مردہ ہندو دہرم کو اور بھی گرانے کی کوشش کریں لیکن پھر بھی اسلئے لکھا
ہے۔ کہ جس سے سمجھدار ہندوؤں کو معلوم ہو جاوے۔ کہ جسکا نام لوگوں نے سناتن دہرم رکھا ہے خود در حقیقت
پورانک دہرم ہے جسکی وجہ سے ہندو جاتی اس مردہ حالت کو پہونچی ہے اس سے سوائے نقصان کے
فائدہ کچھ نہیں اسواسطے وہ اپنی سنتانکو ویدک دہرم کی تعلیم دلانیکی کوشش کریں + ادھم شم

ویدک دھرم کے متعلق ہر پرکار کی پستکیں وچھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور آریہ گھروں اور مندروں کی شوبھا بڑھانے کے لئے خوبصورت رنگین موٹے حروف میں چھپے ہوئے وید منتر و اُپدیش وزیر چند شرما مالک ویدک پُستکالیہ لاہور سے منگوا سکتے ہیں ۔

(سناتن) دھرم سبھا سے پرشن

مُصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پُستکالیہ لاہور

مُتصل ہری گیان مندر

نے

پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام لالہ رگھونندن شرما چھپوایا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۴ بکرمی سمت ۱۹۸۱ ۔ دیانند ابد ۱۰۰ ۔ جنوری ۱۹۲۴ء

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گوروکل پوٹھوہار بھگتاں ضلع راولپنڈی میں ہے۔ اس کا دھیان رکھو۔ دھرنی گستھا ۔ دم ۔ استیہ ۔ شوچ ۔ اندری نگرہ ۔ دھی ودیا ۔ ست ۔ اکرودھ دھرم کے دس لکشن ہیں ۔

سناتن دھرم سبھا سے پرشن

حصہ اول

(۱) کیا آپ وشنو بھگوان کا جالندھر کی عورت بندا سے زنا کرنا۔ اور اس کے سراپ سے وشنو کا پتھر ہونا مانتے ہیں یا نہیں ؟ کیا ایسا زناکار ایشور ہو سکتا ہے ؟

(۲) کیا آپ کے وشنو کا سر کٹنا آپ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں ؟ کیا جس کا سر کٹ جائے وہ ایشور کہلانے کا مستحق ہے ؟

(۳) کیا آپ کے مہادیو کا لنگ کٹنا آپ کے خیال میں صحیح ہے یا نہیں ؟ اور جس کا سر کٹ جائے وہ ایشور ہو سکتا ہے ؟

(۴) کیا آپ کے برہما کا جھوٹ بولنا اور اس کی پوجا بند ہو جانا آپ مانتے ہیں یا نہیں ؟

(۵) کیا آپ کے کرشن کا جراسندھ سے لڑائی میں بھاگ جانا اس کو نربل ثابت کرتا ہے یا نہیں ؟

(۶) کیا آپ کے وشنو کا براہ ہو جانا اس کی نربلتا کو ثابت کرتا ہے یا نہیں ؟ کیا ایسا ڈر کر بھاگنے والا ایشور ہو سکتا ہے ؟

(۷) کیا وشنو کا موہنی روپ ہو کر راکششوں کو دھوکا دینا اس کو ایشور ثابت کرتا ہے یا نہیں ؟

(۸) کیا آپ کے پرشرام کا اپنی ماتا کو مار ڈالنا دھرم ہے یا ادھرم ؟ کیا وہ ایشور ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(۹) کیا آپ کے ایشور کا باون روپ ہو کر بلی کو دھوکا دینا آپ کو تسلیم ہے۔ یا نہیں ؟ کیا آپ کا بھیک مانگنے والا دھوکا باز ایشور کمزور ہے یا نہیں ؟

(۱۰) آپ جو رام کرشن وغیرہ کو ایشور کا اوتار مانتے ہیں۔ تو ان کا آتما ایشور کا اوتار تھا۔ یا جسم یا روح ؟

(۱۱) کیا بام مارگی جو اپنی بہن اور بیٹی تک سے زنا کرنا پاپ نہیں سمجھتے۔ دھرم

سبھا میں شامل ہیں یا نہیں ؟

(۱۲) کیا آپ کی جگت ماتا دُرگا پر جو رات دن بکرے اور بھینسے کاٹ کر چڑھائے جاتے ہیں. کیا وُہ دُرگا اُن بکروں کی ماتا ہے یا نہیں ؟ اور وُہ اُن بکروں کے کھانے سے خوش ہوتی ہے یا ناراض ؟ اگر وہ جگت ماتا ہے. تو اپنی اولاد کو کھانے سے ساپنی کے برابر ہے یا نہیں ؟.

(۱۳) کیا اگھوری جو پاخانہ پیشاب تک کھا جاتے ہیں. اور بام مارگ کے سدھ کہلاتے ہیں. وُہ آپ کی سبھا میں ہیں یا نہیں ؟

(۱۴) کیا یہ ممکن ہے کہ ایک اگھوری جو پیشاب پاخانہ تک کھا جاتا ہے. اور ایک درآچاری جو لکڑی دھو کر جلاتا ہے. دونو دھرم سبھا میں. دھرم آتما کہلا سکتے ہیں۔ کیا یہ اندھیر نگری چوپٹ راجہ والاحساب نہیں ؟

(۱۵) دھرم سبھا کے اُپدیشک جو ناواقفیت سے ویدوں کی تردید کرتے ہیں. اگر وُہ وید جانتے ہیں. تو بتلاویں کہ یجروید میں کتنے سوتر ہیں ؟ اور سام وید میں کتنے سوتر ہیں ؟

(۱۶) کیا آپ مکتی جیو کا سوبھاوک گُن مانتے ہیں یا نیمیتک ؟ کیا جیو کو سبھاو سے بدھ مانتے ہیں یا مکت سے ؟

(۱۷) کیا آپ کا جیو بندھن میں آنے سے پہلے مکت تھا یا نہیں ؟ کیا آپ جیو کو جینیوں کی طرح انادی کال سے بدھ مانتے ہیں ؟ اگر ایسا ہے. تو آپ کی مکتی کس طرح ہو سکتی ہے ؟ کیونکہ پیدا شدہ ناش ہو جاتا ہے. انادی بندھن کا ناش نہیں ہو سکتا. اس میں درشٹانت کا ابھاو ہے.

(۱۸) کیا جبکہ نت مکت وستو یعنی پرمیشور کو ہی بار بار جنم لینا پڑتا ہے. تو پھر آپ کے مکت ہو کر واپس آنے میں کیا شک ہو سکتا ہے ؟

(۱۹) کیا آپ جیو انو پریمان والا مانتے ہیں یا مدھم پریمان والا یا وبھو ؟

(۲۰) کیا آپ کی مکتی سادھنوں سے ہوتی ہے یا بلا سادھن. اور جو چیز سادھنوں سے پیدا ہو. وہ نتیہ کس طرح ہو سکتی ہے ؟

(۲۱) کیا آپ ایشور کو مورتی والا مانتے ہیں. یا امورتی. اگر مورتی والا ہے. تو اس کی مورتی دیو ہے یا نر دیو ؟ اگر ساویو ہے تو بھوتک ہے یا ابھوتک ؟

(۲۲) کیا آپ ایشور کو جگت کرتا مانتے ہیں یا نہیں ؟

(۲۳) کیا آپ وشنو کو جگت کرتا مانتے ہیں یا شو کو یا شکتی کو ؟ ان میں سے کون کارن ہے ؟

(۲۴) کیا آپ اِس بات کو مانتے ہیں یا نہیں۔ کہ وشنو کے درشن مات سے شُو سے ورودھ ہوتا ہے؟ اور شِو کے ورودھ ودوان نرک کو جاتا ہے۔ اِس واسطے وشنو کا کبھی نام نہ لینا چاہیے!

(۲۵) کیا آپ اِس بات کو مانتے ہیں کہ آپ کے کرشن جنکو چوروں اور یاروں کا سردار کہتے ہیں۔ اِیشور ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲۶) آپ جن تینتیس کروڑ دیوتوں کو مانتے ہیں۔ اُن کے نام بتلائیے!

(۲۷) ویدکی جو آپ ۱۱۳۱ شاکھا مانتے ہیں۔ اُن کے نام پرمان سہت بتلائیے!

(۲۸) کیا آپ کے مت میں مانس کھانا۔ شراب پینا۔ زنا کاری کرنا۔ مچھلی کھانا مُکتی کا سبب ہے یا نہیں؟

(۲۹) کیا جینی آپ کے سناتن دھرم میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو آپ ایشور کو نہ ماننے والے ہوئے یا نہیں؟

(۳۰) کیا چولی مارگ آپ کے سناتن دھرم میں شامل ہیں یا نہیں؟

(۳۱) ہندو دھرم سبھا میں وہ کون سے سمپردائے ہیں۔ جو تموگنی کہلاتے ہیں۔ جن کے شرون سے گیانی لوگ بھی پتت ہو جاتے ہیں۔ کیا شنبھو شاکتک وغیرہ تو نہیں جو دھرم سبھا کی بنیاد ہیں؟

(۳۲) جبکہ بقول پدم پوران کے شومت ایسا ہے کہ اُس کے سُننے سے گیانی پتت ہوتے ہیں۔ تو شیو لوگ دھرماتما کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اور جس دھرم سبھا کے اُپدیشک شومت کے ہوں۔ وہ کیوں نہ پتت ہوگی۔ اِس کا جواب دو۔

(۳۳) کیا ویدک دھرم کے ورودھی اور وید کے ارتھوں کو پلٹنے والے اَدویت بادی دھرم سبھا کے ممبر نہیں؟ اگر ہیں تو دھرم سبھا کے ورودھی ہونے میں کیا شک ہے؟

(۳۴) دھرم سبھا کے سوال نمبر ۱ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دھرم سبھا ویدوں کو ایشور کا واکیہ کیوں نہیں مانتی۔ اور ان کے پورانوں کے کرتا ویاس وید انت درشن کے تیسرے سُوتر میں ایشور کو ویدوں کا بنانے والا بتلاتے ہیں۔ اب دھرم سبھا کو بتلانا چاہیے کہ اُن کے ویاس جی کا کہنا جھوٹ ہے۔ یا دھرم سبھا کا سوال غلط ہے؟

(۳۵) جبکہ مہاتما منو ویدوں کو دھرم کا مول مانتے ہیں اور سمرتی کو وید کے انوکول ہونے سے پرمان اور وید کے خلاف ہونے پر اپرمان کہتے ہیں۔ کیا دھرم سبھا منو کے اِس سدھانت کو مانتی ہے یا نہیں؟

(۳۶) جبکہ منو جی نے لکھا ہے۔ کہ وید کی نندا کرنے والا ناستک ہے۔ اور دھرم سبھا کے

اوپدیشک وید کو کُودِر اکرکٹ بتلاتے ہیں۔ تو بقول منوجی مہاراج کے دھرم سبھا ناستک منڈلی ہے یا نہیں؟

(۳۷) جبکہ منوسمرتی میں یہ لکھا ہے۔ کہ فلاں فلاں جانور کے گوشت سے پتروں کی شرادھ کرنے سے وہ بہت مدت تک ترپت رہتے ہیں۔ کیا دھرم سبھا کے پنڈت شرادھ میں ان پشوؤں کا گوشت کھانے کو دہرم کہتے ہیں یا نہیں؟

(۳۸) دھرم سبھا کے پراشر کی سمرتی میں لکھا ہے۔ کہ کلجگ میں پانچ کرم منع ہیں۔ اول اشومیدھ۔ دوسرا گومیدھ۔ تیسرے سنیاس۔ چوتھے مانس کے پنڈ۔ پانچویں دیور یعنی نیوگ سے اولاد پیدا کرنا۔ آپ اس سمرتی واکیہ کو مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر مانتے ہیں تو آپ کے سنیاسی اوپدیشک دھرم کے خلاف ہوئے یا نہیں؟

(۳۹) جب پاروتی نے اپنے میل سے گنیش کو بنا کر پہرہ پر مقرر کیا۔ اور آپ کے مہادیو نے اس کو بلا جانے کاٹ ڈالا۔ تو کیا اس سے آپ کا مہادیو ایک الپگیہ آدمی معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟ اور پاروتی کے کہنے پر مہادیو کے تلاش کرنے پر بھی سر نہ ملا تو کیا اس کی کم علمی اس سے ظاہر ہوتی ہے یا نہیں؟ اسکو آپ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

(۴۰) وہ کون سے لوگ ہیں۔ جن کو ہندو دھرم کے مطابق ہمیشہ سوتک رہتا ہے؟ کیا ہندو سبھا میں ایسے آدمی موجود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ان کے ساتھ بیوہار کرنے سے دھرم سبھا کو پاپ لگتا ہے یا نہیں؟

(۴۱) کیا مچھلی کے گوشت سے شرادھ کرنے سے دو ماہ تک پتروں کا آسودہ رہنا آپ مانتے ہیں یا نہیں؟

(۴۲) کیا ہرن کے گوشت سے شرادھ کرنے سے تین ماہ تک پتروں کا آسودہ رہنا آپ مانتے ہیں یا نہیں؟

(۴۳) کیا بھیڑ کے گوشت سے شرادھ کرنے سے چار ماہ تک پتروں کا آسودہ رہنا آپ مانتے ہیں یا نہیں؟

(۴۴) کیا پرندوں کے گوشت سے پانچ ماہ تک پتروں کا ترپت رہنا آپ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

(۴۵) کیا بکری کے گوشت سے چھ ماہ تک پتروں کا ترپت ہونا آپ مانتے ہیں یا نہیں؟

(۴۶) کیا این مانس یعنی ہرن کے گوشت سے آٹھ ماہ تک پتروں کا ترپت ہونا آپ کے شاستروں میں ہے یا نہیں؟

(۴۷) کیا چتر مرگ یعنی ہرن کے گوشت سے ۷ ماہ تک پتروں کا ترپت ہونا تسلیم کرتے

ہیں یا نہیں؟

(۴۸) کیا گائے اور ہرن کے گوشت سے ۹ ماہ تک پتر آسودہ رہتے ہیں۔ یہ آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟

(۴۹) کیا جنگلی سؤر یا بھینسے کے گوشت سے ۱۰ ماہ تک پتروں کا ترپت ہونا آپکو تسلیم ہے؟

(۵۰) کیا خرگوش یا کچھوے کے گوشت سے شرادھ کرنے سے پتروں کا گیارہ ماہ تک ترپت رہنا آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟

(۵۱) کیا ایسے بکری کے گوشت سے جس کے کان پانی پیتے وقت پانی کو چھوئیں۔ اور جس کا رنگ سفید ہو۔ شرادھ کرنے سے پتروں کو ۱۲ برس تک ترپت رہنا آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟

(۵۲) کیا آپ کال شلک اور مہان شلک مچھلی اور گینڈے اور لال بکری کے گوشت سے پتروں کا شرادھ کرنے سے انت کال تک پتر ترپت رہتے ہیں۔ ایسا مانتے ہیں؟

(۵۳) کیا آپ منوسمرتی کے اس شلوک کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو رشیوں کا بتلایا یا وید کے موافق اور ترک یعنی دلیلوں سے ثابت کیا جائے۔ وہی دھرم ہے۔ یا وید کے خلاف بھی دھرم مانتے ہیں؟

(۵۴) کیا دھرم سبھا میں جینی شامل ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو بکری مارنے والے کو گناہ کے بھگت اور ہنسا سے بچنے والے جینیوں میں سے کون ادھک دھرماتما ہے؟

(۵۵) پورانوں میں جو ہر ایک دیوتا پر کلنک لگایا ہے۔ جیسے اندر کا اہلیا سے زنا کرنا۔ چندرماں کا برہسپتی کی عورت سے زنا کرنا۔ اور برہما کا اپنی لڑکی کے پیچھے دوڑنا۔ آپ مانتے ہیں؟

(۵۶) کیا دیوی کے سبب سے برہما اور وشنو کا بھسم ہو جانا۔ اور پھر مہادیو کے کہنے سے اس کا زندہ کر دینا آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟ اور جو اس طرح بھسم اور زندہ ہو سکے۔ وہ ایشور ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۵۷) جبکہ مہابھارت میں ویاس جی نے شکھدیو کے مرنے کا بھیشم پتامہا سے ذکر کیا ہے اور جب بھیشم مر چکے تھے۔ تب پریکشت پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ تو شکھدیو کا پریکشت کو بھاگوت سنانا ہی غلط ہے۔ یا مہابھارت کی کتھا غلط ہے۔

(۵۸) کیا آپ کے تینتیس کروڑ دیوتا انادی ہیں یا پیدا شدہ؟ اور وہ ہمیشہ ۳۳ کروڑ ہی رہتے ہیں یا کبھی گھٹتے بڑھتے بھی ہیں؟ اور وہ جیو جاتی ہیں یا پرکرتی ہیں یا برہم ہیں؟

(۵۹) کیا آپ پتا پتر کا تعلق جیو میں مانتے ہیں یا شریر یا وشٹ میں جس سے مرتک

شرادھ ثابت ہوتا ہے۔

(۶۰) کیا پرکرتی کے ستیہ ہونے میں آپ کو شک ہے؟

(۶۱) برہدناردی پوران میں لکھا ہے۔ کہ جہاں کوئی چکرانکت رہتا ہو۔ وہاں کسی کو نہ رہنا چاہئے۔ اگر وہاں کوئی رہے گا۔ تو ہزار برہم ہتیا کا مجرم ہوگا۔ اب بتائیے کہ آپ اس کو مانتے ہیں یا نہیں؟

(۶۲) جب آپ لوگ آریہ سماج کے ممبروں کو پتت کہتے ہیں۔ تو آریہ سماج کے پتت لوگوں کو جب اُپدیشک بناتے ہو۔ تو اُن کا پرائسچت کراتے ہو یا نہیں؟ کیا ایشور آنندی آلارم ساگر کا جو آریہ سماج سے گر کر دھرم سبھا میں داخل ہوئے تھے پرائسچت کرایا۔ اگر آریہ سماج کے گرے آدمی تمہارے مہواپدیشک ہو سکتے ہیں۔ تو آریہ سماج کو تمہارا بُرا کہنا جھوٹ ہے یا نہیں؟

(۶۳) سنگھتا۔ براہمن۔ اُپنشد۔ درشن۔ سوتر۔ دھرم شاستر۔ پوران۔ اگر ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف ہو۔ تو آپ کس کو پرمان مانتے ہیں۔ کس کو اپرمان؟

(۶۴) جبکہ دھرم سبھا کے عام ودوانوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ پرتما پوجن مورکھ لوگوں کے واسطے ہے۔ تو آپ کے جو اپدیشک مورتی پوجن کرتے ہیں۔ تو اُن کو مورکھ سمجھتے ہو یا پنڈت؟ اگر کہو پنڈت تو اُن کو مورتی پوجن کا حق نہیں۔ اگر کہو مورکھ تو اُنکو اُپدیش کا حق نہیں۔ دونوں میں سے کونسی بات سچ مانتے ہو (نمبر اول ختم ہوا)

مصنف کی چند دیگر پستکیں

نیائے درشن بمعہ اردو ترجمہ	عا/	ویدانت " جلد اول	۱۲/	سوامی شنکر آچاریہ کے پرم گورو گوڑپاد آچاریہ کی پانچوں کارکائیں بمعہ اردو ترجمہ - عہ/	
وشیشک " "	عہر	ایش کین کٹھ وغیرہ			
سانکھیہ " "	عمر	چھ اپنشد " "	۱۲/		

اگر آپ تھوڑے دام خرچ کر کے منشیہ جیون سے ادھک لابھ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو نمن لکھت اردو ٹریکٹ منگوا کر جن کی قیمتیں نام ماتر رکھی گئی ہیں۔ پڑھیں اور پڑھ کر عمل کریں۔ دھنوان اکھٹے خرید کر مفت تقسیم کریں۔

نام کتاب	قیمت
الہام کی ضرورت	۲ پائی
وید کس پر نازل ہوئے	″
ویدک دھرم سب سے افضل ہے	″
رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا	″
ویدوں کی ضرورت	″
کیا وید پڑھنے کا سب کو ادھیکار ہے	″
وید کا وشے	″
آریہ سماج کیا ہے	″
نسخہ تباہی ہند	″
پتت ادھار	″
گوشت مت کھاؤ نمبر ۱	″
″ ″ ۲	″
گوشت آدمی کی خوراک نہیں	″
گوشت خوری	″
یگیہ	″
مفت تعلیم	″
کرم بیوستھا	″
ورن بیوستھا	″
کیا سنسکرت ماتری بھاشا ہے؟	″
عیسائی مت کھنڈن	″
علمائے عیسائی مذہب سے سوالات	″
مسیحی مذہب کے عقائد پر عقلی نظر	″
عیسائی مذہب میں نجات ناممکن ہے	″
بھوک باد	″

نام کتاب	قیمت
دیوسماج سے پرشن	پائی
علمائے اسلام سے پرشن	″
آدمی اور شیر کا مباحثہ	″
مکتی بیوستھا	″
کھٹ شاستروں کا سلسلہ	″
ہم غریب کیوں ہیں	″
دھرم کے دس لکشن	″
برہمنوں میں جیو اور سوامی دیانند	″
دھرم کا بل	″
آریہ اپدیش رتن مالا	″
مہاں اندھیری راتری شانتی	″
وید کے سے بچو	″
راماین سار	″
ریفارم	″
ایشور کی ہستی کا ثبوت	″
ایشور ساکار ہے یا نراکار	″
ایشور پوجا	″
دھرم سبھا سے پرشن	″
مباحثہ مابین سماجی و سناتنی	″
″ ″ وینین و یاپتی	″
مرتک شرادھ	″
مادہ کی قدامت	″
بھولا مسافر	″
ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں	″
خدا سے ڈرو	″
جیو آتما کی ہستی کا ثبوت	″
روح دو طرح سے بلا غرض	″
نیوگ اور اس کے دشمن	″
آتمک بل	″

نام کتاب	قیمت
مورتی پرکاش	ــــ
برہمچریہ	٠
مرتک شرادھ کھنڈن	٠
کیا دھرم سبھا شاستر ارتھ کر سکتی ہے	ــــ
بابا نانک اور وید	″
دیانند اور نانک	″
خالصہ دھرم اور وید	″
نوجوانو اٹھو	″
دھرم پرچار	″
زیادہ پیارا کون ہے	″
اکال مریتو	″
کیا شست یتھ وغیرہ ملاوٹ سے خالی ہیں	″
سائنس کا نام رہنے	″
قرآن کی جان وید کا ایک منتر ہے	″
تم ہندو ہو یا آریہ	″
آدرش گورو کل	″
بھارت کی بپتی	″
آریہ سماج کس طرح چل سکتا ہے	″
ہم سائنس پڑھیں یا فلاسفی علم	″
آستک کس کو کہتے ہیں	″
قانون قدرت	″
اشتہار نمبر ۱	″
″ نمبر ۲	″
چارٹ	″
دھرم شکشا	″
پاپ درپن	″

ملنے کا پتہ

وزیر چند شرما پروپرائٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل آریہ گیان مندر موہلہ نمبر ۱ رنگ محل

ویدک دہرم سمبندھی ہر پرکار کی پستکیں منیجر ویدک پُستکالیہ لاہور سے طلب کریں۔

رگوید　　　　　　　　　　　　　　یجروید

اوم

ورن بیوستھا

بکرمی سمت ۱۹۸۱　　　　　　　　آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵

ٹریکٹ نمبر ۱۴

جس میں یجروید کے ایک منتر کی ویاکھیا درج کی گئی ہے

دیانند ابد ۱۰۰　　　　مصنفہ　　　　فروری ۱۹۲۵ء

سوامی ورشتانندجی سرسوتی

جسکو

ویر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال پرنٹر

چھپوایا

(بار ہفتم)

سام وید　　　　　　　　　　　　　　اتھروید

ورن ویوستھا

ब्राह्मणो ऽस्य मुख मासीद्बाहू राजन्यः कृत :

ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत ॥

اوم پرماتمنے نمہ

پیارے ناظرین! اس سے پہلے وید منتر میں یہ سوال کیا گیا تھا۔ کہ اس منشیہ جاتی کا مکھ کیا ہے۔ باہو کیا ہے۔ اُرو کیا ہے۔ اور پاؤں کیا ہیں؟ گویا اس بات کو النکار سے ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ کہ جس طرح سنسار میں شریر کے علیحدہ انگ ہیں۔ لیکن سب ملکر ایک پُرش کہلاتا ہے۔ اگرچہ مختلف اِندریاں مختلف کام کرتی ہیں۔ لیکن سب کا فائدہ ایک ہی پُرش کو پہنچتا ہے۔ اور جس طرح ایک اندری دُوسری اِندری کی محتاج ہے۔ اسی طرح اس منشیہ جاتی میں باوجود مختلف قسم کے وَرن اور آشرم ہونے کے یہ سب ایک ہیں۔ باوجودیکہ ہر ورن اور آشرم کے گُن اور کرم بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لیکن انکا پھل کُل منشیہ جاتی کیواسطے ہوتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کے منشیہ ایکدوسرے کے محتاج ہیں۔ اور جسطرح ایک اندری نکمی ہو جانیسے شریر کیحالت میں فرق آنا شروع ہوتا ہے۔ اسیطرح ہر ایک ورن اور آشرم میں کمزوری آجانیسے سنسار کا کاروبار گڑبڑ ہو جاتا ہے۔ جسطرح ہر ایک اندری اپنے کام کیساتھ دوسری اِندریوں کی معاونت کرتی ہے۔ اسیطرح ہر ایک انسان کو اپنا کام کرکے دوسروں کے کام کی بھی مدد کرنی چاہیئے مثلاً آنکھ کا دھرم روپ دیکھنا ہے۔ اور وہ دیکھتی ہے۔ لیکن پاؤں کو راستہ دکھلاتی ہے ہاتھ کو پکڑنیوالی چیز دکھلاتی ہے۔ غرضیکہ یہ منتر انسانوں اور سوسائٹی کے کام کو ٹھیک طرح پر بتلانیوالے ہیں۔

پیارے ناظرین! اس منتر کا ارتھ یہ ہے۔ کہ برہمن اس سنسار کا مکھ ہے۔ اور کشتری باہو ہے۔ اور ویش اُرو یعنی جنگھا ہے۔ اور شودر پاؤں ہے۔ گویا منشیہ جاتی کے چاروں ورنوں کو شریر کے چاروں انگوں سے مثال دی ہے۔

بہت سے لوگ یہاں پر اعتراض کریں گے۔ کہ چاروں ورن کیوں بنائے گئے؟ اس

سے کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن اُن کا یہ اعتراض ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ نیم قدرتی قاعدے پر بنائے گئے ہیں۔ اور قدرت نے شریر کو چار ہی ٹکڑوں میں بانٹا ہے۔ پہلا ٹکڑہ گردن سے سر تک علیحدہ نظر آتا ہے۔ دُوسرا باہو سے کمر تک علیحدہ ہے۔ تیسرا کمر سے زانو تک علیحدہ ہے۔ اور چوتھا زانو سے پاؤں تک علیحدہ ہے۔

اب پہلے ٹکڑہ کو براہمن کہا۔ کہ براہمن منشیہ جاتی کا نمبر ہے۔ لیکن قدرت نے اپنے اِس نیم کو ایسا بنایا ہے۔ کہ حیرت ہوتی ہے۔

پیارے دوستو! یہ تو آپ کو معلوم ہے۔ کہ سر والا حصہ نیچے کے حصوں سے مادی طاقت میں بہت ہی کمزور ہے۔ کیونکہ وہ سب سے چھوٹا ہے۔ اور اِس مثال میں قدرت نے بتلایا ہے۔ کہ جس طرح یہ حصہ دُوسرے حصّوں سے مادی طاقت میں کمزور ہے۔ اُسی طرح براہمن سنسارک چیزوں یا دُنیاوی دولت میں کل دُنیا سے کمزور ہوگا۔ یعنی تینوں ورن اس سے زیادہ دھنی ہونگے۔ لیکن اس حصہ میں یہ بھی دکھلایا گیا ہے۔ کہ جس طرح پانچوں گیان اِندریاں اِس حصہ میں گیان کے بیرونی سادھن موجود ہیں۔ اسی طرح براہمن میں گیان کے سادھنوں کا ہونا لازمی ہے۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ پانچوں گیان اِندری یعنی آنکھ۔ کان۔ ناک۔ جیبھ اور کھال پانچوں گیان کے سادھن موجود ہیں۔ اور یہ بھی بتلا دیا گیا ہے۔ کہ کھال جو سپرش گیان اِندری ہے۔ وہ تو سارے شریر میں موجود ہے۔ گویا سامانیہ گیان ہر ایک پرانی میں موجود ہے۔ لیکن وشیش گیان براہمن کے واسطے لازمی ہے یا جسکو وشیش گیان اور دھن آدمی کی کمی یعنی ویراگ ہوتا ہے۔ وہ براہمن کہلاتا ہے۔ اور یہاں پر یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ گیان اِندریوں میں اُوتم اور افضل کون ہے؟ کیونکہ آنکھ اور کان کو قریباً اونچائی میں برابر رکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ پرتیکش گیان اور ایشوری شبد یعنی اُلہام سے حاصل ہونے والا گیان برابر ہے۔ اور اس کے بعد کا گیان ہوتا ہے۔ اس کے بعد رس گیان۔

پیارے ناظرین! یہاں سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ جتنی دُور تک ہم ٹھیک رُوپ دیکھ سکتے ہیں۔ قریباً وہیں تک ٹھیک شبد سُن سکتے ہیں۔ لیکن گند یعنی بُو اتنی دُور سے ٹھیک معلوم نہیں دیتی۔ اور رس تو جب ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب چیز منہ میں آ پڑتی ہے۔ گویا اِندریوں کی طاقت کا اندازہ ہو گیا۔ کہ سب سے اوّل آنکھ اور کان دوسرے ناک تیسرے جیبھا۔ بہت سے لوگ یہاں پر اعتراض کریں گے۔ کہ سپرش اِندری کو کیوں چھوڑ دیا۔ وہ سب سے اُوپر موجود ہے۔ لیکن دوستو! سپرش تو سارے شریر میں بیاپک ہونے سے سامانیہ ہو گیا۔ اس کے واسطے اُوپر نیچے کی ترتیب کا اندازہ ٹھیک نہیں۔

پیارے ناظرین! یہاں سے آپکو معلوم ہو گیا۔ کہ براہمن کے گُن گیان اور ویراگیہ ہیں۔

لیکن کرم کیا ہے. اس کا جواب بھی قدرت نے دیا ہے. کہ کرم اندری اس حصہ شریر میں کون ہے؟ باہو یا زبان اس کا کام کیا ہے. جو آنکھوں سے دیکھا کان سے سنا اور ناک سے سونگھا ہو. اس کا دوسروں کو بتلانا گویا براہمن کا کام یہ ہے. کہ پانچوں گیان اندریوں سے جو گیان حاصل ہو سنسار میں اسکا اُپدیش کرے. گویا براہمن کا کام پڑھنا یعنی کان سے حاصل کرنا اور بانی سے پڑھانا اور یگیہ کرنا کرانا یعنی بانی سے منتروں دوارا کریا کرنا اور دوسروں سے کرانا ہے. اور جس گورو سے پڑھا ہے. اُس کو گورو دکشنا دینا یعنی دان دینا اور جس کو پڑھایا ہے. اس سے دکشنا یعنی دان لینا یا جس نے براہمن کے گھر میں یگیہ کرایا ہے. اس کو یگیہ کی دکشنا یعنی دان دینا اور جس کے گھر میں خود جا کر یگیہ کرایا ہے اس سے دکشنا یعنی دان لینا ہے. پہلے چار کرم یعنی پڑھنا پڑھانا اور یگیہ کرنا کرانا تو لازمی کرم ہیں. پچھلے دو کرم ان کا پھل ہے.

پیارے ناظرین! باہو کو راجہ یعنی کشتری کہا گیا ہے. اب آپ دیکھئے شریر میں حفاظت کا کام کون کرتا ہے؟ جب آنکھ میں چوٹ لگے اس کا علاج کون کرتا ہے؟ ہاتھ. اور یہ بھی بتلایا گیا ہے. کہ یہ حصہ مادہ کی طاقت میں باقی تینوں سے زیادہ ہوگا. سو آپ اس ٹکڑے کو جو گلے سے کمر تک پھیلا ہوا ہے. ملاحظہ فرما سکتے ہیں. کہ یہ سارے حصوں سے زیادہ مادہ رکھتا ہے. اسی طرح راجہ کے پاس دنیا کے سب ورنوں سے زیادہ دھن ہونا لازمی ہے. اور یہاں یہ بھی بتلایا گیا ہے. کہ بل ودیا کے بعد دوسرا درجہ رکھتا ہے. یعنی سنسار میں اوّل درجہ ودیا کا ہے. کیونکہ باہو بغیر آنکھ کی مدد کے کام نہیں کرسکتا. اور آنکھ بغیر باہو کی مدد کے کام کرسکتی ہے. آنکھ کی حفاظت کے واسطے تو باہو کا ہونا لازمی چیز ہے. لیکن اس کے کام کی مدد باہو سے کچھ بھی نہیں ہو سکتی. جس کا مطلب یہ ہے. کہ ودیا کی رکشا کے واسطے بل کی ضرورت ہے. اور بل کو کام میں لانے کے واسطے ودیا کی ضرورت ہے. بل ودیا کے بغیر ٹھیک طور پر کام نہیں کرسکتا. اور بل کے بغیر ودیا کی حفاظت نہیں ہو سکتی. لیکن یاد رہے. کہ ودیا اپنے کام کرنے کے واسطے بل کی محتاج نہیں. اور بل اپنے کام کرنے کے واسطے ودیا کا محتاج ہے. اس واسطے اوّل درجہ ودیا کو دیا گیا ہے. اور تیسرا حصہ جنگھا یعنی اُرو کہلاتا ہے. کہ اس کو ویشیہ سے تشبیہ دی گئی ہے. کیونکہ یہ حصہ اوپر نیچے کے دونو حصوں کا سندھی ستھان ہے. یعنی شودر بغیر ویش کی منزل کے گذرے. کشتری براہمن نہیں ہو سکتا. اور ویش کی بزرگی دھن سے بتلائی گئی ہے. گویا دھن دنیا میں تیسرے درجہ کی چیز ہے. کیونکہ ودیا اور بل سے دھن

پراپت ہو سکتا ہے۔ لیکن دھن سے وِدیا اور بل پراپت نہیں ہو سکتے۔
ہمارے بہت سے دوست یہ اعتراض کریں گے۔ کہ ہم دھن سے وِدیا حاصل کر سکتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرکے پڑھ لیں گے۔ لیکن یاد رہے بغیر پرشارتھ اور محنت کئے دھن سے وِدیا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جس قدر محنت سے دولتمند انسان وِدیا حاصل کر سکتا ہے۔ گویا حصولِ علم کے واسطے دولت کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ صرف محنت درکار ہے۔ دوسرے طاقت والا آدمی دھن حاصل کر سکتا ہے۔ اور دھن سے طاقت حاصل نہیں ہوتی۔ بعض لوگ یہ اعتراض کریں گے۔ کہ دھن سے عمدہ خوراک بنتی ہے۔ اور اُس سے طاقت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ تمام دولت مند آدمی کمزور نظر آتے ہیں۔ بلکہ آرام طلبی کا سبب دولت ہی نظر آتی ہے۔ جو کمزوری کی علامت ہے۔

پیارے ناظرین! دھن کو وِدیا اور بل سے نیچے درجہ دینے کا یہی سبب ہے۔ کہ وِدیا اور بل جیو آتما اور شریر کا گُن ہیں۔ یعنی وِدیا تو چیتن جیو آتما کا گُن ہے۔ اور بل جیو اور شریر دونو کا ملا ہوا گُن ہے۔ لیکن دھن ان دونو سے علحدہ ایک بیرونی شے ہے۔ اور جلتی دیر میں دھن ناش ہوتا ہے۔ بل اُس سے زیادہ دیر میں ناش ہوتا ہے۔ اور وِدیا اوّل تو جنم جنمانتر تک ناش بھی نہیں ہوتی۔ ہاں اوِدیا کے سبب کمزور یا دیر میں ہو جاتی ہے۔ چوتھا حصہ پاؤں کا ہے۔ جو پاؤں سے گھٹنے تک ہے۔ یہ حصہ درمیانی دو حصوں سے مادہ میں کم ہے۔ لیکن اُوپر کے حصہ سے زیادہ ہے۔ جس سے بتلایا گیا ہے۔ کہ شودر براہمن سے زیادہ دھن والا ہو سکتا ہے۔ لیکن کشتری ویشیوں سے کم دھن رکھتا ہے۔ اور اِس حصہ کا کام سوائے سارے بدن کو اُٹھا کر لے چلنے کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ گویا قدرت نے شودروں کو تینوں کی خدمت کے واسطے بنایا ہے۔

پیارے ناظرین! یہ خدمتگار فرقہ دنیا میں عالموں سے زیادہ مالدار ہو سکتا ہے۔ ہمارے بہت سے دوست اعتراض کریں گے۔ کہ اگر وِدیا سے زیادہ خدمت سے دھن پیدا ہو جاتا ہے۔ تو وِدیا سب سے کمزور چیز ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے۔ کہ عالم شخص ہرگز دھن کی خواہش نہیں رکھتا۔ اور نہ دولت کیواسطے اپنی زندگی کو خرچ کر سکتا ہے۔ کیونکہ اُس کے خیال میں زندگی کے مقابل

آدمی بذریعہ محنت سے غریب آدمی بھی وِدیا حاصل کر سکتا ہے۔

دھن بہت ہی ہیچ چیز ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر دُنیا کا ایک بھاری بادشاہ اپنی موت کے وقت ساری بادشاہت پانچ منٹ کی زندگی کے عوض دینے کا خیال کرے۔ تو اُسے ساری بادشاہت کے عوض پانچ منٹ کی زندگی بھی نہیں مل سکتی۔ پھر وہ کیوں اپنی بیش قیمت زندگی دھن کے عوض میں خرچ کریگا جو زندگی ایک بادشاہت کے عوض تھوڑے وقت کے واسطے نہیں مل سکتی اس کے بڑے حصہ کو تھوڑے دھن کے واسطے صرف کرنا اعلیٰ درجہ کی جہالت یا بیوقوفی ہے۔ پرانے زمانہ میں براہمن ہمیشہ دھن سے متنفر رہا کرتے تھے۔ اس لیئے سب سے افضل گنے جاتے تھے۔ اور لکھا بھی ہے۔

परोक्षप्रिया हि देवाः प्रत्यक्षद्विषः ॥

یعنی دیوتا لوگ پروکش کے پیارے ہوتے ہیں۔ پروکش اُسے کہتے ہیں۔ جو بیرونی حواس سے محسوس نہ ہو۔ اور اس سنسار میں جو تین پدارتھ ہیں۔ اُن میں سے جیو آتما اور پرماتما دونو حواسِ خمسہ سے محسوس نہیں ہوتے۔ صرف پرکرتی یعنی مادہ حواس سے معلوم دیتا ہے۔ گویا یہاں یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ عالم لوگ جیو آتما اور پرماتما کو پیار کرتے ہیں۔ اور مادہ سے نفرت کرتے ہیں۔ ہمارے بعض دوست یہ اعتراض کریں گے۔ کہ منتر میں تو براہمن شبد ہے۔ اور اس فقرہ میں دیوتا شبد ہے۔ براہمن اور دیوتا سے کیا نسبت؟ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دیوتا اور براہمن مترادف لفظ ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

विद्वांसो हि देवाः

ارتھ۔ وِدوان ہی دیوتا ہوتے ہیں۔ بعض یہاں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وِدوان شبد دیوتا کا مترادف نہیں بلکہ دیوتا کی تعریف ہے۔ یعنی دیوتا وِدوان ہوتے ہیں۔ مورکھ نہیں ہوتے۔ لیکن اُن کا یہ فرمانا ٹھیک نہیں۔ مہابھاشیہ میں لکھا ہے۔ دیوتا شبد کا ارتھ پنڈت ہے۔ دیکھو مہابھاشیہ کا دُوسرا ادھیائے اسپر کیٹ لکھتے ہیں۔

किं पुनरर्थस्यतत्त्वं देवाज्ञातुं महान्तिदेवाइति दिव्य
दृषाः देवा इति परिडता इत्यर्थः ॥

یعنی پتنجلی مُنی نے کہا تھا۔ کہ ارتھ کے تتو یعنی چیز کی اصلیت کو وِدوان ہی سمجھتے ہیں۔ ہر شخص کی طاقت نہیں۔ کہ چیز کی اصلیت کو سمجھ سکے۔

پیارے ناظرین! متذکرہ بالا بیان سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ وید منتر چاروں ورنوں کو گُن اور کرم سے علیحدہ بتلا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی وِدیا بل دھن اور خدمت کے فرائض کے سلسلہ کو بتلا رہا ہے۔ اور یہ بھی بتلا رہا ہے۔ کہ جس طرح ان میں سے ایک حصہ کے ناکارہ ہو جانے سے شریر کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ جس طرح ایک آنکھ نہ ہونے سے کانا اور دونو کے نہ ہونے سے اندھا۔ کان کے نکمے ہونے سے بہرا۔ بانی کے نکمے ہونے سے گونگا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر جس ملک میں براہمن یعنی وِدوان نہ ہوں۔ یا وہ اپنے فرائض کو ادا نہ کریں۔ وہ ملک اندھا۔ گونگا۔ بہرا ہو جاتا ہے۔ دوسرے جسطرح ہاتھوں کے نکمے ہو جانے سے ملتبہ ٹنڈا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے شریر کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پر جس ملک میں کشتری یعنی بلوان سپاہی نہ موجود ہوں۔ وہ ملک بھی ٹنڈا ہو جاتا ہے۔ اور اپنی حفاظت نہیں کر سکتا۔ اور ہمیشہ غلامی میں دبا رہتا ہے۔ اور جسطرح جنگھا کی کمزوری سے آدمی چلنے اور دنیاوی بیوپار کرنے میں کمزور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس ملک میں ویش یعنی بیوپاری اور کاشتکار نہ ہوں۔ وہ ملک بھی کمزور اور نکما ہو جاتا ہے جس طرح پاؤں بگڑ جانے سے یا نکما ہو جانے سے آدمی لنگڑا یا ٹنڈا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر جس ملک میں خدمتگار اور دستکار لوگ موجود نہ ہوں۔ وہ ملک بالکل ترقی سے محروم اور دنیاوی طاقتوں سے خالی رہتا ہے۔

پیارے ناظرین! اب آپ سمجھ گئے ہونگے۔ وید منتر کیا بتلاتا ہے۔ اور جو لوگ اس کی آگیا کا پالن نہیں کرتے۔ وہ ضرور تکلیف میں ہونگے۔ چونکہ آج کل بھارت ورش کے چاروں ورن آپنے اپنے گن اور کرموں کو چھوڑ کر جاتی اور جنم سے ہو گئے ہیں۔ اسلئے تمام دُکھوں کا گھر یہ بھارت ورش ہو گیا ہے۔ اور یہاں پر ہر ایک ورن نے اپنا اپنا کرم چھوڑ کر دیش کو جو نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں لگا سکتا۔ اس لیئے جب تک سارے ورن اپنے گن کرم وید منتر کے انکول نہ کریں۔ تب تک بھارت ورش کسی طرح پر ترقی نہیں کر سکتا۔ اور چاروں ورنوں کا اپنے گن کرموں پر آ جانا بغیر اوپدیش کے ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے جب تک سارے ملک میں باقاعدہ طور پر ویدک دھرم کا اوپدیش کر کے ہر ایک آدمی کو اس کے ورن کے فرائض نہ سمجھائے اور سوجھائے جائیں۔ اور اوِدیا کے سبب سے جو خراب رسمیں یا عادتیں دیش میں پرچار ہو گئیں۔ وہ بالکل بند نہ ہو جائیں۔ اور آجکل جو ورن آشرم کی جگہ پر سمپردائے اور بھیکھ جاری ہو گئے ہیں۔ جب تک سب سُدھر کر پھر ورن آشرم کے سایہ میں نہ آ جائیں۔ تب تک بھارت غارت ہی ہوتا چلا جائیگا۔

پیارے ناظرین! اس وقت اگر آپ سمپردائیوں کا کھنڈن اور بھیکھوں کو کم کرینگی

کوشش کریں گے۔ تو ضرور ایک قسم کی بھاری ہلچل دنیا میں پھیل جاوے گی۔ جیسا مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کے اُپدیش سے ساری دنیا کے اندر جو ایک قسم کا وچار شروع ہوا تھا۔ وہ آریہ سماج کے عام ممبروں کے کھنڈن منڈن اور آچرنوں سے اُلٹا ہو گیا۔ لیکن آپ سوچتے ہونگے۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ سوامی جی کی زندگی میں آریہ سماج میں پریم اور پریتی کا ادھک پرچار تھا۔ اور اب وہ اُس سے کچھ کم ہو گیا۔ اگرچہ بہت سے بھولے بھائی اس کو سماج کے ممبروں کی زیادتی پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن اُن کا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ سوامی جی کی زندگی میں پراوپکار کی زندہ مثال موجود تھی۔ اور ویدک دھرم کا اُپدیش بھی جاری تھا۔ سوامی جی کے مرتے ہی دھرم کی جگہ راج نیتی اور اُپدیش کی جگہ کالج اور اسکول اور سنسکرت کی بزرگی کی جگہ انگریزی کی بزرگی نے سمتھان پالیا۔ جس سے وہ سارا پریم کم ہونے لگا۔ اور آریہ دھرم کا وہ پودہ جو مہرشی نے اُپدیش کے جل سے سینچ کر تیار کیا تھا۔ کمزور ہونے لگا۔ اور وِدیا کا کام عام ملک کیلئے بند ہو گیا۔

پیارے ناظرین! چونکہ قانونِ قدرت نے ایک حصہ میں گیان اِندری اور باقی حصوں میں کرم اِندری دیکر اور صرف ایک کھال گیان اِندری دیکر یہ مقرر کر دیا ہے۔ کہ سامانیہ گیان تو کُل سنسار کو ہو سکتا ہے۔ اور وِشیش گیان ساری دنیا کو نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے گیانی کا فرض ہے۔ کہ اگیانیوں کو اُپدیش کے ذریعہ راستہ دکھلاوے۔ لیکن آج کل مورکھ لوگ اِس اُپدیش کو تچھ سمجھنے لگ گئے۔ گویا ان کے خیال میں قدرت کی سکیم بھی ناکمل ہے۔ صرف انکی عقل ہی مکمل ہے۔

پیارے ناظرین! اسواسطے آپ وید کے تحریری اور تقریری پرچار سے چاروں ورنوں کے گُن کرم سدھارنے کی فکر کرو۔ اوم شم

(چونی لال کاتب)

گوشت خوری

یعنی

مانس نشیدھ نمبر اوّل

ٹریکٹ نمبر ۱۴۷

مصنف

سوامی درشنانند سرسوتی

پرکاشک

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل ہری گیان مندر لاہور

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال کے چھپا

بار دوم

تعداد یک ہزار

اوم

ओं यः पौरुषेयेण क्रविषा समङ्क्ते यो अश्व्येन पशुना यातुधानः। यो अघ्न्याया भरति क्षीरमग्ने तेषां शीर्षाणि हरसापि वृश्च ॥ ऋ. अ. ८ सू. १६

(ارتھ) پرماتما اِس منتر میں راجہ کو حکم دیتے ہیں۔ کہ اے انصاف کرنیوالے راجہ کہ جو دسیو پرش انسان کے گوشت کو کھائے یا گھوڑے کے گوشت کو یا کسی دوسرے جیو کے گوشت کو کھائے۔ یا گئو کا سارا دودھ لیکر بچھڑے کو بھوکھا مار ڈالے۔ تو ایسی قتلِ عمد کی سزا میں اِن کے سر کاٹ کر جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اسی کو لیکر مہاتما منو نے آٹھ آدمیوں کو قصائی قرار دیا تھا۔ ایسی گوشت کی تردید میں دوسرا منتر ہے۔

ओं सनादग्ने मृणसि यातुधानान्न त्वा रक्षांसि पृतनासु जिग्युः। अनु दह सहमूरान् क्रव्यादो मा ते हेत्या मुक्षत दैव्यायाः ॥ ऋ. अ. ८ अ. ४ व. ११ मं. १९

(ارتھ) اے عقل والے راجہ تو ہمیشہ سے قتلِ عمد کے مجرموں کو سزا دیتا ہے۔ اور ہنسا کرنیوالے گوشت خور تجھ کو لڑائی میں جیت نہیں سکتے۔ بھسم کر دے۔ جڑ کیساتھ کے ہتھیاروں سے یہ گوشت خور بچ نہ جائیں۔ اِس سوکت میں پچیس کے پچیس منتر راکششوں کو ڈنڈ دینے کیواسطے لکھے ہیں۔ اور راکشس کی تعریف یہ کرتی ہے۔ کہ جو انسان ہنسا کرنیوالا ہو۔ گویا وید نے تو گوشت خوروں کو قتلِ عمد کا مجرم قرار دیکر سخت سزا دینے کی آگیا دی ہے۔ درشنوں میں ایسے آدمیوں کو دُشٹ بتلا کر اُن سے شرادھ وغیرہ کرم یعنی عزت و سنسکار سے کھلانے کا پھل نفی بتلایا ہے۔ جیسا کہ وشیشک درشن ادھیائے

तदुष्टभोजने न विद्यते ॥ سوترمیں لکھا ہے۔

(ارتھ) جو استھی شرادھ اور دان کا پھل بتلایا گیا ہے۔ وہ دُشٹ کو کھلانے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب دُشٹ کسے کہتے ہیں۔ اِس کے متعلق بتلاتے ہیں

दुष्टंहिंसायाम् ॥

(ارتھ) دُشٹ کی تعریف ہے۔ ہنسا کرنے والا۔ مہاتما منو نے تو مانس لفظ کے معنی ہی یہ کر دئے ہیں۔ کہ جس کا مانس میں اِس جنم میں کھاتا ہوں۔ وہ اگلے جنم میں مجھے کھائیگا یہی مانس کا مانس پن عالم لوگ بتلاتے ہیں۔ جسقدر خدا پرست مسلمان ہیں۔ جب وہ چلہ کشی وغیرہ کرتے ہیں۔ تو ترک جیوانات لازمی قرار دیتے ہیں۔ بابا نانک صاحب بھی گوشت خوری کو پاپ بتلاتے ہیں۔ بھنگ ماچھری سرا پان جو کوئی پرانی کہائے۔ دھرم نیم تیرتھ برت بھی اکارتھ جائے۔ جو رتن لگے کپڑے جامہ ہوئے پلیت۔ سورت کھاوے ناانکا کیسے اُدجل چیت۔ حقیقت میں ہر ایک خدا پرست گوشت خوری سے نفرت کرتا ہے۔ لیکن نفس پرست لوگ جو عاقبت کی سزا و جزا سے لاپرواہ ہو کر نفس پرستی

میں پھنس کر اس شعر کا ورد کرتے ہیں۔ عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گذرتی ہے لیکن آجکل ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو قانون قدرت کے بہانہ سے نیچر یہ بتلاتا ہے۔ کہ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کہاتی ہیں۔ بڑے جانور چھوٹے جانوروں کو کھاتے ہیں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کمزور جانور انسان کی نیچرل خوراک ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ آیا حیوانی نیچر انسان کے قبول کرنے لائق ہے یا نہیں۔ کوئی عقلمند انسان تو اس حیوانی نیچر کو انسان کے لائق بتلا ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر انسان کو حیوانوں کی اِس نیچر پر چلانا منظور ہوتا تو عقل و تمیز دینے کی ضرورت ہی کچھ نہ تھی۔ انسان اپنے استاد حیوانوں کی نیچر سے ہی کام چلا لیتا ہے۔ اور اکثر غیر مہذب اور بے تمیز انسان ایسا کرتے بھی ہیں لیکن جو با تمیز انسان اپنے کو اشرف المخلوقات کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ کس طرح حیوانوں کی شاگردی پسند کر سکتے ہیں۔ پرماتما نے انسان کو تمیز دیکر اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اِسواسطے اُسکا فرض نہیں۔ کہ وہ غریب حیوانوں کو مار کھائے۔ یا انسان کا پیٹ حیوانوں کی قبر بن جاوے۔ یا انسان بے رحم ہو کر رحیم خالق کی پرستش کو تلانجلی دیکر نفس پرست بن جاوے۔ گوشت خوری نے حضرت انسان کو حیوانوں سے نیچے گرا دیا۔ حیوان اور پرندے و مگرمچھ وغیرہ موذی جانور ہیں۔ لیکن انسان سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ وہ صرف ہم جنس جانوروں کو کھاتے ہیں۔ شیر اور بھیڑیے چرندوں کو کھاتے ہیں۔ پرندے اور آبی جانور اُسکی دست درازی سے محفوظ ہیں۔ باز اور شکرہ صرف پرندوں کو کھاتے ہیں۔ چرندے اور آبی جانور اُن سے کنارے ہیں۔ مگرمچھ صرف پانی میں جا نیوالوں کو خوراک بناتے ہیں۔ باقی اُس سے محفوظ ہیں۔ لیکن یہ انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ خود غرضی اور نفس پرستی کا شکار بنکر ان جانوروں سے بھی زیادہ خطرناک اور موذی بن جاتا ہے۔ اور تمیز کو بالائے طاق رکھکر حیوان مطلق کی طرح نیچر کا ڈھکوسلہ کھڑا کر کے حیوانوں سے زیادہ موذی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ انسانی گورنمنٹ اپنے ہم جنس لوگوں کی خوراک سمجھ کر ان جانوروں کے مارنیوالے کو سزا نہ دیتی ہو تو بھی پرماتما کے اٹل نیم سے بچ نہیں سکتے۔ ان کے پاپ مختلف بیماریوں کی حالت میں نمودار ہو کر سزا دیتے ہیں کہیں جزام ہوتا ہے۔ کہیں طاعون کہیں ہیضہ۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ گوشت خوری سے جسم میں طاقت آتی ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ گوشت خور بے رحم تو ہوتا ہے لیکن بہادر اور مضبوط نہیں ہو سکتا۔ گوشت سے زیادہ طاقت چنے میں موجود ہے۔ جو گوشت سے سستا بھی ہے۔ اور رحم کو بھی نقصان نہیں پہونچتا۔ ا۔ جاندار کو تکلیف بھی نہیں ہوتی بہت سے لوگ گوشت کو لذیذ غذا سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ لذت گھی نمک اور مصالحہ

کی ہے۔ اگر گھی نمک اور مصالحہ سے الگ رکھکر کوئی گوشت کو کھائے۔ تو ہرگز لذیذ معلوم نہیں ہوگا
قدرت نے انسان کو گوشت خور نہیں بنایا۔ اگر انسان گوشت خور ہوتا۔ تو اُسکے ناخن گوشت
خور جانوروں کیطرح چیرنے پھاڑنے لائق ہوتے۔ جانور کو کاٹنے کیواسطے چھری وغیرہ اوزاروں
کی ضرورت نہ ہوتی۔ کیا انسان کو لازم ہے۔ کہ اپنے پیٹ کو حیوانوں کی قبر بنائے۔ جتنے گوشت
خور شیر بھیڑئے وغیرہ ہیں۔ انکو انسان موذی بتلاتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ قایم کر رکھا ہے قتل الموذی
قبل الایذا یعنے ایذا دینے والے جانور کو ایذا دینے سے پہلے قتل کر دینا چاہیئے۔ لیکن انسان کی عقل
پر افسوس ہوتا ہے۔ کہ وہ خود جانوروں کی ہنسا کر کے انکو ایذا دیتا ہوا اپنے کو موذی خیال نہیں
کرتا۔ کیا یہ یکش بات نہیں۔ کہ کم نقصان پہونچانے والے جانوروں کو موذی قرار دیا جائے۔ اور
زیادہ نقصان دینے والا انسان موذی نہ کہلائے۔ چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس قسم کی خوراک
کھائی جائے۔ اُسی قسم کا من بنتا ہے۔ اور جس قسم کا من ہو۔ اُسی قسم کے عمل ہوتے ہیں۔ لہذا
حیوانی خوراک کھانے سے انسان کا من حیوانوں کی طرح بے تمیز ہو گیا ہے۔ جس سے انسان
آیندہ کا خیال چھوڑ کر موجودہ کے انتظام میں لگ گئے ہیں۔ اور حیوانوں کی طرح اپنے دوست
اور دشمن کی تمیز سے خالی ہو کر غلط کام کر رہے ہیں۔ آج کل جسقدر غلط کام ہو رہے ہیں۔ ان کا سبب
من کا خراب ہونا ہے۔ اگر کسی لیمپ پر چمنی سبز رنگ کی لگا دی جاوے۔ تو روشنی سبز رنگ کی معلوم
ہوگی۔ اگر چمنی سرخ ہو روشنی نظر آئیگی۔ اسیطرح انسان کا من جس قسم کا ہوگا۔ ویسا ہی
انسان کا گیان ہوگا۔ چونکہ بہت سے لوگ بے تمیز حیوانوں کو کھا کر اپنا من بے تمیز بنا لیتے ہیں۔
لہذا ان کے کام بے تمیزی کے ہونے لگتے ہیں۔ آپ تمام یورپ اور ایشیا کے اندر گہری نگاہ سے
دیکھیں تو پتہ لگیگا کہ مایٹ از رایٹ یعنے جس کا زور ہے اُسی کا حق ہے۔ یہ حیوانی خیال صرف
حیوانی خوراک کے سبب پیدا ہوا۔ ورنہ زور تو زبردستوں سے کمزوروں کی حفاظت کیواسطے پرماتما
نے دیا ہے۔ اور من کے بے تمیز ہو جانے کے یہی سبب ہیں۔ کہ لوگ حیوانوں کی نیچر سے سبق لیکر حیوانوں
کو استاد بنا رہے ہیں۔ ورنہ اپنے سے افضل کی تقلید تو ہوا کرتی ہے۔ لیکن انسان حیوانوں کی تقلید تمیز کی
کی حالت میں کسطرح کر سکتا ہے۔ کیا حیوان انسان سے اشرف ہے۔ جواب ملتا ہے نہیں۔ بلکہ
انسان اشرف المخلوقات ہے۔ پھر اشرف المخلوقات کہلاتا ہوا انسان حیوانوں کی تقلید سوائے
حیوانی من ہو جانے کے کسطرح کر سکتا ہے۔ بس جب سے گوشت خوری کا رواج ہوا۔ تب ہی
سے بہت سی خرابیاں دنیا میں آگئیں۔ **سوال** کیا پہلے زمانہ میں لوگ گوشت نہیں کھاتے تھے

جواب آریہ لوگ نہیں کھاتے تھے وسیو کھاتے تھے۔ اور جب کوئی آریہ سنتان گوشت کھاتا تھا
تب اُسکا نام بھی راکشسوں میں شمار ہوتا تھا۔ جیسا کہ راون کے اتہاس سے ظاہر ہے۔ راون
پلست منی کا پوتا۔ پنڈت لنکا کا راجہ ہونے پر گوشت خوری کے سبب راکشس کہلایا۔ کیونکہ
رگوید میں راکشس کی تعریف یہی کی گئی ہے۔ **سوال** اُسوقت تو بہت سے گرنتھوں سے پتہ
لگتا ہے۔ کہ رام چندر وغیرہ راجے مہاراجے بھی گوشت خوری کرتے تھے **جواب** یہ غلط ہے
کیونکہ اُس زمانہ میں راجہ تو کیا کوئی بھی وید کے خلاف کرنے سے آریہ نہیں کہلا سکتا تھا۔ جن گرنتھوں
میں کچھ پایا جاتا ہے۔ وہ صرف ملاوٹ کے سبب۔ **سوال** کیا ثبوت ہے کہ اُن گرنتھوں میں
ملاوٹ ہوئی ہے۔ **جواب** تم گرنتھوں کو ملا کر دیکھو تو تم کو ملاوٹ کا ثبوت مل جاویگا۔ اوّل تم
تلسی داس کی اصلی رامائن کو جو مہاراجہ بنارس کے پستکالیہ سے تلسی داس کی لکھی ہوئی رامائن سے
چھاپی گئی ہے بمبئی کی چھپی ہوئی۔ رامائن سے مقابلہ کرو۔ تو بمبئی کی رامائن اُس سے دُگنی سے زیادہ ہوگی بالمیکی
رامائن کلکتہ اور بمبئی کی چھپی ہوئی کا مقابلہ کرو۔ مہابھارت کو ملا کر دیکھو تو اصل حال کھل جاویگا۔ کہ لوگوں
نے گرنتھوں کو ملاوٹ سے کسقدر خراب کیا ہے۔ سوائے ویدوں کے بہت ہی کم گرنتھ نکلینگے۔ جن میں کمی
بیشی نہ ہوئی ہو۔ **سوال** ہم کسطرح مان لیں۔ کہ جو گوشت خوری کو جائز کرنیوالے شلوک ہیں۔ وہ
ملائے گئے ہیں یہ ممکن ہے کہ گوشت خوری کو جائز نہ ماننے والے شلوک جینیوں کے زمانہ میں ملائے گئے
ہوں۔ **جواب** چونکہ رشی وید کے موافق لکھتے ہیں۔ اور وید میں گوشت خوری کو جرم قرار دیا ہے۔
اور اس کے مرتکب کو قتل عمد کی سزا دینے کا حکم راجہ کو دیا ہے۔ اسواسطے گوشت کو پاپ سمجھنے والے
شلوک تو اُن رشیوں کی رائے ہے۔ اور وید کے خلاف گوشت خوری کو جائز ماننے والے شلوک بعد میں ملائے
گئے ہیں۔ **سوال**۔ رام چندر نے ہرن کو مارا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کشتری لوگ شکار کیا کرتے تھے۔ اور
اُن کا گوشت کھاتے تھے۔ **جواب** رام چندر نے ہرن کو نہیں مارا بلکہ جس مرگ کے مارنے کا ذکر ہے۔ وہ شیر تھا
چونکہ کشتری لفظ کے معنے ہی یہ ہیں کہ جو دوسروں کے دکھ دور کردے۔ لہذا کشتری راجے مہاراجے چور ڈاکو
اور راہزن قاتل وغیرہ آدمیوں کو اور شیر بھیڑیے وغیرہ دشمن حیوانوں کو گئو وغیرہ کی رکشا کیواسطے شکار
کرتے تھے۔ اور جسکو سونے کا مرگ بتلایا جاتا ہے۔ وہ چیتا یا شیر تھا۔ نہ کہ ہرن سیتا نے اُسکا چمڑہ لینے کیواسطے
شکار کی خواہش کی۔ **سوال** مرگ کے معنے شیر کسطرح ہو سکتے ہیں۔ **جواب**۔ راجوں کو ہانی کارک
جیووں کے مارنے یعنے شکار کرنیکا حکم ہے۔ اور ہانی کارک جیو شیر وغیرہ ہیں جس کے مارنے کیواسطے گورنمنٹ نے
بھی انعام مقرر کیا ہوا ہے اور شکار کو سنسکرت میں مرگیا کہتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ شیر وغیرہ خراب جیووں

کو مارنیکا حکم ہے بُزدلوں نے غریب جانوروں کو مار کر کھانا شروع کر دیا کیا کسی عقلمند کو اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ کہیں سونے کے رنگ کا ہرن بھی ہوتا ہے جب سنہری ہرن ہوتا ہی نہیں تو رام چندر کا اس میں دہوکا کہانا کسطرح ممکن ہوسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماریچ یعنے پیلے رنگ کا شیر بن کر آیا تھا اور شیر کا نام مرگ ہونے سے لوگوں نے غریب ہرن خیال کر لیا ہندوؤں نے گوشت خوری سے اپنا دہرم کرم سب ناش کر لیا سکھ بھی زبان کے بس میں شری گورو نانک صاحب کیخلاف کام کر رہے ہیں شرم کی بات تو یہ ہے کہ آریہ نام رکھکر عقل کے خلاف کام کرتے ہوئے دہرم کا ناش کر رہے ہیں اور دیش ہیتشی کی دم لگا کر دیش کی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ اگر اسی طرح گوشت خوری جاری رہی تو ایک دن تمام ہندوستان تباہ ہو جائیگا۔ آریہ دھرم سکھ دہرم اور سناتن دہرم سب ناش ہو جائینگے (سوال) ہم تو یہ مانتے ہیں کہ کھانے پینے سے دہرم کا کوئی تعلق نہیں دہرم کا تعلق تو دل یعنے من سے ہے۔ جب کہ من ہمارا نیک ہے تو دہرم کو کیسے نقصان ہوسکتا ہے (جواب) من خوراک سے بنتا ہے دیکھو چھاندوگیہ اپنشد جس قسم کی خوراک کھاؤگے ویسا ہی من بنیگا۔ جب کہ کھانے سے من بنتا ہے اور من سے دہرم کا تعلق ہے۔ اس حالت میں اُن سے زیادہ کون بیوقوف ہوسکتا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ کھانے پینے سے دہرم کا تعلق نہیں من سے ہے یہ تو وہی مثال کہ کوئی بیوقوف ریت کی دیوار بنائے اگر کوئی روکے کہ ریت کی دیوار سے مکان کمزور ہوتا ہے تو جھٹ کہدے کہ مکان کا تعلق ریت سے کیا ہے وہ تو دیوار سے تعلق رکھتا ہے۔ حقیقت میں گوشت خوری نے اُن کی تمیز کو تباہ کر کے اُن کے دلکو حیوانی جذبات سے معمور کر دیا ہے وہ اصلیت کو سمجھ ہی نہیں سکتے ہندوستان میں جسقدر تباہی ہے وہ سب گوشت خوروں نے پھیلائی ہے قحط ہیضہ اور طاعون۔ زناکاری وغیرہ سب اسیکے پھل ہیں (سوال) گوشت خوری سے قحط کس طرح پھیلا (جواب) کھیتی کا تعلق بیلوں اور کھاد سے ہے جب حیوان زیادہ تھے تب کھاد زیادہ ہوتا تھا اور بیل سستے ہوتے تھے جس سے کاشتکار بیفکری سے کام کرتے تھے۔ اور اناج زیادہ پیدا ہوتا تھا۔ اور دودھ دہی گھی کی زیادتی سے کم کھایا جاتا تھا۔ اب گوشت خوری سے جانور زیادہ قتل ہو گئے اسواسطے اناج کی پیدائش کے واسطے کھاد کم ہو گیا۔ اور بیل کم اور کمزور ملتے ہیں (سوال) یہ قصور تو مسلمانوں کا ہے۔ جو گائے بیل وغیرہ مفید جانوروں کو مارتے ہیں اب ہندو سکھ وغیرہ تو گئوکشی نہیں کرتے (جواب) گئوکشی کے مجرم مسلمان وغیرہ نہیں بلکہ آریہ ہندو اور سکھ ہیں۔ کیونکہ ہندو لوگ بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ امیر ہیں۔ اسواسطے بکری وغیرہ جانوروں کا گوشت مہنگا ہو گیا جس کو ہندو تو کھا سکتے ہیں مسلمان نہیں کھا سکتے لہذا سستا ہونے کے سبب سے وہ گئو مانس کھا سکتے ہیں ورنہ اسلام کی کتابوں میں اسکی ممانعت ہے اور شریف مسلمان اسے بالکل نہیں کھاتے کیونکہ حکیموں نے اس کو بہت سی بیماریوں کا

سبب بتلایا ہے۔ اگر ہندو آریہ اور سکھ گوشت خوری چھوڑ دیں تو مسلمان دوسرے گوشت کے سستا ہو جانے
سے گئو ہتیا سے علیحدہ ہو سکتے ہیں اور گوشت نہ کھانیوالوں کی صحبت کے اثر سے بہت سے بالکل گوشت خوری
چھوڑ دینگے جیسا کہ متھرا اور بھرت پور کے علاقہ میں دیکھا گیا ہے وہاں بمشکل ۱۵ فیصدی مسلمان گوشت خور ہونگے آریہ
ہندؤں اور سکھوں کا گوشت خوری نہ چھوڑ کر مسلمانوں پر گئو کشی کا الزام لگانا سراسر تعصب ہی نہیں بلکہ مہاں پاپ ہے۔
اگر آریہ سماج کے لیڈر ہندوں کے براہمن اور سکھوں کے راہبر اپنے پیٹ کو حیوانوں کی قبر بنانے سے باز نہ آئے تو گھی وغیرہ کے نہ
رہنے سے آریہ ہندو اور سکھ دہرم تباہ ہو جائیگا کیونکہ جہاں سیر گرتے گرتے گھی میں پاؤ تک پہنچ گیا ہے اگر یہی حالت رہی تو دس بیس سال
میں گھی پنساریوں کی دوکان پر روپیہ کا دس بیس تولہ دوائیونکے واسطے بکنے لگ جاویگا جس سے آریوں کا ہون ہندوؤں کے
وشنو کے بھوگ اور سکھوں کا کڑاہ پرشاد کسطرح بغیر گھی کے ہو سکتا ہے گوشت خوری سے آریہ ہندو اور سکھ لیڈر اپنے اپنے
مذہبوں کی بنیاد اکھاڑ رہے ہیں بھلا جس دیش میں اس قسم کے لوگ لیڈر ہوں اگر وہاں پر تباہی نہ آوے تو اور کیا ہو (سوال)
اگر ہم گوشت کھانا چھوڑ دیں تو طاقت کہاں سے آئیگی (جواب) یہ خیال بھی جہالت ہے کیونکہ جو لوگ جانچ کرنیوالے
ہیں وہ ثابت کر چکے ہیں کہ چنا بہ نسبت گوشت کے زیادہ طاقتوالا ہے گوشت میں ۲ حصہ طاقت ہے تو چنے میں ۲۲ حصہ
جنگل کے جاٹ جو چنوں پر زیادہ گذارہ کرتے تھے گوشت خوروں سے کسی حالت میں کمزور نہ تھے (سوال) جو لوگ
گوشت خور نہیں وہ بہت بزدل ہوتے ہیں شیر گوشت خور ہے لہذا بہادری میں اسکا نام اول ہے (جواب)
شیر بہادر نہیں بلکہ ظالم ہے کیونکہ جہاں وہ شیر ہوں وہاں ریچھ اور سور پانی پی جاتے ہیں اور جہاں دو ریچھ ہوں وہاں شیر
نہیں جا سکتا اسواسطے بہت سے جانور جو گوشت خور نہیں شیر سے زبردست ہوتے ہیں شیر میں صرف ایک خوبی ہے
جس سے وہ بہادری میں مشہور ہو گیا شیر کام یعنے شہوت نفسانی پر غالب ہے وہ زندگی میں ایک ہی دفعہ شے
بھوگ کرتا ہے سوائے اسکے وہ دنیا کو اور کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اسکا شمار موذی جانوروں میں ہے قریباً سب ہی
گوشت خور موذی کہلاتے ہیں گورنمنٹ نے انکے مارنے والونکے واسطے انعام مقرر کر رکھا ہے گوشت خور انسان بھی
کیا ان حیوانوں کو موذی کہہ سکتا ہے قتل الموذی قبل الایذا کا مقولہ دے سکتا ہے موذی وہی ہے جو دوسروں
کو ایذا دے۔ کیا انسان جس نے اپنا پیٹ حیوانوں کی قبر بنا رکھا ہے اشرف المخلوقات کہلانیکا مستحق ہو سکتا ہے
جسطرح چور اور ڈاکو جنگل میں زبردست ہونے سے کمزوروں سے عزت کرا سکتے ہیں [illegible] لیکن گورنمنٹ
کی کچہری میں ان کی جو حالت ہوتی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں بعض لوگ جو اپنے پیٹ کو حیوانوں کی قبر بنانے کے عادی
ہیں جب ان سے کوئی گوشت خوری کیخلاف کہے تو چلا اٹھتے ہیں کہ جسکے پاس دولت ہو طاقت ہو وہی گوشت کھا سکتا
ہے لیکن یہ انکا فخر صرف جہالت ہے کیونکہ کوئی ایسا جانور نہیں کہ جسکا گوشت حیوان نہ کھاتے ہوں شیر بھیڑیئے
وغیرہ درندے اور باز وغیرہ پرندے ہر ایک جانور کا گوشت کھاتے ہیں بھلا جو گوشت حیوانوں کو بھی نصیب ہو

جس کو موذی جانور بھی کھا سکتے ہیں۔ اس پر فخر کرنا کہاں کی انسانیت ہے۔ لوگ ایسی غلطی کیوں کرتے ہیں۔ صرف حیوانی خوراک سے حیوانی من بن جانے کے سبب سے اشرف المخلوقات کہلانے والے انسانوں ذرا غور سے سوچو۔ اور پرماتما کی دی ہوئی صفت رحم سے کام لو۔ اگر تم کمزور جانوروں کو ستاتے رہو گے۔ تو چور ڈاکو اور موذی جانوروں کو جس طرح انصاف پسند گورنمنٹ سزا دیتی ہے ایسے ہی نیائے کاری پرماتما قحط۔ طاعون۔ ہیضہ وغیرہ بیماریوں سے تم کو سزا دیتے رہیں گے۔ اگر چاہتے ہو کہ سکھ اور شانتی ملے۔ تو بے زبانوں کے ستانے اور اپنا پیٹ حیوانوں کی قبر بنانے سے باز آؤ۔ اور ان جانوروں سے جائز فایدہ گھی دودھ اُون وغیرہ حفاظت کے عوض میں اٹھاؤ۔ کیا جس دیش میں براہمن کشتری اور آریہ لوگ گوشت خور ہوں۔ تو اُس کا یہ نام ایسا ہی نہیں۔ کہ جیسا کہ نائی کا نام راجہ رکھ دیتے ہیں۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ویدوں میں یگیہ وغیرہ میں جیو ہنسا ہوتی تھی۔ لیکن یہ خیال بھی جہالت ہے۔ کیونکہ رگوید میں جہاں یگیہ کی تعریف کی گئی ہے۔ وہاں صاف لفظوں میں یگیہ اُسے کہا ہے۔ جس میں ہنسا نہ ہو دیکھو رگوید ادھیائے ۱۔

بہت سے بیوقوف کہتے ہیں۔ کہ یگیہ میں پشو مارے تو جاتے ہیں۔ لیکن اُن کے بعد پرایشچت کیا جاتا تھا۔ لیکن یہ بھی جہالت ہے۔ کیونکہ پرایشچت اویدک کرم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پاپ ہے ویدک کرم کا پرایشچت نہیں ہو سکتا۔ خلاف قانون فعل کے تو سزا ہوتی ہے۔ قانون کے موافق فعل کی سزا کس طرح ہو سکتی ہے۔

رگوید یجروید

وید کا پرچار کرنا جگت کا ادھار ہے
سر لینٹ سب کا موجبیں اتم او پرایکار ہے

گئو ہتیا کون کرتا ہے

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما پروپرائیٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہر یگیا مندر

نے

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گورو کل چوہا بھگتاں ضلع

راولپنڈی میں ہے. اسکو دھیان رکھو

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۶ بکرمی سمت ۱۹۸۲ دیانند ابد ۱۰۱ ستمبر ۱۹۲۵ء

بار دوئم ایک ہزار

شری بالمکند سٹیم پریس ہسپتال روڈ میں باہتمام پنڈت کشن گوپال چھپی

سام وید اتھرو وید

اوم

گئو ہتیا کون کرتا ہے

آج کل بھارت ورش میں یہ سوال اُٹھ رہا ہے۔ کہ گئو رکشا ہو۔ ہندوستان زراعتی ملک ہے۔ یہاں کے باشندوں کی خوراک گھی اور دودھ ہے بغیر گئو رکشا کے ہندوستان کا ترقی پا جانا مُحال ہے۔ اِس خیال کو ملک میں پھیلا ہُوا دیکھ کر ہر ایک سمجھدار انسان کو قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ گئو ہتیا کرتا کون ہے۔ جس سے اپیل کریں۔ کہ بھائی تم گئو ہتیا چھوڑ دو۔ اِس سے دیش کو نقصان پہنچتا ہے۔ ہندو کہتے ہیں۔ کہ گئو ہتیا مسلمان کرتے ہیں گورنمنٹ فوجوں کے واسطے کرتی ہے۔ اُن سے اپیل کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اس خرابی کو تیاگ دیں جس سے بھارت تباہ ہو رہا ہے۔ جب ہم ہندوؤں کے اِس دعوے کو گہری نظر سے سوچتے ہیں۔ تو ہمیں یہ دعویٰ بے جان معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ مسلمان وغیرہ تو اس خرابی کو مجبوراً کرتے ہیں۔ اصلی جڑ اس کی ہندو ہیں۔ اگر کل ہندو متفق ہو کر چاہیں۔ تو کل ہی گئو ہتیا بند ہو سکتی ہے مسلمان اور انگریز جن ملکوں میں پیدا ہوئے۔ اُن ملکوں میں اناج کی اس قدر پیداوار نہیں جس قدر ان کو ضرورت ہے۔ لہذا اُن دیشوں کے اندر مچھلی اور گوشت کھانیوالے لوگ زیادہ پیدا ہوئے۔ جن سے ان کے سنسکار ہی گوشت خوری کے تھے۔ اِن کی مذہبی کتابیں بھی ان کو اجازت دیتی ہیں۔ ان کے پیشواؤں کے اعمال بھی ان کی امداد کرتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی حالت اُن سے بالکل علیحدہ ہے۔ ہندوؤں کے وید گوشت خوار کو راکشس بتلا کر راجہ کو سزا دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ رگوید اشٹک ۸ ادھیائے چار میں راکشس ہنن۔ سوکت کے ۲۵ منتر اِس بارے میں موجود ہیں۔ ہندوؤں کے شاستر منوسمرتی میں ۸ آدمیوں کو

گھاتک یعنی قصائی بتلایا ہے۔ جانور کے مارنے کی صلاح دینے والا۔ مارنے والا۔ اُن کو علیحدہ علیحدہ کرنے والا۔ گوشت کے لانے والا۔ پکانے والا۔ پروسنے والا وغیرہ ہندوؤں کے پیشوا گوشت خوروں کو راکشس ہی سمجھتے ہیں۔ راون باوجود پُلست منی کا پوتا لنکا کا راجہ اور پنڈت ہونے کے بھی راکشس کہلایا۔ آجکل اکثر ہندو ایڈیشنک ہندو کے معنے ہی ہنسا سے دُور رہنے کے کر رہے ہیں جب کہ اِن سب باتوں کی موجودگی میں ہندو لوگ گوشت خوری کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ ایسی حالت میں مسلمانوں سے اُمید رکھنا۔ کہ وُہ گوشت خوری اور گئو کشی اچھوڑ دیں۔ ایک جاہلانہ خیال ہے ہندو اور سکھوں میں جس قدر گوشت خوری ترقی کرتی جاتی ہے۔ اُسی قدر گاؤکشی بڑھتی جاتی ہے۔ نئی روشنی اور برادری کی گرجانبسے ہندوؤں میں گوشت خوری جنگل کی آگ کی طرح بڑھ رہی ہے جو قومیں گوشت سے بالکل متنفر تھیں۔ یعنی گوڑ براہمن اور سناڈھ براہمن اگروال ویش۔ ہیشوری ویش ایسے اور بہت سے بنئیے وجینی لوگ بلا کسی صحبت کے گوشت سے متنفر قرار دی جاتی تھیں۔ آج اُن قوموں کے سینکڑوں نونہال گوشت خوری اور شراب نوشی کے شوقین نظر آتے ہیں۔ یہ امر بھی مسلمہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں سے زیادہ روپیہ والے ہیں۔ اور مسلمانوں سے زیادہ روپیہ کمانا جانتے ہیں پس جب گوشت کو ہندو کھاتے ہیں۔ اور گوشت خور ہندوؤں کی تعداد پندرہ کروڑ سے کم نہیں۔ اس کا گراں ہونا لازمی امر ہے۔ جب مسلمان اس گوشت کو جس کو ہندو کھاتے ہیں۔ لبسبب اپنی مفلسی اور گوشت کی گرانی کے کھا نہیں سکتے۔ تو مجبوراً گئو جیسے مفید جانور کو ہلاک کرتے ہیں۔ اگر پندرہ کروڑ ہندو گوشت خوری سے باز آجائیں۔ تو بکرے وغیرہ کا گوشت سستا ہوجانا ممکن ہے۔ اِس حالت میں نادار مسلمان بھی اِن کو کھا کر گئو کشی سے باز رہ سکتے ہیں۔ اور گورنمنٹ بھی

فوجوں کے واسطے ان کو خرید نے میں گریز کرے گی۔ اگر ہندو یہ چاہیں۔ کہ ہم تو اپنے پیٹ کو مُرداروں کی قبر بناتے رہیں۔ اور مسلمان گوشت خوری سے باز آجائیں۔ تو ہندوؤں کی خواہش نہ تو انصاف والی کہلا سکتی ہے۔ اور نہ ہی مسلمان اُس کو قبول کر سکتے ہیں۔ لہذا موجودہ حالت میں جو لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ گئوکشی بند ہو جاوے۔ تو اُن کا فرض یہ ہے کہ ہندوؤں کو گوشت خوری سے علیحدہ کرنے کی کوشش کریں۔ اور جس قدر روپیہ گئورکشا کے واسطے خرچا منظور خاطر ہو۔ اُس کو گوشت خوری کے خلاف پرچار کرنے میں خرچ کریں۔ اگر ہندوؤں سے گوشت چھوڑانے میں سناتن دہرم سبھا مہامنڈل براہمن سبھا۔ آریہ سماج اور دیگر قومیں سبھائیں کامیاب ہو جاویں۔ یا ہندو سبھا ہی اس کامیابی کو حاصل کرلے تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اُس نے ویدک دہرم کی رکشا کا بڑا کام کیا۔ بہت سے لوگ سوال کرینگے۔ - اس وقت ہندوؤں کی اُن جاتیوں میں جن میں پہلے گوشت خوری کا پرچار نہ تھا۔ اب گوشت خوری .... کیوں بڑھ رہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں بہت سے اسباب ہیں جن سے گوشت خوری کو ترقی ہو رہی ہے۔ پہلا سبب تو نئی تعلیم کے لئے ولایت جانا ہے۔ جہاں کوئی آدمی جب تک اپنے دہرم پر مکمل وشواس رکھنے والا نہ ہو۔ گوشت خوری سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ وہاں زیادہ تر لوگ گوشت خور ہی ہم صحبت ملتے ہیں۔ دوسرا سبب مذہبی تعلیم کی کمی ہے۔ جس سے ہندو روحانیت سے دور رہ کر زبان کے چسکہ کے غلام بن گئے ہیں۔ تیسرا سبب اس غلط خیال کا پھیل جانا ہے۔ کہ گوشت خوری سے طاقت بڑھتی ہے۔ اگر غور سے معلوم کیا جائے۔ تو ایسے بہت سے اناج چنا وغیرہ اور نباتات ہیں۔ جن میں گوشت سے زیادہ طاقت ہے۔ چوتھا سبب اس خیال کا پھیل جانا ہے۔ کہ کھانے پینے سے دہرم ادہرم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ باوجودیکہ یہ خیال سراسر جہالت ہے۔ کیونکہ خوراک سے من بنتا ہے اور من سے نیک بد اعمال ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص خراب ارادہ سے کام کریگا۔ تو ضرور ہی

کام خراب ہوگا۔ اِس خیال سے ہر ایک مذہب میں کھانے پینے کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ یہ بھکشا بھکش تین طرح سے ہے۔ اول دھرم شاستر کا بتلایا ہوا۔ جس سے من خراب ہوتا ہے۔ اُس کو دھرم شاستر ابھکش بتلاتا ہے۔ جس سے من اچھا بنتا ہے۔ اُس کو بھکش یعنے کھانے کے لائق بتاتا ہے۔ دوسرا ویدک شاستر یعنی علم طب کے موافق جس کا جسم اور حواسوں سے تعلق ہے۔ جس سے جسم کو فائدہ پہنچے۔ اُس کو طب بھکش یعنے کھانے کے لائق بتاتا ہے۔ جس سے جسم کو نقصان پہنچے وہ ویدک کے لحاظ سے ابھکش یعنی کھانے کے قابل نہیں۔ تیسرا سوسائیٹی کے لحاظ سے۔ جس کو سوسائیٹی جائز بتلاوے وہ کھانے لائق ہے۔ سوسائیٹی کا وجود چونکہ اجسام پر منحصر ہے۔ اِس واسطے جسم کو سوسائیٹی کے متعلق فوقیت دی گئی ہے۔ کیونکہ اگر جسم مریض ہوں۔ تو سوسائیٹی بھی مریض ہوگی۔ لہذا سوسائیٹی کو تندرست رکھنے کے لیے جسم کا تندرست رکھنا ضروری ہے۔ اور جسم کو ٹھیک طور پر کام میں لانے کے واسطے شُدھ من کی ضرورت ہے۔ اگر من خراب ہو۔ تو جسم ٹھیک کام نہیں کرتا اس واسطے جسم پر من کو فوقیت ہے۔ اور من چونکہ خوراک سے بنتا ہے۔ پس خوراک کو علٰحدہ رکھنا من سے حیوانیت ہے۔ اِسی سبب سے تمام مذاہب نے حلال و حرام کا مسئلہ درج کیا ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ جسمانی روحانی اور مجلسی ترقی کے ساتھ خوراک کا تعلق ہے۔ تو جو آریہ سماج شاریرک۔ آتمک۔ اور ساماجک ترقی کو مکھیہ ادیش رکھ کر قائم ہوا ہے اِس کے نادان لیڈروں کا یہ خیال کہ کھانے پینے سے دھرم کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ کیسا خوفناک ہے۔ جہاں یہ خیال دھرم شاستروں کے خلاف ہے۔ وہاں صحیح دلائل سے بھی ناقص ثابت ہوتا ہے۔ پس جب تک ہندو گوشت خوری نہ چھوڑیں تب تک گئو ہتیا کا بند ہونا ناممکن ہے۔ اگر ہندو گوشت خوری چھوڑ دیں۔ تو گئو ہتیا کا بند ہونا لازمی ہے

گویا گئو ہتیا ہندوؤں کے ہاتھ ہی میں ہے۔ اس حالت میں کون کہ سکتا ہے کہ گئو ہتیا مسلمان کرتے ہیں۔ یا گورنمنٹ کرتی ہے۔ عقلمندوں کو بھی کہنا پڑتا ہے کہ گئو ہتیا گوشت خور ہندوؤں کے سبب سے ہوتی ہے۔ ہندو اگر گئو رکشا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے۔ کہ گوشت خوری کو چھڑانے میں ساری طاقت خرچ کریں ہندو لوگ گئو رکشا کے واسطے پران دیتے تھے۔ کیا انکی اولاد زبان کے چسکے کو بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ گورو گوبند سنگھ صاحب دیوی سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ گئو گھات کا دوش جگ سے مٹاؤں۔ کیا گورو گوبند سنگھ کے سچے پیرو گوشت خوری جو کہ گئو گھات کا سبب ہے۔ اسکو دور کر کے گئو رکشک کہلا سکتے ہیں۔ بابا نانک صاحب تو جگہ جگہ گوشت خوری کی تردید کرتے ہیں۔ کیا بابا نانک صاحب کے پیرو گوشت خوری کرتے ہوئے بابا صاحب کے سچے پیرو کہلا سکتے ہیں ویدوں نے تو گوشت خور کو راکشس ہی بتلا دیا ہے۔ اور پرانے زمانہ میں اس پر عمل بھی ہوتا رہا ہے۔ راون پلستی منی کا پوتا پرماتما کا بھگت ہوتے ہوئے بھی گوشت خوری کے سبب راکشس کہلایا۔ ایسی حالت میں جو براہمن گوشت خوری کرتے ہوئے سناتن دھرمی کہلاتے ہیں۔ وہ ایسے ہی براہمن اور سناتن دھرمی ہیں جیسے پنجاب میں نائی کا نام راجہ رکھ دیا جاتا ہے۔ رشی دیانند نے تو گوشت خوروں اور شراب پینے والونکے ہاتھ کا کھانا تک منع کیا ہے۔ تو اس حالت میں وہ آریہ کیسے کہلا سکتا ہے۔ جو کہ دھرم کو زبان کے چسکے کے سامنے ہیچ سمجھتا ہے۔

ویدک دھرمیو! اگر تم گئو ہتیا کو دور کرانا چاہتے ہو۔ تو گوشت خوری کو دور کرو۔ اور مسلمانوں عیسائیوں پر گئو ہتیا کا الزام لگانا چھوڑ دو۔ موجودہ حالت میں گئو ہتیا کا الزام تمہارے سر ہے۔ کیا تم گئو رکشا کے لئے کمربستہ ہو کر گوشت خوری کو چھوڑنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ جب ہندو لوگ گوشت خوری چھوڑ دو گے۔ تو اپنے آپ بھارت میں گئو رکشا ہو جائیگی۔ بیل سستے ہو جاوینگے۔ اناج سستا ہو جائیگا۔ غرضیکہ بھارت کا سب کلیش دور ہو جائے گا۔

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی

سوہنی | # گیت | تال ۳/۱ ۲

گئو کہندی پیاریاں وچھیاں نوں میرے آخری دن آ گئے

شری وید ویاس جی رشیاں نوں وچہ پوتھیاں آکھ سنا گئے

(۱) اکدن بھی ایسا آویگا نیچ برہمناں گھٹا دیگا

(۲) جد دن ہیں جوان ہندی ساں

دھیاں پتراں وانگ پلیندی ساں

(۳) جد دن گیا دودھ میرا سکدا ہی

نیڑے کوئی نہ میرے ڈھکدا ئی

(۴) ہوئی بڈھی تے آفت ہور آئی

ہوئے پھلے تاں رکھیا وانگ مائی

(۵) پھیہتھ ہیں آئی دلالاں نی

وس کی ذلتاں اٹھایاں نی

(۶) اک او بھی دن بہار دے سی

ہو ون ٹکڑے نال تلوار دے سی

(۷) جیہڑے گئو دے گناں نوں جان دے سی

کرن راج اٹل ہو جان مان دے سی

(۸) جاگو منڑو ہوو ہوشیار بھائی

گئو سمجھو تے سچ دی ہے مائی

ول ساڈا پھٹ جاویگا پھیر کوں تا سچ وچ آگئ

ذودھ وٹیاں پنج ست دہندی سا

آوندے جاوندے سب وِنڈ پا گئے

میری بات نہ کوئی پچھدا ہی

کولوں لنگھندے اکھیاں چرا گئے

یا تاں منس دیتی یا بیلا آئی

نہیں تاں تیھ دلالاں بکا گئے

رب سچے مصیبتاں پائیاں نی

گل اکھیاں آنسو آ گئے

نام میرے آئوں ہندوار دے سی

نام اپنا جگ تے دھرا گئے

بڑے سورمے وچہ جہان دے سی

دس او دن کتھے سما گئے

ستو گئو واندی پکار بھائی

داس شرما آکھ سنا گئے

گئو کہندی پیاریاں وچھیانوں میرے آخری دن آ گئے

ویدک دہرم کے متعلق

ہر پرکار کی پستکیں دزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور طلب فرماویں

شری سوامی درشنانند سرسوتی جی کرت پستکیں شاستر و اپنشدوں وغیرہ کے اردو و ہندی ترجمے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نیائے درشن مصنفہ مہامنی گوتم جی بمعہ اردو ترجمہ	؏	ودیتیر برہمچاری ہندی	۲/
ویشیشک درشن مصنفہ مہامنی کنادجی "	؏/	درشنانند گرنتھ سنگرہ بھاشا جلد اول	؏/
سانکھیہ درشن مصنفہ مہامنی کپل جی "	؏/	" " " " " اردو " "	؏/
ویدانت درشن جلد اول "	۱۲/	" " " " " " اردو دوم	؏/
شریمد بھگوت گیتا	۸/	بال شکشا بھاشا	/
نیائے درشن آریہ بھاشیہ ہندی	؏	سوامی شنکر آچاریہ کے پرم پاد گورو گوڑپادم	
ویشیشک " " "	؏	آچاریہ کی مانڈوکیہ اپنشد پر لکھی	
سانکھیہ " " "	؏/		
ایشور پرابتی اردو	۲/	ہوئی آگم پادشتھ واد- ادویت	؏/
ست برتی نمانند "	۱/	واد اور آلات شانتی پرکرن کار کائین	
کشما چندراودے "	۶/	بمعہ اردو ترجمہ و ریویو	
ملہیاں وید و قرآن کی سوانحعمری و تعلیم اردو	لہ/	اپنشد پرکاش یعنی چھ اپنشدیں بمعہ	
عقائد اسلام پر عقلی نظر ساتوں بھاگ	لہ/	اردو ترجمہ اور وکھیان بطور	
نئی اور پرانی تعلیم کا مقابلہ اردو	۲/	سوال و جواب ایک جلد ضخامت	؏ ۱۲/
مکتی سے جیو لوٹتا ہے۔ "	ا/	تقریباً ۵۰۰ صفحے کلاں	
اودیا کے چار انگ اردو	۲/	تنو ودیا رشی کی کتھا اردو	۸/
کتھا پچیسی "	۶/	کیا کپل ناستک تھا؟ "	۲/
گورو شکشا	لہ/	دھرم وید "	۶/
مباحثہ اگرہ قرآن کی چھان بین اردو حصہ اول	لہ/	وید اور بائیبل "	۶/
نوین ویدانتین و بدانت	لہ/	سندھیا اوپاسنا ودھی "	۳
سوالات و جوابات مدرسہ الہیات کانپور	ا/	کتو ہتیا کون کرتا ہے "	۱۰/
ودیتیر برہمچاری اردو			

ملنے کا پتہ

ویر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہربھگیا مندر

یجروید

اتھروید

ویدک دھرم سے متعلق سرکاری ٹریکٹس ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب کریں

اوم

آدمی اور شیر کا مباحثہ

حصہ اوّل

مصنفہ

شریمان سوامی درشنانند سرسوتی

زیر نگرانی

وزیر چند شرما پرنٹر ایڈیٹر ویدک پستکالیہ لاہور متصل پرگیا مندر

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۳ بکرمی سمت ۱۹۷۹ - دیانند آبد ۳۹

ستمبر ۱۹۲۲ء میں

شنکاری سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت لال چند کھنہ پرنٹر کے چھپا

بار ششم دو ہزار

رگوید

سام وید

آدمی اور شیر کا مباحثہ

ایک دفعہ ایک پڑھا لکھا مہذب آدمی جو ہمیشہ جانوروں کو مار کر کھانے کا عادی تھا کسی جنگل میں شکار کے واسطے گیا۔ وہاں اُس نے کئی ایک جنگلی جانوروں کا شکار کیا۔ اتفاق سے وہ ایسے مقام پر جا نکلا۔ جہاں پر ایک دو روز کا بھوکا شیر اپنے گھرنے میں پڑا ہوا تڑپ رہا تھا اُسکو دیکھتے ہی شیر کی جان میں جان آگئی۔ اور اُس نے جھٹ پٹ حملہ کرکے اُس کو پکڑ ہی لیا۔ اگرچہ اُس نے بہت کوشش اپنے بچاؤ کے لیئے کی۔ لیکن اس کی فربھی نے اُس کو بچاؤ کی مہلت نہ دی۔ جب اُسکو شیر پھاڑنے لگا۔ تو اُس نے کہا ارے ظالم کیوں ایک اشرف المخلوقات کا خون کرکے اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے گنہگار بنتا ہے۔ شیر یہ بات سُن کر ہنس پڑا۔ اور کہا۔ تو کیوں جھوٹ بولتا ہے۔ کیا تو اشرف المخلوقات ہے۔

آدمی۔ ہاں سچ مُچ میں اشرف المخلوقات ہوں۔ کل اہل دُنیا مجھے اشرف المخلوقات کہتے ہیں

شیر۔ کیا دُنیا کے آدمی ہی تجھے اشرف المخلوقات بتاتے ہیں یا کہ حیوان بھی۔

آدمی۔ حیوان جو ناطق نہیں ہیں۔ وہ کیا بتلا ئینگے۔

شیر۔ تب تو تم اپنے منہ سے میاں مٹھو بنتے ہو۔ تم میں کونسا گُن ہے۔ جس سے تم سب سے اشرف گنے جاؤ۔ اور تمہارے اِس دعوے کا کیا ثبوت ہے۔

آدمی۔ دُنیا میں جس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اُن سب سے یہ بات ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ آدمی اشرف المخلوقات ہے۔

شیر۔ کیا وہ کتابیں آدمیوں کے سوا حیوانوں نے بنائی ہیں۔ جو تم اُنکا ثبوت دیتے ہو۔

آدمی۔ حیوانوں کو یہ لیاقت کہاں ہے۔ جو کتابیں بنا سکیں۔ یہ مادہ صرف اِنسان کے حصے میں ہے۔

شیر۔ کیا تم اِسی بات سے اشرف المخلوقات بنتے ہو۔ کیا تمہارے پاس آدمیوں کی شہادت کے بغیر اور بھی کوئی شہادت موجود ہے۔

آدمی۔ تمام جانور جانتے ہیں۔ کہ آدمی سب سے بڑھکر پروپکاری ہے۔ دیکھو ہر جگہ پر اسکول کھلے ہیں۔ سدابرت جاری ہے۔ کھیتی کرتے ہیں۔ سبکو فائدہ پہونچتا ہے۔ بہت سے حیوان اُس سے پلتے ہیں۔

شیر۔ جب آدمی اپنے بھائیوں کو اُپکار کرتا ہے۔ جیسا کہ سکول اور سدابرت کے بیان سے ظا

ہے۔ تو اس میں کیا بُرا کیا ہے۔ وہ اُن کی قوم ہونے سے انہیں کا اختیار ہے۔ دوسرے اُن سے ہمیشہ اپنی مدد کی اُمید رکھتے ہیں۔ تیسرے اس سے کچھ نیک نتیجہ اپنے لیئے خیال کرتے ہیں باقی رہا جانوروں کا کھانا اُس میں سے بیل وغیرہ آدمیوں سے بڑھ کر اُس میں کام کرتے ہیں وہ اپنا حق کھاتے ہیں۔ باقی جو جانوراں کو کھاتے ہیں۔ اُنکو ہمیشہ کھیتوں سے نکالتے ہیں۔ اور مارتے رہتے ہیں۔

آدمی انسان میں عقل ہے۔ جو اور کسی حیوان میں نہیں۔ اور جس سے انسان ہمیشہ نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے

شیر عقل انسان کو خود غرضی کی ہے اُس سے انسان حیوانوں سے زیادہ مجبور ہو گیا ہے انسان روزی کے واسطے آپس میں لڑتے ہیں۔ انسان اپنی ضرورتوں کا اسقدر محتاج ہے۔ کہ وہ بمشکل گذران کر سکتا ہے۔ انسان بوجہ زناہ اور اغلام سے خدا کے حکم کے خلاف کرتا ہے۔ اگر اسکو عقل ہوتی۔ تو ایسے بُرے کام کبھی نہ کرتا

آدمی۔ انسان بہادر ہے۔ دیکھو انسان کل دُنیا کی حیوانات پر فتح حاصل کر کے اُنکو اپنے قابو میں لایا۔ اور اُن سے وہ کام لیئے جو ناممکن معلوم ہوتے تھے۔

شیر کیا انسان مجھ سے بھی بہادر ہے۔ کیا انسان نے مجھکو قابو کر کے مجھے یا ہمارے ہم جنس سے کوئی کام لیا ہے۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہر ایک انسان ہماری بہادری کا اقرار کرتا ہے جسکو بہادر دیکھتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ بڑا شیر مرد ہے۔ تمہاری بہادری کا اقرار تمہارے سوا کوئی نہیں کرتا میری بہادری کا اقرار تمہارے تمام ہم جنس کرتے ہیں۔ ہر ایک بہادر کو میرے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔

آدمی۔ تو بہادر نہیں۔ بلکہ ظالم ہے۔ جو اپنے سے کمزوروں پر ہمیشہ ظلم کرتا ہے۔ اور اُنکو نقصان پہنچاتا ہے۔

شیر میں تم سے زیادہ ظالم نہیں ہوں بہت چھوٹے جانور یعنی چڑیا وغیرہ کو نہیں مارتا۔ تم ٹڈی وغیرہ تک نہیں چھوڑتے

آدمی۔ خدا نے کل حیوان ہمارے لیئے بنائے ہیں۔ ہم کو سب کا کھانا حلال ہے۔

شیر کیا مجھکو خدا نے گوشت خور بنایا ہے۔ اگر خدا تم کو گوشت خور بناتا۔ تو تم کو ہتھیار دیتے جانوروں کے مارنے اور پکا کر کھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ تم خود میری طرح بغیر ہتھیار کے مار سکتے اور کچا کھا کر ہضم کر سکتے۔ کیا تم سانپ اور بچھو وغیرہ ہر ایک کو کھا سکتے ہو۔

آدمی یہ سب موذی جانور ہیں۔ ہم جس کام میں نقصان دیکھتے ہیں۔ اُسکو نہیں کرتے۔ خدا نے ہم کو بہت سی نعمتیں دی ہیں۔ ہم تمہاری طرح حیوان نہیں ہیں۔ جو اسطرح بے مزہ گوشت کچا کھا کر

اپنی اندرونی حصہ کو خراب کریں۔ شمشیر تم کسی موذی و ظالم ہر وقت بیٹھے ہو بتاؤ۔ موذی اور ظالم کیسے کہتے ہیں۔ آدمی جو بلا سبب دوسروں کو تکلیف دیتا ہے۔ وہ موذی کہلاتا ہے جو اپنے لیئے دوسرے بے گناہوں کو نقصان پہنچاوے وہ ظالم۔ شمشیر بس اب تم خود سمجھ لو کہ ہم ظالم ہیں یا تم زیادہ ظالم ہو۔ ہم صرف چرندوں کو ہی مار کر کھاتے ہیں۔ اسیلئے خدا نے ہماری خوراک یہی مقرر کر دی ہے ہم کبھی دوسری چیز کو نہیں کھا سکتے گویا ہم کو خدا نے جلاد مقرر کیا ہے۔ لیکن تم چرندوں کو مارتے ہو۔ آسمانی اور پرندوں کو مارتے ہو۔ سمندر کی مچھلیوں کو مارتے ہو۔ پانی کے اور جانوروں کو کھاتے ہو۔ باوجودیکہ تم خود اقراری کہ خدا نے تمہارے واسطے بہت سی نعمتیں پیدا کی ہیں پھر بھی تم دوسروں کو نقصان پہنچاتے اپنے آپکو عقلمند ہو۔ انکساری کے نام سے پکارتے ہو۔ اور جو تم مزہ کی بات کہتے ہو۔ تو وہ مزہ تمہارے بناوٹ میں ہے جو گھی اور مصالحہ نمک وغیرہ کے ملنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر تم بلا نمک مصالحہ اور گھی کہا کر دیکھو تو تم کو مزہ معلوم ہو۔ آدمی ہم صرف اسیلئے گوشت نہیں کھاتے۔ کہ وہ مزیدار ہی ہے۔ بلکہ ہم کو پولیٹکل معاملات میں بے رحمی کی ضرورت ہے کیونکہ رحمدل ہمیشہ تکلیف اٹھاتا ہے۔ اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے شمشیر کیا پولیٹکل معاملات ہیں کے واسطے آپکو بے رحمی کی ضرورت ہے۔ وہ آپکی انسانیت کا سبب ہے۔ کیا روٹی کے ٹکڑے کے واسطے ان حیوانوں نے اپنی قوم تباہ کر ڈالنے نہیں کرتے۔ اور انسانوں کیواسطے یہ لازمی امر ہے۔ کیا اسیواسطے آپ اشرف المخلوقات ہیں کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ ڈاکو ہی ہیں جو اپنے واسطے دوسروں کو قتل کرتے ہیں یا میں تو سمجھتا تھا۔ کہ انسان نہیں لیکن آپکے ارشاد سے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ خاصہ انسانی یعنی پولیٹکل چال ہے بلکہ ڈاکو سے زیادہ پولیٹیشن ہے۔ آدمی تمہیں تو عقل نہیں بتاتی کہ قوم وہی ہے جو دوسروں پر حکومت کرے اور حکومت کرنیکے واسطے ضرور ہے کہ بہادر ہو اور بہادری کیواسطے ضرورت ہے کہ بے رحم ہو اور بے رحمی کیواسطے دوسروں کا مارنا لازمی ہے۔ شمشیر تمہاری عجیب منطق ہے۔ کیونکہ بھی تو گوشت کہاتا ہے اور بے رحم ہے لیکن کیا وہ بہادر ہے کہ آپنے اپنی قوم کو تباہ کرنیکے واسطے دوسرے حیوانوں سے سبق لیتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی نیچے کام کرتے ہیں۔ اشرف المخلوقات کے نام لگا کے پھرتے ہیں آدمی تم وحشی حیوان ہو تمہیں خبر نہیں نہ تم کو حکومت ملتی ہے۔ اور نہ قوم کی خرابیوں سے بچا سکتا ہماری قوم جو جسم کی وجہ سے غیر قوموں کی غلام ہو گئی ہیں انکے چھڑانیکی کوشش لازمی معلوم ہوتی ہے۔ اسلیئے ہم گوشت کہاتے ہیں جانوروں کو مارنے سے بے رحمی سیکھتے ہیں اور اپنی اولاد اور شاگردوں کو بھی کھلاتے ہیں۔ شمشیر تم دوسروں کو وحشی بناتے ہو۔ ذرا سوچو تو سہی جب دوسری قوم اپنی قوم سے الگ بناتے ہو۔ اور ایک کنبہ کو دوسرے کنبہ سے اور وجود کو دوسرے وجود سے فرق کرو۔ جب تمہیں دوسری قوم کے دبانے کے واسطے بے رحمی کی ضرورت ہے تو دوسرے خاندان کی اپنے خاندان کی۔ اور دوسرے کنبوں سے اپنے کنبے کی بہتر ہو کر دوسرے وجودوں سے اپنے وجود کو الگ سمجھنے لگ جاؤ گے

اور جن لوگوں کا مطلب نفس پرستی ہے وہ گوشت خوری کو ایک طرح [illegible] (ازالۃ الاوہام)

رگوید — یجروید

ویدک دھرم کے متعلق ہر پرکار کی ویدک پستکیں وزیر چند شرما
مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوا سکتے ہیں ٭

دیانند ابد ۱۰۱ — فروری ۱۹۲۵ء

مسئلۂ تناسخ

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے

شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت کشن گوپال پرنٹر کے چھپوایا

اتھروید — بار پنجم — سام وید

اوم

مسئلہ تناسخ

آجکل عام لوگوں میں آریہ سماج کی بدولت مذہبی چرچا پھر زندہ ہو رہا ہے۔ مسائل مذہبی کی تحقیقات کا شوق دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ جہاں دو چار پڑھے لکھے آدمی بیٹھتے ہیں۔ وہاں کچھ نہ کچھ دھرم کا چرچا ضرور ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں مسئلہ تناسخ کی بحث اکثر احباب کو کرتے پاکر اور عیسائی مسلمانوں کو بہت سی کمزور دلائل سے اس مسئلہ کی تردید کرتے سن کے دیکھا کر مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں بھی اس پر مختصر سا ایک ٹریکٹ لکھوں۔ اگرچہ پنڈت لیکھرام جی نے اسی مسئلہ کے متعلق ضخیم کتاب لکھی ہے۔ لیکن زیادہ قیمت کی کتاب ہونے سے عوام میں اس کا پرچار بہت کم ہو سکتا ہے اس خیال کو مدنظر رکھ کر میں نے اس مسئلہ پر بھی ایک ٹریکٹ لکھنا پسند کیا۔ امید ہے کہ میری محنت زائل نہ جائے گی۔ کیونکہ پبلک نے میرے پہلے ٹریکٹوں کی بہت ہی قدر کی ہے۔

مسئلہ تناسخ

جس قدر مذہب کرموں کا پھل مانتے ہیں۔ یعنی سزائے اعمال کے قائل ہیں۔ اُن میں سے کچھ لوگ تو سزائے اعمال کے واسطے قیامت کا دن مقرر کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ بذریعہ تناسخ یعنی ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم کے ذریعہ سے کرموں کے پھل کو بھوگنے کا طریق مانتے ہیں۔ اب دونوں میں سے کون سا مسئلہ عقلاً ثابت ہو سکتا ہے۔ اس پر آج وچار کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس مسئلہ کے مطابق بحث شروع کریں۔ ہر ایک آدمی کے واسطے یہ بھی جاننا لازمی ہے۔ کہ سزا سے کیا مطلب ہوتا ہے؟ جہاں تک عملی طور پر تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سزا کا مطلب بدلا لینا نہیں۔ بلکہ سدھار کرنا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک آدمی چوری کرتا ہے۔ یا کسی کو مارتا ہے۔ تو اس کے عوض میں اسے جیل خانہ میں بھیجتے ہیں۔ کیا وہ جیل میں جاکر اس کا بدلہ پاتا ہے؟ نہیں کیونکہ اگر بدلہ ملتا۔ تو جیل میں جاکر اس سے بھی روپیہ مانگے جاتے۔ جو اس نے چوری سے خرچ کئے تھے۔ یا اس کو بھی مارا جاتا۔ لیکن وہاں یہ دونوں باتیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں بجائے اس کے کہ اس کو مارا جاوے۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگا دی جاتی ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے اُٹھاتا تھا۔ اور پاؤں میں بیڑی ڈال دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کے

ذریعہ سے سے کرہیا گا۔ پس جن دو اعضاؤں سے چوری کی عادت کی تھی۔ اُنکی عادتوں کے دُور کرنے کے واسطے اُن کی طاقتوں کو کچھ دن نکما کر دیا۔ تاکہ وہ عادت بھول جائیں۔ اور جیل خانہ سے نکل کر پھر دوبارہ ایسے جرم کے مرتکب نہ ہوں۔ اگرچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بہت سے قیدی جیل خانہ سے آکر بھی چوری کرتے ہیں۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ اوّل تو انسانی گورنمنٹ کو یہ طاقت نہیں۔ کہ بُرائی کی بنیاد من کو قید کر سکے۔ کیونکہ سب کام من کے ذریعہ ہوتے ہیں۔

اگرچہ گورنمنٹ نے ہاتھ اور پاؤں کو روک کر اس کو عملی طور بُرائی کرنے سے روک دیا۔ لیکن اس کی بُرائی یاد رکھنے والی طاقت من کو نہ روک سکنے کی وجہ سے مطلب حاصل نہیں ہُوا۔ اگر گورنمنٹ کو یہ طاقت ہوتی۔ کہ وہ کسی طرح من کو قید کر سکتی۔ تو کوئی بھی قیدی جیل خانہ سے نکل کر چوری کا عادی نہ ہوتا۔ ایک بات اور بھی قابل غور ہے۔ کہ جس قدر آدمی گھر میں رہتے ہیں۔ وہ جس قدر فعل کرتے ہیں۔ اُن کے نیک و بد کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی ایک روپیہ روز کماتا ہے۔ اور چار آنہ روز خرچ کرتا ہے۔ تو وہ بارہ آنہ روز جمع کر لیتا ہے۔ اگر چار آنہ روز کماتا ہے۔ اور روپیہ روز خرچ کرتا ہے۔ تو وہ ۱۲ روز کا قرضدار ہوتا جاتا ہے۔ لیکن جیل خانہ میں حالت اُس کے بالکل برخلاف ہے۔ وہاں نہ تو کوئی جمع کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی قرضدار ہو سکتا ہے۔ گویا وہ ایسی حالت ہے۔ کہ جس میں آگے کے واسطے نفع و نقصان کرنے کی طاقت موجود نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی جاننے کے لائق ہے۔ کہ جسم روح کا تعلق موجودہ وقت سے ہی ہوتا ہے۔ اِس طرح پرماتما نے بھی رُوحوں کے واسطے دو ہی قسم کے مکان بنائے ہیں۔ ایک وہ جس میں بیٹھ کر رُوح نیک و بد کرموں کو کر سکتی ہے۔ اور اُس سے اپنی آئندہ حالت کو بگاڑ یا سدھار سکتی ہے۔ اور ہر وقت کرنے میں آزاد رہتی ہے۔ اِسے کرم یونی کہتے ہیں۔ یعنی ایسا جسم کہ جس میں انسان فعل کرنے میں مختار ہے۔ دُوسری حالت مثل جیل خانہ کے ہے۔ جو صرف بُرائی کی عادتوں کو چھوڑانے کے واسطے اور کرموں کا پھل بھوگنے کے واسطے مقرر ہے۔ کہ جس میں بیٹھ کر رُوح آگے کے واسطے کوئی انتظام نہیں کر سکتی۔ اسے بھگتو یہ یونی کہتے ہیں۔

جس طرح آزاد آدمی گناہ کر کے جیلخانہ میں جاتے ہیں۔ اور قیدی سزا کی میعاد ختم کر کے پھر آزاد ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح کرم یونی سے رُوح یعنی جیو آتما بھگتو یہ یونی میں جاتے ہیں۔ پس اسی کا نام مسئلہ تناسخ ہے۔ انسان کرم یونی یعنی کرم کرتے ہیں

آزاد ہے۔ وہ اپنے افعال کے ذمہ وار ہیں۔ لیکن سارے حیوانات بھگتو یہ یونی یعنی جیلخانہ کے قیدی ہیں۔ اب منکران تناسخ اکثر سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر جیو کو یہ گیان ہو۔ کہ اس نے فلاں فعل ضرور کیا تھا۔ جس کی پاداش میں یہ سزا ملی۔ تو تناسخ سے سزا کا مطلب نکل سکتا ہے۔ ورنہ ایسی حالت میں سزا دینا جبکہ اس کو معلوم ہی نہیں۔ کہ میں نے کونسا فعل کیا تھا۔ جس کی عوض یہ سزا ملی۔ تو ایسی سزا سے نہ تو کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی یہ انصاف کہلاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ سزا دینے کا مطلب اس بری عادت کا بھلا دینا ہے۔ کہ جو جرم کرنے کی سزا اس کو بھوگنی ہے۔ اب اگر اس کو جرم یاد رہے۔ تو اس کے کرنے کے طریق بھی یاد رہیں گے۔ پس جس عادت کے چھوڑانے کیواسطے سزا دی گئی تھی۔ وہ بالکل نہ چھوٹے گی۔ اور سزا کا مطلب بالکل گم ہو جائے گا۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ جس طرح انسانی گورنمنٹ ہر ایک مجرم کو اس کے جرم پر مطلع کر کے اس کی سزا دیتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور کو بھی جرم کو بتلا کر سزا دینی چاہیئے تاکہ آئندہ کو وہ اس جرم سے بچے۔ اس کا جواب یہ ہے:

چونکہ انسانی گورنمنٹ الگیشہ یعنی محدود علم والی ہے۔ اور وہ کسی جرم کو بغیر گواہوں کے ثابت نہیں کر سکتی۔ اس واسطے وہ پہلے جرم کو قائم کر کے اس کے وقوعے کی نسبت شہادت وغیرہ سے اطمینان کرتی ہے۔ چونکہ انسانی گورنمنٹ کی سزا کر موقوف بھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عدالت اعلیٰ پہلی تحقیقات کو صحیح نہیں سمجھتی اس واسطے مجرم کو عدالت میں اپنی بریت ثابت کرنے کے واسطے اس کے جرم کی اطلاع دی جاتی ہے برخلاف اس کے پرمیشور کی عدالت عالم کل ہے۔ نہ تو اس کو گواہوں کی ضرورت ہے نہ اس کا اپیل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں غلطی نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اپیل بالنظر ثانی صرف غلطی کو دور کرنے کے واسطے کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انسانی عدالت کے قیدی جیل خانہ سے چھوٹ کر بھی انہیں جرموں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ جیلخانہ گئے۔ کیونکہ جن گناہوں کی عادت چھوڑ دینے کے واسطے گورنمنٹ نے جیل خانہ بھیجا تھا ان کی یادداشت من میں موجود ہے۔ اگرچہ ہاتھوں میں اس کی عادت کم ہو گئی۔ لیکن من میں موجود رہنے سے بالکل ختم نہ ہوئی۔ اور من کو قید کرنا انسانی گورنمنٹ کی طاقت سے باہر ہے۔ پس وہ جہاں من میں گناہ کا گیان رکھتا ہے۔ اس کے کرنے کے طریق کا گیان رکھتا ہے۔ وہاں جرم کی سزا کا بھی گیان رکھتا ہے۔ لیکن پرماتما ایسی نامکمل طاقت نہیں۔ ان کے جیل خانہ یعنی پشو یونی یا جسم حیوانی میں جاتے ہی سب

سے پہلے من کو قید کیا جاتا ہے۔ اور من کے قید ہو جانے سے من کا سارا کام یعنی پرانی باتوں کا یاد رکھنا۔ اور اس کے نتائج سے آگے کے واسطے خواہش کرنا بالکل دور ہو جاتا ہے۔ پس جناب جب من کوئی کام نہیں کرتا۔ تو آگے اور پیچھے کا حال جتنو اور یاد رکھنا کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو بات تناسخ کے مطلب کو پورا کرنے والی ہے۔ اس کو تناسخ کے خلاف پیش کر کے تناسخ کی ہستی سے انکار کرنا ٹھیک نہیں۔ چونکہ یاد رکھنا من کا کام ہے۔ روح کا نہیں۔ اس واسطے جن حالتوں میں من کا جیو کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔ اس وقت کچھ یاد نہیں رہتا۔ جس کی شہادت حالت خواب غفلت ہے۔ اگر خواب غفلت کی حالت میں جبکہ من کام نہیں کرتا۔ کوئی بات یاد رہتی تو اعتراض ٹھیک ہو سکتا تھا۔ بہت سے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اگر حیوان کے جسم میں یاد نہ رہے۔ تو انسان کے جسم میں آنے سے تو پرانی باتیں یاد آنی چاہئیں۔ لیکن اس کا جواب صاف یہ ہے۔ کہ حیوانی جسموں میں من کی سمرن شکتی یعنی طاقت یادداشت کے بے کار رہنے سے اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ وہ بغیر ٹھیک سنسکار ہوئے یاد رکھنے اور سمجھنے کے قابل نہیں رہتی۔ جس کا ثبوت ان انسانی بچوں کی تعلیم سے ملتا ہے۔ کہ جو حیوانی جسموں سے انسانی حالت میں آتے ہیں۔ جس طرح ایک کاریگر جب مدت تک اس کام کو نہ کرے۔ تو اس کے ہاتھ کی صفائی خراب ہو جاتی ہے۔ اور کچھ مدت تک پھر کام کرنے سے وہ بات پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر من کے یاد رکھنے کی طاقت منشیہ جنم میں آکر کچھ دن کام کرنے کے بعد اس لائق ہو جاتی ہے کہ وہ یاد رکھ سکے۔ علاوہ ازیں من میں بھی اس چیز کے جس کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا ہے۔ سنسکار قائم ہوتے جاتے ہیں۔ اور جو چیز گذر جاتی ہے۔ اس کے سنسکار دب جاتے ہیں۔ اور جو سامنے ہوتے ہیں۔ اس کے سنسکار تازہ رہتے ہیں۔ اس طرح گذشتہ باتوں کو یاد کرنے کے واسطے دل کے خیالات کو جمع کر کے نئے خیالات سے ہٹا کر پرانے خیالات کو معلوم کرنا پڑتا ہے۔ پس جو لوگ یوگ کے ذریعہ سے پرانے خیالات کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ معلوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً ایک کوٹھے میں دو سو من گیہوں ڈال دی ہے۔ اور اس کے بعد چھ سو من چنے ڈال دئیے۔ اب ظاہری آنکھ سے گیہوں نظر نہیں آ سکتے۔ جب تک کہ اس کے اوپر سے چنوں کو ہٹایا نہ جاوے۔ اسی طرح پرانے سنسکاروں کو معلوم کرنے کے واسطے نئے سنسکاروں سے من کو علیحدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کا طریقہ سوائے یوگ کے دوسرا نہیں

یوگی لوگ اپنے گذشتہ حالات اور جنموں کو بخوبی معلوم کر سکتے ہیں. لیکن عوام نہیں کر سکتے. اسی واسطے یوگی راج کرشن نے ارجن کو گیتا میں کہا تھا:

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन।

तान्यहं वेद सर्वाणि न त्वं वेत्थ परंतप ॥५॥

ہے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم گذر چکے ہیں. جن کو تو بہ سبب یوگ ودیا کا طریقہ نہ جاننے کے نہیں جان سکتا. اور میں جان سکتا ہوں. صرف ہندوؤں ہی میں اس کا ثبوت نہیں ملتا. بلکہ مسلمان عابد بھی جنہوں نے عبادت الٰہی کے ذریعہ سے دل کے خیالات کو جمع کر لیا. اس بات کا اقرار کرتے ہیں. کہ ہمارے بہت سے جنم گذر چکے ہیں. دیکھو مولوی رومی لکھتا ہے:

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ۔ ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

یعنی سات سو ستر دفعہ جنم لیا ہے. بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں. کہ گناہ تو انسان نے کیا. اور سزا حیوان پائے. یہ بے انصافی ہے. لیکن اُن کا یہ خیال بالکل غلط ہے. کیونکہ جسم انسانی اور قالب حیوانی صرف رُوح کی حالتوں کے مطابق سزا وجزا دینے کے واسطے دو مکان ہیں. لیکن دُنیا میں ہی دیکھا جاتا ہے. کہ گھر میں گناہ ہی کرتے ہیں. اور جیل میں سزا ہوتی ہے. لیکن اس کو کوئی بے انصافی نہیں کہتا. کیونکہ جیل اور گھر کے فعل سے کوئی تعلق نہیں. تعلق صرف انسان کا ہے. اسی طرح جسم انسانی قالب حیوانی کو فعل اور سزا سے کوئی تعلق نہیں. بلکہ سزا صرف رُوح کے واسطے کرنے کی آزادی کا ہوتا ہے. بعض لوگ رُوح کو جسم سے علیحدہ نہیں مانتے. جو سراسر غلطی ہے. کیونکہ جسم عنصر سے بنا ہوا ہے. جو فنا ہو کر عنصر میں مل جاتا ہے. لیکن رُوح مادہ کی صفت یا معلول نہیں. کیونکہ رُوح کی صفت گیان مادہ میں موجود نہیں. اگر گیان کو بھی مادہ کی صفت تسلیم کر لیا جاوے. تو موت اور خواب غفلت کا ناممکن ہوگا. کیونکہ مادے جسم سے گیان جو اس کی صفت ہے وہ کسی حالت میں علیحدہ نہیں ہو سکتی. ایک اسلام نگری صاحب رگھوبر سرن نامی نے اپنی کتاب تردید تناسخ میں یہ لکھ دیا. کہ گیان عقل کی صفت ہے. اور جو کام وِدیا سے تعلق رکھتے ہیں. وہ عقل سے ہوتے ہیں. اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عقل مادی ہے یا غیر مادی ہے. اگر کہو مادی ہے. تو درک مادہ کی صفت میں شامل

ہو جائے گا۔ جب درک مادہ میں ہوگا۔ تو کوئی چیز بھی غیر مدرک نہیں ہو سکتی۔ اور مدرک اور غیر مدرک کی تفریق ہی اڑ جائے گی۔ کیونکہ دنیا کی ہر ایک چیز مادہ سے ہی بنتی ہے۔ ایک سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ درک مفرد مادہ کی صفت ہے۔ یا مرکب کی۔ اگر مفرد کی۔ تو آگ وغیرہ میں بھی درک کا پتہ نہیں ملتا۔ اگر کہو کہ مرکب میں ہوتی ہے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ کہ جو صفت کسی مفرد اجزا میں موجود نہ ہو۔ وہ مرکب میں آجاوے۔ مثلاً ہمیں گرم دواؤں کے پلانے سے کبھی سردی پیدا نہیں ہوتی۔ جب تک کہ سرد دوا کا استعمال نہ ہو۔ چونکہ کل حکما اور سائنس کے جاننے والے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ مادے میں حرکت نہیں۔ کیونکہ اگر مادہ میں حرکت ہوتی تو جس گیند کو ہم پھینکتے ہیں۔ وہ برابر چلی جاتی لیکن اس کے خلاف ہوتا ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت سے گیند چل سکی۔ چلی گئی۔ آگے جا کر ٹھہر گئی۔ اس واسطے درک و حرکت مادہ کے گن نہیں ہیں۔ اگر عقل کو غیر مادی مانا جاوے۔ تو وہ روح کا دوسرا نام ہوگا۔ اصل میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ بعض لوگ خلاف تناسخ کے یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں انسان سے پہلے حیوانات بنے ہیں۔ لیکن یہ دلیل بھی ناواقفی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ جس طرح رات دن کا سلسلہ ہے۔ کہ رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات ہوتی ہے۔ اسی طرح اندھیرے پکش کے بعد چاندنا پکش اور چاند کے بعد اندھیرا پکش ہوتا ہے۔ اسی طرح پر دکشنائن یعنی سردی اور اترائن یعنی گرمی ہوتی ہے۔ یہی سلسلہ دنیا اور پرلے کا تک پہنچ جاتا ہے۔ جس طرح لوگ صبح اٹھ کر پچھلے دن کی لین دین کے مطابق کام شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح پھر ایک دنیا کے آغاز پر پچھلے دنیا کے کرموں کے مطابق حیوانات و انسانات وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ صرف وہی لوگ کرتے ہیں۔ جن کی مذہبی کتابیں ۱۳۰۰ و ۱۹۰۰ و ۲۶۰۰ یا ۴۴۰۰ سو سال سے بنی ہیں۔ کیونکہ ان کو پہلے کے حالات بالکل معلوم نہیں۔ لیکن قرآن میں بھی کچھ پتہ تناسخ کا چلتا ہے۔ دیکھو سورہ بقر صفحہ ساٹھ مترجم قرآن چھاپہ نولکشوری کانپور ۵ اوڈیشن سطر ۱۲۔

تم مرے تھے۔ جلایا تم کو پھر مردہ کریگا۔ اور پھر جلا دیگا۔ پھر طرف اُن کے پھرے جاؤ گے۔

پھر ناظرین! پہلے مردہ کہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی مرے تھے۔ پیدا ہوئے پھر مریں گے۔ اور پھر پیدا ہوں گے۔ ہمارے بعض دوست اس

سے یہ معنی لیتے ہیں۔ کہ خدا نے پہلے نفی سے ہست کیا یعنی پیدا کیا۔ نفی کا نام مردہ ہونا ہے۔ اور پیدا ہونا ہست کا نام ہے۔ اب پھر نفی کریگا اور پھر ہست کریگا۔ بعض اس کو قیامت سے متعلق بتلاتے ہیں۔ یعنی پہلے خدا نے انسان کو مردہ سے زندہ کیا۔ اس کے بعد مر جاینگے۔ اور قیامت کے روز پھر زندہ ہوں گے۔ لیکن یہ دونو باتیں تاویل ہیں۔ اصلیت سے بالکل خلاف ہیں۔ کیونکہ موت صرف روح و جسم کی علیحدگی ہے۔ گویا پہلے روح اور جسم علیحدہ تھے۔ خدا نے اُن کو ملا کر زندہ کیا۔ پھر علیحدہ کریگا۔ اور پھر زندہ کرے گا۔ جب تک کہ وہ خدا کی طرف پھر نہ جاویں۔ یعنی مکت نہ ہو جاویں۔

بعض مسلمانوں کو یہ اعتراض ہوگا۔ کہ روح انسانی کا قالب حیوانی میں آنا تناسخ ہے۔ اور اس سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ لیکن قرآن شریف میں صفحہ پر یہ بھی دکھلایا۔ کہ قوم پر ناراض ہو کر خدا نے حکم دیا۔ کہ وہ بندر اور سؤر ہو جاوینگے اب بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ زندہ بندر اور سؤر ہو گئے۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے۔ لیکن بالفرضِ محال صحیح مان کر بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ روح انسانی کا پاداش اعمال میں جسم حیوانی میں آنا قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔

دنیا میں کوئی عقلمند آدمی مسئلۂ تناسخ کو ماننے بغیر خدا کی صفات کو پورے طور سے ثابت نہیں کر سکتا۔ جس قدر اعتراض مخالفانِ تناسخ کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ وہ محض ناواقفی کے سبب سے ہوتے ہیں۔ ورنہ کوئی عقلمند آدمی تناسخ پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ تناسخ کی مدد کے واسطے قانونِ قدرت میں قدم قدم پر نظیریں موجود ہیں۔ لیکن بعض لوگ جسم کو روح کا مکان نہیں مانتے۔ بلکہ روح کو جسم کا عنصر جانتے ہیں۔ اس قسم کی اور غلطیئیں ہیں۔ جس کے سبب سے وہ روح کو دوسرے جسم میں جانے کے واسطے اُس کی ہیئت کا بدلنا تسلیم کرتے ہیں۔ سارا جھگڑا جو خلاف تناسخ پھیلا ہوا ہے۔ وہ صرف مادہ اور روح کی قدامت نہ ماننے کے سبب سے پیدا ہوا ہے۔ اسواسطے ہر شخص کو مادہ اور روح کی قدامت پر ہمارے ٹریکٹ مادہ کی قدامت اور جیو آتما کی ہستی کا ثبوت ملاحظہ کرنا چاہیے۔ اگر اس پر بھی شانتی نہ ہو۔ تو ردِ تناسخ کا جواب جو پادری غلام مسیح کے جواب میں لکھا گیا ہے دیکھنا چاہیے۔

اوم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

ملنے کا پتہ:} وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل ہری گیان مندر، لاہور

(بھگتی لال دت کاتب گوجرانوالہ)

اگر آریہ سماجوں نے دیانند ویدپرچارک مشن کو مدد دی۔ تو ویدپرچارک کا کام پورا ہو جائیگا

علمائے اسلام سے سوالات

ٹریکٹ نمبر ۱۶۸

جسکو

سوامی درشنانند سرسوتی نے دیانند ویدپرچارک مشن

کیواسطے لکھا

اور آریہ سٹیم پریس لاہور دہ ہزار چھپوا کر شائع کیا

بانٹنے والوں کو چھ آنہ سینکڑہ کے حساب سے دیئے جاوینگے

نوٹ۔ ملنے کا پتہ دیانند ویدپرچارک مشن لاہور۔

دیانند ٹریکٹ سوسائٹی لاہور

علماء اسلام سے سوالات

ٹریکٹ ۱۴۸

(۱) قرآن جس ترتیب میں اب موجود ہے یا اسی میں نازل ہوا یا ترتیب بدلی گئی ہے اگر بدلی گئی ہے۔ تو تبدیل کرنے والا کون ہے۔ اور کس اختیار سے تبدیل کرتا ہے۔ کیا خدا سے انسان کی ترتیب اچھی ہے۔ بدل کرنے سے شرکت تو لازم نہیں آتا

سوال نمبر ۲)۔ کیا جو آیتیں اسوقت بے سود ہیں جیسے متبنے بیٹے کی عورت سے نکاح کا جائز کرنا اب یہ آیت کسی مصرف کی نہیں۔ کیونکہ حضرت محمد صاحب سے پہلے کسی شخص نے کسی عورت کی شادی نہیں کی کیونکہ جائز نہیں تھی نہ حضرت

کے بعد کسی نے کی کیونکہ متبنٰے جایز نہیں رہا جب اہل اسلام میں

متبنے ہی نہیں ہو سکتا۔ تو اُسکی عورت سے شادی کیسے ہو اس

آیت کے مطابق ایک ہی شادی ہوئی علمار اسلام ایسا قانون دنیا میں ثابت کریں

کہ جو ایک ہی دفعہ کیواسطے ہو

(سوال ۳) حضرت محمد صاحب اور زینب کی شادی شرع کے

موافق ہوئی یا شرع کے خلاف اگر موافق ہوئی تو قاضی اور گواہوں

کا نام تبلایا جاوے۔ اگر خلاف ہوئی تو خدا کے رسول نے شرع کے

خلاف کیوں عمل کیا

(۴) جو لوگ کہتے ہیں یہ شادی خداوند کریم کیطرف سے ہوئی تھی

تو انکو تبلانا چاہیئے کہ حضرت محمد صاحب اور زینب کا نکاح پڑھانے

کیواسطے حضرت معہ زینب کے آسمان پر گئے تھے یا خداوند کریم زمین

پر آئے تھے کسی مستند حوالہ سے ثبوت دو

(سوال نمبر ۵) مادہ کو اسلام کے عالم پیدا شدہ بتلاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر خدا مادہ سے پیدا کرے تو وہ کمہار کیطرح جوڑنیوالا ہے کہلاوے۔ اسکو صانع کہہ سکتے ہیں خالق نہیں کہہ سکتے لیکن قرآن شریف کے دیکھنے سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا نے آدمی کو پیدا کیا مٹی سے جنوں کو پیدا کیا آگ سے اور فرشتوں کو پیدا کیا نور سے تو ہم علماء اسلام سے پوچھتے ہیں کہ قرآن شریف کی کونسی آیت میں لکھا ہے کہ فلاں شئے خدا نے نفی سے پیدا کی

(۶) جس توحید کیواسطے قرآن شریف کا نزول تسلیم کیا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں توحید کی کتنی آیتیں ہیں کل قرآن شریف میں ۶ ہزار ۶ سو ۶۶ آیتیں جسمیں سے ایکہزار آیت میں قصص۔ ایکہزار آیت میں مثل ایک ہزار آیت میں وعدہ ایکہزار آیت میں وعید ایکہزار آیت میں امر ایکہزار میں نہی پانچسو حل و حرمت ایک سو دعا۔ ۶۶ ناسخ و منسوخ

(۷) تناسخ کی بابت مسلمان دوست اعتراض کرتے ہیں کہ ہندو لوگ جونوں کو بھوگتے ہوئے بندر اور سور بن سکتے ہیں ایسے طعنے بھی دیتے ہیں لیکن قرآن شریف خود بندر اور سور بننے کا ذکر کرتا ہے۔ خدا نے ایک قوم کو بندر سور بنا دیا۔ ہم مسلمان دوستوں سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں خداوند کریم اقرار کرتا ہے۔ کہ اُس نے گناہ کے سبب بندر اور سور بنائے۔ مولوی رومی جس کی مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہا جاتا ہے۔ تناسخ کا اقرار کرتا ہے مولوی محمد قاسم دیو بندی اقراری ہے کہ تناسخ عقلاً ممکن ہے پھر کس طرح تناسخ کی تردید ہو سکتی ہے وہ دلائل بتلاؤ۔

(۸) کہ ایک طرف تو قرآن شریف کو الہام کہا جاتا ہے۔ اور قرآن شریف سورۃ بقر میں کتاب کا اوتارنا کہا ہے۔ الہام دل میں ہوتا ہے۔ کتاب ہاتھ میں دی جاتی ہے۔ کہا یہ

جاتا ہے۔ کہ قرآن شریف کی آیتیں جبرائیل فرشتہ نے
حضرت کو بتلائیں جو نہ تو الہام کی تعریف میں آسکتا ہے
نہ کتاب کے تبادل کرنے میں کہہ سکتے ہیں

۹۔ جبرائیل خدا سے ہم کلام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر
ہم کلام ہو سکتا ہے۔ تو دور سے ہو سکتا ہے یا نزدیک
سے خدا جو کچھ جبرائیل کو بتلاتا ہے۔ وہ کس زبان میں بتلاتا
ہے عربی میں یا کسی اور میں

۱۰۔ کیا خدا بت پرستوں کو بہشت میں بھیج سکتا ہے
یا نہیں اگر نہیں بھیج سکتا۔ تو قادر مطلق کس طرح کہلا
سکتا ہے۔ اگر بھیج سکتا ہے۔ تو اسلام کی کیا ضرورت

۱۱۔ مذہب روحانی راستہ ہے۔ اگر قرآن شریف کا بتلایا
ہوا مذہب سچا ہے۔ تو قرآن شریف سے اندرونی پردے جس

کے سبب سے روح اپنے کو بھول رہی ہیں ظاہر کیجیے

۱۲- اہل اسلام جبکہ بکری کو مارتے ہیں۔ اور سکھ بھی مارتے ہیں۔ تو جھٹکے پر کیوں جھگڑا ہوتا ہے۔ اس کا ثبوت قرآن شریف سے دیں

۱۳- سورۃ الفلق میں لکھا ہے۔ کہ پیدا کیا آدمی کو جمعے ہوئے لہو سے

۱۴- سورۃ الحجر میں لکھا ہے۔ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بجنے والی مٹی سے بنی تھی۔ کیچڑ سڑے ہوئے ان دونوں باتوں میں سے صحیح کون سی ہے

علماء اسلام کو چیلنج

چونکہ ہر ایک مذہب سچائی کا طالب ہوتا ہے اور دنیا میں دو مختلف باتیں ایک مضمون کے متعلق سچی نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً کوئی ایک شے کو کتاب کہے دوسرا گھوڑا بتلائے تیسرا اسے روٹی کہے چونکہ قران شریف کے متعلق علماء اسلام اور خود قران شریف میں اختلاف ہے اسواسطے جس کسی عالم مسلمان کو عقل و علم سے قرآن شریف کو الہامی ثابت کرنیکا حوصلہ ہو۔ وہ مباحثہ کر کے ثابت کرے کہ قران شریف الہامی ہے۔ خاصکر احمدی فرقہ کے عالموں کو چیلنج دیاجاتا ہے۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ وید کو الہام مانکر بھی وید کی موجودگی میں قران شریف کی ضرورت ہے

ویدک دھرم کا سیوک درشنانند سرسوتی

باہتمام لالہ شنکر داس پرنٹر

نوٹ :- ویدک دھرم کے متعلق پُستکیں و چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شریمان وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے منگوائیں

ویدک دھرم و اہل اسلام

کے

عقائد کا مقابلہ

ٹریکٹ نمبر ۲

مُصنّفہ

سوامی درشنانند سرسوتی جی مہاراج

زیر نگرانی

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

مطبوعہ

امرت الیکٹرک پریس لاہور میں لالہ واسدیو کے اہتمام سے چھپا

اردو ایڈیشن ۱۹۶۲ دیانند ابد ۱۰۰

بار دوم تعداد ۱۰۰۰

وکرمی سمبت ۱۹۸۱ انگریزی ۱۹۲۴ء

قیمت ۳/

اوم

ویدک دھرم و اہل اسلام

کے عقاید کا مقابلہ

یہ کہنا تو بالکل بیجا ہے۔ کہ اہل اسلام میں کچھ سچائی نہیں۔ اگر ذرا بھی سچائی نہ ہوتی۔ تو اہل اسلام کی ہستی کا قائم رہنا ہی محال ہوتا۔ اہل اسلام میں سچائی موجود ہے۔ لیکن وہ مکمل نہیں۔ جہاں تک عقاید اسلام ویدوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ وہ سارے کے سارے راستی سے مملو ہیں۔ لیکن جو کچھ خلاف تعلیم وید ہیں صرف ملک عرب کے خیال عربی ریفارمر نے لئے ہیں۔ نہ تو وہ راست ہی ہیں۔ اور نہ ہی اُن کو مذہب سے کچھ تعلق ہے۔ اب ہم اہل اسلام کے عقاید اور ویدک دھرم کے اصولوں کا مقابلہ کریں گے جس سے وہ تفریق جو آجکل غلط فہمی سے پیدا ہو گئی ہے۔ رفع ہو جاوے۔

ویدک دھرم

ویدک دھرم پرماتما کو ایک مانتا ہے۔ اُس کا کسی کو شریک نہیں جانتا۔ اسکو سرب ویاپک و رنراکار بتلاتا ہے۔ عالم کل اور قادر مطلق ہونے سے اُس کے کاموں کیواسطے کسی پیغمبر یا فرشتے کی ضرورت نہیں بتلاتا۔ پرمیشر اپنے کام بغیر امداد خود بخود کرتا ہے وہ بذات خود ہر جگہ موجود اور از خود اپنے کام کرنے والا ہے۔

اہل اسلام

اہل اسلام خدا کو ایک وحدہ لاشریک کہتے ہیں۔ اور اُس کو عرش پر مانکر دنیا پر اُس کے احکام بذریعہ فرشتوں اور پیغمبروں کے نازل ہونا مانتے ہیں۔ انہوں

نے ہر ایک خدائی کام کیواسطے ایک ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ وہ اپنی صفات سے ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن ذات سے عرش معلے پر ہے +

تحقیقات

جب کہ خداوند کریم کو ایک مانتے ہیں۔ تو اسکے کاموں کی امداد کیواسطے پیغمبروں اور فرشتوں کو مقرر کرنا خدا کو محدود ٹھہرانا ہے۔ جو اس کی شان میں کفر ہے۔ ہمارے بہت سے مسلمان بھائی کہینگے۔ کہ ہم خدا کو لاشریک مانتے ہیں تو ہم ان سے سوال کرتے ہیں۔ کہ لاشریک کو تم محدود مانتے ہو۔ یا لامحدود۔ اگر محدود مانو۔ تو اسکے مجسم ہونے سے مرکب ماننا پڑے گا۔ اور جو چیز مرکب ہے۔ وہ ناش ہونے والی یعنی فانی ہے۔ اور جو فانی ہے۔ وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ لامحدود ہے۔ تو پیغمبروں اور فرشتوں کا مسئلہ غلط ہوگا۔ کیونکہ پیغمبر کہتے ہیں پیغام لانیوالے کو۔ اور پیغام ہمیشہ فاصلہ سے آیا کرتا ہے۔ اگر خدا اور انسانوں میں فاصلہ تسلیم کرلیا جاوے۔ تو خدا محدود ثابت ہوگا۔ اسواسطے پیغمبری کا مسئلہ انسانی بناوٹ ہے اگر لوگ پیغمبروں کو ریفارمر کہیں۔ تو ٹھیک ہو سکتا ہے۔ لیکن اس حالت میں وحی کا آنا اگر ٹھیک مانا جائے۔ تو بھی خدا محدود ماننا پڑے گا۔ لیکن لامحدود کے پاس آنا جانا نہیں بن سکتا۔ اب خدا کو محدود مانیں۔ تو ناستک یعنی دہریہ پن سے بڑھ کر الزام عاید ہوتا ہے۔ اسواسطے وحی کا آنا بھی غلط معلوم ہوتا ہے۔ اب اگر فرشتوں کو خدا کے کاموں میں بطور ایجنٹ تسلیم کرلیا جاوے۔ تو بھی خدا کو محدود ماننا پڑے گا کیونکہ لامحدود کے ایجنٹ نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے خدا کی وحدانیت جو اسلام میں تھی قائم نہیں رہے گی:

الہام آریہ سماج

آریہ سماج دنیا کے آغاز میں پرماتما کیطرف سے ایک مکمل تعلیم سے بھرا ہوا الہام نازل ہونا تسلیم کرتا ہے جسطرح پرماتما نے آنکھوں کی امداد کیواسطے دنیا کے شروع میں سورج بنایا۔ اسی طرح انسانوں کی عقل کو دھرم کا راستہ دکھلانے کیواسطے

رشیوں کے آغاز میں وید جو کہ علمی تحقیقات کا سورج ہے اُن رشیوں کے دل میں
جن کو پرمیشر نے سب سے اول پیدا کیا تھا۔ آپدیش کیا۔ اور اُنہوں نے آگے
دوسرے رشیوں کو پڑھایا۔ اسطرح دنیا کے شروع سے سلسلہ تعلیم جاری
کیا جس سے تمام دنیا مکمل فائدہ اُٹھاتی ہے۔ آریہ سماج ایشور کی تعلیم کو دوسری
دفعہ نازل ہونا تسلیم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی نامکمل تعلیم کو ایشور کا اپدیش کہتا
ہے۔ کیونکہ ضرورت کے وقت ایجاد کرنا انسانی خاصہ ہے۔ اور ضرورت سے
پہلے ایجاد کرنا ایشور کی خاصیت ہے۔ کیونکہ وہ عالم کل ہے۔ اس واسطے اُس
کا علم ایسا نامکمل نہیں ہو سکتا۔ کہ جسکی بار بار ترمیم و تنسیخ کرنی پڑے۔ تنسیخ کرنے
کے معنے ہی اُس منسوخ ہوئے والے حکم کی عدم ضرورت یا مضر ہونے پر دال
ہے۔ اور جو غیر ضروری یا مضر اپدیش کرتا ہے۔ وہ عالم کل ایشور نہیں کہلا
سکتا۔ اس واسطے خدا کو نامکمل اپدیش کا دینے والا ماننا اُس کی علمیت پر
دھبہ لگاتا ہے۔

الہام اہل اسلام

اہل اسلام بھی خدا کی طرف سے الہام کا نازل ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن
اُن کے ہاں خدا کا حکم جو بذریعہ الہام دنیا پر نازل ہوتا ہے۔ برابر بدلتا رہتا
ہے۔ اور خدا ہمیشہ نئے نئے پیغمبر بھیجتا رہتا ہے۔ اور جو پیغمبر آتا ہے۔
اپنی شریعت خدا کی طرف سے نئی لاتا ہے۔ اور پہلی شریعت کو منسوخ کرتا
ہے۔ اہل اسلام کے خیال میں جو حاکم آئے گا۔ اُسی کا قانون یا شریعت رائج
ہوگی۔ گویا وہ پیغمبروں کی تبدیلی کو حاکم کی تبدیلی سمجھتے ہیں۔ جس سے ثابت
ہوتا ہے۔ کہ اُن کا حاکم خدا نہیں۔ بلکہ پیغمبر ہیں۔ کیونکہ پیغمبروں کو حاکم
مان کر ہی اُن کے قانون کا بدلنا تسلیم کر سکتے ہیں۔ جو لوگ خدا کو حاکم مانتے
ہیں۔ اُن کے خیال میں شریعت کا بدلنا ناممکن ہو سکتا ہے۔ اور جو لوگ
پیغمبروں کو حاکم مانتے ہیں۔ اُن کے خیال میں شریعت کا بدلنا ضروری بات
ہے جب موسےٰ آیا تب اُس نے توریت نازل کی جب داؤد آیا تب زبور ہوئی

اور جب مسیح آیا۔ انجیل آئی۔ اور جب محمد صاحب کا وقت آیا۔ تب قران نازل ہؤا۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ کتابیں الہام ایزدی نہیں۔ بلکہ مندرجہ بالا پیغمبروں کی شریعت ہیں۔ جو کہ اُن کے بعد دوسرے پیغمبروں کی شریعت سے منسوخ ہو جاتی ہیں۔ جسطرح اکبر کا قانون جہانگیر کے زمانہ تک رہا تھا جہانگیر کے زمانہ میں بدل گیا۔ پس صاف ثابت ہے۔ کہ اہل اسلام کے ہاں کوئی الہام نہیں بلکہ شریعت ہے۔

روح آریہ سماج

ممبران آریہ سماج ویدوں کی تعلیم کے موافق روح کو ازلی اور خدا کی ملکیت متصور کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں روح کبھی عدم سے وجود میں نہیں آئی لیکن اُس کا جسم کیساتھ تعلق ہوتا ہے۔ جسے پیدا ہونا کہتے ہیں۔ کیونکہ پیدا ہونے کے معنے ظاہر ہونا ہے۔ اور روح بغیر جسم کے کسی طرح پر ظاہر نہیں ہو سکتی اسواسطے جسمانی تعلق کو لوگ پیدائش کہتے ہیں۔ اور روح کا ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے میں جانا تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے خیال میں روح کا جسم سے علیحدہ ہونا موت ہے۔

روح اہل اسلام

عقاید اسلام میں روح پیدا شدہ ہے۔ اور وہ جسم کیساتھ ہی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن روح کا فنا ہونا نہیں تسلیم کرتے۔ روح اپنے اعمال کی سزا وجزا ابد تک بھوگتی رہے گی۔ وہ جسم سے ایک دفعہ نکل کر دوبارہ جسم نہیں لے گی۔ قیامت کے روز وہ اپنے اعمال کے حساب کیواسطے درگاہ ایزدی میں پیش ہوگی۔ موت کے روز سے۔ قیامت تک نہ معلوم کہاں رہے گی۔

تحقیقات

اہل اسلام کی روح نہ تو واجب الوجود ہے۔ کیونکہ واجب الوجود پیدائش سے

مبرا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ممکن الوجود ہے۔ کیونکہ ممکن الوجود کا ناش لازمی ہے۔
سوائے واجب الوجود اور ممکن الوجود کے تیسرے ممتنع الوجود ہی ہو سکتا ہے
گیا جس مذہب میں روح ہی ممتنع الوجود ہو۔ اُس مذہب میں کبھی علم روحانی
ہو سکتا ہے لیکن جب رہنما اُمی یعنی شخص بے علم ہوں۔ تو ایسی غلط باتیں مذہب
میں داخل ہو جانا جائے۔ تعجب نہیں۔ چونکہ روح سے بغیر انسان کے جسم میں تمیز
نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ مردے کے جسم کے دیکھنے سے ظاہر ہے۔ لیکن
انسان زندہ درک رکھتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان جسم اور
روح دو اشیاء کا نام ہے۔ پس عقاید اسلام کے بموجب جو روح ممتنع الوجود
کی حد میں آتی۔ وہ روح دنیا میں موجود ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ علمی اور
عقلی طور پر عقاید اسلام سراسر غلط ہیں۔ کوئی لائق سے لائق عالم فاضل اور
مولوی عقاید اسلام کو علم و عقل کے موافق ثابت نہیں کر سکتا۔ اسی واسطے بزرگان
اسلام نے عقاید اسلام میں عقل کے دخل کو منع کیا تھا۔ اور منطق پڑھنے والوں
کو نظر حقارت سے دیکھا تھا۔ اور سوائے تلوار کے صداقت اسلام کی کوئی دلیل
نہ پیش کی تھی۔ لیکن اب زمانہ آ گیا۔ کہ جس طرح اور پیغمبروں کی اُمتیں اپنے
غلط عقاید کے سبب تباہ ہو گئیں۔ ایسے ہی اسلام کا بھی عقل و علم کے ہاتھ
سے خاتمہ ہو۔ اس واسطے علماء اسلام تاویلوں کے بھروسہ پر عقاید اسلام
کو محک امتحان پر لانے کو تیار ہو گئے۔ جس سے روز بروز عقاید اسلام کی قلعی کھلنے لگی

نجات

مذہب کی علت غائی ہی نجات جس کے معنے چھوٹنا ہے۔ کس سے چھوٹنا
خواہشات نفسانی سے جو گناہ اور دکھ کا سبب ہیں جن مذاہب کی نجات
خواہشات نفسانی سے مبرا نہیں۔ دراصل اُس مذہب کے بانیوں کو نجات
کا پتہ ہی نہیں لگا۔ اس واسطے مقابلہ مذاہب میں مسئلہ نجات کی طرف دھیان
سب سے ضروری ہے۔ اسواسطے اسجگہ مسئلہ نجات کی تحقیقات کی جاتی ہے۔

نجات آریہ

آریہ لوگ نجات یعنی مکتی میں کسی قسم کی لذایذ نفسانی نہیں مانتے بلکہ تمام دکھوں سے چھوٹ کر سرور ایزدی کو حاصل کرنا نجات خیال کرتے ہیں چونکہ نجات کے اسباب ہیں اور جو شے اسباب سے پیدا ہو۔ وہ واجب الوجود ہو نہیں سکتی۔ اسواسطے وہ نجات کو ممکن الوجود یعنی آغاز و انجام وال تسلیم کرتے ہیں

نجات اسلام

اہل اسلام روحانی نجات سے تو بالکل منکر ہیں۔ اُن کی نجات ستر حوریں یعنی خوبصورت عورتیں اور بہتر غلمان یعنی خوبصورت لونڈے موتی کے رنگ والے شراب الطہورا اور کھجور وغیرہ میوہ جات یعنی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے سامان ہیں۔ اہل اسلام نجات کو پیدا شدہ تو مانتے ہیں لیکن ابدی ماننے سے اُس کا ناش نہیں مانتے۔

تحقیقات

اسلامی نجات خواہشات نفسانی سے پر ہونے سے نجات کہلانے کے مستحق نہیں۔ بلکہ جو خواہشیں بانی اسلام کے دل میں تھیں جنکا تعلیم قرآن سے پتہ ملتا ہے۔ وہی چیزیں بہشت میں بتلا دیں۔ کل اہل اسلام کے واسطے ایک ساتھ چار عورتوں کے ساتھ نکاح جائز کیا لیکن خود اس سے زیادہ عورتیں کیں۔ جس پر سمجھدار سمجھ سکتا ہے۔ کہ بانی اسلام بہت عورتوں کا خواہشمند تھا۔ اسواسطے بہشت میں ستر حوریں بتلا دیں۔ اور چونکہ آپ اُمی تھے۔ یعنی علم سے آپ کو کچھ بھی واقفیت نہ تھی۔ اس واسطے بجائے نجات کے ممتنع الوجود کے گڑھے میں جا گرے۔ کیونکہ اسلام کی نجات ممتنع الوجود ہے وجہ یہ ہی۔ کہ اسلام کی نجات کا آغاز ہے۔ اور اُس کے اسباب بھی ہیں۔

اس سے دو واجب الوجود کی حد سے خارج ہے۔ چونکہ وہ ابدی ہے۔ ہوا سے اس کا انجام نہیں۔ لہذا ممکن الوجود کی حد سے خارج ہے۔ کیونکہ ممکن الوجود کا دو نقیضوں کے درمیان ہونا لازمی ہے۔ اور نجات ابدی میں ایک نفی ہے جو اس کی پیدائش سے پہلے تھی اور دوسری نفی جو نشٔ کے بعد ہوتی ہے۔ ابدی ہونے سے موجود نہیں جس نے اس مسئلہ کو۔ کہ ہر ایک مخلوق فانی ہے۔ رد کر دیا۔ پس جب نجات ابدی نہ تو واجب الوجود ہے۔ اور نہ ہی ممکن الوجود لہذا ممتنع الوجود ہونے میں کیا شک ہے پس عالم لوگ تو اسلام کو ممتنع الوجود کے گڑھے میں گرا ہوا خیال کرتے ہیں۔ اول ان کی روح ممتنع الوجود۔ دوسرے انکی نجات ممتنع الوجود پس فاعل کی جب ہستی ہی اسلام میں ممتنع الوجود ہے۔ تو پیروان اسلام کا ناری ہونا لازمی ہے۔ اسی واسطے اسلام کے ۷۳ فرقوں میں سے بلحاظ عقاید کے ۷۲ فرقے ناری ہیں۔ صرف ایک فرقہ ناجی ہے۔ سو اسکا پتہ کچھ نہیں۔ کہ کون سا فرقہ ناجی ہے۔ بلحاظ اعمال تو ایک بھی فرقہ ناجی نہیں جب اہل اسلام کی نجات کی یہ حالت ہے۔ کہ نہ تو بلحاظ عقاید کوئی ناجی اور نجات ممتنع الوجود پھر کسطرح کوئی عقلمند اسلام میں جا سکتا ہے۔ لیکن جہلا جو خواہش نفسانی کے بندے اور حور گھور۔ اور شراب اور غلمان کے لالچ سے اس مذہب کو قبول کر سکتے ہیں۔ اسیواسطے رسول نے اول تو چار یار بنائے یعنی دو داماد اور دو سسر یعنی علی اور عثمان تو حضرت کے داماد تھے۔ اور عمر اور ابوبکر دو سسر تھے جب یہ گھر کا مجمع بن گیا۔ تو زید غلام اور کچھ رشتہ داروں کو ملا کر بزور تیغ اشاعت اسلام کی۔ حضرت کی سوانح عمری کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہ غزوہ بدر اور احد میں اور دیگر موقعوں پر حضرت کے دانت تک شہید ہوئے لیکن کیا کوئی روحانی علم کا شائق اسلام کو خدا کی طرف سے مان سکتا ہے جبکہ اسلام میں نہ روحانی علم اور نہ نجات میں روحانی سرور۔ بلکہ لذائذ نفسانی وہ بھی ممتنع الوجود پس اگر ایسے ہی مذہب حقیقی کہلانے لگیں۔ تو یہ مثل صادق آئے گی۔

اگر ایں مکتب است ایں ملاں ۔ کار طفلاں تمام خواہد شد

تمام شد

اوم

قرآن کی جان وید کا ایک منتر ہے

ٹریکٹ نمبر ۶

مصنفہ

سوامی ورشانند سرستی جی مصنفہ سینکڑوں چھوٹے چھوٹے

ٹریکٹ و پستکیں وغیرہ

پرکاشک

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل ہر گیان مندر

لاہور

مطبوعہ پبلک پرنٹنگ پریس لاہور باہتمام پنڈت رگھو نندن شرما

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۵ بکرمی سمت ۱۹۸۲ دیانندابد ۱۰۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

بار پنجم

تعداد ۱۰۰۰

اوم

قرآن کی جان وید کا ایک منتر ہے

अग्नेनय सुपथा राये अस्मान विश्वानि देव वयुनानि विद्वान। युयोध्यस्म ज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठान्ते नम उक्तिं विधेम॥ यजु॰ अ॰ ४०। मं॰ १६

اس وید منتر میں پرماتما جیووں کو اس بات کا اُپدیش کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک جیو کو اپنی الپگیتا کا خیال رکھتے ہوئے اپنی ہی عقل پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ عقل کے مددگار روشنی علم کے مالک پرماتما سے پرارتھنا کرنی چاہیئے کہ وہ ہم کو سیدھا راستہ دکھلائے جو انسان اپنے علم سے منزل مقصود کو ہی جان نہیں سکتا وہ کس پرکار سیدھے راستہ کو بلا امداد عالم کل کے جان سکتا ہے۔ یہی منتر ہے۔ جو کہ اہل اسلام کے الہامی پستک کی جان ہے۔ قرآن کی سورۃ بقر میں مصنف قرآن نے فرمایا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ کہ اگر تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورۃ بناؤ سورۃ بقر سے پہلے سورۃ فاتحہ ہے چونکہ اس کا لفظ ضمیر حاضر کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ غائب کے واسطے نہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ مصنف قرآن اُس سُورۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو سورۃ بقر سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ چونکہ یہ سُورۃ سُورۃ بقر کے خاتمہ سے پہلے ہے اس واسطے سوائے سورۃ فاتحہ کے مصنف قرآن کا اشارہ اور طرف نہیں جا سکتا سورۃ فاتحہ سوائے چند لفظوں کے جو مصنف قرآن نے اپنی طرف سے ملائے باقی حرف بحرف اس منتر کا ترجمہ ہے خوبی یہ ہے۔ کہ جو لفظ اس منتر کے ترجمہ میں سے لئے ہیں اُن کا منشا تو صاف ظاہر ہے۔ لیکن جو لفظ مصنف قرآن نے اپنی طرف سے ملائے وہ سراسر ناقص اور علم کے خلاف ہیں۔ اُن میں سے ایک فقرہ ہے مالک یوم الدین جس کا ترجمہ یہ ہے۔ مالک دن قیامت کا چونکہ لفظ قیامت سے مراد روز سزا و جزا سے ہے۔ جس وقت خداوند کریم اپنے بندوں کا حساب کرتا ہے۔ خداوند کریم کو حساب

کرنے والا نبلانا اُس کی ذات پر کم عقلی کا الزام لگانا ہے۔ کیونکہ وہ حساب گیا کرتا ہے حساب کرنے سے پہلے اُس کے جواب کو نہیں جانتا جو خدا کی ذات کے عالم کل ہونے کے خلاف ہے۔ جبتک مُصنف قرآن اس بات کو ثابت نہ کرے کہ خدا فاعل بالارادہ ہے تب تک اُس کو مالک دن قیامت کا نبلانا سراسر غلط ہے چونکہ خدا فاعل بالارادہ نہیں۔ بلکہ فاعل بالخاصہ ہے اسواسطے مصنف قرآن کا یہ نفقرہ لکھنا کم علمی پر دال ہے بہت سے لوگ سوال کرینگے کہ فاعل بالارادہ ماننے میں کیا نقص ہے جواب یہ ہے۔ کہ ہر ایک ارادہ سے پہلے اُس کے سبب کا ہونا لازمی ہے کیونکہ ارادہ کرنا یا تو خاصہ ہو سکتا ہے۔ یا عرض اگر ارادہ تو خدا کا خاصہ مانا جاوے تو جب سے ذات خدا ہے تب ہی سے اُس کا ارادہ کرنا ہے۔ لیکن خدا ازلی ہے اسواسطے اُس کا ارادہ کرنا بھی ازلی ماننا پڑیگا۔ جب اُس کا ارادہ ازلی ہوگا تو ارادہ کرنے کا نتیجہ خلقت بھی ازلی ہو جاویگی جس سے اہل اسلام کے اس سدھانت کا کہ خدا نے کسی زمانہ میں دُنیا کو پیدا کیا ہے خاتمہ ہو جاویگا۔

دوسرے جب خدا کا پیدا کرنے کا ارادہ تو ازلی ہُوا تو اُس کا ابدی ہونا بھی لازمی ہوگا۔ کیونکہ کوئی خدا کی صفت زایل نہیں ہو سکتی پس جب خدا کا پیدا کرنے کا ارادہ ازلی وابدی ہُوا اُس حالت میں اُس کا ارادہ کا پھل خلقت بھی ازلی وابدی ہو جاویگی۔ جس سے اہل اسلام کا یہ سدھانت کہ سوائے خدا کے کوئی شے ازلی و ابدی نہیں ختم ہو جاوے گا۔ دوسری حالت یہ ہے کہ اگر اہل اسلام خدا کے ارادہ کرنے کو اُس کا خاصہ نہ مانکر عرض مانیں تو اس حالت میں ارادہ کا کوئی سبب ضرور تبلانا ہوگا۔ کیونکہ کوئی نیتک گن یا عرض بلا سبب کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ مثلاً پانی میں نیچے کی طرف جانا خاصہ ہے۔ لیکن پانی میں لہریں اُٹھنا بغیر ہوا کے ہو نہیں سکتا اور نہ ہی پانی کا اوپر جانا بغیر آگ کے ہو سکتا ہے۔ بہت سے مسلمان لوگ یہ کہنے لگتے ہیں۔ کہ خدا قادر مطلق ہے۔ جب چاہے ارادہ کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا کہنے والے لوگ علم و عقل سے بے بہرہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ چاہنا اور ارادہ کرنا دونوں مرادف لفظ ہیں جن کے معنے ایک ہی مفہوم کو تبلانے والے ہوتے ہیں۔ ایک مرادف لفظ کو دوسرے مرادف لفظ کا سبب تبلانا یعنی چاہنے کو ارادہ کرنے کا سبب کہنا

آتما شرے دوش یعنی اپنے کندھے پر آپ چڑھنے کی مثال کے موافق ہے جس طرح کسی شخص کا اپنے کندھے پر چڑھنا محال عقلی ہے۔ اسی طرح چاہنے کو ارادہ کرنے کا سبب بتلانا محال عقلی ہے ہمارے مسلمان دوست کہتے ہیں۔ کہ کیا تم قادر مطلق کو کسی محال عقلی کی قید میں لا سکتے ہو ہرگز نہیں کیونکہ محال عقلی انسانوں کیواسطے ہے خداوند کریم جو قادر مطلق ہے اُس کے واسطے کوئی محال عقلی نہیں۔ لیکن ایسا کہنے والے لوگ قادر مطلق کے معنے اصولاً سمجھتے ہیں۔ یعنی جو کسی قاعدے اور علم کا پابند نہ ہو۔ لیکن خدا کو اس قسم کا ماننے سے اسلام کی ساری تعلیم ناکارہ اور فضول ہو جاویگی۔ کیونکہ اس قسم کا خدا قادر مطلق اگر چاہے تو تمام بُت پرستوں کو جنت میں بھیجدے اور تمام بُت شکنوں کو دوزخ نصیب کرے۔ اُس حالت میں تمام بزرگان اسلام دوزخ کی سیر کرنے لگیں۔ اور موجودہ اہل اسلام بھی دوزخ میں جائیں۔ اگر کہو خدا ایسا نہیں کریگا تو اس کی گارنٹی کیا ہے۔ کیونکہ خدا کا کوئی قاعدہ اور اصول تو ہے ہی نہیں جسکا وہ پابند ہے۔ اگر بزرگان اسلام خدا کو اس قسم کا مطلق العنان اور کسی قاعدہ کا پابند نہ رہنے والا مانتے تو ہرگز بت پرستی کرنی بُری بات نہیں رہتی۔ کیونکہ ہمیں ان خرابیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ جو ہماری نجات میں حارج ہوں۔ چونکہ خدا کے قادر مطلق ہونے سے کوئی بات ہماری نجات میں حارج نہیں اس واسطے کسی خرابی کی تردید ہم نہیں کر سکتے۔ بلکہ کسی بات کو خراب نہیں کہہ سکتے پس یا تو بزرگان اسلام خداوند کریم کو کسی قاعدہ کا پابند مانتے تھے۔ جس سے بُت پرستی سے نجات میں حرج تسلیم کر کے بُت پرستی کی تردید کرتے تھے یا اپنی بے علمی سے اس بات کو بلا سمجھے ہی تردید کرتے رہے کوئی بھی مذہب اس قسم کی مطلق العنانی تسلیم کر کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اس واسطے قادر مطلق کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ اپنے کاموں کو بغیر رُکاوٹ غیر کر سکتا ہے۔ جو کام اُس کی ذات و صفات احکام کے خلاف ہو اُن کا مرتکب کسی حالت میں نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا جو من گھڑت مسئلہ ہے کسی حالت میں صحیح نہیں ہو سکتا۔ دوسرا فقرہ یہ ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اگرچہ یہ فقرہ اصل منتر کا نہیں لیکن اُپنشد کے اس واکیہ کا اُلٹا ترجمہ کیا گیا ہے

تین व्यक्तेन वृणुते तेन लभ्यः یعنے

جبکو امداد دینا ہے اُسی کو ملتا ہے۔ باقی لفظوں کے ترجمے ملتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ विश्वानिदेव اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ भूयिष्ठाम
اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ राये غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ नयसुपथा
जुहुराणमेनोयशो لیکن چونکہ مترجم علم سے ناواقف تھا صرف سُنے
سُنائے ارتھوں سے ترجمہ کیا اسواسطے جو لفظ ترجمے میں رکھے وہ صحیح نہیں
کیونکہ دیوشبد کا ارتھ جسطرح گاڈ کرتے ہیں۔ ایسے ہی دیوشبد کا ترجمہ رب کر دیا
چونکہ دیوشبد کی مکمل تعریف رب میں نہیں پائی جاتی اسواسطے لفظ رب دیو کا مرادف
نہیں بہت سے لوگ کہیں گے کہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مصنف قرآن نے کہاں
سے لیا اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل वयुनानिविद्वान یعنی جاننے والے
لئے ہوئے کرموں کا اس کا غلط ترجمہ مٰلِکِ دن انصاف کا کیا ہے۔ چونکہ مصنف
قرآن عیسائیوں اور یہودیوں کے سنسکار رکھتا تھا۔ جو قیامت کے ماننے والے
تھے۔ اس واسطے ان لفظوں کا ترجمہ اپنے سنسکار کے موافق کیا ہے۔ پس جبکہ وہ
سورت جس پر اہل قرآن ہی نہیں بلکہ مصنف قرآن کو بھی ناز ہے جو درحقیقت
قرآن کی جان ہے جس سے بہتر تعلیم قرآن میں پائی نہیں جاتی جسطرح لوگ خواہ
مکان اندر سے کیسا ہی گندہ کیوں نہ ہو لیکن باہر کی طرف سے ضروری صفائی کرا دیتے
ہیں ایسے ہی قرآن کے اندر خلاف علم و عقل اور شہوت وغیرہ کی تعلیم کی موجودگی
میں بھی اس کے شروع میں اس سورت کو افضل تسلیم کیا ہوا تھا۔ یہی ایک
منتر نہیں اور بھی کئی جگہ وید کے منتروں کا ترجمہ بجنسہ کیا ہوا پاتے ہیں جس سے
ظاہر ہے۔ کہ جس قدر قرآن شریف میں اچھی باتیں ہیں۔ وہ سب وید سے لی
ہوئی ہیں سورۃ بقر میں دیکھو۔

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یہ ترجمہ ہے हिदेवा: परोक्षप्रिया یعنی پرہیزگار
عالم لوگ پروکش یعنی غیب کو پیار کرتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر میں جس قدر اشیاء
ہیں وہ سب مادی ہیں۔ لیکن روح اور خدا جو دونوں اعلیٰ اور ضروری اشیاء
ہیں۔ دونو حواس ظاہری سے نہ محسوس ہونے کے سبب غیب میں ہیں۔ پس جو
مادہ یا مادی اشیاء سے محبت کرتا ہے۔ وہ مادی اشیاء سے محبت کرتا ہے و مادی

صفات بے علمی مجبوری وغیرہ کو حاصل کرتا ہے - جس سے سوائے دُکھ کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا - یہ فقرہ بھی وید کے ایک ٹکڑا کا ترجمہ ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ دیکھو سورۃ بقر یعنی ہمارے دیئے ہوئے کو خرچ کرتے ہیں۔ وید کے اس ٹکڑہ کا तेनत्यक्तेन भुञ्जीथा یعنی اس کے دیئے ہوئے کو بھوگو لیکن دوسرا ٹکڑہ جو ازبس مفید تھا مصنف قران نے چھوڑ دیا ہے मागृधः कस्यस्विद्धनम् جس کے معنے یہ ہیں - کہ کسی کا دھن بے انصافی سے لینے کی خواہش مت کر لیکن یہ ٹکڑا شاید اس لئے چھوڑا گیا ہے کہ کافروں کا مال لوٹ کر خوب ہضم کریں - چنانچہ قرآن میں بے شمار آیات موجود ہیں - جو کافروں کے مال کو لوٹ لینا جائز ٹھیراتی ہیں - اب بہت سے لوگ حیران ہونگے - کہ وید کے ٹکڑے محمد صاحب تک کس طرح پہنچے - کیونکہ نہ تو محمد صاحب ہندوستان میں آئے - اور نہ ہی وہ سنسکرت زبان سے واقف تھے .. سنسکرت ہی کیا سوائے اپنی زبان مادری عربی کے دوسری زبان یا علم سے محض ناواقف تھے - اور نہ ہی کوئی سنسکرت کا عالم اُس زمانہ میں عرب میں گیا تھا - پس یہ کس طرح تسلیم کیا جاوے کہ محمد صاحب نے یہ سورت اور ٹکڑے وید کی تعلیم سے لئے - ایسے لوگوں کو محمد صاحب کی سوانح عمری اور پرانی تواریخوں کو غور سے پڑھنا چاہیئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب خدیجہ کے گماشتہ ہوکر اکثر غیر ملکوں میں تجارت کے واسطے گئے خاص کر شام میں چونکہ شام اُس زمانہ میں بہت بڑی تجارت گاہ تھی جہاں ہر ملک کے لوگ تجارت کے واسطے آتے جاتے تھے - اور ہندوستان کے اُپدیشک کل دُنیا میں گھومتے تھے - خاصکر شنکر آچاریہ کے چیلے تو دُنیا میں سے بدھ مذہب کی بنیاد اُکھاڑتے اور توحید ایزدی پھیلاتے گھوم رہے تھے - اُنہیں کے اُپدیشوں سے ملک شام میں محمد صاحب نے یہ خیالات حاصل کئے - چونکہ محمد صاحب مکہ کے بُت خانہ کے پجاریوں کے خاندان میں سے تھے - جو بُت اغلب ہے - بدھ مذہب ہی کے ہوں - چونکہ شنکر آچاریہ بدھ مذہب ہی کی تردید کرتے تھے - اس واسطے اُن کے چیلے بھی ادویت باد کی تعلیم دیتے اور بدھ مذہب کا کھنڈن اپنا فرض سمجھتے تھے - اسواسطے معلوم ہوتا ہے کہ شام کے ملک

میں محمد صاحب نے یہ تعلیم اُن سے حاصل کی۔ جس طرح ہندوستان میں ہزاروں
بدھ مذہب کی مورتیاں شنکر آچاریہ نے توڑوائیں تھیں۔ ایسے ہی اُن کے
چیلوں کی تعلیم سے محمد صاحب نے بھی بُت تُڑوائے ہوں ہمارے اس خیال
کے متعلق لوگ سوال کریں گے۔ کہ دلیل کیا ہے۔ ہمارے پاس دلیل محمد صاحب
کا بتلایا ہوا کلمہ ہے۔ یعنی لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ جو شنکر آچاریہ کی تعلیم کا جس کو
ہندوستان کا پڑھے لکھوں کا کل حصہ جانتا ہے لفظی ترجمہ एक मेवाद्वितीयं ब्रह्म
لیکن بہت سے لوگ کہیں گے کہ یہ تو آدھا کلمہ ہے محمد رسول اللّٰہ یہ کہاں
سے آگیا۔ اس کا جواب صاف یہ ہے۔ کہ شنکر آچارج کے چیلے اپنے آپ کو
برہم کہتے ہیں۔ اسواسطے ممکن ہے کہ محمد صاحب نے اُنہیں کے اُپدیش کو اللّٰہ
کا اُپدیش بتلایا ہو کیونکہ وہ ویدوں کو ایشری واکیہ کہتے تھے اور یہ سورت وید منتر
کا ترجمہ ہے۔ اُس کو بھی کلام الہی ہی کہا ہے۔ اگر کوئی شخص عربی خیالات کو چھوڑ
کر صرف قرآن کی علمی تعلیم کو غور سے ملاحظہ کریگا۔ تو اُسے پورا یقین ہو جائیگا۔
کہ محمد صاحب نے یہ تعلیم شنکر آچاریہ کی تعلیم سے حاصل کی جس طرح مسیحی مذہب
بدھ کی تعلیم سے اخذ کیا گیا ہے۔ ایسے ہی مذہب اسلام شنکر آچاریہ کی تعلیم سے
لیا گیا اور شنکر جن اُپنشدوں کا اُپدیش کرتے تھے اُنہیں میں سے یہ ٹکڑے اخذ
کئے گئے ہیں۔ جس طرح گنگا کا پانی بالکل صاف ہے۔ لیکن کاشی کے منی کرن
کا گھاٹ پر گندگی مل جانے سے ایسا خراب ہو جاتا ہے۔ کہ پینا مشکل ہے۔ ایسے
شنکر کی اعلےٰ اور علمی تعلیم بھی ایک خواہش نفسانی کے شوقین اور علم سے
ناواقف کے خیالات سے مل کر اس قسم کی ہوگئی ہے جس کو کوئی عقلمند قبول نہیں
کرسکتا۔ ہم قرآنی تعلیم کے علمی نقص اگلے نمبروں میں دکھلائیں گے جس سے
ہمارے ناظرین خود سمجھ لیں گے۔ کہ یہ سب خراب باتیں تو عربی خیالات سے
آئی ہیں۔ اور جو کچھ خوبی ہے۔ وہ شنکر آچاریہ کے اُپدیش میں سے وید کے
ٹکڑوں کا ترجمہ ہے۔ اسواسطے کہنا پڑتا ہے کہ وید کا ایک منتر قرآن کی جان ہے۔

اوم شم

اگر آپ تھوڑے دام خرچ کر کے منشیہ جیون سے ادھک لابھ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ تو تین لکھت اردو ٹریکٹ منگوا کر جنکی قیمتیں نام ماتر رکھی ہیں پڑھیں اور پڑھ کر عمل کریں دھنوان اکٹھے خرید کر مفت تقسیم کریں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
الہام کی ضرورت	-/	علمائے اسلام سے پرشن	-/	کیا دھرم سبھا شاستر ارتھ کر سکتی ہے	-/
وید کس پر نازل ہوئے	〃	آدمی اور شیر کا مباحثہ	〃	بابا نانک اور وید	〃
ویدک دھرم سب سے افضل ہے	〃	مکتی بیوستھا	〃	خالصہ دھرم اور وید	〃
رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا	〃	کھٹ شاستروں کا سلسلہ	〃	نوجوانو اُٹھو	〃
ویدوں کی ضرورت	〃	ہم نربل کیوں ہیں	〃	دیانند اور نانک	〃
کیا ویدوں کے پڑھنے کا سب کو ادھیکار ہے	〃	دھرم کے دس لکشن	〃	دھرم پرچار	〃
وید کا وشئے	〃	برکشوں میں جیو اور سوامی جی [illegible]	〃	زیادہ بیمار کون ہے	〃
آریہ سماج کیا ہے	〃	آریہ اُپدیش رتن مالا	〃	اکال مرتیو	〃
نسخہ تباہی ہند	〃	مہا اندھیر یاتری شدھی	〃	کیا شستر پتھ وغیرہ طاقت سے خالی ہیں	〃
پتت ادھار	〃	دھوکے سے بچو	〃	سائنس کا نام رشیں	〃
گوشت مت کھاؤ ۱	〃	رامائن سار	〃	گورو ڈم	〃
〃 〃 ۲	〃	ریفارمر	〃	قرآن کی جان وید کا ایک منتر ہے	〃
گوشت آدمی کی قدرتی خوراک نہیں	〃	ایشور کی ہستی کا ثبوت	〃	تم ہندو ہو یا آریہ	〃
گوشت خوری	〃	ایشور ساکار ہے یا نراکار ہے	〃	آدرش گوروکل	〃
یگیہ	〃	ایشور پوجا	〃	بھارت کی بدنصیبی	〃
مفت تعلیم	〃	دھرم سبھا سے پرشن	〃	آریہ سماج کس طرح چل سکتا ہے	〃
کرم بیوستھا	〃	مباحثہ مابین سماجی و سناتنی	〃	ہم سائنس پڑھیں یا فلاسفی نمبر ۱	〃
ورن بیوستھا	〃	نوین ویدانتی	〃	〃 نمبر ۲	
کیا سنسکرت ماتری بھاشا ہے	〃	مرتک شرادھ	〃	آستک کس کو کہتے ہیں	〃
عیسائی مت کھنڈن	〃	مادہ کی قدامت	〃	بھوگ اور اس کے دشمن	〃
علمائے عیسائی مذہب سے سوالات	〃	بھولا مسافر	〃	قانون قدرت	〃
مسیحی مذاہب کے عقائد پر عقلی نظر	〃	ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں	〃	برہمچریہ	〃
عیسائی مذہب میں نجات [illegible]	〃	خدا سے ڈرو	〃	مرتک شرادھ کھنڈن	١/
بھوگ باد	〃	جیو آتما کی ہستی کا ثبوت	〃	مورتی پوجا کا ناش	١٠/
دھرم سکشا	〃	روح جوہر ہے یا عرض	〃		
پاپ و پن	〃	آتم سکشا نمبر ۱	〃		
دیو سماج سے پرشن	〃	〃 نمبر ۲	〃		
		آتمک بل	〃		

ملنے کا پتہ

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل ہری گیان مندر لاہور

اوم
ویدک دھرم کے متعلق
ہر پرکار کی پستکیں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور آریہ
گھروں مندروں کی شوبھا کے لیے سندر موٹے حروف
میں وید منتر و اپدیش رنگین چھپے ہوئے وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے
منگوا سکتے ہیں

شیطان

مصنفہ
شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

مترجم نیائے درشن وغیرہ
زیر نگرانی
وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور متصل ہری گیان مندر

پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپا

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۴ بکرمی سمت ۱۹۸۰

دیانند ابد سمت ۴۰
بار ششم

سنہ ۱۹۲۳ء
قیمت ۳ پائی

شیطان

پیارے دوستو! آج کل دنیا میں بہت سے مت ہیں جو شیطان کو مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وہ انسانوں کو بہکا کر احکام خداوند کریم سے علیحدہ کردیتا ہے اس کے دھوکہ میں آکر آدم نے خدا کے احکام کے خلاف کیا اور بہشت سے نکالا گیا۔ اسی طرح پر ہر ایک پیغمبر کو جو دنیا میں بقول انکے خدا پرستی بتلانے آیا اس نے بہت ہی تنگ کیا لیکن جب اُن سے پوچھتے ہیں کہ بھائی صاحب وہ شیطان کون ہے؟ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ فرشتوں کا اُستاد ہے اور خدا کا بندہ تھا لیکن جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تب اُس سے سجدہ کرنے کے واسطے کہا لیکن اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا دوستو! یہ تعلیم شیطان کے متعلق قرآن شریف میں موجود ہے ہم سوچتے ہیں کہ اہل قرآن کا دعوے ہے کہ سوائے خدا کے کوئی دوسرا سجدہ کے لائق نہیں لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے آدم کو بھی سجدہ کرنے کی اجازت دی جو بالکل خلاف اصول وحدانیت تھی جس کو شیطان نے منظور نہیں کیا وجہ اس کی یہ بتلائی جاتی ہے کہ شیطان اپنے آپ کو نوری تسلیم کرتا تھا اور آدم کو خاکی چونکہ خاکی جسم ہے اور نوری روح ہے اس واسطے شیطان کا خیال تھا کہ روح کا کام نہیں کہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کی پرستش کرے کیونکہ جسم کثیف ہے اور روح لطیف چونکہ شیطان اصولوں کا ایسا مضبوط تھا کہ خدا کے کہنے پر بھی خاکی جسم کو سجدہ ناجائز سمجھتا تھا اس واسطے خدا نے فرشتوں یعنی عالموں کا اُسے معلم مقرر کیا تھا یہ صاف بات ہے کہ عالموں کا اُستاد اگر بے اصول ہو تو اُس کے خیالات کبھی عالموں میں پھیل نہیں سکتے ناظرین! وہ شیطان جس کو اہل اسلام و عیسائی بھائی گمراہ کرنیوالا سمجھتے ہیں خدا کا ایسا بھگت ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو سجدہ کرنا بہت بُرا سمجھتا ہے اسی وجہ سے وہ مردم پرستوں میں لعنتی ہے سوائے اس کے کہ اُس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا اس کے ذمہ دوسرا کوئی الزام نہیں آسکتا ہم نے بہت لوگوں سے سوال کیا بہت سے رسالوں کو دیکھا لیکن کہیں سے ایسا پتہ نہ ملا کہ شیطان نے کبھی کوئی

فعل بد کیا ہو کہیں پتہ نہیں ملتا کہ شیطان زناکار تھا جیسا کہ اکثر پیغمبروں کے ذمہ الزام عاید ہوا ہے۔ کیونکہ لوط پیغمبر کا شراب پینا اپنی بیٹیوں سے زنا کرنا یا داود پیغمبر کا اوریا کو اُس کی جورو سے زنا کرنے میں مروا ڈالنا ایسا ہی محمد صاحب کا اپنے متبنے بیٹے کی جورو کو طلاق دلا کر خود اُس سے نکاح کرنا ماریہ قبطیہ وغیرہ لونڈیوں سے بھوگ کرنا بتلا رہا ہے کہ یہ لوگ دُنیا کو خدا سے اچھا سمجھتے تھے اِن کو خواہش نفسانی اور شہوت کا غلبہ تھا یہاں تک کہ شہوت کے پیدا کرنے کے نسخے بھی خدا کی طرف سے جبرائیل ان کو بتلاتا تھا جب ہم شیطان اور پیغمبروں کا مقابلہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے کوئی فعل خدا کے احکام کے خلاف نہ کیا سوائے اِس کے کہ اُس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اہل اسلام کا دعوےٰ ہے کہ وحدت فی الذات اور وحدت فی الصفات اور وحدت فی العبادت کی تعلیم خداوند کے بذریعہ قرآن کے پھیلائی تو کیا شیطان کو کوئی بُرا کہہ سکتا تھا کیونکہ وہ خدا کو واحد ماننے والا ہے اور اس کی عبادت کرتا رہا اور اُس کے خلاف کسی دوسرے کو سجدہ کرنیوالا نہیں ہوا بھلا اب کونسا عقلمند ہے کہ وہ شیطان کے اعمال کو دیکھ کر کہ جس نے لاکھوں برس خدا کی عبادت کی جو فرشتوں کا اُستاد رہا جو پکا موحد ہے اس کو اُن انسانوں سے جنہوں نے اپنی نفسانی شہوت میں پڑ کر خدا کے احکام کے خلاف بہت سے کام کئے جنہوں نے شہوت پرستی میں آکر اپنے آپ کو قوانین ایزدی سے مستثنےٰ کرایا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہر ایک مسلمان کے واسطے چار عورتوں تک کا نکاح کرنا جایز قرار دیا ہے لیکن حضرت محمد صاحب نے گیارہ تیرہ نکاح کیئے اور قرآن کے اِس حکم سے اپنے آپ کو مستثنےٰ سمجھا اب عقلمند معلوم کر سکتے ہیں کہ ہم شیطان کو بہتر کہیں کہ جسے سوائے خدا کے دوسرے کو سجدہ کرنا سخت گناہ سمجھا یا اِن کو جنہوں نے غلبہ نفسانی میں اپنے آپ کو احکام ایزدی ماننے سے مستثنےٰ قرار دیا کیا کوئی عقلمند مان لیگا کہ کبھی خدا کے احکام بھی مستثنےٰ کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اس کے لائق نہ ہو ان باتوں کے پڑھنے سے جاہلوں کے دل میں خواہ کچھ ہی خیال پیدا ہو لیکن عالم لوگ تو اس سے یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ جن کتابوں میں ایک موحد خدا پرست کو بُرا بتلایا گیا اور ایک شہوت پرست کو اچھا مانا

ہے یہ کتاب انصاف پسند اور عالم کل خدا کی طرف سے کبھی نہیں ہو سکتی کیونکہ اُس میں ایک شخص کی غرض پائی جاتی ہے کہ اُس کے بذریعہ سے وہ اپنی اغراض کو پورا کرنا چاہتا ہے خدا کی کتاب وہی ہو سکتی ہے کہ جس میں کوئی انسان احکام کے ملنے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہو اور نہ کسی قوم ملک یا شخص کی رعایت اُس میں ہو اور نہ ہی منگھڑت قصے اُس میں پائے جائیں بلکہ بے لاگ ولپیٹ دھرم کا اُپدیش ہو جن کتابوں میں شیطان کا اس قسم کا ذکر ہے وہ سب انسانوں نے مردم پرستی پھیلانے کیواسطے بنائی ہیں کیونکہ اگر ان کتابوں میں نہ لکھا جاتا کہ صرف آدم کو سجدہ کرنیکی وجہ سے شیطان جیسا لائق شخص جس نے لاکھوں برس تک خدا کی عبادت کی تھی جو سوائے خدا کی ذات کے دوسرے کو سجدہ کرنا گناہ سمجھتا تھا وہ بھی لعنتی ہو گیا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا کے پیغمبروں کی بندگی کرو اور جو ان پیغمبروں کی بندگی نہ کرے خواہ وہ کیسا ہی نیک چلن ہو خواہ وہ کیسا ہی خدا پرست ہو وہ ضرور لعنتی ٹھیرایا جائیگا اسی خیال سے آج لاکھوں آدمی عیسےٰ داس اور مسیح داس اور غلام مسیح اور غلام رسول ہو گئے کیا یہ بات قابل افسوس نہیں کہ بجائے خدا پرستی کے اوتھان کی پرستش بتلانا اور بجائے پرمیشر کے بندوں کی بندگی کرنا اعلےٰ درجہ کا گناہ جن کتابوں کے سبب سے جائز ہووے ان کا خدا کا کلام بتلایا جاوے اور جو آدمی اس قسم کی کتابیں بنا کر اہل علم کو خدا پرستی سے علیحدہ کر کے مردم پرستی اور شہوت پرستی میں لگاتا ہے اس کی عزت ہو اور جو اکیلے خدا کی پرستش جائز مانتا اور کرتا ہو جو عملی طور پر عمل کرتا رہا ہو اُس کو لعنتی ٹھیرایا جاوے عقلمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی کتابوں کی تعلیم سے انسانوں میں سوائے خرابی کے کیا پھیل سکتا ہے جہاں محمدؐ صاحب علیؓ وغیرہ نے اس قسم کے حالات کی بنیاد ڈالی اُس کا نتیجہ دنیا پر ہی محدود نہیں رہا بلکہ اُن کی اولاد پر بھی اس کا اثر ہوا محمد صاحب کا اکلوتا بیٹا ابراہیم انتقال کر گیا جس نے اہل اسلام کو سبق دیا کہ خداوند کریم کے راج میں قانون سے کوئی شخص مستثنےٰ نہیں ہو سکتا اگر کسی قانون ایزدی میں مستثنےٰ کا درجہ موجود ہوتا تو اولاد کی خواہش جو محمدؐ صاحب کے دل میں تھی وہ ضرور پوری ہوتی اور اُن کا اکلوتا بیٹا ان کی زندگی میں کبھی نہ مرتا گیا اس سبق سے اہل اسلام نے کوئی نتیجہ نکالا بالکل نہیں اس کے بعد محمدؐ صاحب کے تمام نواسے اور اُن کی اولاد جو علیؓ کے پوتے تھے

سب مریدوں کے ہاتھوں سے مارے گئے جھگڑا کیا تھا صرف حکومت کا کہ خلیفہ کون ہو جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اہل اسلام کے مذہب میں شروع ہی سے حکومت کے خیال نے لوگوں کو اس طرف مائل کیا جب ہم محمدؐ صاحب کے ان حملوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی چالوں پر نظر ڈالتے ہیں تو مطلع بالکل صاف ہو جاتا ہے کسی کا مال لوٹنا کسی کی عورتوں کو قید کرنا اور لوٹ کو آپس میں تقسیم کرنا کیا خدا پرستی یا مذہبی خیال ہو سکتے ہیں بالکل نہیں پیارے احباب یہ تعلیم تو شیطان کے متعلق انسانی مذہبوں نے دی ہے لیکن ان کا یہ کہنا کہ انسان کو کوئی گمراہ کرنے والا ہے جو اسکو خدا کے احکام سے علیحدہ کر کے گناہوں کے گہرے غار میں ڈالدیتا ہے اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ باوجود ہر ایک مذہب میں اس بات کے مانے جانے کے سچ بولنا ثواب ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے دوسروں کو نقصان پہنچانا گناہ ہے اور فائدہ پہنچانا ثواب ہے پھر بھی لوگ اس کے خلاف عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی طاقت ضرور ہے کہ جو انسان کو صداقت سے علیحدہ لے جاتی ہے اور پارسی لوگوں کے اعتقاد میں بھی پایا جاتا ہے کہ نیکی خدا سے اور بدی سے اہرمن سے ہوتی ہے غرضیکہ جسقدر مذہب موجود ہیں سب میں اسکا بیج موجود پایا جاتا ہے کہ وہ ایشور کے علاوہ کسی دوسری طاقت کو مانتے ہیں خواہ وہ اس کا نام شیطان رکھیں خواہ اس کو اہرمن کہیں اب ہم اس مسئلہ کو جب ویدک دہرم کے اصولوں میں تلاش کرتے ہیں تو یہاں بھی اسکا کچھ نہ کچھ پتہ ملتا ہے کوئی اسکو مایا کہتا ہے کوئی کسی دوسرے نام سے پکارتا ہے اب ہمیں اسکے سچے ہونیں تو شک نہیں رہتا کیونکہ کوئی غلط بات ویدک دہرم کے اصولوں میں نہیں پائی جاتی اسواسطے ہم ویدوں میں سے اس کے بیج کو تلاش کرتے ہیں کیونکہ وید ہی سچی ودیاؤں کا پستک ہے ویدوں کی تلاش سے ہمیں ایک منتر ملتا ہے جس میں سے ہم اس شیطان کو معلوم کر لیتے ہیں کہ جو انسانوں کو بہکا کر خدا کے احکام سے علیحدہ لیجاتا ہے جسکی وجہ سے انسان باوجود دہرم کا دلوے رکھنے کے ادہرم کے کام کرتا ہے جس کو قدرتی طور پر بھی ہم ثابت کر سکتے ہیں وہ وید منتر یجروید کے ادھیائے ۱۲ کا منتر ہے

हूंरि राय मयेन पात्रेरा सत्यस्या पहितं
मुखम्। तत्वम पूषन्न पावृरा स तय धर्मार्थ
दृष्टये॥ (ارتھ) چمکدار چیزوں کے برتن سے سچائی کا مکھ ڈھپا ہوا ہے

اے ترقی کے خواہشمند وستیہ دہرم کے دیکھنے کیواسطے پہلے اس برتن کو علیحدہ کردو تاکہ تم سچائی کے مکھ کو دیکھ سکو جس سے تمہارے دلمیں اسکی قدر پیدا ہو یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ جھوٹے گواہ کسواسطے اپنے کانشنس کیخلاف گواہی دیتے ہیں روپیہ کیواسطے رنڈی اپنی شرم و لاج اور جسم کو خراب اور ناپاک کرتی ہیں روپیہ کے واسطے بنیا لوگ کسواسطے جھوٹے نامے بہیوں میں بناتے ہیں روپیہ کیواسطے چور اور ڈاکو رانوں کو کیوں جاگتے ہیں ہزاروں قسم کے خطروں میں کیوں پڑتے ہیں روپیہ کیواسطے مہامنڈل کے اپدیشک ویدک دہرم کے خلاف کیوں ہیں اور سوامی دیانند کو گالی دینے کو کیوں تیار ہیں روپیہ کیواسطے وکیل لوگ جھوٹے آدمیوں کو جتانے اور سچے آدمیوں کو گرانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں روپیہ کیواسطے قصائی لوگوں بیزبان جانداروں کو بلا قصور راتدن کیوں مارتے ہیں روپیہ کیواسطے بھائی سے بھائی عدالت میں کیوں مقدمہ لڑتے نظر آتے ہیں روپیہ کیواسطے رشوت خور باوجود اسبات کے معلوم کرسکے کہ رشوت خوروں کو معلوم ہو جانیپر جیلخانہ جانا پڑتا ہے پھر بھی رشوت خوری سے کیوں باز نہیں آتے روپیہ کیواسطے ڈاکٹر لوگ بیماری کی نہ کو سمجھ کر بھی دوائی کیوں دیتے ہیں جس سے مریض کو بجائے فایدہ کے نقصان ہو جاتا ہے روپیہ کیواسطے غرضیکہ دنیا میں بہت سی باتوں کاموں روپیہ ہے اگر چمکدار ہیرے سونا چاندی اور نا بنے کی خواہش نہ ہوتی تو کوئی آدمی بھی دہرم کیخلاف عمل نہ کرتا جس سے صاف پایا کہ انسان کو بہکا کر خدا کے حکم کیخلاف کرنیوالی چیز روپیہ ہے دوسری چمکدار چیز عورت لڑکے وغیرہ ہیں انکی خواہش میں بھی انسان لاکھوں قسم کے گناہ کرتے ہیں اگر اندریوں کی دشئے جو چمکدار چیزوں کے سبب سے ہوتے ہیں انسانوں کو اپنی طرف نہ کھینچیں تو وہ کبھی گناہ کر بھی نہیں سکتا یا اندریوں کے دشئے کیوں انسان کو خدا کیطرف سے ہٹا کر دنیا میں پھنساتے ہیں اسواسطے کہ انسان اندریوں کو اپنی سمجھتا ہے اگرچہ یہ پانچوں اندری یعنی حواس خمسہ مادی ہیں۔ لیکن بیوقوف انسان ان کو اپنی سمجھ کر دھوکا کھاجاتا ہے اندریں کثیف ہونے سے لطیف پرماتما کو دیکھ نہیں سکتیں۔ بلکہ جیو آتما کو بھی دیکھنے

ہیں مجبور ہیں اس واسطے وہ جب دیکھتے ہیں تو پرکرتی کے پدارتھوں کو جن سے
اِن کو اپنا فائدہ معلوم ہوتا ہے جسطرح چھوٹا دلال خریدار کو کسی ایماندار کی دکان
پر نہیں لے جاتا۔ کیونکہ اس کو اس سے دلالی وصول نہیں ہوتی اور جھوٹی دکان سے
اُسے پورا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے اِسی طرح اِن اندریوں کو سنسار کے وشیوں سے
فائدہ ہوتا ہے اور پرماتما کی طرف سے جیو کو جانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اِس لئے ہر ایک
جیو کو اندری محسوسات کے وشیوں کی طرف لیجاتی ہیں اور یہ وشئے جیو کو پرماتما
کے احکام سے بالکل علیحدہ لیجاتے ہیں جس سے جیو آتما کو بہت ہی نقصان پہنچتا
ہے ایسے لوگوں نے جو یہ خیال کیا ہے کہ نیکی خدا ہے اور بدی اہرمن سے اِس کا
مطلب جس کو انہوں نے ویدک دہرم سے اخذ کیا تھا یہ تھا کہ پرماتما کی اُپاسنا سے
سُکھ اور دہرم ہوتا ہے اور پرکرتی کی اُپاسنا سے دُکھ اور پاپ ہوتا ہے ناظرین دُنیا
میں انسان کو بہکانیوالا شیطان سوائے پرکرتی کی چمکدار چیزوں کے کوئی دوسرا
نہیں اور جس شیطان کا ذکر الِسانی کتابوں میں کیا ہے وہ تو موحد شخص ہے
جسکو خود غرض لوگوں نے اپنی غرض کیواسطے بدنام کر دیا ہے یہ چمکدار چیزیں تھیں جن
کی وجہ سے لوگ کافر ہو گئے اِنہیں کی خواہش میں محمد صاحبؐ نے قریش پر
بہت سے حملے کیئے اور ان کا اسباب لوٹا اِنہیں کی خواہش میں محمود غزنوی نے
ہندوستان پر حملے کیئے اُنہیں کی خواہش نے حسین کو یزید کے ہاتھوں سے قتل کرایا
اِنہیں کی خواہش نے رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹوں کے درمیان تلوار چلوا دی غرضیکہ
دُنیا میں جب کوئی شخص اِن کے قبضے میں آجاتا ہے وہ فوراً دہرم کرم سے علیحدہ ہو کر
احکام ایزدی کو بالکل ناش کر دیتا ہے اور جو دہرم کو ناش کر لے وہی شیطان ہے جاہل لوگوں
نے ایک فرضی شیطان تسلیم کر چھوڑا ہے جسکو وہ مخالف سمجھتے ہیں لیکن یہ خیال ردّی ہے کیونکہ
کوئی چیز خدا کے خلاف کام نہیں کر سکتی کیونکہ سب کام اُس کی قدرت سے چلتے ہیں جس طرح
کسی آدمی کا جسم اِس کی روح کے خلاف حکم کوئی کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جسم کی کل حرکتیں
روح کے سبب سے ہوتی ہیں اور مادہ اِس کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتا۔ لیکن روح
جب اپنی کم عقلی کے اِسکے وشیوں میں پھنس جاتی ہے اگر غور سے سوچا جائے تو مادہ روح کیخلاف بھی
کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن روح اپنے جسم اور اندری کو مان لیتی ہے اسواسطے مادی اشیا کی اُسکو ضرورت

محسوس ہونے لگتی ہے اور خود غرضی کی وجہ سے بُرے اعمال سرزد ہوتے ہیں اور انسان خدا کے احکام سے بالکل علیحدہ ہو کر دھوکہ بازی کے کام کرنے لگتا ہے اِس وقت اس کے دل میں سچے دھرم کی محبت بالکل نہیں رہتی۔ سو پہلے بھارت ورش کے رشیوں نے یہ اصول قائم کیا تھا کہ جہاں تک ہو سکے طالب علمی کے لڑکوں کو اس شیطان کی زنجیروں سے بچایا جاوے یعنی انکے خیالات کو دنیاوی خواہشوں پر پڑنے نہ دیا جاوے اسی سبب اس زمانہ کے آدمی دھرم پر زیادہ مستقل مزاج رہ سکتے تھے اور بُرے اعمال سے بچ جاتے تھے لیکن جب سے انسانوں نے اس شیطان کو اپنا دوست بنا لیا اب سے ہر ایک آدمی کی طبیعت دنیاوی خواہشوں کی طرف بہت بڑھ گئی اور بچپن میں ہی اسکول کے طالب علموں کی خواہشیں اسقدر ہو جاتی ہیں کہ جوانی میں شیطان انپر ضرور ہی غالب آجاتا ہے اور جسطرح ہو سکتا ہے رشوت سے بے ایمانی وغیرہ ہر قسم کے بُرے افعال سے روپیہ پیدا کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ اسی شیطان نے جے سنگھ کے دلمیں جھگڑ پرستی رائج کر مروا دیا۔ جے سنگھ کے وشواس گھات نے ہی شہاب الدین غوری کو اس ہندوستان کا مالک بنایا اور اہل ہند نے جسقدر تکلیفیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے اُٹھائیں اُن سب کا سبب یہی شیطان تھا اِسی نے رانا سلہدی کے دلمیں داخل ہو کر مہارانا رانا سانگا کو بابر کے مقابلہ میں ناکام دکھا ہیں یعنی ناش کرادیا اور راجپوتوں کے پوتر خاندان کو کلنک کر دیا۔ اسی شیطان نے کشتری راجپوتوں سے مسلمان بادشاہوں کو ملا کر ہندو دھرم کے استقلال کو تباہ کر دیا اور اِسی ہی نے محمد صاحب کے نواسوں کو یزید کے ہاتھوں قتل کرایا اسی ہی نے سکھوں کا راج غارت کر دیا غرضیکہ کوئی دیش اور جاتی نہیں جس کو اس شیطان یعنی چمکدار چیزوں کی خواہش نے ست دھرم سے گرا کر تباہ نہ کیا ہو اب یہ ہاتھ دھو کر آریہ سماجوں کے پیچھے پڑا جس سے اس سماج میں جو سارے سنسار میں ایک کرنے کا دعوےٰ رکھتا تھا جس کے اصولوں کی عمدگی اور سچائی سے یہ آشا تھی کہ تھوڑے دنوں میں ہی سنسار میں ادھرم کو دھرم دبا لیگا خود غرضی کو پراوپکار شکست دیگا اور لوگ پرکرتی کو چھوڑ کر پرماتما کے اُپاسک بنینگے لیکن نتیجہ اُلٹا ہوا لوگ زیادہ پرکرتی کے اُپاسک ہو گئے اور فساد کی آگ چاروں طرف پھیل گئی اور دھرم کی آشا آگے سے بھی خراب ہو چلی پرماتما رکھشا کرے اور ہمارے ساتھیوں کو اس شیطانی پنجہ سے نجات دے

اوم شانتی شانتی شانتی

رگوید　　　　　　　　اوم　　　　　　　　یجروید

ویدک دھرم سے متعلق۔ ہر پرکار کی پستکیں وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور سے طلب کریں

ٹریکٹ نمبر ۲۰

دیوسماج سے پرشن

مصنفہ

شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

جسکو

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

متصل ہری گیان مندر

نے

ہتکاری سٹیم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت ہیراج پرنٹر کے چھپوایا

پنجاب بھر میں مفت تعلیم کا صرف ایک ہی گوروکل چوہا بھگتاں
ضلع راولپنڈی میں ہے اسکا دھیان رکھو۔

سام وید　　　　　　　　اتھروید

اوم

دیو سماج سے پرشن

(۱) جس نیچر کو آپ جگت کے تبدیل کرنے والا تسلیم کرتے ہیں وہ دربیہ ہے یا گُن یعنی موصوف ہے یا صفت اگر موصوف ہے تو اس کی صفت کیا ہے۔ اگر صفت ہے تو کس موصوف کی؟

(۲) اجزء اشیاء کو آپ متحرک بالذات تسلیم کرتے ہیں یا غیر متحرک اگر متحرک بالذات تسلیم کرتے ہیں تو وہ مل نہیں سکتیں۔ اگر غیر متحرک تسلیم کرتے ہیں تو اُن کو ملانے والا کون ہے؟

(۳) جس شکتی کو آپ تسلیم کرتے ہیں تو وہ شکتی کس کی ہے کیونکہ شکتی کے معنے طاقت کے ہیں۔ جو بغیر طاقتور کے رہ نہیں سکتی۔ اگر شکتی بغیر شکتیمان کے رہ سکتی ہے تو اسکی کوئی مثال دو؟

(۴) نیکی اور بدی کا آپ کے مذہب میں کیا معیار ہے کیونکہ گناہ کی تعریف قانون کے خلاف عمل ہے آپ کسی روحانی اور ازلی حاکم کو تسلیم نہیں کرتے نہ کسی ازلی قانون کو مانتے ہیں۔ لہذا گناہ کا ایسا معیار پیش کریں جو نقص سے مبرا ہو۔

(۵) دیو گورو بھگوان ہیں جو پاپ ناش شکتی ہے۔ تو پاپ کا سبب کیا ہے کیونکہ پاپ کے سبب کے خلاف ناشک ہوسکتا ہے۔

(۶) دیو گورو بھگوان اسوقت ورن آشرمی ہیں یا اس سے الگ۔ اگر ورن آشرمی ہیں تو کس ورن یا آشرم میں ہیں؟

(۷) آپکے مت میں روح کی کیا تعریف ہے، آپ اسے مفرد مانتے ہیں یا مرکب وہ صفت ہے یا موصوف ہے؟

(۸) گناہ کو آپ روح کا خاصہ مانتے ہیں۔ یا کسی سبب سے پیدا شدہ عرض تسلیم کرتے ہیں اگر وہ عرض ہے تو اپادھک ہے یا نیمتک یا پاکج ہے؟

(۹) دیو گورو بھگوان نے اپنے آپ گیان حاصل کیا ہے یا کسی کتاب کو پڑھکر۔ اگر کتاب

کو پڑھکر گیان حاصل کیا ہے تو اس کا نام بتلائیں۔ اگر اپنے آپ حاصل کیا تو اس خصوصیت کا سبب ظاہر کریں۔ کہ دیوگورو بھگوان جس گیان کو اپنے آپ حاصل کرتے ہیں۔ اس کیواسطے دیوگورو کو ماننے کی آپ کو کیوں ضرورت پڑی ؟

(۱۰) آپ پنر جنم کو مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر مانتے ہیں تو کس حساب سے یا بلاحساب اگر حساب سے مانتے ہیں تو حساب کرنیوالا کون ہے ؟

(۱۱) انسان اپنے کرمونکی سزا و جزا پاتا ہے یا نہیں اگر پاتا ہے تو دینے والا کون ہے اگر نہیں پاتا تو پاپ سے خوف کیا۔ ہے ؟

(۱۲) آپ آتما کو نتیہ مانتے ہیں۔ یا انتیہ۔ بھوتک مانتے ہیں یا ابھوتک۔ گناہ۔ آتما کا کس قسم کا گُن ہے۔ سوبھاوک یا نیمتک۔ اُپادیک یا اپاریج ؟

(۱۳) کیا دیوگورو بھگوان کے جسم میں پاپ ناش کرنے کی طاقت ہے یا آتما میں اگر جسم میں ہے تو موت کے بعد بھی رہے گی یا نہیں ؟

(۱۴) دیودھرم کس پرمان سے سدھ ہوتا ہے کیونکہ پرتیکش سے تو ہو نہیں سکتا کیونکہ دھرم آتما کا ہے اور آتما حواسوں سے محسوس نہیں ہوتا۔

(۱۵) دیوگورو بھگوان کے چال چلن کیواسطے آدرش کون ہے اور بغیر آدرش کے کامیابی مشکل ہے اگر بغیر آدرش کامیابی ہوسکتی ہے تو دیوگورو بھگوان کی کیا ضرورت ہے ؟

(۱۶) معجزے کی کیا تعریف ہے اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ فلاں شخص کے اُپدیش سے ایک ہزار گوجروں نے جو چوری پیشہ قوم ہے۔ چوری اور جھوٹ کو چھوڑ دیا اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ فلاں مشہور ڈاکو نے اُپدیش سے ڈاکہ چھوڑ کر پبلک کی سیوا کرنا اختیار کیا تو اسکو آپ معجزہ تسلیم کرینگے یا نہیں ؟

(۱۷) اگر کوئی آدمی دس ہزار گوشت خوروں سے گوشت۔ شرابیوں سے شراب اور رشوت خوروں سے رشوت چھڑا دے تو وہ آپ کے گورو بھگوان سے جو ایشور کی ہستی سے انکاری۔ اور وہ ایشور کی ہستی کا اقرار کرتا ہو اور علم وعقل سے اسکو ثابت کرنیوالا ہو تو وہ دیوگورو بھگوان سے بڑھ [illegible] بتلائیگا یا نہیں ؟

اوم

ورشنانند گرنتھ سنگرہ جلد اول

ویاکھیان مکتاولی

جس میں شری سوامی ورشنانند سرسوتی جی کے

تصنیف کردہ ٹریکٹ وغیرہ شامل ہیں

جسکو

پ: چند شرما مالک ویدک پستکالیہ لاہور

نے جمع کیا

اور شری سرسوتی [illegible] پریس لاہور میں چھپوایا